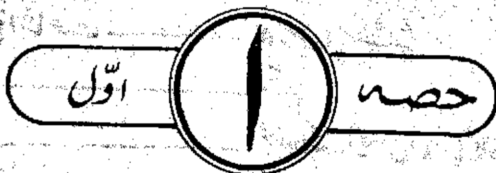


بحار الانوار

مُلّا محمّد باقر مجلسی رحمہ اللہ

ترجمہ

علّامہ عصر مفتی سیّد طیّب الموسوی الحسینی الجزائری مدظلہ

در حالات

حضرت امام حسینؑ

محفوظ بُک ایجنسی

اِمام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی ۵

فون:

تاریخ اشاعت ——— ۵ رجنوری ۱۹۸۰ء

بار ——— سوم

ناشر ——— محفوظ بک ایجنسی امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی

مطبع ——— گلوری پرنٹرز فون ۷۲۷۰۴۵

تصدیق صحت متن آیات قرآنی

کتاب بحار الانوار

میں نے کتاب ہذا میں آیات قرآنی کو حرفاً حرفاً پورے غور و خوض سے دیکھا اور پڑھا، میں تصدیق کرتا ہوں کہ ان آیات میں کوئی کمی وبیشی اور کتابت میں کوئی غلطی نہیں ہے، انشاء اللہ تعالیٰ ۔

حافظ محمد یٰسین سند یافتہ
امام نایاب جامع مسجد
ڈاکخانہ نمبر ۱ لیاقت آباد
کراچی

فہرست مطالب مہمہ کتاب بحار الانوار جلد عاشر حصہ اول

نذرانہ

بارگاہ عشق حقیقی میں سب سے بڑی نذر گزارنے والے
محراب عبودیت میں اپنے خون کا چراغاں کرنے والے
قربان گاہ محبت کو اپنے اور اپنے بہتر ساتھیوں کے کٹے ہوئے
سروں سے آراستہ کرنے والے۔
فرزند رسولؐ، دلبند بتولؑ حضور سید الشہدا امام حسین علیہ آلاف
التحیۃ والثنا ________ کی خدمت میں

وہ جس کا لہو ذرہ کی تقدیر بنا دے
گر جائے اگر خاک پہ اکسیر بنا دے

مؤلف

حرفِ آغاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدک یا رب علی الائک ونصلی علی صفوۃ انبیائک محمد وآلہ الذین ھم قادۃ اولیائک وسادۃ اصفیائک

میں عرصہ سے محسوس کر رہا تھا کہ اردو میں ایک ایسی کتاب ہوتی جس میں اصول وفروع کے متعلق احادیث مذہبِ جعفری کا ترجمہ پیش کیا جاتا کیوں کہ احادیث سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے لوگ دن بدن دین سے بیگانہ ہوتے جا رہے ہیں مسلمانوں کے دوسرے فرقے، جن کے دامن علوم اہلِ بیت سے خالی ہیں۔ انہوں نے دیکھتے دیکھتے اس میدان میں کتنے نمایاں مقام حاصل کر لئے چنانچہ اس وقت تک صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ترمذی وغیرہ کے تراجم بڑے شاندار طریقہ سے منظرِ عام پر آ چکے ہیں۔ اس کے علاوہ تفاسیر ودیگر کتب احادیث کا تو گویا حساب ہی نہیں مگر ہم ہیں کہ ہمارے گلشن میں خاک اُڑ رہی ہے علم حدیث سے ہمارے عوام کی بے خبری کی یہ حالت ہے کہ اصول اربعہ (کافی من لا یحضرہ الفقیہ، تہذیب واستبصار) کا نام بھی شاید کسی کو معلوم ہو، اس کی وجہ کیا ہے؟

کسی قوم میں تصنیف وتالیف کے فن کا عروج پانا دو ہی سببوں پر موقوف ہے (۱) قوم میں شوقِ مطالعہ ہونا (۲) امراء طبقہ کا اہلِ قلم کی ہمت افزائی کرنا۔ یہاں خیر سے دونوں کے متعلق التماس دُعا ہے۔ شوقِ مطالعہ کی یہ کیفیت ہے کہ بعض اوقات ایک کتاب کی نکاسی میں بیس سال لگ جاتے ہیں۔ امراء کا یہ حال ہے کہ ان کو اپنی دولت کا صحیح مصرف ہی نہیں معلوم، وہ سمجھتے ہیں کہ دولت عیش پرستی اور زینت وتفاخر ہی کے لئے دی جاتی ہے۔

ہماری قوم کی حالت بدنصیبی صرف پاکستان ہی میں ہے ورنہ باہر نکل جائیے تو غیروں کو اگر دیکھئے تو نوبل پرائز کی خطیر رقم کئی دفعہ ان کے اہلِ قلم حاصل کر چکے ہیں اور اپنوں کو اگر دیکھئے تو اپنے ہمسایہ ملک ایران ہی کو لے لیجئے جہاں پچھلے دنوں ایک با معرفت ایرانی نے اعلان

کیا تھا کہ جو شخص حضرت علیؑ کے فضائل میں بہتر تالیف پیش کریگا اس کو ایک لاکھ کی گراں قدر رقم پیش کی جائے گی ــــــــ ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا۔

بہر حال ان حوصلہ فرسا حالات میں جن افراد نے اس سنگلاخ وادی میں علومِ آلِ محمدؐ کا علم نصب کیا ہے ان کے مشکلات کافی حد تک واضح وآشکارا ہوگئے ہوں گے۔

شکر ہے اس خدائے بخشندہ ومہربان کا جس نے بادِ مخالف ودُوریٔ ساحل کے باوجود ہمت بندھائی یہاں تک کہ اب حدیث کے سمندر میں کشتی ڈالنے کا ارادہ ہوا ہے اور چوں کہ کتاب "بحار الانوار" فی الحقیقت حدیث کا ایک بحرِ ذخار ہے اس لئے میں نے اپنی چھوٹی سی کشتی کو زیادہ جواہرِ آبدار تلاش کرنے کے لئے اس کے متلاطم سمندر میں ڈال دیا۔ بسم اللہ مجریہا ومرسٰہا۔

بحار الانوار

مختصر لفظوں میں کچھ اس کتاب کے متعلق بھی حوالۂ قلم کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس جلیل القدر کتاب کو حدیث کا انسائیکلوپیڈیا کہا جائے تو انسب ہے شیعہ تو شیعہ اہلسنت میں بھی اتنی عظیم ومبسوط کتاب ملنا محال ہے یہ ملا محمد باقر بن ملا محمد تقی مشہور بہ علامہ محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ[1] ۱۰۳۷ھ کی تالیف منیف ہے جس کو انہوں نے اپنے تلامذہ کے اشتراک سے جن میں محدث کبیر سید نعمت اللہ جزائری کاتب الحروف کے جدامجد پیش پیش تھے مرتب فرمایا ہے یہ ۲۶ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے جس کا ہلکا سا خاکہ درج ذیل ہے۔

(جلد ۱) دربیان عقل وجہل فضل علم، حجیت اخبار، ابطال قیاس۔

(جلد ۲) در توحید، اسماء حسنیٰ۔

(جلد ۳) در عدل ومشیت وارادہ قضا وقدر علل الشرائع مقدمات الموت، احوال برزخ قیامت شفاعت وسیلہ جنت ودوزخ۔

(جلد ۴) در احتجاجات ومناظرات آئمہ طاہرین وعلماء کاملین۔

(جلد ۵) در قصص انبیاء ومرسلین۔

(جلد ۶) در احوال پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعجاز قرآن۔

(جلد ۷) امامت کے شرائط وجملہ کوائف از ولادت وعلوم وفضیلت واحتجاجات سید مرتضےٰ

[1] آپ کی ولادت کی تاریخ ہے "جامع کتاب بحار الانوار" فلللہ در قائلہ ح ز ۱۲

و شیخ مفید

(جلد ۸) نبیؐ کے بعد ہونے والے فتنوں کا بیان، سیرت خلفا، جنگ جمل و صفین و نہروان، حالات معاویہ، احوال بعض خواص امیر المومنینؑ و نیز آپ کے بعض اشعار و خطوط کی شرح۔

(جلد ۹) احوال امیر المومنینؑ از ولادت تا شہادت، احوال حضرت ابو طالب و آپ کے ایمان کا ذکر، نصوص امامت آئمہ اثنا عشر۔

(جلد ۱۰) احوال فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا و حسنین علیہما السلام، واقعات کربلا، احوال مختار۔

(جلد ۱۱) در احوال امام زین العابدین، محمد باقر، جعفر صادق، موسیٰ کاظم علیہم السلام۔

(جلد ۱۲) در احوال امام علی رضا، محمد تقی، علی نقی، حسن عسکری علیہم السلام۔

(جلد ۱۳) (کتاب الغیبۃ) در احوال امام ولی عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ علائم ظہور، آپ کی سلطنت اولاد، جزیرہ خضراء رجعت ان لوگوں کا ذکر جو حضرت کی خدمت میں مشرف ہوئے۔

(جلد ۱۴) (کتاب سماء و عالم) آسمان و زمین و جن و ملک و حیوان و انسان عناصر اربعہ کے بیان میں، نیز صید و ذباحت و اطعمہ و اشربہ و کتاب طب النبی و طب الرضا۔

(جلد ۱۵) ایمان و کفر کے بیان میں، صفات مومن، نجات دینے والی اور ہلاک کرنے والی چیزیں

(جلد ۱۶) (کتاب العشرۃ) آداب معاشرت کے بیان میں۔

(جلد ۱۷) (کتاب الزی والتجمل) آداب و سنن اوامر و نواہی، کبائر، خوشبو، سرمہ لگانے، سونے جاگنے کے آداب۔

(جلد ۱۸) در مواعظ و حکم، قصہ بلوہر و یوذاسف۔

(جلد ۱۹) طہارت، صلوٰۃ، تمام ہفتہ کی دعائیں اوراد نمازیں، رسالہ معرفت قبلہ لشاذان بن جبرئیل آداب روز جمعہ۔

(جلد ۲۰) در قرآن کریم اس کے فضائل و آداب تلاوت وجوہ اعجاز، ادعیہ و تعویذ وغیرہ۔

(جلد ۲۱) در زکوٰۃ و خمس و صوم، اعمال تمام سال۔

(جلد ۲۲) در حج و عمرہ، امر بالمعروف نہی عن المنکر۔

(جلد ۲۳) (کتاب مزار) زیارات معصومین علیہم السلام

(جلد ۲۴) در عقود و الایقاعات۔

(جلد ۲۵) در احکام شریعت، دیات۔

(جلد ۲۶) در اجازت

ملحوظ رہے کہ مصنف علیہ الرحمہ نے اس کتاب کو ۲۵ جلدوں پر تقسیم کیا تھا بعد میں پندرہویں جلد کو زیادہ ضخیم ہونے کی وجہ سے دو جلدوں پر منقسم کیا۔ گویا پندرہویں جلد کے دو حصے ہو گئے، مگر اس کے بعد کے مجلدات پر اس تقسیم کے لحاظ سے نمبر نہیں لگائے گئے اس بنا پر بظاہر کتاب ۲۵ جلدوں پر ختم ہوئی ہے مگر فی الواقع اس کی چھبیس جلدیں ہیں۔

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ کتاب بحار الانوار کیا ہے، ایسی عظیم الشان کتاب تالیف کرنے سے مولف کا مقصد یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام احادیث کو سمیٹ کر یکجا کر دیا جائے تاکہ جس کے پاس یہ ہو گویا ایک کتب خانہ اس کے پاس ہو دوسری کتاب کی ضرورت باقی نہ رہے یہی وجہ ہے کہ اس میں بہت سی ضعیف و غیر معمول بہ روایات بھی آ گئی ہیں کیوں کہ مولف کا مقصد تحقیق نہ تھا بلکہ جمع آوری تھا جیسا کہ اس کے نام (بحار الانوار) سے بھی ظاہر ہے کیوں کہ سمندر میں موتی، گھونگھے، خس و خاشاک سب ہی کچھ ہوتا ہے اور ہر چیز کا ایک مصرف ہے گویا مجلسیؒ نے فرمایا کہ تمام حدیثیں ان کی صحت و سقم سے قطع نظر کر کے اس مجموعہ میں جمع کئے دیتا ہوں اب تحقیق کی چھلنی میں چھان کر درایت کے چھاج میں پھٹک کر حقیقت کے جواہر آبدار ڈھونڈ نکالنا تمہارا کام ہے لہٰذا کوئی موالف یا موافق سندی اعتبار سے کسی روایت کے ثبوت و معتبر ہونے کی دلیل میں اس کے بحار میں ہونے کو پیش نہیں کر سکتا یعنی یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں روایت چونکہ بحار الانوار میں ہے اس لئے صحیح ہے جب تک کہ اس کی صحت پر دوسرے قرائن و شواہد قائم نہ ہوں۔ اس لئے مجھ کو اسکے ترجمہ میں تہذیب و تنقیح کی ضرورت پیش آئی کئی روایات مکرر و سہ کر دھتیں بعض سندی حیثیت سے کمزور تھیں بعض درایت کے خلاف تھیں اس لئے ایسی روایات کو حذف کرنا پڑا اسکے بعد بھی اگر کوئی روایت قابل نقص و ابرام بیچ رہی ہو تو یقیناً یہ ایسا ہی ہوگا جیسے چھلنی میں چھانتے وقت کوئی ناکارہ دانہ باقی رہ جائے لہٰذا اس پر ملامت کرنے کے بجائے اگر ٹھنڈے دل سے مطلع کر دیا جائے۔ تو آئندہ ایڈیشن میں تدارک کر دیا جائیگا کیونکہ اس مجموعہ کی تمام روایات کو

سوائے چند کے سندی حیثیت سے تصدیق شدہ نہیں کہہ سکتا اور ایسا ہو بھی کیسے سکتا ہے جب کہ اسکے لئے عمر نوحؑ درکار ہے اس لئے معیار درایت پر جو میرے نزدیک پوری اتریں ان کو مندرج کر دیا شاذ و نادر جو اس معیار کے مطابق نہ تھیں ان کو نظر انداز کر دیا گیا۔

بحار الانوار کی تمام جلدوں کو چھوڑ کر میں نے جلد عاشر سے اسو اسطہ ابتداء کی کہ یہ جلد امام حسینؑ الصلوٰۃ والسلام کے حالات میں ہے اور سرکار سید الشہداء کی ذات وسیلۃ النجات ہے شاید حضور کی نظر عنایت ہو جائے اور میں آپ کی نظر توجہ کی برکت سے اس بے تھاہ سمندر کو پار کرنے کے لائق ہو جاؤں۔ علاوہ بریں میں نے محسوس کیا کہ اُردو میں مصائب کے ماٰخذ کی بہت کمی ہے بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر اہل منبر و ذاکرین و مرثیہ خوان حضرات اپنی مجلس چلانے کے لئے غلط و بے بنیاد روایات کا سہارا لیتے ہیں اور اس طرح مثاب ہونے کے بجائے منبر رسولؐ سے دوھرا عذاب لے کر اترتے ہیں اس لئے میں نے مناسب خیال کیا کہ ان کی اس مشکل کو حل کرنے کے لئے جلد عاشر بحار کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جائے کیوں کہ یہ مصائب کی بہترین کتاب ہے جس کے بعد لوگوں کو غلط روایات پڑھنے کا کوئی عذر بار د تراشنا نہ پڑے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

جزائری

۲۲ ستمبر ۱۹۶۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب

در نصوص خلافت و امامت امام حسینؑ و وصیت امام حسین علیہ السلام

علامہ طبرسیؒ نے کتاب اعلام الوریٰ میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب امام حسن علیہ السلام کا وقت وفات قریب ہوا تو آپ نے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ "اے بھائی میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ جب میری روح مفارقت کرے تو تم میرے دفن و کفن کا انتظام کرنا اور غسل و کفن دینے کے بعد میرا تابوت میرے جد کے روضہ پہلے جانا تاکہ میں اپنے نانا سے اپنا عہد تازہ کر لوں اگر وہاں دفن نہ ہو سکوں تو میرا جنازہ دختر رسولؐ کی قبر پر لانا پھر جنت البقیع میں لا کر دفن کر دینا۔ و نیز علامہ طبرسیؒ نے کتاب مذکور میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب وقت وفات حضرت امام حسنؑ نزدیک پہنچا تو آپ نے قنبرؓ سے کہا کہ دیکھو کہ اہل بیت رسولؐ کے علاوہ کوئی مرد مومن دروازہ پر ہے۔ قنبرؓ نے عرض کی میرے دیکھنے کی کیا ضرورت ہے خدا اور رسولؐ اور فرزند رسولؐ بہتر جانتے ہیں فرمایا جا میرے بھائی محمد حنفیہؓ کو بلا لا قنبرؓ کہتا ہے میں حضرت محمد حنفیہ کے پاس گیا انہوں نے متعجب ہو کر کہا اے قنبر خیر ہے میں نے عرض کیا خیریت ہے چلئے آپ کو مولائے زمین و زمن حضرت امام حسن علیہ السلام نے طلب فرمایا ہے۔ محمد حنفیہ یہ سنتے ہی اُٹھے اور بہ تعجیل میرے ساتھ روانہ ہوئے اور مارے جلدی کے بند نعل نہ باندھا افتاں و خیزاں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا حضرت نے ارشاد کیا بیٹھو اے بھائی تم کو سزاوار نہیں کہ مجھ سے غائب رہو اور ان کلمات کو نہ سنو جو مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور زندوں کو مردہ کرتے ہیں اے بھائی تمہیں لازم ہے اپنے سینے کو ہمارے علم کا مخزن کرو اور ضلالت کی تاریکی میں چراغ ہدایت بنو اور جانو کہ متعدد بھائی اگرچہ وہ ایک باپ سے ہوں ان میں

فی الجملہ تفاوت ہوتا ہے جیسا کہ ساعات روز ایک دوسرے سے زیادہ روشن ہوتے ہیں کیا تم نہیں جانتے کہ حق تعالےٰ نے امامت کو فرزند حضرت ابراہیمؑ میں قرار دیا۔ اور بعض کو بعض پر فضیلت و بزرگی دی ہے۔ حضرت داؤد علیہ اسلام پر زبور کو نازل کیا اور ان سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار کیا اور سب پر فضیلت اور بزرگی عطا فرمائی اے محمد میں جانتا ہوں تم حسد نہ کروگے اس واسطے کہ حق تعالےٰ نے قرآن مجید میں کفار کو بہ صفت حسد یاد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ حَسَدًا مِّنْ .... لَهُمُ الْحَقُّ ط الخ (سورہ بقرہ آیت ۱۰۹)

اور خدا تم پر شیطان مسلط نہ کرے اے محمد خبر دوں میں آپ اس امر سے جو تمہارے پدر بزرگوار علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے تمہاری شان میں ارشاد کیا ہے؟ محمد حنفیہ نے کہا ارشاد کیجئے فرمایا ایک روز میں نے بصرہ میں جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو فرماتے سنا جو شخص چاہے کہ میرے ساتھ دنیا و آخرت میں احسان کرے پس چاہیئے کہ نیکی کرے میرے فرزند دلبند محمد سے اے محمد اگر چاہوں میں تو خبر دے سکتا ہوں تم کو ان باتوں کی جو تمہارے تولد سے پہلے واقع ہوئی ہیں، اے محمد آگاہ ہو کہ حسین میرے بعد امام ہے اور امامت ان کو بہ وراثت رسول خدا اور علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا علیہم السلام پہنچی ہے اور کتب الہیہ میں لکھا ہے کہ وہ خلیفہ و امام ہے۔ اور خدا جانتا ہے کہ ہم اہلبیت تمام خلائق سے بہتر ہیں اور حق تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت کے لئے اختیار کیا اور محمدؐ نے علیؑ کو اپنی خلافت کے لئے اختیار کیا اور علیؑ نے مجھے اختیار کیا اور میں حسینؑ کو اختیار کرتا ہوں اور اپنا وصی جانشین کرتا ہوں محمد حنفیہ نے کہا آپ ہمارے امام اور پیشوا اور بزرگ ہیں اور وسیلہ ہیں ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کیطرف قسم ہے خدا کی میرا دل چاہتا ہے کہ میں پہلے مر جاتا اور یہ بات آپ سے نہ سنتا کئی باتیں آپ کی تعریف میں مانند آب زلال شیریں و صاف جو اسرار پوشیدہ ہیں مجھے معلوم ہیں لیکن میں ان کو بیان نہیں کر سکتا اور اگر بیان کروں بھی تو وہ پہلے سے کتاب خدا میں لکھا ہے اور زبانیں فصیحوں کی اور قلم کاتبوں کے آپ کے مناقب و فضائل کی تحریر اور تفسیر سے عاجز ہیں اور خدا نیکوکاروں کو اسی طرح جزائے نیک دیتا ہے اور قوت و توانائی نہیں ہے مگر حق سبحانہ و تعالیٰ کی مدد سے اور امام حسینؑ ہم سب سے عاقل تر اور دانا تر ہیں اور حکم ان کا ہم سب سے زیادہ ہے اور قرابت

میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے بہ نسبت دوسروں کے قریب تر ہیں اور دو عالم کی خلقت سے پہلے عالم اور امام تھے اور پیش از گویا ہونے کے وحی خدا کو پڑھتے تھے اور اگر حق تعالیٰ کسی شخص کو جناب رسول خدا سے بہتر جانتا تو اس کو پیغمبر کرتا اور جب کہ حق تعالیٰ نے محمدؐ کو اور ان حضرت نے علی ابن ابیطالبؑ کو اور انہوں نے آپ کو اور آپ نے حسینؑ کو اختیار کیا پس میں نے آپ کے ارشاد کو تسلیم کیا اور میں نے ان کی خلافت و امامت کو بہ رضا قبول کیا۔ اور اب ہر شدت و مشکل میں ان سے پناہ چاہوں گا اور مشتبہات میں ان کی رہنمائی سے ہدایت پاؤں گا۔

باب (۲)

امام حسین علیہ السلام کے بعض معجزات کے بیان میں

کتاب بصائر الدرجات میں صالح بن ہیثم اسدی سے منقول ہے کہ میں اور عبایہ بن ربعی حبابہ والبیہ کے پاس گئے اور وہ ایک عورت قبیلہ والبیہ سے تھی اسکی پیشانی پر بسبب کثرت عبادت و سجود نشان سیاہ پڑ گیا تھا عبایہ بن ربعی نے اس عورت سے پوچھا کہ اے حبابہ یہ تیرے بھائی کا بیٹا ہے حبابہ نے کہا کون عبایہ نے کہا صالح بن ہیثم اس نے کہا ہاں قسم بخدا یہ میرا بھتیجا ہے بعد ازاں حبابہ نے صالح کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے پسر برادر ایک بات میں نے حسین بن علیؑ سے سنی ہے اگر تو کہے تو میں بیان کروں میں نے کہا اے عمہ بیان فرمائیے اس نے کہا اے صالح حضرت امام حسینؑ کی زیارت کو میں اکثر جایا کرتی تھی ناگاہ سفید داغ میری دونوں آنکھوں کے بیچ میں پیدا ہوا اور اس مرض کا عارض ہونا مجھ پر نہایت شاق اور ناگوار ہوا اسی سبب سے ایک مدت تک حضرت کی زیارت سے محروم رہی۔ ایک روز اس جناب نے اپنے اصحاب سے میرے متعلق استفسار فرمایا' اصحاب نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان داغ سفید پیدا ہوا ہے۔ اس سبب سے اس نے گھر سے نکلنا ترک کر دیا ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت نے اصحاب سے ارشاد کیا' اس عورت کی عیادت کو چلو پس حضرت مع اصحاب کے میرے گھر میں تشریف لائے اسوقت میں اپنی جائے نماز پر مشغول نماز تھی' حضرت نے فرمایا اے حبابہ تو کس لئے

ہماری زیارت کو نہیں آتی میں نے کہا یا ابن رسول اللہ بوجہ اس مرض کے جو میری پیشانی پر پیدا ہوا ہے شرفِ زیارت سے محروم رہی حضرت نے فرمایا مقنع کو اپنے چہرہ سے اٹھا جب میں نے مقنع اٹھایا حضرت نے اپنا لعاب دہن اس داغ پر لگا دیا اور فرمایا اے حبابہ شکر خدا بجا لا کہ اس نے اپنے لطف و کرم سے تیرے عارضہ کو زائل کیا۔ بموجب ارشاد حضرت میں سجدۂ شکر بجا لائی۔ بعد ازاں حضرت نے فرمایا سر اپنا سجدے سے اٹھا جب میں نے سر اٹھایا اور آئینہ میں دیکھا تو فرزندِ رسولؐ کے اعجاز سے مطلق نشان اس عارضے کا نہ پایا پس حمد خدا بجا لائی۔ قطب راوندی نے کتاب خرائج میں ابو خالد کابلی سے اس نے یحییٰ بن ام طویل سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ ایک دن حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں بیٹھا تھا ناگاہ ایک جوان

لہ: حبابہ والبیہ شیعان علی بن ابی طالب علیہ السلام میں سے ایک نہایت عاقلہ عالمہ کاملہ جلیل القدر خاتون تھیں۔ سب سے بڑی سعادت ان کی یہ تھی کہ انہوں نے امام اوّل سے لے کر امام ہشتم تک ہر ایک کی زیارت کی تھی اور آٹھ اماموں سے فیض علم حاصل کیا تھا۔ آپ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زندہ معجزہ تھیں۔ علامہ مجلسی (مولف کتاب) علیہ الرحمۃ نے یہاں پر اس حدیث کے نقل کرنے پر اکتفا کی ہے جو حضرت امام حسین علیہ السلام سے متعلق ہے لیکن میں مومنین کے مزید فائدہ کیلئے آپکا مزید حال نقل کئے دیتا ہوں علامہ شیخ عباس قمی علیہ الرحمۃ منتہی الآمال میں حبابہ والبیہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتی ہیں میں نے حضرت امیر المومنینؑ کو شرطۃ الخمیس (فوجی افسروں) کی ایک جماعت کے درمیان دیکھا آپ کے ہاتھ میں ایک تازیانہ تھا جس سے جرّی و مار ماہی ورمیر و طبراق (حرام مچھلیوں کے اقسام) فروخت کرنے والوں کو سزا دے رہے تھے اور فرماتے جاتے تھے یَا بَیَّاعَ مُسُوخِ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ يَا بَيَّاعَ جُنُوْدِ بَنِيْ مَرْوَانَ، یعنی اے مسوخ بنی اسرائیل کے بیچنے والے اے لشکر بنی مروان کے بیچنے والے! اس وقت فرات بن احنف (آپ کی فوج کے ایک سردار) کھڑے ہوئے اور انہوں نے عرض کی یا امیر المومنین! جنود بنی مروان سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ تھے جو اپنی ڈاڑھی منڈاتے اور مونچھوں کو تاؤ دیتے تھے۔ حبابہ کہتی ہے کہ میں نے کسی بولنے والے کو حضرت علیؑ سے بہتر نہیں پایا اسکے بعد میں آپکے پیچھے پیچھے گئی یہاں تک کہ آپ مسجد کوفہ کے صحن میں داخل ہوئے اسی وقت میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کی "مولا! یہ بتلائیے کہ امام کی نشانی کیا ہے؟" حضرت نے فرمایا "خدا تجھ پر رحمت کرے! ذرا اس سنگریزے کو اٹھا لا" میں نے وہ پتھر کا ٹکڑا اٹھا کر امام کو دیا آپ نے اپنی انگشتر مبارک سے اس پر مہر لگا دی اور فرمایا اے حبابہ! یہ ہے امام کی نشانی جو شخص کہ مدعی امامت ہو اور اس طرح سے قدرت رکھتا ہو جس طرح تو نے دیکھا تو جان لینا کہ وہ امام مفترض الطاعۃ ہے۔ امام جس چیز کا ارادہ کرے وہ چیز اس سے مخفی نہیں رہ سکتی حبابہ کہتی ہیں کہ اس واقعہ کو عرصہ گذر گیا یہاں تک کہ [illegible] المومنینؑ نے شہادت پائی تب میں امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ اپنے والد بزرگوار کی جگہ پر بیٹھے ہوئے

گریاں و نالاں حضرت کے پاس آیا حضرت نے پوچھا اے شخص تیرے رونے کا سبب کیا ہے اس نے کہا یا مولیٰ میری ماں نے انتقال کیا ہے اور قدرے مال چھوڑا ہے اور کچھ وصیت نہیں کی مگر مرتے وقت اس نے مجھ سے اتنا کہا تھا کہ پہلے خبرِ مرگ حضرت امام حسین علیہ السلام کو پہنچانا، بعد ازاں تجہیز و تکفین کرنا اس کی وصیت کے بموجب یا مولیٰ میں آپ سے خبر کرنے کو حاضر ہوا ہوں یہ ماجرا سن کر حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا، اس زن صالحہ خوش اعتقاد کے گھر چلو، بموجب ارشاد عالی معالی علیہ السلام ہم سب اٹھے اور ہمراہ رکاب فرزند بوتراب روانہ ہوئے جب اس مکان پر پہنچے جہاں اس مومنہ کی میت کو لٹایا تھا۔ حضرت نے دروازے پر کھڑے ہو کر دست مناجات درگاہ قاضی الحاجات میں بلند کئے، عرض کیا بار خدایا اس کو زندہ کر تا کہ وصیت کرے فی الفور حضرت کی برکت دعا سے وہ زن صالحہ اٹھ بیٹھی اور شہادتین کو اپنی زبان پر جاری

تھے اور لوگ چاروں طرف سے گھیرے ہوئے آپ سے سوالات کر رہے تھے جونہی حضرت کی نگاہ مجھ پر پڑی فرمایا حبابہ! وہ سنگریزہ لاؤ جو تمہارے پاس ہے میں نے وہ سنگریزہ پیش کیا جس پر آپ نے بھی اپنی انگشت مبارک سے مہر لگا دی امام حسنؑ کی شہادت کے بعد میں امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ اسوقت مسجد رسولؐ میں تشریف فرما تھے آپ نے مجھ کو اپنے نزدیک بلا کر خوش باش کی اس کے بعد فرمایا جو کچھ تو دیکھ چکی ہے وہی تیرے مقصود کے لئے کافی ہے آیا اسکے بعد بھی میری امامت کی نشانی دیکھنا چاہتی ہے میں نے عرض کی "جی ہاں" فرمایا اچھا تو وہ سنگریزہ لاؤ جو اٹھا کر لائی ہو، چنانچہ میں نے وہ سنگریزہ پیش کیا آپ نے بھی بہ اعجاز اس پر اپنی خاتم مبارک کا نقش کر دیا۔ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اس وقت پیری مجھ پہ اثر انداز ہو چکی تھی کیوں کہ اس وقت میری عمر ایک سو تیرہ سال کی تھی امام عالی مقام مشغول نماز تھے میں مایوس ہوئی کہ شاید ملاقات نہ ہو سکے، اور میں نے دل میں خیال کیا کہ شاید میں نشانی دیکھنے سے محروم ہو جاؤں، اتنے میں حضرت نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا۔ اشارہ کے ساتھ ہی میرا شباب پلٹ آیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے میں نے عرض کی کہ دنیا کتنی گزری ہے اور کتنی باقی ہے؟ فرمایا جو گزری ہے بتاؤں گا جو باقی ہے نہیں بتاؤں گا۔ پھر آپ نے فرمایا وہ سنگریزہ پیش کر میں نے سنگریزہ پیش کیا اس پر آپنے بھی مہر ثبت کر دی۔ اس کے بعد حبابہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں گئی اور آپ نے بھی مہر لگا دی پھر امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپنے بھی اسی طرح سنگریزہ پر مہر لگائی پھر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے بھی اسی طرح مہر لگائی۔ آخر میں امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور انہوں نے بھی سنگریزہ پر اپنی انگشت مبارک سے مہر لگا دی۔ بعد ازاں حبابہ نے نو مہینہ زندہ رہ کر وفات پائی۔ (مترجم عفی عنہ)

۱

کیا۔ بعدازاں اس مومنہ نے حضرت کی طرف دیکھا عرض کی یا مولیٰ آپ گھر میں آئے ہیں اب جو میرے حق میں مناسب ہو ارشاد کیجئے تاکہ عمل میں لاؤں حضرت داخل حجرہ ہوئے اور اس کے سرہانے بیٹھے اور فرمایا خدا تجھ پر رحم کرے اپنی وصیت بیان کر اس نے کہا یا ابنِ رسول اللہ میں اس قدر مال رکھتی ہوں اور فلاں مکان میں رکھا ہے ایک ثلث مال کے حضرت مختار ہیں اپنے دوستوں سے جسے چاہیں عنایت فرمائیں اور دو ثلث مال میرے فرزند کو دیجئے بشرطیکہ آپ کے غلاموں اور شیعوں سے ہو اور اگر مخالف ہو تو اس بقیہ مال کے بھی حضرت مختار ہیں اس لئے کہ مال مومنین میں مخالفین کا حق نہیں ہے اس کے بعد اس زن صالحہ نے استدعا کی کہ یا حضرت میری نماز جنازہ آپ ہی پڑھیں گا اور تجہیز و تکفین میری اپنے ہاتھ سے فرمائیے گا۔ اتنا کہنے کے بعد اس مومنہ کی روح پھر ریاض جنت کو پرواز کر گئی ٥ کتاب مذکور میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک اعرابی معجزات امام حسینؑ کا ذکر سن کر برائے امتحان مدینہ طیبہ میں آیا جب نزدیک مدینہ پہنچا اپنے ہاتھ سے استمنا کر کے جنب ہوا اور حضرت کی خدمت میں آیا۔ حضرت نے فرمایا اے اعرابی تجھے شرم نہیں آتی کہ ہمارے پاس تو جنب ہو کر آیا ہے اعرابی نے عرض کی یا ابنِ رسول اللہؐ میں اپنی حاجت کو پہنچا اور جو مطلب میرا تھا وہ حاصل ہوا اور اعجاز آپ کا مجھے معلوم ہوا بعدازاں اس نے جا کر غسل کیا۔ اور بار دیگر حضرت کی خدمت میں آیا اور جو مسئلے دریافت کرنا چاہتا تھا - دریافت کئے ٥ اسی کتاب میں جناب صادقؑ سے اور ان کے آبائے طاہرینؑ سے روایت ہے کہ حضرت امام حسینؑ جب اپنے غلاموں کو کسی حاجت کے واسطے بھیجنے کا قصد فرماتے تھے تو ان غلاموں سے کہہ دیتے تھے کہ فلاں دن جانا اور فلاں دن نہ جانا اگر میرے کہنے پر عمل نہ کرو گے قطاع الطریق اور راہزن تمہیں لوٹ لیں گے اور قتل کریں گے ان غلاموں نے حضرت کے فرمانے پر عمل نہ کیا جس دن حضرت نے جانے کو منع کیا تھا اسی دن گئے اثنائے راہ میں چوروں نے انہیں قتل کیا اور اسباب انکا لوٹ لیا جب ان کے لٹنے اور قتل ہونے کی خبر حضرت نے سنی فرمایا میں نے انہیں منع کیا تھا میرا کہنا نہ مانا آخر الامر بلا میں گرفتار ہوئے اسی وقت حضرت والی مدینہ کے پاس

تشریف لے گئے جب اس کی نظر حضرت پر پڑی عرض کیا یا رسول اللہ میں نے سنا ہے کہ حضرت کے کچھ غلاموں کو راہزنوں نے قتل کر کے مال و اسباب انکا غارت کیا حق تعالیٰ اسکے عوض حضرت کو ثواب عطا فرمائے۔ حضرت نے فرمایا میں تجھ کو ان راہزنوں کے ناموں سے مطلع کرتا ہوں تو والی مدینہ ہے ان سب کو گرفتار کر کے سزا دے۔ حاکم مدینہ نے عرض کی کہ یا بن رسول اللہ آپ انہیں پہچانتے ہیں حضرت نے فرمایا ہاں میں انہیں ایسا پہچانتا ہوں کہ جیسے تجھے پہچانتا ہوں یہ فرما کے حضرت نے ایک شخص کی جانب اشارہ فرمایا کہ جو حاکم مدینہ کے سامنے کھڑا تھا اور فرمایا یہ شخص بھی ان میں تھا۔ اس شخص نے حضرت سے کہا آپ نے کہاں سے جانا کہ میں بھی ان میں سے ہوں حضرت نے فرمایا اگر میں سچ کہوں تو میرے کہنے کو باور کرے گا اس نے کہا بے شک تصدیق کروں گا۔ حضرت نے فرمایا جب تو راہزنی کے قصد سے گھر سے باہر نکلا تھا تو فلاں فلاں شخص تیرے ساتھ تھے پھر حضرت نے اس کے باقی ساتھیوں کے نام لئے چار شخص ان میں سے حوالی مدینہ سے تھے اور باقی اشخاص لشکر مدینہ کے تھے والی مدینہ نے جب ان کے نام سنے اس شخص سے کہا مجھے قسم ہے پروردگار کی اگر تو سچ نہ بتائے گا تو مارے تازیانوں کے تیرا گوشت اڑا دوں گا۔ اس شخص نے کہا قسم بخدا حضرت امام حسینؑ سچ کہتے ہیں گویا کہ ہمارے ساتھ تھے۔ اس وقت والی مدینہ نے سب کو بلا کر جمع کیا اور سب کے قتل کرنے کا حکم دیا ٥ اسی کتاب میں روایت ہے کہ ایک شخص حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں آیا اور اس نے ایک زن مالدار کے ساتھ عقد کرنے کے بارے میں حضرت سے مشورہ کیا حضرت نے فرمایا مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ تو اُسے اپنے نکاح میں لائے یہ شخص بھی مال کثیر رکھتا تھا اس مرد بدنصیب نے حضرت کا کہنا نہ مانا اور اسی عورت سے نکاح کیا چند روز گزرے تھے کہ وہ مال و متاع اس کا فنا ہو گیا اور نان شبینہ کو محتاج ہو گیا۔ دوسری مرتبہ وہ شخص حضرت کی خدمت میں آیا حضرت نے فرمایا میں نے تجھے منع کیا تھا اس عورت کو عقد میں نہ لا تو نے میرے کہنے پر عمل نہ کیا اب مناسب یہ ہے کہ اُسے طلاق دے دو کہ حق تعالیٰ اس کے عوض میں بہتر اس سے عطا فرمادے گا۔ اور فرمایا فلاں عورت سے عقد کر چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا ابھی ایک سال نہ گزرا تھا کہ وہ کافی مالدار ہو گیا اور اولاد بھی اس سے پیدا ہوئی اور بہت راحتیں اس نے پائیں۔ اسی کتاب میں روایت ہے کہ جب حضرت امام حسینؑ پیدا ہوئے حق سبحانہ

و تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو حکم دیا کہ ایک گروہ ملائک اپنے ساتھ لے کر زمین پر جاؤ اور ہماری طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبارک باد دو پس جبرئیل بموجب حکم رب جلیل زمین پر نازل ہوئے اثنائے راہ میں ان کا گزر ایک جزیرے سے ہوا۔ اس میں ایک فرشتہ تھا جس کا نام فطرس تھا حق تعالیٰ نے اس کے پر و بال توڑ کر اس جزیرے میں گرا دیا تھا اور سبب عتاب الٰہی کا اس پر یہ تھا کہ حق تعالیٰ نے کسی کام کے لئے اُسے بھیجا تھا۔ ا[illegible] اس سے کچھ دیر ہو گئی تھی پس وہ فرشتہ سات سو برس سے اس جزیرے میں اسی حال تباہ سے پڑا تھا اور عبادت خدا کرتا تھا۔ جب جبرئیل کا گزر اس جزیرے سے ہوا فطرس نے پوچھا اے جبرئیل تم کہاں جاتے ہو۔ جبرئیل نے کہا کہ بحکم خدائے جلیل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاتا ہوں فطرس نے کہا مجھے بھی ساتھ لے چلو کہ وہ جناب میرے حق میں دعا فرمائیں جبرئیل اس کو ساتھ لے کر حضرت کی خدمت میں آئے اور فطرس کا حال عرض کیا حضرت نے فرمایا اس سے کہو اپنے بدن کو میرے فرزند حسینؑ کے بدن سے ملے جب فطرس نے بموجب ارشاد نبیؐ اپنے بدن کو حضرت امام حسینؑ کے گہوارے سے ملا فوراً حق تعالیٰ نے اس شافع روز جزا کی برکت سے بال و پر اس فرشتے کو عنایت فرمائے اور وہ حضرت جبرئیل کے ساتھ ملائے اعلیٰ کو پرواز کر گیا

○ ابن شہر آشوب علیہ الرحمۃ نے کتاب مناقب میں حضرت صادق اور ان کے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت امام حسین علیہ السلام ایک بیمار کی عیادت کو تشریف لے گئے اس کو تپ شدید تھی جس وقت حضرت اس کے گھر میں پہنچے اسی وقت حضرت کی برکت قدم سے تپ زائل ہو گئی۔ اس مرد نیک اعتقاد نے کہا یا ابن رسول اللہؐ جو کچھ فضل و شرف حق تعالیٰ نے آپ کے خاندان عالی کو عطا فرمایا ہے میں بہ جان و دل اس کا معتقد ہوں اور یہ ادنیٰ معجزہ ہے کہ آپ کے برکت قدم سے تپ زائل ہو گئی۔ حضرت نے فرمایا بخدا سوگند کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے کوئی چیز نہیں خلق کی مگر اسے ہماری اطاعت کا حکم دیا ہے۔ راوی کہتا ہے جس وقت حضرت نے یہ فرمایا ایک آواز لبیک کی غیب سے آئی اور گوینده اس کا نظر نہ آیا۔ اس وقت حضرت نے فرمایا اے تپ آیا تجھ کو میرے پدر بزرگوار علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے حکم نہیں کیا کہ تو نزدیک نہ جا مگر اس شخص کے جو دشمن ہمارا ہو یا گناہ گار ہو تاکہ

تیری حرارت کے صدمہ سے گناہ اس کے عفو ہوں پس اس مرد مومن کے پاس تو کیوں آئی۔ اس مرد بیمار کا نام عبداللہ بن شداد بن ہادی لیثی تھا ○ شیخ طوسی نے تہذیب الاحکام میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے ایک سال ایک عورت خانۂ کعبہ کا طواف کر رہی تھی اور ایک مرد بھی اس کے پیچھے طواف میں مشغول تھا اس عورت نے اپنا ہاتھ چادر سے باہر نکالا اس مرد نے بھی اپنا ہاتھ پھیلا کر اس عورت کے ہاتھ پر رکھ دیا قدرت خدا سے اس مرد کا ہاتھ اس عورت کے ہاتھ سے وصل ہو گیا ہر چند سعی کرتا تھا کہ ہاتھ چھڑائے لیکن وہ جدا نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ لوگوں نے طواف قطع کیا اور ان کی تعزیر دینے کے متعلق سوال کیا، فقہا نے کہا مرد کے ہاتھ کو قطع کر دیں کیونکہ اس نے خیانت کی ہے حاکم نے پوچھا آیا کوئی شخص فرزندان محمدؐ سے یہاں موجود ہے۔ لوگوں نے کہا آج کی شب حضرت امام حسینؑ تشریف لائے ہیں حاکم نے حضرت کو طلب کیا اور عرض کیا یا ابن رسول اللہؐ آپ ملاحظہ فرمائیے کہ کیا بلا ان دونوں کے سروں پر نازل ہوئی ہے۔ حضرت جب ان کے حال سے مطلع ہوئے روئے مبارک قبلہ کی طرف کیا اور دست مناجات میں بلند کئے اور دیر تک دعا میں مشغول رہے بعد ازاں حضرت ان دونوں کے پاس تشریف لائے اور اس مرد کا ہاتھ اس عورت کے ہاتھ سے چھڑا دیا، حاکم نے عرض کیا آیا اس حرکت شنیع پر انہیں کچھ تعزیر دوں حضرت نے فرمایا نہیں[1] ○ ابن شہر آشوب نے کتاب مناجات میں عبدالعزیز سے روایت کی ہے ایک دن ایک گروہ حضرت کی خدمت میں آیا، اور عرض کیا یا ابن رسول اللہؐ آپ اپنے فضائل اور مناقب بیان فرمائے۔ حضرت نے فرمایا تم ہمارے فضائل کے سننے کی طاقت نہیں رکھتے پس تم سب ہٹ جاؤ اور ایک شخص کو میرے پاس چھوڑ جاؤ تاکہ میں اس سے کچھ کلام کروں۔ اگر وہ شخص میرے کلام کو سن سکے گا تو میں تم سب سے کہوں گا۔ چنانچہ سب ہٹ گئے اور ایک شخص رہ گیا حضرت نے اس سے کچھ کلام فرمایا۔ پس حضرت کا کلام

[1] ۔ حضرت نے اس عاصی کے ہاتھ کو کٹنے سے بچایا، مگر آپ کی شہادت کے بعد لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر رحم نہ کھایا۔ آئندہ۔ جمال علیہ العذاب والوبال کا واقعہ آئے گا
مترجم عفی عنہ

حس کر وہ شخص متحیّر اور سراسیمہ اور از خود رفتہ ہو گیا اور کسی کو کچھ جواب نہ دیتا تھا پس
یہ حال دیکھ کر سب واپس چلے گئے ○ حضرت صادق علیہ السلام سے روایت
ہے حضرت امام حسین علیہ السلام کے زمانہ میں دو شخصوں نے ایک عورت اور
اس کے فرزند کے بارے میں نزاع کی، ایک کہتا تھا کہ یہ عورت میری زوجہ ہے اور
یہ فرزند میرا فرزند ہے دوسرا کہتا تھا یہ عورت میری اور یہ فرزند میرا ہے۔ اتفاقاً
حضرت امام حسینؑ بھی وہاں وارد ہوئے اور ان کی نزاع کا سبب پوچھا اس وقت
ان دونوں نے اپنا حال بیان کیا حضرت نے تب مدعی اول سے کہا بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ
گیا، بعدازاں حضرت نے اس عورت سے فرمایا اے عورت سچ کہہ پیش ازاں کہ حق
تعالیٰ تیرا پردہ فاش کرے اور تو رسوا ہو، عورت نے کہا یا حضرت یہ شخص جو بیٹھا
ہے میرا شوہر ہے اور یہ فرزند اسی کا ہے اور اس دوسرے شخص کو میں جانتی نہیں کہ یہ
کون ہے حضرت امام حسینؑ نے جب یہ کلام بدانجام اس عورت بدخصلت سے سنا
اس طفل شیرخوار کی طرف جو ابھی گویا نہ ہوا تھا متوجہ ہو کر فرمایا اے طفل تو بحکم خدا بیان
کر کہ تیری ماں سچ کہتی ہے یا نہیں وہ لڑکا اعجاز سے حضرت کے گویا ہوا اور کہنے
لگا کہ میں ان دونوں کے نطفہ سے نہیں ہوں بلکہ میرا باپ گلہ بان ہے فلاں قبیلہ
کا اور میں اس کا نطفہ ہوں۔ حضرت نے یہ بات اس طفل بے زبان سے سنکر فرمایا کہ
اس عورت کو سنگسار کرو حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ اس لڑکے نے پھر کلام نہ کیا ○ اصبغ
بن نباتہ نے روایت کی ہے کہ ایک دن میں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت
میں عرض کیا اے سید و آقا میرے میں آج ایک ایسی چیز کے متعلق سوال کرنا چاہتا
ہوں جس کا مجھ کو یقین ہے اور وہ امر ایک ایسا سرّ الٰہی ہے جس کے حامل آپ
ہیں۔ حضرت نے فرمایا اے اصبغ تو دیکھنا چاہتا ہے کہ مسجد قبا میں رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کیوں کر فلاں سے خطاب کیا میں نے کہا ہاں! یا ابن رسول اللہ یہی چاہتا
ہوں حضرت نے فرمایا کہ اٹھ کھڑا ہو اور اس وقت میں اور حضرت کوفہ میں تھے
ناگاہ پلک بھی نہ جھپکانے پایا تھا کہ میں نے خود کو اور حضرت کو مسجد قبا میں پایا حضرت
نے میری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور کہا اے اصبغ حق تعالےٰ نے ہوا کو حضرت سلیمان
کے لئے مسخر کیا تھا کہ وہ حضرت چاشت میں ایک مہینے کی راہ اور آخر روز

ایک مہینے کی راہ طے فرماتے تھے اور ہم کو حق تعالےٰ نے اس سے زیادہ قدرت
عطا کی ہے میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ قسم بخدا آپ سچ فرماتے ہیں، پھر حضرت
نے فرمایا ہم وہ ہیں کہ علم کتاب خدا ہمارے پاس ہے اور جو کچھ کتاب خدا میں ہے
اس کے بیان کو ہم خوب جانتے ہیں اور نہیں ہے خلق خدا میں کسی کے پاس جو کچھ ہمارے
پاس ہے اس واسطے کہ ہم محمل راز ہائے پوشیدۂ خدا ہیں۔ بعدازاں حضرت میری طرف
دیکھ کر متبسم ہوئے اور فرمایا کہ ہم آل خدا اور وارث رسول خدا ہیں حضرت کے اس ارشاد
پر میں حمد خدا بجا لایا۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا اے اصبغ مسجد میں داخل ہو، جب
میں داخل مسجد ہوا میں نے دیکھا رسول خداؐ بیٹھے ہیں اور رو لئے مبارک اپنی پشت مبارک
اور دونوں زانوؤں پر لپیٹے ہیں ناگاہ میں نے دیکھا کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام گریبان
اس شخص کا پکڑے ہیں اور حضرت رسول خداؐ اپنی انگشت مبارک کو دندان مبارک سے
کاٹتے ہیں اور اس سے فرماتے ہیں اے شخص تو نے اور تیرے ساتھیوں نے میرے
اہل بیت کے حق میں بہت برائی کی لعنت خدا اور رسول ہو تجھ پر تا آخر خبر ○ کتاب
مناقب میں ابن زبیر سے روایت کی ہے جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے ارادہ
سفر عراق کا کیا تو میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا یا ابن رسول اللہ آپ اس قوم
جفاکار میں جاتے ہیں کہ جنہوں نے آپ کے پدر بزرگوار کو شہید کیا اور حضرت امام حسن
علیہ السلام سے پھر گئے۔ حضرت نے فرمایا میرا شہید ہونا ایسے مقام میں بہتر ہے اس سے
کہ میں مکہ میں شہید ہوں اور حرمت مکہ میری وجہ سے ضائع ہو ○ ابن عباس سے
روایت ہے کہ انہوں نے کہا دیکھا میں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو پیش از سفر
عراق کہ ہاتھ حضرت جبرئیل کا پکڑے ہوئے دروازۂ خانہ کعبہ پر کھڑے ہوئے تھے۔
اور حضرت جبرئیل لوگوں کو ندا کرتے تھے ایہاالناس حضرت امام حسینؑ سے بیعت
کرو کیوں کہ ان کی بیعت بیعتِ خدا ہے اور ایک شخص نے ابن عباس کو اس پر ملامت
کی کہ تم نے سفر عراق میں امام حسینؑ کا ساتھ کیوں چھوڑا۔ ابن عباس نے جواب دیا کہ
جو اصحاب حضرت کے ساتھ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے سب کے نام ایک نامہ
میں جو سندس بہشت سے تھا لکھے تھے ایک شخص ان میں سے کم و زیادہ نہ ہوا اور میرا
نام اس نامہ میں نہ تھا اور میں اُن سب کو پہلے سے پہچانتا ہوں اور ان کے ناموں سے

مطلع ہوں۔ محمد حنفیہؓ نے کہا کہ اصحاب حضرت امام حسینؑ کے تمام نام میرے پاس لکھے ہیں بلکہ ان کے باپ کے ناموں سے بھی آگاہ ہوں ٥ اور کتاب نجوم میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک سال حضرت خامس آل عبا جناب سید الشہدا پیادہ پاحج کو تشریف لے گئے اثنائے راہ میں بسبب بعد مسافت پائے مبارک حضرت کے متورم ہو گئے۔ بعض غلاموں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ سوار ہو جائیے تاکہ ورم پائے مبارک کم ہو حضرت نے قبول نہ فرمایا۔ کہا جب ہم منزل پر پہنچیں گے تو ایک غلام حبشی ملے گا اس کے پاس ایک روغن ہوگا وہ اس ورم کے لئے نہایت نافع ہے پس جب وہ غلام حبشی اس روغن کو لائے تو اس سے مول لینا اور جو قیمت طلب کرے بے تامل دینا حضرت کے ایک غلام نے تعجب کیا اور کہا یا بن رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اس منزل میں کوئی روغن فروش نہیں ہے حضرت نے فرمایا عنقریب وہ آئے گا جب بقدر ایک منزل کے راہ طے کی ناگاہ ایک غلام سیاہ دور سے نمودار ہوا حضرت نے اپنے ایک غلام سے فرمایا کہ جا اور روغن کو خرید کر قیمت اس کی دے جب وہ غلام بموجب ارشاد حضرت اس حبشی کے پاس گیا اور روغن طلب کیا حبشی نے پوچھا کس کے لئے طلب کرتا ہے کہا کہ اپنے آقا حسین بن علیؑ کے واسطے جب اس مرد نیک اعتقاد نے حضرت کا نام سنا کہنے لگا مجھے حضرت کی خدمت میں لے چل جب اس حبشی کو حضرت کی خدمت میں لایا اس نے کہا یا بن رسول اللہ میں آپ کا شیعہ اور ہوا خواہوں سے ہوں روغن کی قیمت میں نہیں چاہتا لیکن یہ چاہتا ہوں کہ میرے لئے دعا فرمائیے کہ حق تعالیٰ مجھ کو ایک فرزند صحیح الخلقت عطا فرمائے جو دوست دار اہل بیت ہو یا مولا جب میں آپ کی خدمت میں آنے لگا تو میری عورت کو درد زہ تھا۔ حضرت نے فرمایا اپنے گھر پھر جا کہ حق تعالےٰ نے تجھے فرزند صحیح الخلقت عطا فرمایا۔ اس ارشاد کے سنتے ہی وہ حبشی بسرعت تمام روانہ ہوا جب اپنے گھر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ فرزند مستوی الخلقت پیدا ہوا پھر وہ پلٹ کر آیا اور اس نے دعائے خیر دیکے عرض کیا یا ابن رسول اللہ جو کچھ آپ نے ارشاد کیا تھا۔ وقوع میں آیا بعدازاں حضرت نے اس روغن کو اپنے پائے مبارک پر ملا ہنوز اپنی جگہ سے حرکت نہ کی تھی کہ ورم پائے مبارک کا بالکل زائل ہو گیا اور مطلق نشان باقی نہ رہا

مولف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہی حدیث حضرت امام حسن علیہ السلام کے معجزات میں بھی گزری ہے اور کتاب کافی میں بھی اسی طرح روایت کی ہے اور صدور اس معجزے کا دونوں حضرات سے اور موافقت دونوں کی بجمیع وجوہ خالی از غرابت وبعد نہیں ہے بظاہر اس معجزے کا ذکر حضرت کے معجزات میں سہو کاتب سے ہوا ہے ٥ اسی کتاب میں حذیفہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسینؑ سے زمانہ رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں سنا اور اس زمانہ میں سن شریف ان حضرت کا بہت کم تھا فرماتے تھے قسم بخدا اے حذیفہ بنی امیہ میرے قتل پر جمع ہوں گے اور اتفاق کریں گے اور لشکر شقاوت اثر کا سرگروہ عمر سعد ہوگا۔ حذیفہ کہتے ہیں میں نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا یا بن رسول اللہ یہ خبر آپ نے حضرت رسول خدا سے سنی ہے فرمایا نہیں پس میں خدمت رسول میں حاضر ہوا اور جو امام حسینؑ سے سنا تھا عرض کیا حضرت نے فرمایا اے حذیفہ علم میرا علم حسینؑ ہے اور علم میرا حسین کا علم ہے کیوں کہ جو کچھ واقع ہونے والا ہوتا ہے پیش از وقوع ہونے کے ہم اسے جانتے ہیں ٥ کتاب عیون المعجزات میں حضرت صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت امام محمد باقرؑ سے اور انہوں نے حضرت امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ ایک بار اہل کوفہ حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں آئے اور کمی باران کی شکایت کی اور کہا یا مولا آپ ہمارے حق میں سبحانہٗ تعالیٰ سے طلب باران کیجئے حضرت نے امام حسینؑ سے کہا تم اٹھو اور بارش کے لئے دعا کرو بموجب ارشاد کے امام حسین کھڑے ہوئے اور ایک خطبہ فصیح و بلیغ پڑھا اور حق تعالےٰ سے ان لوگوں کے واسطے طلب باران کی دعا کی اور وہ دعا یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ مُعْطِیَ الْخَیْرَاتِ وَمُنْزِلَ الْبَرَکَاتِ اَرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْنَا مِدْرَاراً وَّاسْقِنَا غَیْثاً مِغْزَاراً وَّاسِعاً غَدَقاً مُجَلِّلاً سَحّاً سَفُوْحاً ثَجَّاجاً تُنَفِّسُ بِهِ الضَّعْفَ مِنْ عِبَادِكَ وَتُحْیِیْ بِهِ الْمَیِّتَ مِنْ بِلَادِكَ اٰمِیْنَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ہنوز حضرت دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ یکایک بارش ہوئی اسی وقت ایک اعرابی نواحی کوفہ سے آیا اور یہ خبر لایا کہ میں تالابوں اور گھاٹیوں کو پانی سے چھلکتا چھوڑ آیا ہوں ٥ جعفر ابن محمد بن عمارہ نے اپنے باپ سے انہوں نے عطا ابن سائب سے انہوں نے اپنے بھائی سے

طلب باران کی دعا

روایت کی ہے کہ بروزِ شہادت جناب سید الشہدا معرکہ کربلا میں، میں حاضر تھا میں نے دیکھا کہ ایک ملعون قبیلہ تمیم سے جس کا نام عبداللہ ابن جویرہ تھا حضرت امام حسینؑ کے لشکر کے قریب آیا اور بآوازِ بلند حضرت کا نام لے کر پکارا حضرت نے اس لعین سے کہا تو کیا چاہتا ہے معاذ اللہ اس بے حیا نے کہا بشارت ہو تمہیں آتش دوزخ کی حضرت فرمایا حاشا بلکہ میں شفاعت کنندہ کی خدمت میں جاتا ہوں اور میری بازگشت ایک اچھے حال سے دوسرے اچھے حال کی طرف ہے تو کون ہے اس نے کہا میں عبداللہ ابن جویرہ ہوں حضرت نے اپنے دستِ مبارک درگاہ قاضی الحاجات میں بلند کئے یہاں تک کہ سفیدی زیر بغل نمودار ہوئی اور عرض کی خداوندا! تو اس شقی کو آتش دوزخ کی طرف کھینچ لے وہ ملعون حضرت کی بددعا سنکر غصہ میں آیا اور حضرت پر حملہ کیا حکم حق تعالےٰ سے اس ملعون کے گھوڑے نے ایسا اضطراب کیا کہ ایک پاؤں اس کا خندق میں جاتا رہا اور وہ شقی گھوڑے سے گرا اور ایک پاؤں رکاب میں الجھا رہا گھوڑا دوڑتا جاتا تھا اور پاؤں اس کا اسی طرح رکاب میں الجھا تھا اور سر نجس اس کا ہر پتھر و درخت سے ٹکراتا تھا یہاں تک کہ ایک جانب سے تمام ران اور پنڈلی جدا ہو گئی اور دوسری جانب رکاب میں الجھی رہ گئی اور اسی حال سے داخل جہنم ہوا اور اپنے کئے کی سزا کو پہنچا ۵ مولف علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ طاؤس یمانی سے روایت ہے جب حضرت امام حسین صلوات اللہ علیہ اندھیرے مکان میں تشریف رکھتے تھے تو ایک نور اُن حضرت کی پیشانی اور گردن مبارک سے ساطع ہوتا تھا۔ اور لوگ اس نور کی وجہ سے حضرت کو پہچان لیتے تھے اور ان اعضا کے نورانی ہونے کا سبب یہ تھا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ گلوئے مبارک و پیشانی کے بوسے لیتے تھے ۵ ایک دن حضرت جبرئیلؑ خانۂ جناب فاطمہؑ میں نازل ہوئے دیکھا کہ وہ معصومہ خواب راحت میں ہیں اور حضرت امام حسین علیہ السلام جھولے میں روتے ہیں حضرت جبرئیل حضرت امام حسین علیہ السلام کو لوری[1] دینے لگے اور

[1] بعض اوقات حضرت علی گھر میں آتے تو دیکھتے کہ سیدہ چکی پیستے پیستے تھک کے سو گئی ہیں لیکن چکی اسی طرح حرکت کر رہی ہے دوسرے ہاتھ میں تسبیح بھی خود بخود گردش کناں ہے گھوارہ ہل (باقی صفحہ ۲۷ پر)

اور ان کو بہلاتے جاتے تھے یہاں تک کہ حضرت فاطمہ زہرا خواب راحت سے بیدار ہوئیں سنا کہ کوئی شخص حضرت امام حسین علیہ السلام سے باتیں کرتا ہے متعجب ہو کر اس طرف دیکھنے لگیں تو کسی کو نہ پایا جب حقیقت اس کی جناب رسول خدا سے پوچھی تو آپ نے فرمایا اے فاطمہ وہ جبرئیل تھے۔ بعض معجزات آپ کے پہلے مذکور ہوئے اکثر آئندہ آئیں گے خصوصاً باب شہادت اور وقائع مابعد شہادت میں۔

باب ۳

ذکر مکارم اخلاق و دیگر احوال امام عالی مقام و اصحاب کرام

عیاشی نے اپنی تفسیر میں بسند ہائے معتبر روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت امام حسینؑ ایک جماعت مساکین کی طرف سے گزرے آپ نے دیکھا کہ وہ اپنی عبا بچھائے ہوئے خشک روٹی کے ٹکڑے کھا رہے ہیں جب حضرت ان کے نزدیک پہنچے ان مساکین نے حضرت کو دعوت دی کہ یابن رسول اللہ اس نان خشک میں شرکت کریں حضرت گھوڑے سے نیچے اترے اور ان کے ساتھ بیٹھ کر تناول فرمایا اور اس آیت کی تلاوت اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُتَکَبِّرِیْنَ۔ یعنی حق تعالےٰ متکبروں کو دوست نہیں رکھتا اس کے بعد حضرت نے فرمایا میں نے تمہاری دعوت قبول

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۲۶:۔ رہا ہے جب حضرت رسول سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا ملائکہ سموات اکثر میری بیٹی فاطمہ کی خدمت کرتے ہیں چکی چلانے والے میکائیل تھے تسبیح پڑھنے والے اسرافیل تھے گھوارہ جھلانے والے جبرائیل تھے۔ جبرائیل امین کی لوری اس موقعہ پہ یہ ہوا کرتی تھی۔

اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ نَھْرًا مِنْ لَبَنْ ۔۔۔ لِعَلِیٍّ وَ حُسَیْنٍ وَ حَسَنْ
کُلُّ مَنْ کَانَ مُحِبًّا لَھُمْ ۔۔۔ دَخَلَ الْجَنَّۃَ مِنْ غَیْرِ مِحَنْ

ترجمہ:۔ جنت میں علی و حسین و حسن کے لئے دودھ کی نہریں ہیں جو بھی ان کا محب ہے وہ بغیر تکلیف کے جنت میں داخل ہوگا (تفصیل کے لئے دیکھو روضۃ الشہدا صفحہ ۲۳۵) مترجم عفی عنہ۔

کی تم بھی میری دعوت قبول کرو جب ان مساکین نے حضرت کی دعوت کو قبول کیا وہ جناب ان کو دولت سرا پر لائے اور کنیز سے فرمایا جو کچھ تو نے مہمانوں کے لئے ذخیرہ کیا ہے حاضر کر بموجب ارشاد کے کنیز نے حاضر کیا حضرت نے بخوبی تمام ان کی ضیافت کی اور رخصت فرمایا ٥ ابن شہر آشوب نے کتاب مناقب میں روایت کی ہے جب اسامہ بن زید کو مرض الموت ہوا حضرت امام حسین علیہ السلام عیادت کو تشریف لے گئے ان کو نہایت اندوہناک پایا وہ حالت مرض میں کہتے تھے ہائے افسوس! حضرت نے سبب اندوہ پوچھا اسامہ نے کہا یا ابن رسول اللہ میرے اندوہ کا باعث یہ ہے کہ ساٹھ ہزار درہم کا میں قرضدار ہوں حضرت نے فرمایا تم خاطر جمع رکھو تمہارا قرض مجھ پر ہے اور میں اسے ادا کروں گا اسامہ نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ میں ڈرتا ہوں کہ قبل ازادائے قرض مر جاؤں گا اور مشغول الذمہ رہوں حضرت نے فرمایا اے برادر تیرا قرضہ میں تیرے مرنے سے پہلے ادا کر دوں گا روای کہتا ہے جو حضرت نے فرمایا تھا ویسا ہی کیا یعنی ہنوز اسامہ نے وفات نہیں کی تھی کہ اس منبع جود وسخا نے ان کے قرض کو ادا کر دیا ٥ منقول ہے کہ امام عالی مقام اکثر فرماتے تھے کہ بدترین خصلت بادشاہوں کی یہ ہے کہ اعدا سے نامردی کریں ضعیفوں سے سختی اور بوقت بخشش وعطا بخل کریں ٥ کتاب انس المجالس میں روایت کی ہے جب فرزدق شاعر کو مروان نے مدینہ سے نکال دیا ایک روز حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے چار سو اشرفیاں اس کو عطا کیں کسی نے عرض کیا یا بن رسول اللہ وہ شاعر فاسق ہے یہ مبلغ خطیر آپ نے اس کو کیوں عطا فرمایا ارشاد کیا بہترین مال تمہارا وہ ہے جس سے حفظ آبرو ہو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن زہیر شاعر کو بہت کچھ عطا کیا اور عباس بن مرداس شاعر کے حق میں فرمایا اس کی زبان کو بخشش سے قطع کرو یعنی کچھ اسے دو تا کہ میری مذمت نہ کرے ٥ منقول ہے ایک اعرابی مدینہ میں آیا لوگوں سے پوچھا سب سے زیادہ سخی مدینہ میں کون ہے سب نے کہا حسین بن علی بہت سخی وکریم ہیں اعرابی یہ سن کر حضرت کی تلاش میں داخل مسجد ہوا دیکھا کہ حضرت نماز پڑھتے ہیں اور اس وقت اعرابی نے یہ شعر حضرت کی مدح و ثنا میں پڑھے۔

لَمْ يَخِبِ الْآنَ مَنْ رَجَاكَ — وَمَنْ حَرَّكَ مِنْ دُوْنِ بَابِكَ الْحَلَقَةَ
أَنْتَ جَوَادٌ وَأَنْتَ مُعْتَمَدٌ — أَبُوْكَ قَدْ كَانَ قَاتِلَ الْفَسَقَةَ
لَوْلَا الَّذِيْ كَانَ مِنْ أَوَائِلِكُمْ — كَانَ عَلَيْنَا الْجَحِيْمُ مُنْطَبِقَةَ

حاصل مضمون یہ ہے کہ نا امید و محروم نہیں پھرتا جو آپ سے امید رکھے اور زنجیر آپ کے در کی ہلائے۔ آپ سخی اور محل اعتماد ہیں پدر بزرگوار آپ کے قاتل کفار تھے۔ اگر آپ کے بزرگ ہماری ہدایت نہ کرتے تو آتش جہنم ہمیں گھیر لیتی اور ہم مخلد فی النار رہتے پس جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے قنبر سے فرمایا آیا مال حجاز سے کچھ بچا ہے قنبر نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ چار ہزار اشرفیاں باقی ہیں فرمایا لے آؤ کہ یہ اعرابی اس مال کا ہم سے زیادہ مستحق ہے پھر آپ مسجد سے دولت سرا میں تشریف لائے اور ان اشرفیوں کو ردائے مبارک میں لپیٹ کر دروازہ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور بسبب شرم وحیا کے اپنا روئے مبارک اعرابی کے سامنے نہ کیا۔ اور شگاف در سے ہاتھ باہر نکال کر وہ اشرفیاں اعرابی کو عطا فرمائیں اور یہ شعر اس کی عذر خواہی میں انشا فرمائے۔

خُذْهَا فَإِنِّيْ إِلَيْكَ مُعْتَذِرٌ — وَاعْلَمْ بِأَنِّيْ إِلَيْكَ ذُوْ شَفَقَةَ
لَوْ كَانَ فِيْ سَيْرِنَا الْغَدَاةَ عَصًا — أَمْسَتْ سَمَانَا عَلَيْكَ مُنْدَفِقَةَ
لٰكِنَّ الزَّمَانَ ذُوْ غِيَرٍ — وَالْكَفُّ مِنِّيْ قَلِيْلُ النَّفَقَةَ

یعنی اے اعرابی لے اس کو اور میں تیرے آگے عذر خواہ ہوں کہ تیرا حق مجھ سے ادا نہ ہوا یقین جان کہ میں تیرے حال پر بہت شفقت رکھتا ہوں۔ اگر آج ہمارے لئے کچھ حکومت ہوتی اور حق ہمارا غضب نہ ہوتا تو دیکھتا تو کہ ہمارا ابر کرم تجھ پر کیوں کر برستا ہے لیکن کیا کریں گردش روزگار نے ہمارے امور کو متغیر کر دیا ہے۔ اور ہمارا ہاتھ ان دنوں نہایت تنگ ہے۔ اعرابی نے حضرت سے دینار لئے اور رونے لگا فرمایا اے اعرابی تو اس لئے روتا ہے کہ یہ دینار قلیل ہیں عرض کیا یا مولا میں اس لئے نہیں روتا بلکہ اس لئے روتا ہوں کہ ایسے سخی کے ہاتھ کیوں کر خاک میں پنہاں ہو جائیں گے [1] اور مثل اسی روایت کے حضرت امام حسین علیہ السلام کی نسبت

[1] لیکن جمال شتی نے ان ہاتھوں کے ساتھ کیا ظلم وستم کیا۔ مترجم

بھی منقول ہے ۵ ابن شہر آشوب نے کتاب مناقب میں عبدالرحمن خزامی سے روایت کی ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام صحرائے کربلا میں درجۂ شہادت پر فائز ہوئے لوگوں نے حضرت کی پشت مبارک پر گھٹوں کے نشان دیکھے امام زین العابدین علیہ السلام سے ان گھٹوں کا سبب پوچھا فرمایا کہ امام مظلوم ہمیشہ غلہ اور روٹیوں کے انبار اپنی پشت مبارک پر رکھ کر بیواؤں اور یتیموں اور مسکینوں کے لئے لے جاتے تھے اور ان کے گھروں میں چھپا کر پہنچاتے تھے۔ روایت ہے کہ عبدالرحمن سلمی نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے ایک فرزند کو سورۂ حمد تعلیم کیا صاحبزادے نے جب اس کو حضرت امام حسینؑ کے سامنے پڑھا حضرت نے ہزار دینار اور ہزار حلّے عبدالرحمن کو عطا کئے اور فرمایا اس کا منہ موتیوں سے بھر دو کسی نے عرض کیا اے مولا اس قدر اجرت سورۂ الحمد سکھانے کی نہیں ہوتی فرمایا اے شخص جس قدر مال و زر میں نے اس کی تعلیم کے عوض میں دیا ہے بہت کم ہے بعد ازاں حضرت نے یہ اشعار انشا کئے۔

إِذَا جَادَتِ الدُّنْيَا عَلَيْكَ فَجُدْ بِهَا — عَلَى النَّاسِ طُرًّا قَبْلَ أَنْ تَتَفَلَّتِ
فَلَا الْجُودُ يُفْنِيهَا إِذَا هِيَ أَقْبَلَتْ — وَلَا الْبُخْلُ يُبْقِيهَا إِذَا مَا تَوَلَّتِ

یعنی جب دنیا تیری طرف رجوع کرے چاہیئے کہ تو بھی خلق اللہ پر انعام و بخشش کر پیش ازاں کہ تجھ سے روگردانی کرے۔ اس لئے کہ جب دنیا رجوع کرتی ہے تو جود سے فنا نہیں کر سکتا اور جب منہ پھیرتی ہے تو بخل کرنے سے وہ باقی نہیں رہتی۔ خلق و تواضع آپ کا ایسا تھا کہ ایک روز حضرت ایک جماعت مساکین پر سے گزرے جو اپنی عبا کو بچھائے خشک روٹی کھا رہے تھے حضرت نے ان کو سلام کیا انہوں نے جواب سلام دے کر عرض کیا یا بن رسول اللہ اس نان خشک کے کھانے میں ہماری شرکت کیجئے حضرت گھوڑے سے اتر کر ان کے پاس بیٹھ گئے۔ عذر کیا کہ یہ نان خشک صدقہ ہے اور صدقہ ہم پر حرام ہے۔ اگر یہ صدقہ نہ ہوتا تو میں بلا تامل تمہارا شریک ہوتا پھر فرمایا اٹھو اور میرے گھر چلو میں تمہاری ضیافت کروں حضرت نے ان کو دولت سرا پر لا کر ضیافت کی اور بہت سا لباس اور درہم عطا فرما کر رخصت کیا۔ حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے ایک دن حضرت

امام حسین علیہ السلام اور محمد بن حنفیہ میں کچھ کلام خشونت آمیز ہوا محمد بن حنفیہ نے ایک عریضہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو لکھا اس میں یہ مضمون مندرج کیا اے برادر! میرے اور تمہارے پدر بزرگوار علی ہیں اس باب میں میں تمہارے برابر ہوں لیکن مادر بزرگوار تمہاری فاطمہ زہرا دختر رسول خدا ہیں اگر تمام روئے زمین سونے سے بھر جائے اور میری ماں اس کی مالک ہوتی تب بھی تمہاری مادر گرامی کے رتبہ کو نہ پہونچتی پس جب آپ میرے نامہ کے مضمون سے مطلع ہوں تو مجھ تک قدم رنجہ فرمائیں اور اپنی تشریف آوری سے میرے دل کو شاد کریں کیوں کہ آپ احسان و کرم کرنے میں مجھ سے اولیٰ و برتر ہیں والسلام علیک ورحمۃ و برکاتہ حضرت نے جب محمد بن حنفیہ کا نامہ پڑھا اسی وقت ان کے گھر تشریف فرما ہوئے اور اس دن سے پھر کسی طرح کی رنجش حضرت اور محمد بن حنفیہ کے درمیان میں نہ آئی۔ ۵ حضرت کی شجاعت کی یہ کیفیت تھی کہ ایک دن مدینہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور ولید بن عقبہ جو حاکم مدینہ تھا کے درمیان ایک زراعت پر نزاع واقع ہوئی حضرت نے عمامہ سر ولید سے اتار لیا اور اس کی گردن میں لپیٹ کر زمین پر کھینچا مروان نے جب یہ حال دیکھا تو حضرت کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا ہرگز میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ حاکم وقت پر اس قدر زیادتی کرے ولید نے کہا اے مروان قسم ہے خدا کی تو نے یہ کلمہ میری طرف داری اور دل سوزی سے نہیں کہا بلکہ تو نے میرے حکم اور بردباری اختیار کرنے پر حسد کیا بخدا کہ حق حضرت کی طرف ہے اور مزرعہ بھی انہیں کا ہے حضرت نے فرمایا اے ولید اب جب کہ تو نے حق کا اقرار کیا میں نے وہ مزرعہ تجھے بخش دیا یہ فرما کر حضرت وہاں سے چلے آئے ۵ منقول ہے کہ معرکۂ کربلا میں آپ سے وہ ملعون کہتے تھے کہ اطاعت یزید قبول کیجئے۔ حضرت جواب میں فرماتے تھے۔ لَا وَاللّٰهِ لَا أُعْطِيْكُمْ بِيَدِيْ إِعْطَاءَ الذَّلِيْلِ وَلَا أَفِرُّ فِرَارَ الْعَبِيْدِ قسم ہے خدا کی نہ میں تمہاری اطاعت کروں گا جس طرح اور مردم ذلیل اطاعت کرتے ہیں اور نہ بھاگوں گا جس طرح غلام بھاگ جاتے ہیں۔ پس باواز بلند ندا کی کہ اے بندگان خدا میں پناہ مانگتا ہوں ہر اس متکبر سے جو روز قیامت پر ایمان نہیں رکھتا فرمایا مَوْتٌ فِيْ عِزٍّ خَيْرٌ مِنْ حَيٰوةٍ فِيْ ذُلٍّ عزت کی

موت ذلت کی زندگی سے بہتر ہے آپ نے بروز شہادت یہ اشعار پڑھے۔

اَلْمَوْتُ خَیْرٌ مِنْ رُکُوْبِ الْعَارِ   وَالْعَارُ اَوْلٰی مِنْ دُخُوْلِ النَّارِ   وَاللّٰہِ مَا ھٰذَا وَھٰذَا جَارِیْ

حاصل مطلب یہ ہے کہ موت بہتر ہے ارتکاب عار سے اور عار بہتر ہے دخول نار سے لہٰذا بجز ا! ذلت نہیں ممکن ہے موت قبول کی جاسکتی ہے، ابن نباتہ کہتا ہے کہ حسین وہ شخص ہیں کہ بہ عزت مرنے کو زندگی جانتے ہیں اور بذلّت جینے کو مرگ جانتے ہیں۔ کتاب حلیۃ الاولیا میں محمد بن حسن سے روایت ہے جب کوفہ وشام کی فوجیں صحرائے کربلا میں جمع ہوئیں اور حضرت کو یقین ہوا کہ یہ اشقیا مجھ سے لڑیں گے اس وقت اپنے اصحاب کے سامنے یہ تقریر کی "تم دیکھتے ہو اس امر کو جو نازل ہوا بدرستیکہ دنیا متغیر ہوگئی ہے اور نیکیوں نے منہ پھیر لیا ہے اور لذتیں اس کی تلخ وناگوار ہوگئیں یہاں تک کہ نہ باقی رہا دنیا سے مگر مانند لقیہ آب جو تہ کوزہ رہ جاتا ہے اور نہیں باقی رہا اس سے مگر عیش حقیر مانند ثقیل چارہ کے آیا تم نہیں دیکھتے کہ لوگ حق پر عمل نہیں کرتے اور باطل سے پرہیز نہیں کرتے پس چاہیئے کہ ایسے وقت میں مرد مومن ملاقات حق تعالیٰ کا راغب ہو فرمایا لَا اَرَی الْمَوْتَ اِلَّا سَعَادَۃً وَالْحَیٰوۃَ مَعَ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا بَرَمًا، میں ایسی موت کو سعادت جانتا ہوں اور زندگی کو ظالموں کے ساتھ رنج وملال جانتا ہوں اور جب آنحضرت نے میدان جنگ کا قصد کیا یہ اشعار پڑھے۔

سَاَمْضِیْ فَمَا بِالْمَوْتِ عَارٌ عَلَی الْفَتٰی   اِذَا مَا نَوٰی خَیْرًا وَّجَاھَدَ مُسْلِمًا

وَوَاسَی الرِّجَالَ الصَّالِحِیْنَ بِنَفْسِہٖ   وَفَارَقَ مَذْمُوْمًا وَّخَالَفَ مُجْرِمًا

اُقَدِّمُ نَفْسِیْ لَا اُرِیْدُ بَقَاءَھَا   لِتَلْقٰی خَمِیْسًا فِی الْھِیَاجِ عَرَمْرَمًا

فَاِنْ عِشْتُ لَمْ اُذْمَمْ وَاِنْ مِتُّ لَمْ اُلَمْ   کَفٰی بِکَ ذُلًّا اَنْ تَعِیْشَ فَتُرْغَمَا

عنقریب میں میدان قتال کی طرف جاتا ہوں کیونکہ مرنا انسان کے لئے ذلت نہیں ہے بشرطیکہ وہ اسلام کی حالت میں جہاد کرے اور اپنی جان دے کر اچھوں کی مدد کرے، بروں سے مفارقت کرے مجرم سے مخالفت کرے، میں اپنے نفس کو لشکر کثیر کی طرف دھکیلتا ہوں میں اس کی بقاء نہیں چاہتا پس اگر میں بچ گیا یا مارا گیا تو برا نہیں کہا جاؤں گا ہاں اگر تو ذلت کے ساتھ زندہ رہے تو یہ بہت

برا ہوگا۔ مناقب ابن شہر آشوب میں آپ کے زہد کے متعلق روایت ہے کہ کسی نے آپ سے کہا کہ اے مولا! آپ اللہ سے کتنا ڈرتے ہیں! حضرت نے ارشاد کیا روز قیامت عذاب خدا سے امن نہیں ہے مگر وہ شخص جو دنیا میں حق سبحانہ وتعالیٰ سے خائف رہا ہو۔ ابن لبطہ نے کتاب ابانہ میں روایت کی ہے کہ اس امام مظلوم نے پچیس حج پیادہ پا کئے اور اونٹ ومحمل آپ کے ہمراہ رہتے تھے۔ کتاب عیون المجالس میں روایت کی ہے ایک روز جناب امام حسین علیہ السلام انس بن مالک کے ساتھ قبر حضرت خدیجۃ الکبریٰ پر تشریف لائے اور بہت زیادہ روئے بعدازاں انس سے ارشاد کیا تم میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔ انس کہتا ہے کہ میں حضرت کی آنکھ بچا کر ایک گوشہ میں چھپ رہا دیکھوں حضرت کیا کرتے ہیں دیکھا میں نے کہ آپ مشغول نماز ہوئے جب نماز کو بہت طول ہوا تو میں نزدیک گیا میں نے سنا کہ حضرت یہ مناجات درگاہ قاضی الحاجات میں فرماتے ہیں۔

یَا رَبِّ یَا رَبِّ اَنْتَ مَوْلَاہٗ   فَارْحَمْ عُبَیْدًا اِلَیْکَ مَلْجَاہٗ

یَا ذَا الْمَعَالِیْ اَنْتَ مُعْتَمَدِیْ   طُوْبٰی لِمَنْ کُنْتَ اَنْتَ مَوْلَاہٗ

طُوْبٰی لِمَنْ کَانَ خَادِمًا اَرِقًا   یَشْکُوْ اِلٰی ذِی الْجَلَالِ بَلْوَاہٗ

وَمَا بِہٖ عِلَّۃٌ وَّلَا سَقَمٌ   اَکْثَرُ مِنْ حُبِّہٖ لِمَوْلَاہٗ

اِذَا اشْتَکٰی بَثَّہٗ وَغُصَّتَہٗ   اَجَابَہُ اللّٰہُ ثُمَّ لَبَّاہٗ

اِذَا تَبَتَّلَ بِالظَّلَامِ مُبْتَھِلًا   اَکْرَمَہُ اللّٰہُ ثُمَّ اَدْنَاہٗ

بارالٰہا پروردگار تو میرا آقا و مولا ہے پس رحم کر اس بندہ پر جو تجھ سے پناہ مانگتا ہے اور تجھ سے التجا کرتا ہے اے صاحب بزرگواری وشرف تو ہی میرا محل اعتماد ہے، خوشا حال اس بندے کا جس کا تو مولا ہو، خوشا حال اس کا جو خادم اور بندہ ہو تیرا اور تمام شب تیرے خوف سے بیدار رہے اور شکایت اپنی سختی وبلا کی تجھ سے کرے کسی طرح کی بیماری اور کوئی مرض اس بندے کو سوا تیری محبت کے نہ ہو اور جس وقت وہ بندہ شکایت اپنے رنج والم کی کرے تو تو اس کو قبول کرے اور اس کے جواب میں فرمائے کہ لبیک اے بندہ میرے

اور جس وقت وہ بندہ ظلمت و تاریکی میں بہ تفرع و اخلاص دعا کرے تو تو اس کو اپنے لطف و کرم سے عزت اور بزرگی عطا فرمائے اور اپنے قرب میں اسے جگہ دے۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ جب حضرت نے یہ اشعار مناجات میں فرمائے تو اس کے جواب میں یہ آواز آئی۔

لبیک عبدی و انت فی کنفی — وکلما قلت قد علمناہ
صوتک تشتاقہ ملائکتی — فحسبک الستر قد سمعناہ
دعاؤک عندی یجول فی حجب — فحسبک الستر قد سفرناہ
لو ھبت الریح من جوانبہ — خر صریعا لما تغشاہ
سلنی بلا رغبۃ ولا رھب — ولا حساب انی انا اللہ

لبیک اے میرے بندہ تو ہم سے نزدیک ہے اور جو کچھ تو نے کہا سب ہم نے سنا۔ اور تیری آواز سننے کو ہمارے ملائکہ مشتاق ہیں پس کافی ہے تجھے کہ ہم نے پردے تیرے روبرو سے اٹھا دیئے۔ اور اگر شمائم روائح عزت و جلال اس دعا کے اطراف و جوانب پر چلیں تو کسی شخص کو تاب استقامت اس کی تجلی کی نہ رہے پس جس چیز کو تو چاہے بے طمع اور بے خوف اور بے حساب ہم سے طلب کر۔ کیونکہ میں خدائے عز و جل ہوں۔ ابن شہر آشوب نے کتاب مناقب میں اس شعر کی بھی امام حسینؑ سے روایت کی ہے۔

یا اھل لذۃ دنیا لا بقاء لھا — ان اغترارا بظل زائل حمق

یعنی اے اہل لذات دنیا آگاہ ہو کہ دنیا محل بقا نہیں ہے کیونکہ فریب کھانا اس سایہ سے جو معرض زوال ہو حماقت ہے اور ان اشعار کو بھی آپ کی طرف منسوب کیا ہے۔

سبقت العالمین الی المعالی — بحسن خلیقۃ و علو ھمۃ
ولاح بحکمتی نور الھدی — فی لیال فی الضلالۃ مدلھمۃ
یرید الجاحدون لیطفئوہ — ویابی اللہ الا ان یتمہ

حاصل مضمون یہ ہے کہ میں فوقیت لے گیا ہوں بزرگی اور علو مرتبہ میں تمام عالم سے اپنے حسن خلقت اور علو ہمت کے اور میری حکمت سے شب ہائے

تاریک ضلالت میں نور ہدایت ظاہر ہوا جو لوگ منکر ہیں چاہتے ہیں کہ اس نور کو چھپا دیں اور حق تعالے چاہتا ہے کہ اس نور کو تمام کرے ٥ کتاب مناقب میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے ایک دن جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو مسجد میں لائے اور اپنے پہلو میں کھڑا کر کے تکبیر کہی یہاں تک کہ ساتویں مرتبہ حضرت امام حسینؑ نے تکبیر کہی حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس سبب سے اول نماز میں سات تکبیریں کہنا سنت ہوا ٥ روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے ارشاد کیا کہ بہترین اعمال نماز کے بعد مومن کے دل میں سرور داخل کرنا ہے اس طرح سے کہ گناہ پر مشتمل نہ ہو۔ میں نے ایک غلام کو دیکھا کہ کتے کے ساتھ کھانا کھا رہا ہے اس کا سبب اس غلام سے پوچھا اس نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ میں مغموم ہوں چاہتا ہوں کہ اس کے دل کو شاد کروں شاید اس کی خوشی میرے سرور کا باعث ہو اور میرے غم کو زائل کرے کیوں کہ میرا ایک مالک ہے اور وہ یہودی ہے چاہتا ہوں اس کی غلامی سے نجات پاؤں حضرت اس یہودی کے پاس گئے اور فرمایا کہ اگر تو اس غلام کو بیچے تو میں اس کی قیمت میں دو سو دینار طلا دیتا ہوں اس نے کہا یا مولا میں نے اس غلام کو آپ کے قدموں پر تصدق کیا اور یہ باغ بھی اسی کو دیتا ہوں اور وہ دینار جو آپ اس غلام کی قیمت میں مجھے عنایت فرماتے ہیں میں نے آپ کو واپس کئے حضرت نے فرمایا اپنا مال میں نے تجھے یوں ہی بخش دیا۔ یہودی نے کہا یا مولا میں نے مال کو قبول کیا اور اپنی طرف سے غلام کو بخش دیا حضرت نے ارشاد کیا کہ میں نے غلام کو آزاد کیا اور یہ سب مال و باغ اسے بخشا زن یہودی نے کہا میں مسلمان ہوئی اور مہر اپنا میں نے اپنے شوہر کو بخشا یہودی نے کہا میں بھی مسلمان ہوا اور میں نے اپنی زوجہ کو بخشا ٥ ترمذی نے کتاب جامع میں روایت کی ہے کہ جب سر سید الشہدا علیہ الاف التحیۃ والثنا ابن زیاد کے پاس لائے اور اس وقت اس شقی کے پاس ایک چھڑی تھی العیاذ باللہ اس چھڑی کو بینی مبارک پر امام مظلوم کے لگاتا تھا اور کہتا تھا کہ میں نے ایسا خوبصورت سر کسی کا نہیں دیکھا

انس نے کہا یہ بہر اس شخص کا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صورت
میں بہت مشابہ تھا ٥ کتاب کشف الغمہ میں روایت کی ہے کہ انس بن مالک
نے کہا ایک دن میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا ناگاہ
ایک کنیز آئی اور ایک گلدستہ پھولوں کا بطریق تحفہ حضرت کے پاس لاکر رکھ دیا۔
حضرت نے ارشاد کیا میں نے تجھے راہ خدا میں آزاد کیا انس کہتا ہے میں نے عرض کیا
یا ابن رسول اللہ یہ کنیز ایک گلدستہ پھولوں کا جو کچھ قیمت نہیں رکھتا آپ کے لئے
لائی آپ نے اسے آزاد فرمایا حضرت نے فرمایا حق تعالےٰ فرماتا ہے وَاِذَا حُيِّيْتُمْ
...... بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا (سورہ النساء آیت ۸۶) اگر تم کو کوئی چیز تحفہ کے طور پر پیش کی جائے تو تم
اس سے بہتر پیش کرو لہٰذا اس گلدستہ کا عوض اس سے بہتر یہی تھا کہ میں اسے
آزاد کر دوں ٥ روایت ہے کہ ایک روز حضرت امام حسن علیہ السلام نے
کچھ کلمات حضرت کو شعرا کی عطا کے متعلق لکھے سبب یہ تھا کہ امام حسین علیہ السلام
شعرا کو بخشش و عطا بہت فرماتے تھے حضرت نے اس کے جواب میں لکھا اے برادر
بزرگوار آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں کہ بہترین مال وہ ہے کہ آدمی اس کے ذریعہ
اپنی عزت و آبرو کو بچائے مؤلف علیہ الرحمت کہتے ہیں کہ شاید امام حسنؑ کا لکھنا
اس جہت سے ہو کہ یہ عذر آپ کا لوگوں پر ظاہر ہو جائے ٥ کشف الغمہ میں
منقول ہے کہ ایک روز عبداللہ بن زبیر نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی مع
اصحاب کی دعوت کی پس سب اصحاب نے طعام تناول کیا مگر حضرت نے نوش
نہ فرمایا اصحاب نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ آپ کیوں نہیں تناول فرماتے حضرت
نے فرمایا میں روزے سے ہوں اور روزہ دار تحفہ چاہتا ہے۔ اصحاب نے پوچھا
کہ یا حضرت وہ کیا چیز ہے فرمایا روغن خوشبودار اور مجمرسلہ ٥
روایت ہے ایک غلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی تقصیر لائق تعزیر کی حضرت
نے حکم دیا کہ اسے تازیانے لگائے جائیں اس وقت غلام نے کہا اے مولا وَالْكَا
ظِمِيْنَ الْغَيْظَ۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جا میں نے تیری تقصیر عفو کی اس
نے کہا یا مولا وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ حضرت نے فرمایا کہ جا میں نے تجھے
راہ خدا میں آزاد کیا اور جس قدر روزینہ تیرا تھا اس سے دو چند مقرر کیا ٥ منقول

سلہ انگیٹھی وَالْكَاظِمِيْنَ ...... عَنِ النَّاسِ طالخ (سورہ آل عمران آیت ۱۳۴)

ہے کہ فرزدق شاعر نے کہا جب میں کوفہ سے پھرا اثنائے راہ میں حضرت
امام حسین علیہ السلام سے ملاقات ہوئی آپ نے پوچھا اے ابا فراس اہل کوفہ
کی کیا خبر ہے؟ میں نے کہا یا حضرت سچ کہوں حضرت نے فرمایا میں سچ کو
دوست رکھتا ہوں میں نے کہا یا مولا اہل کوفہ کے دل آپ کی طرف مائل ہیں اور
تلواریں ان کی بنی امیہ کے ساتھ ہیں اور فتح و نصرت حق تعالےٰ کی طرف سے ہے۔
حضرت نے ارشاد کیا تو سچ کہتا ہے۔ اہل دنیا بندۂ زر ہیں اور ان کا دین مہمل ہے
زبان سے اقرار کرتے ہیں اور جس چیز سے ان کو معاش حاصل ہوتی ہے۔ اس پر
جمع ہو جاتے ہیں اور جب امتحان کا وقت آتا ہے تو دیندار بہت کم نکلتے ہیں۔
اور فرمایا جو شخص ہمارے پاس آتا ہے ایک خصلت کو ان چار خصلتوں سے ضرور
حاصل کرتا ہے۔ ۱۔ سنا آیت محکمہ کا جو واضح الدلالت ہو ۲۔ قضیہ عادلہ یعنی
آیت قرآن کی تفسیر) ۳۔ برادری کرنا مومنوں سے ۴۔ مجالست عالموں کے پاس
٥ نیز آپ سے منقول ہے کہ آبرو صاحب حاجت کی بوجہ سوال کے باقی نہیں
رہتی پس تجھے چاہیئے کہ اس کا اکرام کر اور سوال اس کا رد نہ کر ٥ ابن عبدربہ نے
کتاب عقد میں روایت کی کہ لوگوں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام
کی خدمت میں کہا یا مولا آپ کے پدر بزرگوار کی اولاد کس قدر کم ہے۔ حضرت نے
فرمایا مجھے تعجب ہے کہ میں کیوں کر پیدا ہوا کیونکہ وہ حضرت شبانہ روز میں
ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے ٥ کتاب جامع الاخبار میں منقول ہے کہ ایک اعرابی
حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا ابن رسول اللہ میں
ایک دیت کا ضامن ہوا تھا اور اس کے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا پس اپنے
دل میں میں نے کہا کہ ایسے شخص سے سوال کرنا چاہیئے جو کریم ترین خلق خدا ہو جب
میں نے اپنے دل میں خوب غور کیا اہل بیت رسول سے کسی کو کریم تر نہ پایا حضرت
نے فرمایا اے اعرابی میں تین مسئلے تجھ سے پوچھتا ہوں اگر تو نے ایک مسئلہ کا
جواب دیا تو ثلث مال میں تجھے دوں گا اور اگر دو مسئلوں کا جواب دیا تو دو ثلث
دوں گا اور اگر تینوں مسئلوں کا جواب دیا تو تمام مال تجھے عطا کر دوں گا۔ اعرابی
نے کہا یا ابن رسول اللہ آپ سا عالم مجھ جاہل محض سے سوال کرے

حالانکہ آپ صاحبِ فضل و شرف ہیں حضرت نے فرمایا میں نے اپنے جدّ عالی مقدار سے
سُنا ہے کہ نیکی بقدر معرفت سوال کنندہ کرنا چاہیئے یعنی جس قدر انسان اپنے
امور دین میں معرفت رکھتا ہو اسی قدر مراعات کرنا مناسب ہے اعرابی
نے حضرت کا یہ کلام سُن کر عرض کیا یا ابن رسول اللہ جو کچھ منظور ہو سوال کیجئے اگر میں
اس کا جواب جانتا ہوں گا تو عرض کروں گا ورنہ آپ سے پوچھ لوں گا اور یاد رکھوں گا
حضرت نے فرمایا اے اعرابی اعمال خیر سے کون سا عمل ہے جو سب پر فضیلت
رکھتا ہو اس نے کہا یا مولا ایمان لانا خدائے عزوجل پر اور اقرار کرنا اس کی وحدانیت
کا۔ پھر حضرت نے سوال کیا کہ آدمی کو کس چیز سے نجات حاصل ہوتی ہے اس
نے کہا کہ توکل اور اعتماد کرنا خدائے عزوجل پر موجب نجات ہے۔ پھر حضرت
نے پوچھا کہ مرد کی زینت کس چیز سے ہے۔ اس نے کہا اس علم سے جس کے
ساتھ حلم اور بردباری ہو حضرت نے فرمایا اگر ایسا علم نہ رکھتا ہو اعرابی نے کہا مال
ہو جس سے مروّت کر سکے یعنی جو کوئی اس سے سوال کرے تو سوال اس کا رد نہ کرے
حضرت نے ارشاد فرمایا اگر یہ بھی نہ رکھتا ہو تو پھر کس چیز سے اس کی زینت ہے
اس نے کہا فقر سے مگر اس کے ساتھ صبر رکھتا ہو حضرت نے فرمایا اگر فقر و صبر بھی
نہ رکھتا ہو تو کون سی چیز سے مرد کی زینت ہے اعرابی نے کہا کہ پھر ایک صاعقہ
آسمان سے گرے اور اسے جلا دے کہ وہ اسی لائق ہے یہ سُن کر حضرت مسکرانے لگے اور ایک تھیلی ہزار
دینار کی اسے عطا کی اور ایک انگوٹھی اپنے ہاتھ کی عنایت کی کہ جس کی قیمت دو سو درہم تھی۔
اور فرمایا کہ اے اعرابی یہ اشرفیاں اپنے قرضداروں کو دے اور اس انگوٹھی کو اپنے عیال کے خرچ میں لا اعرابی نے
وہ مال کثیر لے کر کہا اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ یعنی خدا
بہتر جانتا ہے کہ رسالت (و امامت) کو کہاں قرار دے ۵ مولف علیہ الرحمۃ فرماتے
ہیں کہ ہمارے اصحاب کی بعض تالیفات میں ابو سلمہ سے روایت کی گئی ہے ابو سلمہ
کہتا ہے ایک سال میں حضرت عمر کے ساتھ حج کو گیا جب ہم حج سے فارغ
ہوئے اور ابطح میں پہنچے ناگاہ ایک اعرابی ہمارے پاس آیا اور حضرت عمر سے کہنے
لگا کہ میں نے حالت احرام میں کئی انڈے شترمرغ کے پائے اور ان کو بھون

کر کھا لیا پس اس کا کفارہ کیا ہے؟ حضرت عمر نے کہا کہ اس مسئلہ کا جواب مجھے
یاد نہیں ہے لیکن تو ٹھہر جا شاید کسی صحابی سے تیری مشکل حل ہو یہی گفتگو تھی ناگاہ
حضرت امیر المومنین علیہ السلام تشریف لائے اور ان کے پیچھے حضرت امام حسین
علیہ السلام تھے حضرت عمر نے کہا اے اعرابی یہ علی ابن ابی طالبؑ ہیں یہ مسئلہ
ان سے پوچھ لے اعرابی اٹھا اور حضرت سے اس مسئلہ کو پوچھا حضرت امیر علیہ السلام
نے فرمایا اس لڑکے سے جو تیرے پاس کھڑا ہے یعنی حضرت امام حسین
علیہ السلام سے دریافت کر، اعرابی نے کہا تم سب ایک دوسرے کا حوالہ دیتے
ہو اور میرے سوال کا جواب نہیں دیتے لوگوں نے کہا وائے ہو تجھ پر یہ فرزند
رسول ہیں اعرابی نے کہا یا ابن رسول اللہؐ میں اپنے گھر سے بقصد حج روانہ ہوا اور
احرام باندھ چکا تھا اور سب قصہ اپنا تا آخر بیان کیا حضرت نے پوچھا کہ اے
اعرابی تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں اس نے کہا ہاں حضرت نے فرمایا جس قدر
انڈے تو نے پائے تھے اتنی اونٹنیاں لے کر ان میں چھوڑ تاکہ وہ حاملہ ہوں اور
جب ان کے بچے ہوں تو وہ بچے بیت الحرام میں ہدیہ کر حضرت عمر نے کہا اے
حسین بعض ناقے حمل نہیں اٹھاتے حضرت نے فرمایا اے عمر بعضے انڈے بھی
فاسد ہو جاتے ہیں عمر نے کہا یا حضرت آپ سچ فرماتے ہیں حضرت امیر المومنین
علیہ السلام اٹھے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنی چھاتی سے لگایا اور فرمایا
ذُرِّیَّۃً بَعْضُھَا ...... سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ الخ (سورہ آلِ عمران آیت ۳۴) ۵ کتاب کنز الفوائد میں
روایت کی ہے ایک شخص نے حضرت امام حسین سے کہا یا حضرت آپ کو گویا تکبر ہے
حضرت نے فرمایا کہ کبریائی اور بزرگواری خداوند عالم کے لئے ہے اور سوا حق تعالے
کے اور کسی کو روا نہیں ہے اور یہ مجھ میں نہیں ہے اور جو مجھ میں ہے وہ
تکبر نہیں ہے بلکہ عزتِ نفس ہے جس کے لئے حق تعالے فرماتا ہے۔ وَلِلّٰہِ
الْعِزَّۃُ ... وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ الخ (سورہ منافقون آیت ۸) یعنی عزت صرف خدا اور رسول و مومنین کے
لئے ہے ۵ کافی میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امام حسین علیہ السلام
نے جناب فاطمہ علیہا السلام کا یا کسی عورت کا دودھ نہیں پیا بلکہ آپؐ کو حضرت رسالت
پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے جاتے تھے اور آنحضرت ان کے منہ

میں اپنا انگوٹھا دیتے تھے اور حضرت اسے چوستے تھے اور ایسا سیر ہوتے تھے کہ دو تین دن تک پھر دودھ کی خواہش نہ ہوتی تھی پس امام حسینؑ کا گوشت اور خون جناب رسالت مآب کے گوشت و خون سے روئیدہ ہوا اور عیسیٰ ابن مریم اور امام حسین علیہما السلام کے سوا کوئی لڑکا چھ مہینے کا نہیں پیدا ہوا کہ جو زندہ رہا ہو۔ اور دوسری روایت میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ اپنی زبان مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کے منہ میں دیتے تھے اور حضرتؑ اسے چوستے تھے یہاں تک کہ سیر ہو جاتے تھے اور آپ نے کسی عورت کا دودھ نہیں پیا ٥ ابن شہرآشوب نے کتاب مناقب میں روایت کی ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام مدینہ منورہ میں جس سال جنگ خندق واقع ہوئی روز پنجشنبہ یا سہ شنبہ پانچویں ماہ شعبان کو ۴ھ میں امام حسنؑ کی ولادت سے دس مہینے بائیس دن بعد پیدا ہوئے[1] روایت میں وارد ہے کہ امام حسن و امام حسین علیہما السلام کے درمیان مدت حمل کا فاصلہ تھا اور مدت حمل امام حسین علیہ السلام کی چھ مہینے تھی آپ چھ برس اور چند مہینہ حضرت رسول خدا کے ساتھ رہے یعنی جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے وفات پائی تو سن شریف امام عالیمقام کا چھ برس چند ماہ کا تھا اور مجموعی عمر شریف حضرت امام حسین علیہ السلام کی پچاس برس کامل تھی اور بعض نے کہا کہ سن شریف آپ کا ستاون برس اور پانچ مہینے کا تھا اور بعض نے چھپن برس اور چند مہینے کہے ہیں اور بعض اٹھاون برس کہتے ہیں اور مدت خلافت آپ کی پانچ برس اور چند ماہ اخیر حکومت معاویہ اور اول سلطنت یزید میں تھی اور عمر ابن سعد ابن ابی وقاص اور خولی ابن یزید اصبحی نے امام غریب کو شہید کیا اور سنان بن انس نخعی اور شمر ابن ذی الجوشن نے سر مبارک امام مظلوم کا جسد مطہر سے جدا کیا اور اسحاق بن جیوۃ حضرمی نے آپ کا لباس بدن شریف سے اتارا اور امیر اس لشکر کا عبید اللہ ابن زیاد تھا یزید نے اس شقی کو حضرت سے لڑنے بھیجا تھا اور آپ دسویں تاریخ کو ماہ محرم کی روز شنبہ درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور بعض نے کہا ہے کہ روز جمعہ شہید

[1] مشہور تر روایت ہے کہ آپ ۳ شعبان کو پیدا ہوئے جیسا کہ آگے آئے گا۔ ج۔ ز ۱۲

ہوئے اور بعض نے روز دوشنبہ کہا ہے۔ آپ کی شہادت میدان کربلا میں ہوئی جو مابین نینوا اور غاضریہ عراق میں واقع ہے ۶۱ھ ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ تھا ______ جانب مغرب نہر فرات مدفون ہوئے شیخ مفید رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ اصحاب حضرت امام حسین علیہ السلام گرد آپ کے مدفون ہیں اور قبر میں ان کی متمیز نہیں ہیں اور حائر شریف ان سب کو احاطہ کئے ہوئے ہیں ٥ سید مرتضیٰ رحمۃ اللہ نے اپنے بعض مسائل میں ذکر کیا ہے کہ سید الشہدا کا سر شام سے پھیر کر کربلا میں لائے اور بدن مطہر سے ملحق کیا شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ اس سبب سے روز اربعین زیارت اس امام شہید کی وارد ہوئی ہے۔ کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات میں دو روایتیں ذکر کی ہیں ایک ابان بن تغلب سے انہوں نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے پہلو میں مدفون ہے دوسری روایت یزید ابن عمر و ابن طلحہ سے ہے کہ انہوں نے بھی حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ کا سر مبارک پشت کوفہ نزدیک قبر حضرت امیر المومنین علیہ السلام مدفون ہے ٥ منجملہ اصحاب امام حسین علیہ السلام عبداللہ ابن یقطر ہیں جو آپ کے برادر رضاعی[1] و قاصد تھے ان کو اشقیا نے دار الامارہ کوفہ سے گرا کر شہید کیا و نیز آپ کے اصحاب میں انس بن حرث کاہلی اور شامی اور عمرو بن صبیعہ اور رمیث بن عمرو اور یزید بن معقل اور عبداللہ ابن ربہ خزرجی اور سیف ابن مالک اور شبیب ابن عبداللہ نہشلی اور ضرغامہ ابن مالک اور عقبہ ابن سمعان اور عبداللہ ابن سلیمان اور منہال بن عمرو اسدی اور حجاج ابن مالک اور بشیر ابن غالب اور عمران ابن عبداللہ خزاعی ہیں۔ ابو الفرج نے کتاب مقاتل الطالبین میں لکھا ہے کہ ولادت باسعادت امام حسین علیہ السلام پانچویں شعبان ۴ھ ہجری میں واقع ہوئی اور بروز جمعہ دسویں ماہ محرم ۶۱ھ میں آپ درجہ

[1] معتبر روایات سے مستفاد ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے غیر معصوم کا دودھ نہیں پیا چونکہ عبداللہ مذکور اسی ہفتہ متولد ہوئے جس ہفتہ امام حسینؑ کی ولادت باسعادت ہوئی اس لئے ان کو آپکا برادر رضاعی کہا جانے لگا عبداللہ کی والدہ آپ کے گھر کی خادمہ بھی تھیں۔ ۱۲ مترجم

سرِ حسینؑ کی روایات

شہادت پر فائز ہوئے اور سن شریف آنحضرت کا چھپن برس چند مہینے کا تھا اور بعض نے لکھا ہے بروز سہ شنبہ شہید ہوئے اور اس قول کو ابو نعیم نے فضل ابن دکین سے روایت کی ہے اور جو کچھ کہ ہم نے اول ذکر کیا صحیح تر ہے اور عوام کہتے ہیں کہ امام مظلوم بروز دو شنبہ شہید ہوئے یہ قول باطل ہے اور کوئی روایت اس قول کے موافق وارد نہیں ہوئی اور بحساب ہندی تمام زائچوں سے نکالا گیا ہے کہ غرہ اس محرم کا روز چہار شنبہ تھا پس جب کہ غرہ اس محرم کا روز چہار شنبہ کو ہوا تو دسویں محرم کے روز دو شنبہ کیوں کر ہو سکتی ہے ابو الفرج کہتا ہے۔ کہ یہ دلیل صحیح اور واضح ہے اور روایت بھی اس کی موید ہے۔ سفیان ثوری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو آپ کا سن شریف اٹھاون برس کا تھا ٥ کتاب اختصاص میں روایت کی ہے کہ آپ کے جملہ اصحاب آپ کے ساتھ شہید ہوئے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے اصحاب میں سے حبیب ابن مظاہر اور میثم[۲] تمار اور رشید ہجری اور سلیمان بن قیس اور ابو صادق اور ابو سعید عقیصا اس امام مظلوم کے ساتھ شہید ہوئے ٥ کتاب اعلام الوری میں روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام مدینہ میں روز سہ شنبہ متولد ہوئے۔ اور بعض نے روز پنجشنبہ لکھا ہے شعبان کی تیسری تھی اور بعض پانچویں ماہ شعبان کہتے ہیں سنہ ۴ ہجری تھا اور بعض نے کہا ہے کہ ولادت باسعادت آپ کی آخر ماہ ربیع الاول میں سنہ ۳ ہجری کو ہوئی اور آپ نے ستاون برس پانچ مہینے زندگانی کی عہد رسالت میں سات برس اور عہد حضرت امیر المومنین علیہ السلام میں سینتیس[۲] برس اور عہد حضرت امام حسن علیہ السلام میں سینتالیس[۲] برس آپ کا سن شریف تھا اور مدت خلافت آپ کی دس برس اور چھ مہینے تھی ٥ کتاب کشف الغمہ میں مذکور ہے کہ کمال الدین ابن طلحہ نے لکھا ہے کہ حضرت امام حسین مدینہ میں پانچویں شعبان سنہ ۴ ہجری میں متولد ہوئے اور جناب سیدہ کو حضرت امام حسین السلام کا حمل

---

[۱] یعنی بروز جمعہ ۱۲ مترجم عفی عنہ [۲] یہاں ساتھ سے مراد معیت زمانی ہے ورنہ میثم و رشید وغیرہ کربلا میں شہید نہیں ہوئے تھے ۱۲ مترجم عفی عنہ۔

امام حسن کی ولادت سے پچاس دن کے بعد واقع ہوا اور مثل اسی روایت کے حافظ جنابذی نے بھی لکھا ہے اور کمال الدین طلحہ نے کہا ہے کہ آپکا انتقال دار دنیا سے دار الآخرت کی طرف سنہ ۶۱ھ ہجری میں واقع ہوا۔ پس عمر شریف آپ کی چھپن ۵۶ برس اور چند مہینے ہوئی اس میں سے چھ برس اور چند مہینے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے وقت میں اور بعد وفات جناب امیر علیہ السلام دس برس حضرت امام حسنؑ کے ساتھ اور بعد شہادت امام حسن کے اپنی شہادت تک دس برس زندگانی کی ٥ ابن خشاب نے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ مادر گرامی حضرت ابو عبد اللہ حسین ابن علی علیہ السلام کی جناب فاطمہ دختر جناب رسول خدا ہیں اور روز عاشورہ سنہ ۶۰ ہجری کو وہ جناب شہید ہوئے اور عمر شریف امام عالی مقام کی ستاون برس تھی سات برس اپنے جد بزرگوار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ رہے مگر سات مہینے دس دن کم اور یہی مدت فاصلہ ہے آپ کی اور امام حسن علیہ السلام کی ولادت میں اور تیس برس اپنے پدر بزرگوار جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ رہے اور دس برس امام حسن علیہ السلام کے ساتھ رہے اور دس برس بعد وفات حضرت امام حسن علیہ السلام زندگی فرمائی پس اس حساب سے عمر شریف جناب سید الشہدا کی سات مہینے اور دس دن کم ستاون برس تھی اور یہی سات مہینے اور دس دن مدت حمل مدت فاصل ولادت حضرت امام حسین اور حضرت امام حسین علیہما السلام میں تھی اور روز عاشورہ جمعہ کے دن اکسٹھ برس بعد ہجرت نبوی شہید ہوئے بعض کہتے ہیں کہ بروز دوشنبہ شہید ہوئے اور امام حسنؑ کے بعد حضرت نے گیارہ برس زندگی کی اور حافظ عبد العزیز کہتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام سنہ ۴ھ ہجری ماہ شعبان میں جبکی چند شبیں گزریں تھیں متولد ہوئے اور روز عاشورہ میدان کربلا میں سنہ ۶۱ھ اکسٹھ ہجری میں شہید ہوئے بروقت شہادت عمر شریف بچپن برس چھ مہینے کی تھی ٥ میں کہتا ہوں کہ مشہور ترین روایات ولادت آنحضرت یہ ہے کہ وہ جناب تیسری تاریخ ماہ شعبان کو متولد ہوئے کیوں کہ شیخ طوسیؒ نے کتاب مصباح میں روایت کی ہے ایک فرمان حضرت صاحب

مولف کی تحقیق

الامر علیہ السلام کا قاسم ابن علا ہمدانی کو جو وکیل تھے امام حسن عسکری علیہ السلام کے
اس مضمون کا پہنچا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام روز پنجشنبہ تیسری تاریخ ماہ
شعبان کو متولد ہوئے پس اس دن روزہ رکھ یہ دعا پڑھ اور اس دعا کو ذکر کیاہے اور
بعض نے لکھاہے کہ ولادت باسعادت حضرت کی پانچ ماہ شعبان کو واقع ہوئی اور
یہ روایت موافق ہے اس روایت کے جسکو شیخ طوسی نے کتاب مصباح میں حضرت صادقؑ
سے روایت کیا ہے کہ ولادت باسعادت جناب سید الشہدا کی پانچویں ماہ شعبان کو چوتھے
برس ہجرت میں واقع ہوئی شیخ طوسی نے کتاب تہذیب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت آخر ربیع
اوّال سنہ ۳ ہجری میں متولد ہوئے کلینی نے کہا ہے کہ ولادت حضرت کی سنہ ۳ھ میں واقع
ہوئی شہید علیہ الرحمۃ نے کتاب درُوس میں لکھا ہے کہ وہ جناب مدینہ میں آخر
ماہ ربیع الاوّل سنہ ۳ھ ہجری میں متولد ہوئے شیخ مفیدؒ نے پانچویں شعبان کو چوتھے
برس ہجرت لکھاہے شیخ ابن نما نے کتاب مثیر الاحزان میں لکھاہے جناب سیدالشہدا
پانچویں شعبان چوتھے برس ہجرت میں متولدّ ہوئے بعض نے تیسری شعبان لکھی
ہے۔ بعض نے پانچویں جمادی الاوّل سنہ ۳ھ تین ہجری لکھی ہے مدت حمل حضرت
کی چھ مہینے تھی اور سوائے جناب سیدالشہدا اور حضرت عیسٰے علیہم السلام کے کوئی
لڑکا چھ مہینے کا زندہ نہیں رہا بعض نے حضرت یحییٰ کو بھی لکھا ہے ٥ کافی
میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص منافقین سے
مرگیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام اس کے جنازے کے ہمراہ تشریف لے
جاتے تھے اثنائے راہ میں حضرت کا ایک غلام ملا امام نے غلام کا نام لے کر
ارشاد کیا تو کہاں جاتا ہے اس نے عرض کیا میں اس منافق کے جنازے سے
بھاگتا ہوں تاکہ میں اس پر نماز نہ پڑھوں حضرت نے فرمایا تو میری داہنی
جانب کھڑا ہو اور جو کچھ میں کہوں تو بھی کہہ جب اس میت کے وارث نے
تکبیر کہی حضرت نے بھی تکبیر کہی اور یہ دعا پڑھی اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا عَبْدَكَ
اَلْفَ لَعْنَةٍ مُؤْتَلِفَةٍ غَيْرَ مُخْتَلِفَةٍ اَللّٰهُمَّ اَخْزِ عَبْدَكَ فِيْ عِبَادِكَ وَبِلَادِكَ
وَاَصْلِهِ حَرَّ نَارِكَ وَاَذِقْهُ اَشَدَّ عَذَابِكَ فَاِنَّهٗ كَانَ يَتَوَلّٰى اَعْدَاءَكَ
وَيُعَادِيْ اَوْلِيَاءَكَ وَيُبْغِضُ اَهْلَ بَيْتِ نَبِيِّكَ کتاب مذکور میں حضرت صادق علیہ السلام

سے روایت ہے ایک دن حضرت امام حسین علیہ السلام ایک مقام پر
تشریف رکھتے تھے ایک جنازہ ادھر سے گزرا لوگوں نے جب جنازہ
کو دیکھا اٹھ کھڑے ہوئے حضرت نے فرمایا ایک دن ایک یہودی کا جنازہ
گزرا اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ اس جنازہ کی راہ پر تشریف
رکھتے تھے پس حضرت نے مکروہ جانا اس بات کو کہ جنازہ یہودی کا ان جناب
کے سر مبارک سے گزرے اس واسطے اٹھ کھڑے ہوئے ٥ اسی کتاب
میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے ایک مرتبہ حضرت امام حسین
علیہ السلام بقصد عمرہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اثنائے راہ میں حضرت
مریض ہوگئے جب یہ خبر جناب امیر المومنین علیہ السلام کو پہنچی حضرت اپنے
فرزند کے لینے کو تشریف لے گئے اور موضع سقیا میں حضرت امام حسین
علیہ السلام کو مریض پایا پوچھا اے فرزند تمہیں کیا تکلیف ہے؟ امام حسین
علیہ السلام نے عرض کیا اے پدر بزرگوار درد سر عارض ہوا ہے جناب امیر علیہ السلام
نے ایک اونٹ منگوا کر نحر کیا اور بال حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک
سے دور کئے اور آپ کو مدینہ میں لے آئے جب آپ کا درد سر زائل ہوا تو آپ
دوبارہ تشریف لے گئے اور عمرہ بجا لائے ٥ کتاب مذکور میں اسی جناب سے
روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام وسمہ اور مہندی کا خضاب فرماتے
تھے نیز مذکور ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے خضاب
وسمہ حضرت کی ریش مبارک میں تھا اور اس روایت کو اور سندوں سے بھی لکھا ہے

باب ۴

جو کچھ آپ کے اور معاویہ کے درمیان واقع ہوا

ابن شہر آشوب نے کتاب مناقب میں اور طبرسی نے کتاب احتجاج میں
موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی ہے ایک دن لوگوں نے معاویہ سے کہا

اکثر آدمی امام حسین علیہ کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں اور ان کو سزاوار خلافت جانتے ہیں پس تو ان کو اجازت دے کہ بالائے منبر جا کر خطبہ پڑھیں چونکہ زبان ان کی بیان سے عاجز ہے لوگ جانیں گے کہ یہ خلافت کی قابلیت نہیں رکھتے معاویہ نے کہا میں ان کے بھائی امام حسن سے بھی یہی گمان رکھتا تھا آخر کار جب وہ منبر پر گئے تو ہم کو رسوا کیا اور اپنے فضائل و مناقب خوب ظاہر کئے یہ بھی ایسا ہی کریں گے جب لوگوں نے مجبور کیا تو معاویہ نے حضرت کو اجازت دی حضرت منبر تشریف لے گئے اور ایک خطبہ نہایت فصیح و بلیغ حمد و ثنائے الہیٰ اور درود حضرت رسالت پناہی پر مشتمل ادا فرمایا اس وقت ایک شخص نے کہا یہ کون شخص خطبہ پڑھتا ہے حضرت نے ارشاد کیا ہم ہیں گروہ خداوند عالم کے حق تعالے نے ہمیں تمام خلق پر غالب کیا ہے اور ہم ہیں عزت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ کی بہ نسبت تمام خلائق کے ہم ان سے قرابت میں قریب تر ہیں اور ہم ہیں اہل بیت رسالت جو ہر گناہ و عیب سے پاک و پاکیزہ ہیں اور ہم ہیں ایک دن دو بزرگ چیزوں میں سے جن کے باپ ہیں حضرت رسول نے وصیت فرمائی ہے اور ہم وہ ہیں کہ خدا نے ہمیں اپنی کتاب کے ہم پلہ گردانا ہے اور وہ کتاب ایسی ہے کہ اس میں ہر چیز کی تفصیل ہے اور باطل نے اس میں مطلقاً راہ نہیں پائی ہے اور حق تعالے نے تفسیر اس کتاب کی ہمیں سپرد کی ہے اور ہم تاویل آیات میں شک نہیں کرتے اور ہم اس کے حقائق پر مطلع ہیں پس ہماری اطاعت کرو کہ یہ واجب ہے تم پر اور حق تعالی نے قرآن میں ہماری اطاعت کو رسول کی اطاعت سے ملایا ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔ یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ج ...... وَالرَّسُوْلِ الخ (سورہ النساء آیت ۵۹) یعنی اطاعت کرو خدا و رسول و صاحبان امر کی پس اگر تم میں نزاع واقع ہو کسی چیز میں تو رد کرو اس کو خدا اور رسول کی طرف اس کے بعد حق سبحانہ و تعالے فرماتا ہے۔ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓی اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ط وَلَوْلَا فَضْلُ .... اِلَّا قَلِیْلًا الخ (سورہ النساء آیت ۸۳) یعنی اگر رد کریں اس کو رسول اور صاحبان امر کی طرف تم میں سے وہ لوگ جو استنباط کرتے ہیں۔

اس بات کو جانیں گے اور اگر فضل خدا و رحمت اس کی تمہارے شامل حال نہ ہوتی تو سوائے تھوڑے لوگوں کے سب کے سب شیطان کی پیروی کرتے اور میں تمہیں ڈراتا ہوں کہ آواز شیطان کی نہ سنو بہ تحقیق کہ وہ تمہارا دشمن ہے اور اس نے اپنی دشمنی کو تم پر ظاہر کیا ہے اور اگر تم متابعت کرو گے تو اس کے ان دوستوں اور تابعداروں میں محسوب ہو گے جن سے اس نے کہا ہے کہ آج تمام دنیا میں کوئی تم پر غالب نہ ہوگا اور میں تمہارا فریاد رس ہوں پس جب شیطان نے یہ دیکھا کہ ان دو جماعتوں نے آپس میں ملاقات کی وہ ملعون اپنے قول سے پھر گیا اور کہنے لگا میں تم سے کچھ کام نہیں رکھتا اور بیزار ہوں پس اس وقت تم کو اپنے تیر و نیزہ و شمشیر کا نشانہ کرے گا اور اس وقت ندامت کچھ فائدہ نہ بخشے گی اور قبول نہ کیا جائے گا ایمان اس شخص کا جو پہلے ایمان نہ لایا ہو اور عمل خیر نہ کیا ہو۔ جب معاویہ نے یہ کلام حضرت کا سنا تو خائف ہوا ایسا نہ ہو کہ لوگ مجھ سے حضرت کی طرف پھر جائیں کہنے لگا اے ابو عبد اللہ جس قدر آپ نے کہا کافی ہے اب منبر سے نیچے تشریف لائیے ٥ ابن شہر آشوب نے کتاب مناقب میں اور طبرسی نے کتاب احتجاج میں محمد ابن سائب سے روایت کی ہے ایک دن مروان نے حضرت امام حسینؑ سے کہا اگر تم کو بسبب جناب فاطمہ کے فخر و بزرگی نہ ہوتی تو تم کس چیز سے ہم پر فخر کرتے حضرت نے بسرعت تمام اٹھ کر اس کا گلہ دبایا اور عمامہ اس کی گردن پر لپیٹا یہاں تک کہ اس کو غش آگیا پھر حضرت نے اس کو چھوڑ دیا اور ایک جماعت قریش کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد کیا میں تمہیں قسم دیتا ہوں خدا کی کہ اگر میں سچ کہوں تو میرے قول کی تصدیق کرنا آیا تم جانتے ہو روئے زمین پر کسی شخص کو جو محبوب تر ہو رسول کے نزدیک مجھ سے اور میرے بھائی سے آیا جانتے ہو کسی شخص کو کہ فرزند دختر رسول ہو سوا میرے اور میرے بھائی کے اس جماعت نے کہا کہ ہم کسی کو فرزند دختر رسول اور محبوب رسول سوائے آپ کے اور آپ کے برادر بزرگوار کے نہیں جانتے حضرت نے فرمایا میں روئے زمین پر کسی شخص کو نہیں جانتا جو مروان اور اس کے باپ سے زیادہ شقی ہو کیونکہ یہ دونوں رسول اللہ کے نکالے ہوئے ہیں اور قسم بخدا کہ جابلسا سے جابلقا تک یعنی از مشرق

تا معرب مانند اس کے اور اس کے باپ کے دشمن خدا اور رسول و اہل بیت نہیں ہے اور یہ دونوں جھوٹا دعوائے اسلام کرتے ہیں اے مروان میرے صدق کی علامت یہ ہے کہ بحالت غضب میں تیری ردا کاندھے سے گر جائے گی راوی کہتا ہے قسم بخدا کہ مروان نہ اٹھا مجلس سے مگر یہ کہ غضب ناک تھا اور ردا اس کے کاندھے سے گر پڑی ٥ عیاشی نے اپنی تفسیر میں جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک دن مروان ابن حکم مدینہ میں داخل ہوا اور تخت پہ آ کر لیٹا امام حسین علیہ السلام کا ایک غلام وہاں پہ موجود تھا اس سے مروان نے کہا ثُمَّ رُدُّوٓا ...... اَسۡرَعُ الۡحَاسِبِيۡنَ ط الخ (سورہ الانعام آیت ۶۲) یعنی پھیرے جائیں گے خدا کی طرف جو کہ مولا ان کا برحق ہے اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے غلام سے پوچھا جب مروان داخل مدینہ ہوا تو اس نے کیا کہا غلام نے عرض کیا مولیٰ اس نے تخت پہ لیٹ کر آیہ کو پڑھا تھا ثُمَّ رُدُّوٓا اِلَی تا آخر آیہ حضرت نے فرمایا قسم اپنے خدا کی کہ میری اور میرے اصحاب کی بازگشت بہشت کی طرف ہے اور بازگشت اس کی اور اس کے اصحاب کی جہنم کی طرف ہے ٥ ابن شہر آشوب نے کتاب مناقب میں روایت کی ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے عائشہ دختر عثمان کی خواستگاری کی مروان نے نہ مانا اور کہا میں اسے عبداللہ بن زبیر کے عقد میں دیتا ہوں بعد ازاں معاویہ نے مروان کو جو اس وقت عامل حجاز تھا لکھا کہ ام کلثوم دختر عبداللہ ابن جعفر کی یزید کے لئے خواستگاری کر جب مروان عبداللہ ابن جعفر کے پاس آیا اور یزید کے واسطے خواستگاری کی انہوں نے فرمایا کہ ہمارے بزرگ اور پیشوا امام حسین علیہ السلام ہیں وہ اس لڑکی کے ماموں ہیں انہیں اختیار ہے وہ جب تشریف لائیں گے جیسا ارشاد کریں گے اس پر عمل کروں گا جب حضرت امام حسین علیہ السلام کو اس امر کی اطلاع دی حضرت نے خدا سے طلب خیر کی اور فرمایا خداوند تو اس لڑکی کے لئے ایسے شخص کو آل محمد میں سے اختیار کر جو تیرا پسندیدہ ہو جب لوگ مسجد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ میں جمع ہوئے مروان بازینت تمام آیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے

(۶۲) ثُمَّ رُدُّوٓا اِلَی اللّٰہِ مَوۡلٰىهُمُ الۡحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الۡحُكۡمُ ۟ وَهُوَ اَسۡرَعُ الۡحَاسِبِيۡنَ ......

پہلو میں بیٹھا عرض کرنے لگا کہ معاویہ نے مجھے بھیجا ہے اور لکھا ہے کہ یزید کے لئے دختر عبداللہ ابن جعفر کی خواستگاری کروں اور جس مہر پر اس کا باپ راضی ہو مقرر کروں اور جو قرض اس کے باپ کا ہو وہ ادا کر دوں تاکہ یہ نسبت دونوں قبیلوں میں صلح کا وسیلہ بنے اور تمہارے فخر کا سبب ہو اس کے بعد وہ ملعون کہنے لگا مجھے تعجب ہے کہ یزید تمہیں مہر کیوں دیتا ہے۔ کیونکہ یزید وہ کفو ہے کہ کوئی کفو اس کا ہم سر نہیں ہو سکتا اور ابر اس کے چہرہ سے طلب آب کرتا ہے یا اباعبداللہ مناسب جواب اس کا ارشاد کیجئے جب اس کا کلام تمام ہوا حضرت نے فرمایا شکر کرتا ہوں اس خدا کا جس نے ہم کو اپنے لئے اختیار کیا ہے اور اپنے دین کے واسطے پسند کیا ہے۔ اور ہم کو تمام خلق سے برگزیدہ کیا اور تمام خلائق پر ہمیں خلیفہ کیا ہے پس حضرت نے بعد ادائے حمد و صلوٰۃ کے فرمایا اے مروان میں نے تیری تمام باتیں سنیں جو کچھ مہر کے معاملہ میں تو نے کہا ہے تو میں قسم کھاتا ہوں اپنی جان کی کہ ہم اگر اس امر پر راضی ہوں زیادہ اس مہر سے جو سنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے معین نہ کریں گے کیونکہ آنحضرت نے جو مقرر فرمایا ہے وہ چار سو اسی درہم ہیں اور جو بات قرض کے متعلق تو نے کہی جس قدر اس کا باپ قرضدار ہو وہ بھی ادا ہوگا پس یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ عورتیں ہمارے قرض کو ادا کریں اور یہ جو کہا تو نے کہ اس نسبت کی وجہ سے دونوں قبیلوں میں صلح ہو جائے گی تو ہم رضائے خدا کے لئے تمہارے دشمن ہیں تو تم سے ہرگز صلح نہیں ہو سکتی لہٰذا سببی و نسبی تمام روابط تم سے منقطع رہیں گے اور یہ جو کہا تو نے مجھے تعجب ہے یزید کیوں مہر دیتا ہے پس یہ تو نے جھوٹ کہا اس واسطے کہ اس شخص نے بھی مہر دیا جو یزید اور باپ اس کے اور اس کے دادا سے بہتر تھا اور یہ جو کہا تو نے کہ یزید ایسا کفو ہے کہ کوئی شخص اس کا ہم پلہ نہیں ہے پس جو شخص کہ پہلے اس کا کفو تھا آج بھی وہی اس کا کفو ہے اس کے باپ کا بہ جبر و ستم بادشاہ بن جانا اس کی شرافت کا سبب نہیں ہو سکتا۔ اور یہ جو تو نے کہا کہ ابر اس کے چہرہ کی برکت سے پانی طلب کرتا ہے تو یہ مخصوص ہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اور یہ جو کہا یہ امر ہمارے فخر کرنے کا

ہے کو جاہلوں کے نزدیک ایسا ہی ہے لیکن جو لوگ کہ عاقل اور دانا ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ امر موجب اس کے فخر کا ہے نہ ہمارے فخر کا بعد ازاں حضرت نے فرمایا کہ اے گروہ مردم تم گواہ رہو کہ میں نے ام کلثوم دختر عبداللہ ابن جعفر کو اس کے چچا زاد بھائی قاسم بن جعفر سے چار سو اسی درہم مہر پر تزویج کیا اور میں نے اس کو اپنا مزرعہ جو مدینہ میں ہے اور اپنی زمین جس کا نام عقیق ہے اور ہر سال آٹھ ہزار دینار اس کا حاصل ہے اس کو بخشش دیا کیوں کہ یہ ان کے خرچ کے لئے کافی ہے۔ جب مروان نے امام عالی مقام کا یہ کلام سنا رنگ اس بے حیاء کا متغیر ہو گیا اور کہنے لگا اے بنی ہاشم تم نے مجھ سے مکر کیا اور تم عداوت سے ہاتھ نہیں اٹھاتے حضرت نے فرمایا ہم نے مکر نہیں کیا یہ عوض اس کا ہے کہ تو نے عائشہ دختر عثمان کو عقد امام حسن علیہ السلام میں نہ دیا مروان نے ایک شعر پڑھا جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم چاہتے تھے کہ تم سے خویشی اور قرابت کریں اور تازہ کریں ان قدیم روابط کو جو بسبب حوادث زمانہ کہنہ ہو گئے ہیں پس جب میں تمہارے پاس آیا تم جو مکر پیش آئے اور ناسزا کہنے لگے اور پوشیدہ عداوت کو ظاہر کیا پس ذکوان غلام بنی ہاشم نے جواب دیا کہ خدا نے ان کو ہر عیب و گناہ سے دور کیا ہے اور بطہارت و پاکیزگی ان کو قرآن مجید میں یاد فرمایا ہے پس کوئی شخص انکا نظیر اور کفو نہیں ہے اور تو چاہتا ہے کہ برابر کرے جبار عنید کو ان نیکو کاروں سے جو اہل بہشت سے ہیں۔

ابن شہر

آشوب نے کتاب مناقب میں روایت کی ہے کہ عمرو بن عاص نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے پوچھا کیا سبب ہے کہ ہماری اولاد بہ نسبت آپ کی اولاد کے زیادہ ہے حضرت نے ایک شعر پڑھا جس کا محصل یہ ہے کہ لغاث ایک جانور ہے (بدترین) جانوروں میں سے وہ بہت بچے دیتا ہے اور باز لیک شریف پرندہ ہے وہ قلیل الولد ہوتا ہے اس کے بعد عمرو بن عاص نے کہا یا حضرت اس کا کیا سبب ہے کہ موئے شارب ہمارے بہت جلد سفید ہو جاتے ہیں اور آپ کے دیر سے ہوتے ہیں حضرت نے فرمایا تمہاری عورتیں گندہ دہن ہیں جب کوئی

شخص تم میں سے اپنی عورت کے پاس جاتا ہے تو عورت وقت مقاربت اپنا منہ مرد کے منہ پر رکھتی ہے اس سبب سے موئے شارب تمہارے جلدی سفید ہو جاتے ہیں اس کے بعد عمرو عاص نے پوچھا مولا اس کا کیا سبب ہے آپ لوگوں کی ڈاڑھیاں بہ نسبت ہماری ڈاڑھیوں کے زیادہ گھنی نکلتی ہیں حضرت نے فرمایا کہ والبلد الطیب یخرج نباته باذن ربه والذی خبث لا یخرج الا نکدا۔ یعنی جو زمین پاکیزہ ہے حکم خدا سے سرسبز و شاداب ہے مگر جو زمین ناقص و خبیث ہے گھانس نہیں اگتی اس میں مگر ایسی کہ نفع اس کا بہت کم ہو۔ معاویہ نے عمرو عاص سے کہا تجھ کو قسم ہے میرے حق کی چپ رہ کیونکہ یہ فرزند علی ابن ابی طالب ہیں حضرت نے دو شعر پڑھے جن کا حاصل یہ ہے اگر عود کرے گا عقرب میں بھی عود کروں گا اور نعل اس کے لئے حاضر ہے اور بلاشبہ عقرب یہ جانتا ہے کہ اس کے لئے نہ دنیا ہے نہ آخرت ٥ ابن شہر آشوب نے کتاب مناقب میں روایت کی ہے ایک دن حضرت امام حسین علیہ السلام معاویہ کے پاس تشریف لے گئے اس وقت ایک اعرابی معاویہ سے کچھ سوال کر رہا تھا۔ جب معاویہ نے حضرت کو دیکھا تو حضرت کی طرف متوجہ ہوا اعرابی نے حاضرین مجلس سے پوچھا یہ کون شخص ہیں لوگوں نے کہا یہ حسین ابن علی علیہما السلام ہیں اعرابی نے عرض کیا کہ اے فرزند دختر رسول خدا میں آپ سے ملتمس ہوں کہ میری سفارش معاویہ سے کر دیجئے حضرت نے اس کی سفارش کی معاویہ نے اعرابی کی حاجت کو روا کیا اعرابی نے کئی شعر انشا کئے جن کا حاصل یہ ہے آیا میں ایک گیاہ خشک کے پاس اس نے کچھ نہ دیا یہاں تک کہ ابھارا اس کو فرزند رسول نے اور وہ فرزند مصطفےٰ صاحب بخشش و کرم ہے اور مادر مطہرہ ان کی بتول ہیں بدرستیکہ بنی ہاشم کو تم پر وہ فضیلت ہے جو بہار کو پژمردہ پھولوں پر ہوتی ہے معاویہ نے کہا اے اعرابی میں نے تجھے عطا کیا اور تو مدح حسینؑ کی کرتا ہے اعرابی نے کہا اے معاویہ تو نے انہی کے حق میں سے انہی کے فرمانے سے میری حاجت روا کی ٥ کتاب عقد میں قطب راوندی سے روایت ہے ایک دن معاویہ نے مروان ابن حکم کو بلا کر کہا کہ میں امام حسین علیہ السلام کے بارے میں تجھ سے مشورہ چاہتا ہوں مروان نے کہا میری مصلحت یہ ہے کہ تو انکو اپنے ساتھ شام لے جا اور

ان کو اہل عراق سے اور اہل عراق کو ان سے جدا کر معاویہ نے کہا قسم بخدا تو یہ چاہتا ہے کہ مجھ کو پھنسا کر راحت میں ہو جائے کیوں کہ ان کو اپنے پاس بلا کر اگر میں صبر کروں یعنی ان کے کہنے پر عمل کروں تو چاہیئے کہ صبر کروں میں ان چیزوں پر جن کو میں مکروہ جانتا ہوں اور اگر میں ان کے ساتھ بدی کروں تو قطع رحم ہوگا پس اس شقی کو رخصت کیا اور سعید ابن عاص کو بلا کر کہا اے عثمان حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارہ میں مشورہ دے سعید نے کہا خدا کی قسم! تو حسین سے صرف اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کے بارے میں ڈرتا ہے آگاہ ہو کہ تو اس کے لئے ایسا حریف چھوڑے جا رہا ہے جو یزید کے مقابلہ میں کس طرح مقاومت اور مقابلہ سے عاجز نہیں ہے پس میری یہ صلاح ہے کہ حسینؑ کو نخلستان میں چھوڑ دے تاکہ مثل ایک درخت خرما کے زندگی بسر کریں جو پانی سے غذا حاصل کرتا ہے اور ہوا میں بلند ہوتا ہے اور آسمان تک نہیں پہنچتا مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ظاہر اُس مراد یہ ہے کہ درخت خرما ان نہروں میں پانی سے غذا پاتا ہے اور ہوا میں بلند ہوتا ہے اور ہر چند بلند ہو لیکن آسمان تک نہیں پہنچتا اسی طرح حسین ہر چند تمنا اور آرزو اور طلب رفعت کریں گے اپنی تمنا کو نہ پہنچیں گے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ضمیر یشرب الماء ویصعد فی الھواء ولا یبلغ الی السماء کی حضرت کی طرف پھرتی ہو صفت نخل کی نہ ہو یعنے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دے تاکہ پانی پیئں اور کھانا کھائیں اور ممکن نہیں کہ خلافت کو پہنچیں اور یزید پر غالب ہوں ٥ فرات ابن ابراہیم نے ابوجاریہ اور اصبغ ابن بناتہ حنظلی سے روایت کی ہے کہ جب مروان حاکم مدینہ ہوا ایک دن اس نے خطبہ پڑھا اور جناب امیر علیہ کی نسبت العیاذ باللہ کلمات ناسزا کہے جب منبر سے اترا حضرت امام حسین علیہ السلام وہاں تشریف لائے لوگوں نے حضرت سے عرض کیا آج مروان نے حضرت امیر علیہ السلام کے شان میں کلمات ناسزا کہے حضرت نے فرمایا بھائی حسن علیہ السلام مسجد میں تشریف رکھتے تھے سب نے عرض کیا تشریف رکھتے تھے آپ نے فرمایا انہوں نے کچھ نہ کہا عرض کیا انہوں نے کچھ نہ کہا پس امام حسینؑ غضب ناک ہو کر اٹھے اور مروان کے پاس آکر فرمایا کہ یا ابن الزرقاء ویا ابن آکلۃ القمل یعنی اے بیٹے کبود چشم عورت کے اور جوئیں کھانے والی کے تو ناسزا

کہتا ہے علی ابن ابی طالب کے حق میں۔ مروان نے کہا آپ بچے ہیں اور عقل نہیں رکھتے حضرت نے فرمایا اے شقی تو چاہتا ہے کہ خبر دوں اس چیز سے جو تیرے اور تیرے اصحاب کے حق میں اور علی ابن ابی طالب کے حق میں وارد ہے حق تعالے فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا .... الرَّحْمٰنُ وُدًّا ٥ الخ (سورہ مریم آیت ۹۶) یعنی جو لوگ ایمان لائے ہیں اور اعمال شائستہ کرتے ہیں خدائے رحیم و کریم لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت والفت پیدا کرے گا یہ آیہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں اور ان کے شیعوں کے شان میں نازل ہوا ہے۔ فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰہُ ..... قَوْمًا لُّدًّا ط الخ (سورہ مریم آیت ۹۷) یعنی آسان کیا ہم نے اس کو تیری زبان پر تاکہ خوشخبری دے تو پرہیزگاروں کو پس رسول عربی نے اس آیہ سے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو بشارت دی ٥ کشی نے روایت کی ہے کہ مروان ابن حکم نے جس وقت وہ مدینہ کا گورنر تھا معاویہ کو لکھا مجھ سے عمرو ابن عثمان نے ذکر کیا ہے کہ ایک جماعت اہل عراق سے اور بزرگان حجاز سے امام حسین علیہ السلام کے پاس آکر مشورہ کرتی ہے اور ان کو طمع خلافت دلاتی ہے۔ لہذا میں ڈرتا ہوں کوئی فتنہ برپا نہ ہو میں نے اس امر میں تفحص کیا مجھ پر یہ منکشف ہوا کہ حضرت امام حسینؑ علیہ آج تک ارادہ خلافت کا اور نزاع کا نہیں رکھتے لیکن میں مطمئن نہیں ہوں کہ آئندہ کوئی فساد اور شورش ان کی طرف سے برپا نہ ہوگی پس ان کے بارے میں جو تیری رائے ہو مجھ کو لکھ کر بھیج تاکہ اس پر عمل کروں ٥ معاویہ نے جواب میں لکھا کہ تیرا نامہ مجھے پہنچا اور جو کچھ تو نے حضرت (علیہ السلام) کے بارے لکھا میں سمجھا پس تو ہرگز ان سے متعرض نہ ہوا اور جب تک وہ تجھ سے تعرض نہ کریں تو بھی ان سے کچھ غرض نہ رکھ کیونکہ وہ جب تک ہمارے ساتھ وفا کرتے ہیں میں بھی نہیں چاہتا کہ ان سے متعرض ہوں اور ایک خط امام حسین علیہ السلام کو لکھا کہ آپ کی کئی باتیں مجھ تک پہنچی ہیں اگر سچ ہو تو آپ ان کو ترک کر دیجئے اس واسطے کہ جس شخص نے خدا سے عہد و پیمان کیا اس کو لازم ہے کہ اپنے عہد و پیمان پر وفا کرے اور جو کچھ مجھ تک پہنچا ہے اگر غلط ہے تو آپ کو چاہیئے کہ ان کا ہرگز ارادہ نہ کریں اور اپنے کو نصیحت کریں اور اپنے عہد و پیمان پر قائم رہیں اور جب آپ عہد شکنی کریں گے تو میں بھی عہد شکنی کروں گا اور اگر آپ مجھ سے قصد مکر کا کریں

معاویہ کا خط امام حسینؑ کے نام

امام حسنؑ کا جواب

گے میں بھی مکر کروں گا پس چاہیئے کہ اس امت کے اجتماع کو برہم نہ کریں اور فتنہ برپا کرنے کا باعث نہ بنیں کیونکہ آپ نے لوگوں کا امتحان کیا ہے پس آپ اپنی جان پر اپنے دین پر اور اپنے جد بزرگوار کی امت پر رحم کریں اور بے عقلوں کے فریب میں نہ آئیں۔ جب معاویہ کا یہ خط حضرت کے پاس پہنچا تو آپ نے جواب میں لکھا اے معاویہ یہ جو تو نے اپنے نامہ میں لکھا ہے کہ کچھ باتیں میری تجھ تک پہنچی ہیں جن کو تو مجھ سے چھوڑوانا چاہتا ہے اور تیرے نزدیک وہ میرے لئے سزاوار نہیں ہیں تو یہ جان لے کہ اچھائیوں کی طرف صرف اللہ ہی ہدایت کرنے والا ہے۔ اور جو لوگ ایسا لکھتے ہیں وہ تملق اور چاپلوسی کرنے والے اور سخن چین ہیں میں تجھ سے لڑنے کا ارادہ نہیں رکھتا اگرچہ میں اس پر ڈرتا ہوں اور گمان نہیں کرتا کہ خدا تیری مخالفت نہ کرنے پر راضی ہوگا کہ تجھ کو اور تیرے ساتھیوں کو جنہوں نے ظلم وستم کئے اور دین خدا سے نکل گئے ہیں ان بدعتوں پر انہیں ان کے حال پر چھوڑ دوں اور مصالحت کر لوں کیا تو حجر بن عدی کندی اور ان کے نماز گزار و عابد ساتھیوں کا قاتل نہیں ہے جو ظلم کرنے سے تجھ کو روکتے تھے اور بدعتوں کے مخالف تھے اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرتے تھے تو نے ان کو بہ ظلم وستم قتل کروا دیا اور انکے لئے تو نے بڑے پختہ عہد وپیمان کئے تھے کہ ان کو گزند نہ پہونچائے گا اور سوائے ہماری محبت کے، کوئی اور عداوت قدیمی تیرے انکے درمیان نہ تھی۔ کیا تو عمرو بن حمق صحابی رسول کا قاتل نہیں وہ عمرو جو ایسا بندہ صالح تھا جسکو کثرت عبادت نے نڈھال کر دیا تھا اسکا جسم گھل گیا تھا رنگ زرد ہو گیا تھا اسکو بھی تو نے ایسے عہد وپیمان دیئے کہ اگر وہ عہد وپیمان کسی اڑتے ہوئے طائر سے بھی تو کرتا تو وہ بھی تیرے دام میں آجاتا پھر تو نے ایسے عہد وپیمان کرنے کے بعد انہیں بھی قتل کر دیا اور تیری جرأت کی انتہا یہ ہے کہ تو نے زیاد پسر سمیّہ کو اپنا بھائی بنا ڈالا حالانکہ وہ غلام ثقیف کے فرش پر متولد ہوا تھا تو نے دعوی کیا کہ وہ میرے باپ کا بیٹا ہے حالانکہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے۔ الولد للفراش وللعاهر الحجر یعنی فرزند صاحب فرش کا ہے اور زناکار کے واسطے سنگساری ہے پس تو نے دانستہ سنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ترک کیا اور خواہش

نفس کی متابعت کی اور بے دلیل و برہان اس کو عراقین پر مسلط کیا تاکہ وہ مسلمانوں کے ہاتھ پاؤں قلم کرے اور ان کی آنکھوں کو پھوڑے درخت ہائے خرما پر انہیں سولی دے گویا تو اس امت سے نہیں ہے یا یہ لوگ تیری ملت سے نہیں ہیں۔ تو وہ ہے کہ فرزند سمیّہ نے تجھے لکھا کہ گروہ بنی حضرمی دین علی ابن ابی طالب پر ہیں تو نے ان کے جواب میں لکھا جو شخص دین علیؑ پر ہو اس کو قتل کر لیس ابن شقی نے بسبب سنگی ان لوگوں کو قتل کیا قسم بخدا کہ علی علیہ السلام وہ شخص ہیں کہ انہوں نے تیرے اور تیرے بھائی اور تیرے باپ کے منہ پر تلوار ماری اور تم ان کی تلوار کے خوف سے بظاہر اس دین میں آئے اور انہیں کی برکت سے تو اس تخت پر بیٹھا ہے اور اس حکومت اور امارت کو تو نے غصب کیا ہے اگر علیؑ کی تلوار نہ ہوتی تو نہ ہوتا شرف تیرا اور تیرے باپ کا یہ ہوتا کہ متاع قلیل مکہ سے شام کو لے جاتا اور بیکر منفعت قلیل اس سے پیدا کرتا تو نے مجھے لکھا ہے کہ اپنے او پر اور اپنے دین پر اور اپنے جد کی امت پر رحم کرو اور اس امت میں فتنہ برپا نہ کرو۔ میں کوئی فتنہ عظیم تر تیری خلافت سے نہیں جانتا اگر میں تجھ سے جہاد کروں تو اس میں تقرب بخدا چاہوں گا اور اگر میں جہاد نہ کروں تو حق سبحانہ وتعالی سے طلب آمرزش کروں گا اور سوال کروں گا کہ مجھے توفیق دے کہ جو امر نیک ہو اسے میں اختیار کروں اس کے بعد تو نے مجھے لکھا تھا کہ اگر میں تجھ سے عہد شکنی کروں تو بھی مجھ سے عہد شکنی کرے گا اور اگر میں تجھ سے مکر کروں تو بھی مجھ سے مکر کرے گا جو کچھ اور مکر تجھ سے ہو سکے اسے اٹھا نہ رکھ انشاء اللہ مجھ کو ضرر نہ پہنچے گا بلکہ تجھ کو الٹا نقصان پہنچے گا تو ہمیشہ اپنی جہالت پر مصر رہا ہے اور اپنے عہد و پیمان شکنی پر حریص رہا ہے اور میں قسم کھاتا ہوں کہ ہرگز تو نے کسی شرط پر وفا نہیں کی اور یقیناً تو نے عہد شکنی کی اس جماعت سے اور ان کو صلح کرنے کے بعد قتل کر ڈالا اور تو نے ان کے ساتھ ایسا نہیں کیا مگر اس لئے کہ یہ لوگ ہمارے فضائل و مناقب بیان کرتے تھے اور ہمارے حق کو عظیم جانتے تھے لیکن تو نے ان کو یہ خوف قتل تھا کہ کہیں ان کو قتل کئے بغیر تو مر نہ جائے یا یہ لوگ نہ مر جائیں اور تو ان کے قتل سے رہ جائے بشارت ہو تجھ کو اے معاویہ کہ یہ بھی تیرے لئے

خون کا قصاص لیں گے اور یقین جان کہ یہ روز قیامت تجھ کو حساب کے لئے کھڑا رکھیں گے اور آگاہ ہو کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے پاس ایک نامہ ہے کوئی گناہ چھوٹا بڑا اس سے باہر نہیں ہے اور خدا نہیں بھولا ان گناہوں کو جو تو نے کئے ہیں۔ کتنوں کو تو نے محض گمان پر قتل کر دیا کتنے اولیائے اللہ کو تہمت لگا کر جان سے مار ڈالا، کتنے اس کے نیک بندوں کو ان کے گھروں سے نکال کر شہر بدر کر دیا اور یزید جیسے شراب خور کتوں سے کھیلنے والے نوجوان کے لئے تو نے کس طرح لوگوں سے جبراً بیعت لی ہے تیری یہ سب حرکات اللہ ہرگز فراموش نہیں کر سکتا۔ تو نے اپنے نفس کے ساتھ بدی کی اور اپنے دین کو برباد کیا اور اپنی رعیت سے بخیانت پیش آیا اور اپنی امارت کو ضائع کیا جو لوگ کہ بے عقل اور جاہل ہیں ان کی باتوں کو تو سنتا ہے جو لوگ پرہیزگار اور صالح ہیں ان کو بے عقل اور جاہل لوگوں کے کہنے سے خوف میں ڈالتا ہے" جب معاویہ نے یہ ـــــ پڑھا تو کہنے لگا میں نہ جانتا تھا کہ ان کے دل میں میری طرف سے اس قدر کینہ بھرا ہے یزید نے کہا تو ان کے خط کا جواب لکھ اور اس میں بہت سے کلمات ناسزا ان کو اور ان کے باپ کو درج کر اس وقت عبداللہ ابن عمرو بن عاص معاویہ کے پاس آیا معاویہ نے حضرت کا نامہ عبداللہ کے ہاتھ میں دیکر کہا کہ دیکھ حسینؑ نے مجھے کیا کیا لکھا ہے اس نے بھی مثل یزید کے مشورہ دیا پس یزید نے معاویہ سے کہا کہ اے امیر دیکھا آپ نے بھی میری عقل کو معاویہ یہ سنکر ہنسا اور عبداللہ ابن عمرو سے کہنے لگا کہ یزید نے بھی مجھ کو یہی مشورہ دیا تھا عبداللہ بن عمر نے کہا یزید ٹھیک کہتا ہے معاویہ نے کہا تم دونوں نے خطا کی میں ان کے اور ان کے باپ کے حق میں کوئی عیب نہیں جانتا اور اگر چند جھوٹی باتیں ان کو لکھ کر بھیجوں تو اس سے کیا حاصل جب کہ لوگ یہ جانتے ہیں کہ یہ غلط ہے میں نے چاہا تھا کہ کچھ کلمات تہدید آمیز لکھوں لیکن اس کو بھی میں مناسب نہیں جانتا ہ کتاب احتجاج میں روایت کی ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے معاویہ کے جواب میں یہ لکھا تھا تیرا نامہ مجھے پہنچا یہ جو تو نے لکھا ہے کہ کچھ باتیں میری تجھ کو پہنچیں ہیں۔ اور میں ان سے بری ہوں اور

تو نے گمان کیا ہے کہ میں ان پر راغب ہوں حالانکہ مجھے سزاوار نہ تھا کہ میں ان امور کو اختیار کروں اس کے بعد باقی حدیث کو جیسا کہ سابق میں گزری معاویہ کے اس قول تک لکھا ہے کہ میں کیا لکھ سکتا ہوں ان کو اور ان کے باپ کے حق میں جن میں کوئی عیب نہیں پاتا مگر میں نے چاہا تھا کہ کچھ کلمات تہدید کے لکھوں اور جہالت بے عقلی سے انہیں نسبت دوں لیکن اس کو بھی میں نے مصلحت نہ جانا راوی کہتا ہے معاویہ نے اس کے بعد حضرت کو ایسا نہ لکھا جو آپ کے خلاف مزاج ہوتا اور جو کچھ ہدایا اور تحائف انہیں بھیجا کرتا تھا اسے موقوف نہ کیا۔ اور ہر سال دس لاکھ درہم ان کو ہدایا کے علاوہ بھیجا کرتا تھا۔

باب ۵

ان آیات کے بیان میں جو بسبب تاویل حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر دلالت کرتی ہیں عیاشی نے حضرت صادق علیہ السلام سے اس آیہ کی تفسیر میں روایت کی ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ج فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ...... اَجَلٍ قَرِيْبٍ ط الخ (سورہ النساء آیت ۷۷) یعنی آیا انہیں دیکھا تو ان لوگوں کی طرف کہ حکم دیا گیا انہیں باز رکھیں اپنے نفس کو جہاد سے یعنی حضرت امام حسن علیہ السلام کے ہمراہ اور برپا کریں نماز کو پس جب ان لوگوں کو حکم جہاد کا ہوا یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ تو کہا انہوں نے خداوند کیوں حکم کیا تو نے ہم کو قتال کا اور کیوں مہلت نہ دی ایک قریبی وقت تک اور مراد قریبی وقت سے وقت خروج حضرت صاحب الامر علیہ السلام ہے پس نصرت اور ظفر ان حضرت کے ساتھ ہے حق تعالےٰ نے ان لوگوں کے جواب میں ارشاد فرمایا

ف۔ یہ سب امیر معاویہ کی سیاست تھی جو انہوں نے اپنے استادوں سے سیکھی تھی۔ اہل بیت کی بیخ کنی کر کے ان کے حقوق پر قبضہ جمانا اس کے بعد دنیا کو دکھلانے کے لئے مال وزر و تحفہ دہرا بھیجنا بازیچہ سلطنت کا کوئی چھپا چرہ نہ تھا۔ اگر ڈھونڈا جائے تو معاویہ کے علاوہ بھی ایسی بہت سی مثالیں ملیں گی ۱۲ مترجم

قُلْ مَتَاعُ ...... لِمَنِ اتَّقٰی قف الخ (سورہ النساء آیت ۷۷) یعنی کہہ تو اے محمد کہ متاع دنیا کم ہے۔ اور نیکیاں آخرت کی بہتر ہیں اس شخص کے لئے جو پرہیزگار ہے تا آخر آیہ ○ عیاشی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے ارشاد کیا قسم ہے خدا کی جو کچھ امام حسن علیہ السلام نے صلح معاویہ میں کیا وہ بہتر ہے اس امت کے لئے ان تمام اشیاء سے جن پر کہ آفتاب تاباں ہوتا ہے اور قسم ہے خدا کی یہ آیہ اس جناب کی شان میں نازل ہوا ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ .... اَجَلٍ قَرِیْبٍ ط الخ (سورہ النساء آیت ۷۷) ہمیں آیہ سے مراد اطاعت امام ہے پس لوگوں نے طلب قتال کیا جب حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ مامور بہ جہاد ہوئے کہنے لگے پروردگارا تو نے ہمیں حکم قتال کیوں دیا اور تھوڑی دیر اور کیوں ہم کو مہلت نہ دی اور قول حق سبحانہ و تعالیٰ رَبَّنَآ اَخِّرْنَا ...... نَتَّبِعِ الرُّسُلَ ط الخ (سورہ ابراہیم آیت ۴۴) یعنی خداوند مہلت دے ہمیں نزدیک وقت تک تاکہ اجابت کریں ہم تیری دعوت کو اور تیرے رسولوں کی متابعت کریں مراد اس جگہ تاخیر قتال سے ظہور حضرت صاحب الامر علیہ السلام ہے ○ حسن ابن زیاد خطار نے جناب صادق علیہ السلام سے اس آیہ کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ کفوا ایدیکم واقیموا الصلوٰۃ کہ یہ آیہ حضرت امام حسن کی شان میں نازل ہوا ہے حق تعالیٰ نے انہیں قتال سے منع فرمایا فلما کتب علیہم القتال حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی حق تعالیٰ نے آپ کو حکم قتال فرمایا۔ اور جمیع اہل زمین کو حکم کیا کہ آپ کے ہمراہ قتال کریں عیاشی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اگر تمامی اہل زمین حضرت امام حسین کے ہمراہ جہاد کرتے سب کے سب شہید ہوتے ○ عیاشی نے معلی بن خنیس سے روایت کی ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا مراد "النفس التی حرم اللہ" سے حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اہل بیت مراد ہیں ○ عیاشی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ یہ آیہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوا ہے۔ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا ...... (سورہ بنی اسرائیل آیت ۳۳) یعنی جو شخص بظلم و ستم مارا جائے ہم نے

اس کے وارث کو غلبہ دیا ہے قصاص لینے میں پس وہ اسراف نہ کریگا مراد اس سے امام حسینؑ ہیں انہ کان منصورا" یعنی بدرستیکہ وہ نصرت کیا گیا ہے حضرت نے ارشاد کیا کہ مراد اس سے حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں ○ عیاشی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کی ہے۔ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا .... کَانَ مَنْصُوْرًا ہ الخ سورہ بنی اسرائیل آیت ۳۳) حضرت نے ارشاد کیا کہ وہ حسین ابن علی ہیں جو مظلوم شہید ہوئے اور ہم ان کے وارث ہیں اور قائم ہماری اولاد سے جس وقت ظہور کرے گا تو وہ امام حسین علیہ السلام کے خون کا عوض طلب کرے گا اور ان کے سب قاتلوں کو قتل کرے گا یہاں تک کہ لوگ کہیں گے اس جناب نے قتل کرنے میں اسراف کیا (لہٰذا اللہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ اسراف نہیں ہے) اور حضرت نے فرمایا کہ مقتول حسینؑ ہے اور ولی ان کا آل محمد ہے صلوات اللہ علیہم اجمعین اور اسراف قتل میں یہ ہے کہ غیر قاتل کو قتل کرے حضرت امام حسینؑ نصرت کئے گئے ہیں اسواسطے کہ وہ جناب دنیا سے نہ جائیں گے یہاں تک کہ ایک شخص آل رسول سے ان کی نصرت کرے گا اور زمین کو اس وقت عدل و داد سے بھرے گا جب کہ وہ جور و ستم سے پر ہو گئی ہو گی ○ کتاب کنز الفوائد میں روایت ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام نے ارشاد کیا۔ سورہ فجر کو نماز واجب اور نوافل میں پڑھو اور رغبت کرو اس کے پڑھنے میں کیوں کہ یہ سورہ حضرت امام حسینؑ کا ہے خدا تم پر رحمت کرے ابواسامہ اس وقت مجلس میں حاضر تھا کہنے لگا یا حضرت یہ سورہ کیوں کر مخصوص ہوا امام حسینؑ کے واسطے حضرت نے فرمایا آیا نہیں سنا تو نے قول حق تعالیٰ یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ الخ مراد اس آیہ سے حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں کیوں کہ آپ صاحب نفس مطمئنہ راضیہ مرضیہ ہیں اور ان کے اصحاب آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سے وہ لوگ ہیں جو بروز قیامت خدا سے راضی ہوں گے اور خدا ان سے راضی ہو گا پس یہ سورہ مخصوص حضرت امام حسین علیہ السلام کی شان میں اور ان کے شیعوں کی اور شیعیان آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی شان میں نازل ہوا ہے اور جو شخص ہمیشہ سورہ والفجر کو پڑھا کرے وہ درجات بہشت میں حضرت کے

نماز میں سورۂ فجر پڑھنے کی فضیلت

ساتھ ہوگا بدرستیکہ خدا عزیز و حکیم ہے۔ فرات ابن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا...... رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ الخ (سورہ حج آیت ۴۰) یعنی وہ لوگ کہ گھروں سے بغیر حق باہر نکالے گئے اور کچھ نہیں کہتے مگر یہ کہ پروردگار ہمارا خدا ہے حضرت نے فرمایا یہ آیہ حضرت امیرؑ اور جعفر علیہ السلام اور حمزہؓ کے حق میں نازل ہوا اور امام حسینؑ کے حق میں جاری ہوا۔ ٥ کتاب کافی میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے راوی کہتا ہے میں نے حضرت سے اس آیہ کے معنی پوچھے وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا... كَانَ مَنْصُوْرًا ؕ الخ (سورہ اسرائیل آیت ۳۳) حضرت نے فرمایا کہ یہ آیہ حضرت امام حسین کی شان میں نازل ہوئی اگر جمیع اہل زمین آپ کے خون کے عوض قتل کئے جائیں تب بھی اسراف نہ ہوگا یعنی اگر سب اہل زمین اس امام عالی مقام کے خون میں شریک ہوں یا اس جناب کے قتل ہونے پر راضی ہوں تو سب کا قتل کرنا اسراف نہ ہوگا اور اسراف وہی ہے جو شخص اس جناب کے خون میں شریک نہ ہو یا اس امام کے قتل پر راضی نہ ہو اور قتل کیا جائے اور اسی معنی سے اسراف کرنا منع ہے ٥ علی ابن ابراہیم نے حضرت صادق سے اس آیہ کی تفسیر میں روایت کی ہے۔ يَاۤ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِیْۤ...... وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۝ الخ (سورہ فجر آیت ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰) کہ اس سے مراد حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں ٥ کتاب کافی میں حضرت صادق علیہ السلام سے اس آیہ کی تفسیر میں روایت کی ہے۔ فَنَظَرَ... سَقِيْمٌ الخ (سورہ صافات آیت ۸۸، ۸۹) کہ حضرت ابراہیم نے حساب کیا اور دیکھا ان مصیبتوں کو جو حضرت امام حسینؑ پر نازل ہونے والی ہیں پس حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ میں سقیم ہوں بوجہ ان مصائب کے جو امام حسینؑ پر نازل ہوں گے ٥ علی بن اسباط نے کتاب نوادر میں حسن ابن زیاد عطار سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت صادق علیہ السلام سے اس آیہ کے معنی پوچھے اَلَمْ تَرَ اِلَى ...... اَجَلٍ قَرِيْبٍ ؕ الخ (سورہ النساء آیت ۷۷) حضرت نے فرمایا کہ یہ آیہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی شان میں نازل ہوا ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو قتال کرنے سے منع فرمایا راوی نے کہا میں نے حق سبحانہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں سوال کیا فلما کتب علیہم القتال حضرت نے فرمایا یہ آیہ حضرت

امام حسین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوا ہے حق تعالیٰ نے اس جناب کو حکم قتال دیا اور سب اہل زمین کو حضرت کے ساتھ کا حکم جہاد دیا مولف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بہت سی حدیثیں جو اس باب سے مناسبت رکھتی ہیں وہ عنقریب باب علت تاخیر عذاب قاتلان امام میں بیان ہوں گی۔

باب ٦

مشتمل ہے ان بزرگوں پر جو خدا نے عوض شہادت حضرتؑ کو کرامت کی ہیں

شیخ طوسی نے کتاب امالی میں حضرت امام محمد باقرؑ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کا عوض جو ان کو کرامت فرمایا وہ یہ ہے کہ امامت کو حضرت کی ذریت میں قرار دیا اور شفا کو آپ کی مرقد منور کی خاک میں مقرر کیا اور آپ کی قبر کے پاس دعا کو مستجاب کیا اور حضرت کے زائر کے جو دن آمد و رفت زیارت میں صرف ہوں انکو عمر میں شمار نہیں کیا راوی نے عرض کیا یا مولا جب لوگ قبر مبارک کی برکت سے اس قدر ثواب اور فضیلتیں پاتے ہیں خود امام حسینؑ نے شہید ہونے سے کیا کچھ درجہ پایا ہوگا حضرت نے فرمایا کہ خدا نے ان کو اپنے پیغمبر سے ملحق کیا تاکہ ان کے درجہ اور ان کی منزل میں ساکن ہوں پھر حضرت علیہ السلام نے اس آیت کو تلاوت فرمایا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا...... كَسَبَ رَهِيْنٌ ؕ الخ (سورہ الطور آیت ۲۱) تا آخر آیہ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور انکی ذریت نے بایمان انکی پیروی کی ہم نے ملحق کیا ان کے ساتھ انکی ذریت کو ٥ ابن بابویہ نے اکمال الدین میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب حضرت امام حسینؑ پیدا ہوئے حضرت سید المرسلین نے جناب فاطمہؑ کو خبر دی کہ میری امت اس فرزند کو میرے بعد شہید کرے گی۔ حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا میں ایسا فرزند نہیں چاہتی حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے امامت کو قیامت تک اس کے فرزندوں

میں مقرر کیا ہے جب یہ بات جناب سیدہ نے سنی عرض کیا یا رسول اللہ میں راضی ہوئی کتاب مذکورہ میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب جناب فاطمہؑ کو حضرت امام حسین کا حمل ہوا جناب رسالت مآب نے جناب سیدہ سے فرمایا اے فاطمہ حق سبحانہ و تعالےٰ تم کو ایک فرزند عطا کرتا ہے اس کا نام حسین ہے اور میری امت اسے شہید کرے گی جناب فاطمہ نے عرض کیا اے پدر بزرگوار میں ایسا فرزند نہیں چاہتی حضرت نے فرمایا کہ اے فاطمہ حق تعالیٰ نے اس فرزند کے بارے میں ایک امر کا مجھ سے وعدہ کیا ہے جناب سیدہ نے پوچھا کہ کس امر کا آپ سے وعدہ کیا ہے فرمایا حق سبحانہ تعالےٰ نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ اس کی شہادت کے بعد امامت کو اس کی اولاد میں قرار دوں گا جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ میں راضی ہوئی مولف علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں بعض روایتیں اس باب کی اور بابوں میں خصوصاً باب ولادت میں مذکورہ ہوئیں۔

باب

حق سبحانہ تعالےٰ کا اپنے پیغمبروں کو قتل امام حسینؑ کی خبر دینا

احتجاج طبرسی میں منقول ہے سعد بن عبد اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت صاحب الامرؑ سے کہٰیعص کی تفسیر پوچھی فرمایا کہ یہ حروف اخبار غیب سے ہیں۔ حق تعالےٰ نے پہلے حضرت ذکریا کو خبر دی ہے اور اس کے بعد حضرت رسول خداؐ کو آگاہ فرمایا ہے اور سبب اس کے نزول کا یہ ہے کہ حضرت ذکریا نے حق تعالےٰ سے سوال کیا کہ آل عباد کے نام مجھے تعلیم فرما تاکہ ہر شدت و بلا میں ان کے واسطہ سے پناہ مانگوں اس وقت حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور آل عباد کے اسمائے مقدسہ آنجناب کو تعلیم کیے جب کبھی حضرت ذکریا جناب رسول خدا اور علی ابن ابی طالب اور جناب فاطمہ اور حضرت امام حسنؑ کا نام لیتے تھے تو غم و اندوہ ان کا غم

دور ہو جاتا تھا اور خوشی حاصل ہوتی تھی اور جب حضرت امام حسینؑ کا نام لیتے تھے تو ایسی رقت ان پر طاری ہوتی تھی کہ ضبط نہ کر سکتے تھے۔ ایک دن حضرت زکریا نے دعا کی کہ خداوندا کیا سبب ہے جب میں ان چار بزرگوں کا نام زبان پر لاتا ہوں تو میرا غم زائل ہو جاتا ہے اور میرا جی خوش ہو جاتا ہے اور جب میں حضرت امام حسین کا اسم مبارک لیتا ہوں تو میرا غم جوش میں آتا ہے اور ایسی رقت مجھ پر طاری ہوتی ہے کہ میں ضبط نہیں کر سکتا پس حق تعالیٰ نے قصہ شہادت اور مظلومیت امام حسین علیہ السلام حضرت زکریا کو وحی فرمایا اور فرمایا کہٰیعص کاف سے مراد کربلا ہے اور ہا سے ہلاکت عترت طاہرہ اور یا سے یزید قاتل حسینؑ ہے اور عین سے عطش و تشنگی حضرت کی صحرائے کربلا میں مراد ہے اور صاد سے مراد اس امام مظلوم کا صبر ہے جب زکریا نے یہ قصہ پر درد سنا تین دن مسجد سے باہر نہ نکلے اور کسی کو اپنے پاس آنے نہ دیا اور گریہ و زاری میں مشغول رہے اور فریاد و بے قراری کرتے تھے۔ اور ایک مرثیہ حضرت کی مصیبت میں پڑھتے تھے جس کا حاصل یہ ہے خداوندا آیا تو ایسے شخص کے دل کو اس کے فرزند کے غم میں اندوہگین کرے گا۔ جو بہترین خلائق ہے خداوندا آیا نازل کرے گا تو ایسی بلا کو ساعت قرب میں اپنے حبیب کے بار الہا ایسی مصیبت میں پوشاک ماتمی علی و فاطمہ کو پہنائے گا۔ خداوندا آیا ایسے درد و الم کو ان کی منزل رفعت و جلال میں جگہ دیگا اور اس کے بعد درگاہ جناب احدیت میں عرض کی خداوندا مجھے ایک فرزند عطا کر کہ اس پیری میں میری آنکھیں اس کے دیکھنے سے روشن ہوں اور جب ایسا فرزند تو مجھ کو عطا فرما تو اس کی محبت میں مجھے فریفتہ و گرویدہ بنا دے اس کے بعد میرے دل کو اس کی مصیبت میں ایسا اندوہناک کر جیسا کہ تیرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کا دل اندوہناک ہوگا۔ پس حق تعالےٰ نے انہیں حضرت یحیٰ کو عطا فرمایا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے مانند درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور حضرت یحیٰ چھ مہینے شکم مادر میں رہے اور مدت حمل حضرت امام حسینؑ کی بھی اسی قدر تھی ○ صدوق علیہ الرحمتہ نے کتاب امالی میں کعب الاحبار سے روایت

کی ہے اس نے کہا میں نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ ایک شخص فرزندِ محمد پیغمبر خدا سے قتل کیا جائے گا اس کے اصحاب کے گھوڑوں کا پسینہ ابھی خشک نہ ہونے پائے گا کہ وہ سب داخل بہشت ہوں گے اور حوران بہشت سے معانقہ کریں گے امام حسن علیہ السلام اس طرف سے گزرے لوگوں نے کہا کیا وہ شخص یہ ہے کعب الاحبار نے کہا یہ نہیں ہیں۔ جب امام حسین علیہ السلام اس طرف سے گزرے تو لوگوں نے پھر پوچھا وہ شخص یہ ہے کعب الاحبار نے کہا ہاں یہی ہیں ٥ کتاب مذکور میں روایت ہے کہ ایک شخص مسلمانوں کی رومیوں سے لڑنے کو گئی تھی جب فتح کر چکے تو ان رومیوں کے بت خانہ میں دیکھا یہ شعر لکھا

؎ ایرجوامعشراً قتلوا حسیناً شفاعۃ جدہ یوم الحساب

آیا امیدوار شفاعت رسول ہیں۔ بروز قیامت وہ لوگ جنہوں نے حسین علیہ السلام کو قتل کیا لوگوں نے ان رومیوں سے پوچھا کتنی مدت سے یہ شعر تمہارے بت خانہ میں لکھا ہے۔ انہوں نے کہا تمہارے پیغمبر کی بعثت سے تین سو برس پہلے مولف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جعفر ابن نما نے کتاب مثیر الاحزان میں لکھا ہے کہ نظیری نے سلیمان اعمش سے روایت کی ہے کہ میں ایک دن ایام حج میں خانہ کعبہ کا طواف کرتا تھا ناگاہ ایک شخص کی آواز میں نے سنی کہ وہ یہ کہتا تھا خداوندا مجھے بخش دے اور میں جانتا ہوں تو مجھ کو نہ بخشے گا" میں نے اس کی مایوسی کا سبب پوچھا اس نے کہا میں ان چالیس شخصوں سے ہوں جو سر مبارک جناب سید الشہدا کا نوک نیزہ پر لئے ہوئے شام کی طرف یزید کے پاس گئے تھے جب کربلا سے کوچ کر کے پہلی منزل پر پہنچے تو ایک دیر نصران میں اترے جب ہم سب کھانا کھانے میں مشغول ہوئے ناگاہ ایک ہاتھ ظاہر ہوا جو ایک لوہے کا قلم پکڑے تھا اس نے خون سے دیوار دیر پر اس شعر کو لکھا ؎ اترجو امۃ قتلت حسینا شفاعۃ جدہ یوم الحساب۔ ملعون کہتا ہے کہ ہم سب اس منظر کو دیکھ کر بہت خائف ہوئے جب ہم نے چاہا کہ اس ہاتھ کو پکڑیں تو وہ غائب ہوگیا ٥ عمرو ابن زاہد نے کتاب یاقوت میں لکھا ہے کہ عبداللہ ابن صفا جو مصاحب تھا ابوحمزہ ثمالی کا اس نے کہا میں ایک مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ فرنگیوں سے لڑنے گیا جب انکے بلاد کو

فتح کر چکے اور سب کو قید کیا ان میں ایک شخص جو عقلائے نصاریٰ سے مشہور تھا ہم نے اس کو بہت عزت و بزرگی سے رکھا اور اس کے ساتھ بہ نیکی پیش آئے اس نے کہا کہ مجھے خبر دی ہے میرے باپ نے اپنے اجداد سے کہ تین سو برس پہلے بعثت رسول عربی سے رومی اپنے شہر میں ایک کنواں کھود رہے تھے کھودتے کھودتے ایک پتھر تک پہنچے کہ اس پر بزبان اولاد شیث یہ بیت لکھی تھی ؎ اترجو عصبۃ قتلت حسیناً شفاعۃ جدہ یوم الحساب صدوق علیہ الرحمۃ نے امالی میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ ام سلمہ کے گھر میں تشریف رکھتے تھے ام سلمہ سے فرمایا کسی کو میرے پاس آنے نہ دینا ام سلمہ فرماتی ہیں اس وقت امام حسین علیہ السلام میرے یہاں تشریف لائے ان دنوں سن شریف جگر گوشہ رسول خدا کا بہت کم تھا میں ان کو حضرت کے پاس جانے سے منع نہ کر سکی یہاں تک کہ حضرت کی خدمت میں گئے ان کے جانے کے بعد میں بھی گئی دیکھا میں نے کہ امام حسینؑ جناب رسول خدا کے سینہ مبارک پر بیٹھے ہیں اور حضرت رو رہے ہیں اور ایک چیز حضرت کے ہاتھ میں ہے اس کو ایک ہاتھ سے دوسرے میں لیتے ہیں اسکے بعد حضرت نے ارشاد کیا اے ام سلمہ ابھی حضرت جبرئیل خبر لائے کہ میرا یہ فرزند قتل کیا جائے گا اور یہ مٹی اس زمین کی ہے جہاں یہ شہید ہوگا تم اس مٹی کو اپنے پاس رکھو جب یہ خون ہو جاوے جاننا کہ حبیب میرا حسین مظلوم شہید ہوا ام سلمہ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ جناب احدیت سے سوال کیجئے کہ اس بلا کو آپ کے فرزند دلبند سے دفع کرے حضرت نے فرمایا اے ام سلمہ میں خدا سے اس بات کا سوال کر چکا ہوں حق سبحانہ تعالٰے نے اس کے جواب میں یہ ارشاد کیا تمہارے فرزند کو بسبب شہادت کے ایسا درجہ عالی ملیگا کہ کوئی شخص ہماری مخلوقات سے اس درجہ کو نہ پہنچے گا اور ایک گروہ اس کا شیعہ ہوگا جو عاصیان امت کی شفاعت کرے گا اور شفاعت ان کی پذیرفتہ ہوگی اور مہدی آل محمد اس کے فرزندوں میں سے ہوگا پس خوشا حال اس شخص کا جو میرے حسینؑ کے دوستوں سے ہو کیونکہ اس کے شیعہ بروز قیامت امرزیدہ و رستگار ہیں ٥ کتاب عیون اخبار الرضا اور کتاب خصال میں حضرت

امام حسین کے شیعہ دوسرے مردوں کی شفاعت کریں گے

امام رضا علیہ التحیۃ والثنا سے روایت ہے کہ جب حق تعالے نے حضرت ابراہیم خلیل کو حکم دیا کہ اپنے فرزند اسمٰعیل کو قربان کریں حضرت ابراہیم حضرت اسماعیل کو بحکم رب جلیل قربان گاہ میں قربانی کے لئے لائے حق تعالی نے انکے لئے فدیہ بھیجا اور حکم کیا کہ اسماعیل کے عوض گوسفند کو قربانی کر دیں پس حضرت ابراہیم نے آرزو کی کاش مجھے ذبح گوسفند کا حکم نہ ہوتا اور میں اپنے فرزند کو اپنے ہاتھ سے راہ خدا میں ذبح کرتا تاکہ میرا دل اس فرزند عزیز کے قتل کرنے سے اندوہگین ہوتا اور بسبب اندوہ و مصیبت کے بلند ترین درجات مصائب کا مستحق ہوتا اس وقت حق سبحانہ تعالے نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ اے ابراہیم ہمارے جمیع مخلوقات سے تم کس کو زیادہ دوست رکھتے ہو حضرت ابراہیم نے عرض کیا خداوندا تو نے اپنی مخلوقات میں کوئی شخص ایسا نہیں خلق کیا کہ میں اسے تیرے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ سے زیادہ دوست رکھتا ہوں پھر وحی کی کہ اے ابراہیم آیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کو زیادہ دوست رکھتے ہو یا اپنی جان کو حضرت ابراہیم نے عرض کیا خداوندا میں محمدؐ کو اپنی جان سے زیادہ دوست رکھتا ہوں پھر حق تعالے نے فرمایا آیا تم فرزند محمد مصطفےٰ کو زیادہ دوست رکھتے ہو یا اپنے فرزند اسماعیل کو حضرت ابراہیم نے عرض کیا خداوندا میں فرزند محمد مصطفےٰ کو اپنے فرزند سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں پھر حق تعالی نے وحی کی اے ابراہیم آیا فرزند محمد کا دشمنوں کے ہاتھوں بہ ظلم وستم قتل ہوتا تمہارے دل کو زیادہ دکھ میں لاتا ہے یا اپنے فرزند اسماعیل کا میری طاعت میں اپنے ہاتھوں سے ذبح کرنا عرض کیا خداوند فرزند محمد کا دشمنوں کے ہاتھ سے قتل ہونا میرے دل کو زیادہ اندوہگین کرتا ہے بہ نسبت اپنے فرزند کے ذبح کرنے کے اس کے بعد حق سبحانہ تعالےٰ نے فرمایا اے ابراہیم دنیا میں لوگ کچھ ایسے بھی ہوں گے۔ جو دعوے کریں گے کہ ہم امت پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ سے ہیں[لہ] اس کے فرزند دلبند حسین کو بہ ظلم وستم یوں قتل کریں گے جسطرح گوسفند کو ذبح کرتے

لہ اقوال اسی طرح کچھ لوگ مسلمانی کا دعوی کریں گے ہر وقت رسول ؐ کو پکاریں گے مگر فرزند رسول کے یوم شہادت زینت کریں گے ... اپنی دلی مسرت کا اظہار کریں گے اور اس کا غم منانے والے کو بدعتی کہیں گے۔ ۱۲ مترجم

اور وہ گروہ بسبب اس ظلم صریح کے مستوجب میرے غضب کے ہونگے حضرت ابراہیم اس خبر کے سنتے ہی بیتاب ہو گئے اور آپ کا دل غم سے مملو ہو گیا بے اختیار رونے لگے پس حق سبحانہ تعالی نے انکو ندا کی اے ابراہیم ہم نے تیرے اس جزع و فزع و بے قراری کو جو تو اپنے فرزند اسماعیل کے ذبح کرنے پر کرتا اس کو فدیہ قرار دیا اس جزع و فزع و بے قراری کا جو تو نے فرزند پیغمبر آخر الزمان حسین ابن علی علیہما السلام کے شہید ہونے پر کی اور بہ سبب اس جزع و بے قراری کے ہم نے بلند ترین درجات اہل مصیبت کے تمہارے لئے واجب کئے اور یہی حصیل معنے قول حق تعالے کے وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ﴿الصّافات﴾ یعنی فدیہ دیا ہم نے اسماعیل کو بذبح عظیم مولف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اس حدیث میں یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ جب ذبح عظیم سے مراد قتل امام حسین علیہ السلام ہوا تو اس صورت میں فدیہ کا مرتبہ مفدی عنہ کے مرتبہ سے بزرگ و بلند تر نہ ہوگا ظاہر فہو عوض دنیا ہے ایسی چیز کا جو شرف و مرتبہ میں کمتر ہو حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ فدیہ کا رتبہ بلند تر اور بزرگ تر ہے اس کے مرتبہ سے جس کا فدیہ واقع ہوا ہے کیونکہ ہمارے آئمہ معصومین علیہم السلام کا مرتبہ پیغمبران اولوا العزم اور غیر اولوا العزم سے اشرف ہے بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ چونکہ امام حسین علیہ السلام اولاد حضرت اسمٰعیل سے ہیں پس اگر حضرت اسمٰعیل ذبح ہو جاتے تو ہمارے پیغمبر آخر الزمان اور سب آئمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین اور وہ انبیاء مرسلین جو نسل حضرت اسماعیل سے ہیں پیدا نہ ہوتے پس جب کہ حق تعالی نے ایک شخص کے ذبح ہونے کو فرزندان حضرت اسمٰعیل سے یعنی قتل حضرت امام حسین علیہ السلام کو عوض اور فدیہ ذبح اسماعیل کا مقرر کیا پس گویا ایک شخص کے ذبح ہونے کو کل کے عوض مقرر کیا یعنی ذبح حسین علیہ السلام عوض ہوا ذبح کل انبیاء مرسلین و آئمہ معصومین کا جو اولاد حضرت اسماعیل سے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ مرتبہ کل کا اس حیثیت سے کہ وہ کل ہے مرتبہ جز سے عظیم اور بزرگ تر ہے اور میں کہتا ہوں کہ عبارت انہ فدی اسماعیل بالحسین علیہ السلام حدیث میں وارد نہیں ہے بلکہ حدیث میں اس طرح وارد ہے انہ فدی جزع ابراہیم علی اسماعیل بجزعہ علی الحسین

فدیہ بذبح عظیم پر اعتراض اور اس کا جواب

علیہ السلام اور ظاہر ہے کہ لفظ فدیہ اس تقدیر پر اپنے معنی میں مستعمل نہیں ہے بلکہ
اس سے مراد عوض کرنا ہے یعنی جس وقت حضرت ابراہیم اس ثواب کے فوت
ہونے پر رنجیدہ ہوئے جو ان کے فرزند اسماعیل کے ذبح پر جزع کرنے پر ملتا تو حق
تعالیٰ نے ان کے عوض ایک ایسی چیز دی جس کا ثواب بزرگ و شریف تر زیادہ
تر ہے یعنی جزع امام حسینؑ کا ثواب عطا کیا حاصل مطلب یہ ہے کہ حضرت
امام حسین علیہ السلام کا امر مقرر و مقدر تھا جو حضرت اسمٰعیل کے ذبح ہونے پر
موقوف نہ تھا تاکہ شہادت امام حسین علیہ السلام فدیہ ہو قتل حضرت اسمٰعیلؑ کا
اور بنا بر اس تقدیر کے جو ہم نے ذکر کیا آیہ مذکورہ دو احتمال رکھتی ہے ایک احتمال
یہ ہے کہ مضاف مقدر ہو یعنی فدیناہ بذبوح عظیم الشان اور دوسرا احتمال یہ
ہے کہ ذبح میں باء سببیہ ہو اور تقدیر آیہ کی اس طرح ہوا فدیناہ بسبب مذبوح
عظیم الشان دونوں تقدیروں پر تقدیر مضاف ضروری ہے یا فدیناہ میں مجازی
الاسناد ہو واللہ العلیم ○ کتاب علل الشرائع میں منقول ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام
نے ارشاد کیا مراد اسماعیل سے جن کا ذکر حق سبحانہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ .... رَسُولًا نَّبِيًّا ج الخ (سورہ مریم آیت ۵۴)

اسماعیل ابن ابراہیم نہیں ہیں بلکہ ایک پیغمبر تھے پیغمبران خدا سے اور حق تعالیٰ نے ان
کو ایک قوم کی طرف مبعوث کیا تھا پس اس قوم جفا کار نے ان کو پکڑ کر ان کے
سر اور چہرہ کی کھال اتاری اس وقت ایک فرشتہ ان کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے
حق سبحانہ تعالیٰ نے تمہارے پاس بھیجا ہے جو تمہیں منظور ہو مجھے حکم کرو کریں
اس قوم سے انتقام لوں اس جلیل القدر پیغمبر نے فرمایا میرے سامنے ہے وہ
ظلم و ستم جو حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کریں گے میں ان کی
تاسی کرتا ہوں ○ کامل الزیارت میں بھی امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسی
ہی روایات منقول ہیں ○ کتاب امالی میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے ایک
دن حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ بیٹھے تھے اور حضرت امام حسین
علیہ السلام ان کے پاس تھے ناگاہ حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور فرمایا اے محمد صلی
اللہ علیہ وآلہ تم اس فرزند کو دوست رکھتے ہو جناب رسالت مآب

نے فرمایا اے جبرئیل میں اس فرزند کو بہت دوست رکھتا ہوں جبرئیل نے کہا
اے محمد تیری امت اسکو بظلم و ستم شہید کرے گی پس جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وآلہ اس خبر وحشت اثر کو سن کر بہت اندوہناک ہوئے جبرئیل
نے حضرت سے کہا آیا چاہتے ہیں آپ کہ میں دکھلاؤں اس زمین کو جس پر یہ فرزند
شہید ہوگا فرمایا ہاں پس حضرت جبرئیل نے جو کچھ مابین زمین کربلا اور مسجد جناب
رسول خدا حائل تھا زیر زمین کر دیا اور زمین کربلا زمین مدینہ سے اس طرح ملا دی (یہ کہہ
کر آپ نے اپنی دونوں انگلیاں ملائیں) پھر جبرئیل امین نے اپنے دونوں پروں سے
تھوڑی خاک اس زمین کی اٹھا کر حضرت کو دی اس کے بعد پھر زمین کو پھیلا دیا کہ ایک
لحہ میں وہ اپنی جگہ پر لوٹ گئی حضرت نے فرمایا خوشا حال تیرا اے تربت اور خوشا
حال اس شخص کا جو تجھ پر قتل کیا جائے گا ○ کتاب کامل الزیارت میں بھی مثل
ان روایات کے منقول ہے ○ کتاب امالی میں بطریق مخالفین انس بن مالک
سے مروی ہے کہ ایک جلیل القدر فرشتہ حق سبحانہ تعالیٰ سے اجازت
لے کر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کی زیارت کو آیا وہ فرشتہ ابھی حضرت کی
خدمت میں بیٹھا تھا کہ حضرت امام حسین وہاں تشریف لائے جناب رسالتمآب
نے ان کو گود میں بٹھا لیا اور رخسار مبارک کے بوسے لئے فرشتے نے پوچھا یا حضرت
آیا آپ اس فرزند کو بہت دوست رکھتے ہیں حضرت نے فرمایا میں بہت دوست
رکھتا ہوں یہ فرزند عزیز میرا ہے فرشتہ نے عرض کیا کہ آپ کی امت اسے شہید
کرے گی حضرت نے فرمایا کیا اس فرزند کو شہید کرے گی عرض کیا ہاں اگر آپکو منظور ہو
تو وہ زمین دکھاؤں جس پر یہ شہید ہوں گے حضرت نے فرمایا ہاں فرشتہ نے خاک
سرخ خوشبودار حضرت کو دکھلائی اور کہا جب یہ خاک خون تازہ ہو جائے تو یہ
علامت ہے کہ یہ فرزند شہید ہوا راوی کہتا ہے وہ فرشتہ میکائیل تھا ○ خرائج الجرائح
میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے
فرمایا جب حق تعالیٰ نے چاہا قوم نوح کو ہلاک کرے تو حضرت نوح پر وحی نازل
کی درخت ساگوان کو کاٹ کر تختے بناؤ حضرت نوح نے بحکم خداوند جلیل اس
درخت کے تختے بنائے مگر حیران تھے کہ ان تختوں کو کیا کروں کہ حضرت جبرئیلؑ

نازل ہوئے اور ہیئت کشتی کی اہنیں دکھائی اور ایک صندوق اپنے ساتھ لائے جس
میں ایک لاکھ اونتیس ہزار کیلیں تھیں حضرت نوح نے وہ کیلیں اس کشتی میں
لگائیں جب کیلیں باقی رہیں حضرت نوح نے ایک کیل کو اٹھایا دفعتہً ایک
ایسا نور اس سے ساطع ہوا جیسے روشن ستارہ کی ضیا آسمان پر ظاہر ہوتی ہے
حضرت نوح یہ دیکھ کر متحیر ہوئے وہ کیل بزبان فصیح گویا ہوئی اس نے کہا کہ حق
تعالےٰ نے مجھ کو بہترین انبیا محمد بن عبداللہ کے نام پر خلق کیا پس حضرت جبرئیل
نازل ہوئے حضرت نوح نے کہا اے جبرئیل ایسی کیل میں نے نہیں دیکھی جبرئیل نے
کہا کہ اسکو محمد ابن عبداللہ کے نام پر خلق کیا پس۔ اس کو داہنی طرف کشتی کے لگاؤ
اس کے بعد حضرت نوح نے دوسری کیل کو اٹھایا اس سے بھی ایک نور ساطع ہوا
حضرت نوح نے فرمایا یہ کیا ہے جبرئیل نے کہا کہ یہ کیل ان کے بھائی اور پسر عم
اور بہترین اوصیا علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے نام پر خلق ہوئی ہے اس کو
کشتی کے بائیں طرف لگاؤ جب حضرت نوح نے تیسری کیل کو اٹھایا ویساہی نور
اس سے بھی ساطع ہوا جبرئیل نے کہا یہ جناب فاطمہ کے نام پر خلق ہوئی ہے اس
کو بھی داہنی طرف لگاؤ۔ جب حضرت نوح نے چوتھی کیل کو اٹھایا اس سے بھی ایک
نور ساطع ہوا حضرت جبرئیل نے کہا کہ یہ حضرت امام حسن علیہ السلام کے نام پر خلق
ہوئی ہے اس کو بائیں طرف کشتی کے لگاؤ اور اسی طرح جب پانچویں کیل
حضرت نوح نے اٹھائی ایک نور اس سے بھی پیدا ہوا اور ایک رطوبت اس سے ظاہر
ہوئی جبرئیل نے کہا یہ کیل باسم حسین مخلوق ہوئی ہے اس کو بھی بائیں طرف لگاؤ حضرت
نوح نے پوچھا اے جبرئیل اس پانچویں کیل میں تری کیسی تھی جبرئیل نے کہا یہ خون
کی تری ہے اس کے بعد جبرئیل نے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا واقعہ اور
جو ظلم ان جناب پر ہونیوالے تھے حضرت نوح سے بیان کئے پس خدا لعنت
کرے ظالمان و قاتلان حسین مظلوم پر ○ شیخ الطائفہ نے امالی میں عائشہ سے روایت
کی کہ ایک دن حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ حضرت امام حسینؑ کو اپنے
زانوئے مبارک پر بٹھائے پیار کر رہے تھے اور رخسار مبارک پر بوسہ لیتے تھے۔
ناگہاں حضرت جبرئیل نے کہا تمہارے بعد امت اس کو شہید کرے گی جب جناب

رسالت مآب نے یہ خبر وحشت اثر جبرئیل سے سنی [illegible] چشم مبارک
سے اشک جاری ہوئے جبرئیل نے کہا اگر آپ چاہیں تو میں اس خاک کو آپ کو
دکھلاؤں جس پر یہ فرزند آپکا شہید ہوگا حضرت نے فرمایا ہاں دکھاؤ جبرئیل نے تھوڑی
خاک کربلا سے اٹھا کر حضرت کو دکھائی ○ کتاب مذکورہ میں بطریق مخالفین انس
بن مالک سے روایت ہے جو فرشتہ باران رحمت پر مقرر ہے ایک دن اس نے
حق تعالےٰ سے زیارت رسول کے لئے رخصت طلب کی جب اذن لے کر نازل ہوا
حضرت نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو حکم کیا کہ دروازے پر بیٹھو اور کسی کو میرے پاس نہ
آنے دو اس وقت امام حسینؑ تشریف لائے ام سلمہ نے چاہا منع کریں لیکن امام حسین
علیہ السلام جلدی سے دوڑ کر دروازہ میں داخل ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ کے دوش مبارک پر سوار ہوئے فرشتہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اس فرزند کو
دوست رکھتے ہیں حضرت نے ارشاد کیا ہاں فرشتہ نے کہا آپ کی امت اسے شہید
کرے گی اگر منظور ہو تو میں آپ کو اس جگہ کی خاک دکھاؤں جہاں اس کو شہید
کریں گے پس اس فرشتہ نے ہاتھ اپنا پھیلایا اور خاک سرخ حضرت کو لا کر دی۔
ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس خاک کو لے کر اپنے گوشۂ چادر میں باندھ کر رکھا وہ خاک
اس جگہ کی تھی جس مقام پر حضرت شہید ہوئے ○ کامل الزیارت میں حضرت صادق
علیہ السلام سے منقول ہے جب حضرت جبرئیل خبر شہادت امام حسین علیہ السلام
جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے جناب رسول خدا دست
مبارک جناب امیر المومنین علیہ السلام کا پکڑ کر خلوت میں لے گئے اور باہم بڑی
دیر تک اس بارے میں مشورہ کرتے رہے یہاں تک کہ دونوں بزرگواروں پر
رقت نے غلبہ کیا اور دونوں بہت روئے ہنوز ایک دوسرے سے جدا نہ ہوئے
تھے کہ جبرئیل نازل ہوئے اور کہا پروردگار عالم تم کو بعد تحفہ سلام کے ارشاد کرتا ہے
میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ اس مصیبت پر صبر کرو پس ان دونوں بزرگواروں
نے بموجب حکم خدائے قدیر صبر فرمایا ○ کتاب مذکورہ میں دو سندوں سے اس
روایت کو لکھا ہے اور کتاب مذکورہ میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے جب وہ
زمانہ نزدیک ہوا جس میں جناب فاطمہ صلواۃ اللہ علیہا کو حضرت امام حسینؑ علیہ السلام

کا حمل ہوا تو حضرت جبرئیل جناب رسالت مآب کے پاس آئے اور کہا جناب فاطمہ سے ایک فرزند متولد ہوگا جس کو آپ کی امت شہید کرے گی جب جناب سیدہ کو امام حسین علیہ السلام کا حمل ہوا تو آپ کو رنج ہوا اور جب وہ جناب پیدا ہوئے اس وقت بھی جناب سیدہ رنجیدہ ہوئیں حضرت نے فرمایا آیا دیکھا ہے دنیا میں کسی ماں کو تولد فرزند سے رنجیدہ ہو سوا جناب فاطمہ زہرا کے کہ وہ معصومہ تولد حضرت امام حسینؑ سے رنجیدہ تھیں کیوں کہ وہ جانتی تھیں ستمگاران امت اسے شہید کریں گے اس کے بعد حضرت صادقؑ نے فرمایا یہ آیہ ان کے حق میں نازل ہوئی

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ . . . . مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ الخ

(سورۂ احقاف آیت ۱۵) یعنی وصیت کی ہم نے انسان کو نیکی کی والدین کے بارے میں حاملہ ہوئی اس کی ماں اور اس نے وضع حمل کیا رنج کے ساتھ اور مدت حمل اور دودھ چھوٹنے کی مدت تیس مہینے ہیں ٥ کتاب مذکورہ میں صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک دن جبرئیل امین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ پر نازل ہوئے اور کہا اے محمد خدائے عز وجل بعد تحفہ سلام آپ کو بشارت دیتا ہے ایک فرزند کی جو فاطمہ علیہا السلام سے متولد ہوگا اور امت آپ کی اسے شہید کرے گی۔ حضرت نے فرمایا اے جبرئیل سلام ہو میری جانب سے پروردگار عالم پر میں ایسا فرزند نہیں چاہتا[1] جو فاطمہ زہرا سے متولد ہو اور میری امت اسے شہید کرے پس حضرت جبرئیل بالائے آسمان گئے اور پھر نازل ہوئے اور وہی پیغام دیا جو پہلی مرتبہ لائے تھے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے پھر وہی جواب سابق دیا بار دیگر حضرت جبرئیل بالائے آسمان گئے اور نازل ہوئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ حق تعالےٰ بعد تحفہ سلام خوشخبری دیتا ہے کہ ہم نے اس فرزند کی ذریت میں امامت اور ولایت اور وصایت کو مقرر کیا حضرت نے فرمایا میں راضی ہوا جناب رسول خدا نے یہ خبر فاطمہ علیہا السلام سے کہلا بھیجی کہ حق تعالےٰ نے مجھے ایک فرزند کی بشارت دی ہے جو تمہارے بطن سے پیدا ہوگا اور میری امت اسے شہید کرے گی حضرت

[1] آنحضرت کا یہ جواب مظہر ہے کہ جبرئیل امین نے یہ الٰہی پیغام از روئے مشورہ طلبی پہنچایا تھا جس میں پیغمبر اکرم کا استمزاج مطلوب تھا ورنہ اگر حکم ہوتا تو اسکو پیغمبر ہرگز رد نہ فرماتے ۱۲ مترجم عفی عنہ

فاطمہ نے اس کے جواب میں کہلا بھیجا کہ میں ایسا فرزند نہیں چاہتی پھر حضرت نے کہلا بھیجا حق سبحانہ تعالیٰ نے اس کے فرزندوں میں امامت اور ولایت اور وصایت مقرر کی ہے جناب سیدہ نے عرض کیا میں راضی ہوئی آپ امام حسین علیہ السلام کے حمل سے رنج کے عالم میں حاملہ ہوئیں اور وضع حمل کیا رنج کے ساتھ اور آپ کے حمل اور دودھ چھوٹنے کی مدت تیس مہینے تھی یہاں تک کہ قوت بدن حضرت کی اپنے حد کو پہنچی اور عقل کامل ہوئی اور سن شریف سے چالیس برس گزرے تو فرمایا اے پروردگار مجھے الہام کر کہ میں شکر کروں تیری ان نعمتوں کا جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا کی ہیں اور عمل صالح بجالاؤں تاکہ تیری خوشنودی و رضامندی کا باعث ہو اور میری ذریت میں سے کچھ اصلاح کر اور حضرت نے فرمایا اگر امام حسینؑ اس کے بجائے فرماتے میری ذریت کی اصلاح کر تو سب فرزند حضرت کے امام ہوتے امام حسینؑ نے نہ جناب فاطمہ زہرا کا دودھ پیا نہ کسی اور عورت بلکہ انکو خدمت پیغمبر میں لاتے تھے حضرت اپنا انگوٹھا دہن مبارک امام حسینؑ میں دیتے تھے آپ اس کو اسقدر چوستے تھے کہ سیر ہو جاتے تھے اور دو دن اور تین دن احتیاج غذا نہ ہوتی تھی پس گوشت اور خون حسینؑ کا رسول کے گوشت و خون سے روئیدہ ہوا اور کوئی لڑکا چھ مہینے کا زندہ نہ رہا مگر عیسیٰ ابن مریم اور حسین ابن علی ٥ کتاب کامل الزیارت میں حضرت صادقؑ سے روایت ہے ایک دن جناب فاطمہ خدمت رسول میں آئیں دیکھا آپ کی چشم مبارک سے آنسو جاری ہیں پوچھا اے پدر بزرگوار آپ کیوں روتے ہیں فرمایا اے فاطمہ جبرئیل نے خبر دی ہے کہ حسینؑ کو میری امت شہید کرے گی سیدہ نے جب یہ خبر وحشت اثر سنی گریہ و زاری اور جزع و بے قراری کرنے لگیں فرمایا اے فاطمہ بے قرار نہ ہو کہ امامت تا روز قیامت اس کے فرزندوں میں ہو گی جناب سیدہ یہ بات سنکر خوش ہوئیں اور غم و الم سے تسکین پائی ٥ کتاب مذکور میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ایک دن پیغمبر ہمیں دیکھنے کو تشریف لائے اس دن ام ایمن نے ہمارے لئے مکھن اور شیر و خرما کا ہدیہ بھیجا تھا وہ سب ہم نے حضرت کے سامنے رکھا حضرت نے قدرے تناول کیا پھر اٹھ کر ایک گوشہ میں تشریف لے گئے کئی رکعت نماز پڑھی جب اخیر سجدے

ہیں گئے بہت روئے لیکن کسی کو ہم میں سے آپ کے جلال کی وجہ سے جرأت نہ ہوئی کہ آپ کے رونے کا سبب پوچھے تب حسین جا کر حضرت کی گود میں بیٹھ گئے اور عرض کیا اے پدر بزرگوار آپ ہمارے گھر میں تشریف لائے آپ کے آنے سے ہم اس قدر خوش ہوئے کہ کسی امر سے ایسی خوشی نہیں ہوئی مگر آپ کے رونے نے ہمیں رنجیدہ کیا اس کا کیا سبب ہے فرمایا اے فرزند دلبند ابھی جبرئیل میرے پاس آئے اور خبر دی کہ تمہاری قبریں بھی ایک دوسرے سے دور ہوں گی امام حسین نے عرض کیا اے پدر بزرگوار کیا ثواب ہے اس شخص کے لئے جو ہماری پراگندہ قبروں کی زیارت کرے فرمایا اے فرزند میری امت کے کچھ لوگ تمہاری زیارت کریں گے اور تمہاری زیارت کو مجھ سے برکتیں طلب کرنے کا وسیلہ قرار دیں گے مجھے لازم ہے بروز قیامت سختی وھول سے انکو نجات دوں اور حق سبحانہ تعالیٰ ان کو بہشت میں جگہ دے گا امالی میں صدوق علیہ الرحمۃ نے بھی اسی طرح روایت کو لکھا ہے ٥ کامل الزیارت میں جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے ایک دن جناب رسالت مآب صلی علیہ وآلہ ہمارے دیکھنے کو تشریف لائے ہم نے کچھ طعام حضرت کے سامنے حاضر کیا ام ایمن نے اس دن ہمارے لئے ایک کاسہ خرموں سے مملو اور تھوڑا دودھ مکھن ہدیہ بھیجا اس کو بھی ہم نے حضرت کے سامنے رکھ دیا حضرت نے قدرے تناول کیا جب فارغ ہوئے میں نے اٹھ کر حضرت کے ہاتھوں پہ پانی ڈالا جو رطوبت حضرت کے ہاتھوں میں باقی رہی تھی اس سے اپنے منہ اور ریش مبارک پر مسح کیا پھر حضرت اٹھ کر ایک گوشہ میں جا کر مشغول سجدہ ہوئے اور رونے لگے اور رونے کو بہت طول دیا جب سر مبارک سجدے سے اٹھایا تو ہم اہل بیت میں سے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ حضرت سے اس رونے کا سبب دریافت کرتا اس وقت امام حسین اٹھے آہستہ آہستہ جا کر حضرت کے رانوں پر کھڑے ہو گئے اور سر مبارک حضرت کا اپنے سینہ مبارک سے لگا لیا اور اپنی ٹھڈی کو حضرت کے سر مبارک پہ رکھ کر کہا اَبَۃِ مَا یُبْکِیْکَ اے پدر بزرگوار آپ کے رونے کا کیا سبب ہے فرمایا اے فرزند آج تم سب کو دیکھ کر میں بہت خوش ہوا کبھی ایسا خوش نہ ہوا تھا اسی وقت جبرئیل نے آکر مجھے خبر دی کہ تم سب شہید ہو گے۔

اور تمہاری قبروں کی جگہ بھی ایک دوسرے سے دور ہو گی یہ سن کر میں نے شکر خدا کیا اور تمہارے لئے خدا سے طلب خیر کی حسین نے عرض کیا اے پدر بزرگوار کون شخص ہماری قبروں کی زیارت کرے گا اور قبروں کی دوری کے باوجود کون ہو گا جو ان کی نگرانی و خبر گیری کرے گا فرمایا ایک گروہ میری امت سے تمہاری قبروں کی زیارت کرے گا۔ وہ اس کے عوض مجھ سے نیکی و صلہ کا امیدوار ہو گا میں ان لوگوں کو عرصہ محشر میں ڈھونڈوں گا اور ہر ایک کا بازو پکڑ کر اس کو اس دن کی خوف و شدت سے نجات دوں گا ٥ کتاب مذکور میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے ایک دن حضرت جبرئیل جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے پاس آئے اسوقت جناب امام حسین علیہ السلام حضرت کے پاس کھیل رہے تھے جبرئیل نے آنحضرت کو خبر دی آپ کی امت اس فرزند کو شہید کرے گی حضرت نے اس خبر کو سن کر بہت جزع اور بے قراری کی جبرئیل نے حضرت سے کہا آپ چاہتے ہیں کہ میں وہ زمین دکھاؤں جس پر یہ فرزند آپ کا شہید ہو گا فرمایا ہاں جبرئیل نے اس قطعہ زمین کو جو درمیان مجلس رسول اور مقتل حسین واقع تھا کھینچا کر دیا دونوں زمینوں کو نزدیک کر کے تھوڑی خاک وہاں کی اٹھا لی اور پھر زمین کو آنکھ جھپکنے کے عرصہ سے کم میں پھیلا دیا۔ آنحضرت اس وقت رونے لگے اور فرمانے لگے خوشا حال ترا اے مٹی اور خوشا حال اس شخص کا جو تجھ پر شہید ہو گا۔ حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ صاحب سلیمان (آصف بن برخیا) نے بھی ایسا ہی کیا تھا کہ اسم اعظم پڑھا اور جو کچھ تخت سلیمان اور عرش بلقیس کے درمیان میں واقع تھا زمین کے اندر ہو گیا یہاں تک کہ دونوں قطعے ایک دوسرے سے نزدیک ہو گئے اور تخت بلقیس کو اس طرح کھینچ لیا کہ جناب سلیمان نے کہا میرے خیال میں ایسا معلوم ہوا کہ تخت بلقیس میرے تخت کے نیچے سے نکل آیا اور طرفۃ العین سے کم مدت میں وہ زمین برابر ہو گئی ٥ کامل الزیارت میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے ایک دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف رکھتے تھے کہ حضرت جبرئیل نے خبر شہادت حسین علیہ السلام پیغمبرؐ کو دی جبرئیل ابھی حاضر تھے کہ حسین علیہ السلام اپنے جد بزرگوار کی خدمت میں آئے جبرئیل نے کہا آپ کی

امت اسے شہید کرے گی فرمایا اے جبرئیل مجھ کو اس مقام کی خاک دکھلاؤ جہاں میرے فرزند کا خون گرایا جائے گا جبرئیل نے ایک مشت خاک اس زمین کی حضرت رسالت کو دی دیکھا تو وہ خاک سرخ تھی۔ کتاب مذکور میں سماء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس حدیث کی طرح روایت کی ہے اور اس قدر زیادتی ہے کہ ہمیشہ وہ خاک ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی یہاں تک کہ انہوں نے وفات کی ان پر خدا رحم کرے ٥ کتاب مذکور میں سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایات ہے انہوں نے کہا کہ کوئی فرشتہ آسمان پر ایسا نہیں کہ پیغمبر خدا کی خدمت میں نہ آیا ہو اور حضرت کو مصیبت حسینؑ پر پرسانہ دیا ہو سب فرشتوں نے حضرت کو ان ثوابوں کی خبر دی جو حق تعالے نے شہادت کے بدلہ حسین کو عطا کئے ہیں اور ہر ایک فرشتہ حضرت کے لئے وہ خاک پاک لایا جس پر وہ مظلوم بجور وستم شہید ہوا اور جب کوئی فرشتہ آکر حضرت کو یہ خبر دیتا تھا فرماتے تھے خداوندا یاری نہ کر تو اس کی جو حسینؑ کی یاری نہ کرے خداوندا قتل کر تو اسے جو حسین کو قتل کرے اور ذبح کر اس کو جو اسے ذبح کرے اور مطلب بر نہ لا اس کا جو اس پر ظلم کرے راوی کہتا ہے کہ حضرت کی دعا قبول ہوئی یزید بعد شہادت حسین علیہ السلام دنیا سے منتفع نہ ہوا اور خدا نے اس کو دفعتاً ہلاک کیا شب کو نشہ کے عالم میں سویا صبح کو لوگوں نے اسے مردہ پایا تمام بدن نجس اس کا مثل تارکول کی طرح سیاہ ہو گیا تھا اور کوئی شخص ان لوگوں میں سے نہ بچا جنہوں نے قتل حسینؑ میں اس لعین کی متابعت کی تھی وہ لوگ مرض جنون و جذام و برص میں مبتلا ہو گئے اور مرض ان کی نسل میں میراث ہے کتاب مذکور میں جعفر ابن سلیمان سے بھی مثل اس کے منقول ہے ٥ کتاب مذکور میں ابن عباسؓ سے منقول ہے جو فرشتہ خبر شہادت حسین علیہ السلام پیغمبر کے پاس لایا وہ حضرت جبرئیل تھے وہ اپنے پروں کو پھیلائے ہوئے بلند روتے تھے اور خاک مدفن حسین اپنے ساتھ لائے جس سے بوئے مشک ساطع تھی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا آیا رستگار ہو گی وہ امت جو میرے فرزند کو شہید کرے گی اور فرمایا کہ میرے نواسہ کو شہید کرے گی حضرت جبرئیل نے کہا حق سبحانہ تعالی ایسا اختلاف ان میں ڈالے گا کہ ان کے دل آپس میں موافق نہ ہوں گے اور اسی کتاب

میں عمرو ابن عتبہ سے مثل اس کے روایت ہے ٥ کتاب مذکور میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ برید عجلی نے حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا وہ اسماعیلؑ کون ہیں جن کو حق تعالے نے قرآن میں یاد کیا ہے وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ ۚ ...... رَسُولًا نَبِيًّا ۝ الخ (سورہ مریم آیت ۵۴) آیا اسمعیلؑ بن ابراہیم علیہ السلام ہیں جیسا لوگ گمان کرتے ہیں یا کوئی دوسرے اسماعیل ہیں، فرمایا اسماعیل نے حضرت ابراہیم سے پہلے وفات کی۔ اس وقت حضرت ابراہیم صاحب شریعت اور حجت خدا خلق پر موجود تھے پس اسمعیل اس وقت کن لوگوں پر رسول تھے کہ حق تعالی ان کو بلفظ رسول خطاب فرماتا میں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ آپ پر فدا ہوں پس مراد اسمعیلؑ سے کون ہے فرمایا کہ مراد اس آیہ میں اسمعیلؑ فرزند حزقیل ہیں حق تعالے نے ان کو ایک قوم پر مبعوث کیا انہوں نے ان کی تکذیب کی اور ان کی سر و چہرہ کی پوست اتاری حق سبحانہ تعالی نے اس قوم پر غضب نازل کیا اور سطاطائیل فرشتہ عذاب کو بھیجا وہ فرشتہ اس پیغمبر عالی قدر کے پاس آیا اور کہا کہ حق تعالی نے مجھے بھیجا ہے اگر تم چاہو تو تمہاری قوم کو بانواع عذاب معذب کروں اسمعیلؑ نے کہا مجھے ان کے عذاب کی احتیاج نہیں ہے۔ خدائے عزوجل نے وحی نازل کی جو حاجت رکھتے ہو پیش کرو عرض کیا خداوندا تو نے ہم سب پیغمبروں سے اپنی پروردگاری کا عہد و پیمان لیا اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کے لئے پیغمبری اور ان کے اوصیا کے لئے ولایت و امامت کا عہد لیا خداوندا تو نے تمام خلق کو ان ظلموں کی خبر دی ہے جو ستم گار اس امت جفا کار کے حسین ابن علی پر کریں گے تو نے حسین سے وعدہ کیا کہ ان کو دوبارہ دنیا میں لائے گا تاکہ وہ آپ اپنے دشمنوں اور قاتلوں سے انتقام لیں پس اے پروردگار میری حاجت یہ ہے کہ مجھے بھی دنیا میں دوبارہ پھر لانا تاکہ میں خود اپنی قوم سے انتقام لوں پس حق تعالے مطلب ان کا بر لایا اور وعدۂ رجعت ان سے فرمایا ٥ کتاب مذکور میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے ایک دن پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ خانہ جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا میں تشریف رکھتے تھے حسینؑ کو اپنی گود میں لئے تھے ناگاہ حضرت رونے لگے اور سجدے میں تشریف لے گئے جب سر مبارک اٹھایا اور ارشاد کیا اے فاطمہ دختر محمد بدرستیکہ میں نے خداوند

علی کو تمہارے گھر میں آئینہ حق نمائے علم و یقین سے مشاہدہ کیا اور اس کے صفات
کما ینبغی کو میں نے بچشم یقین ملاحظہ کیا اللہ نے مجھ سے فرمایا اے محمد آیا تم دوست رکھتے
ہو حسین کو میں نے عرض کیا ہاں خداوندا حسین میرا نور چشم اور میوۂ دل و گل بوستان
ہے پس حق تعالی نے اپنا دست قدرت حسین کے سر پر پھیر کر مجھ سے فرمایا اے محمد مبارک
فرزند ہے حسین میں اس پر اپنی رحمت و برکت اور صلوات بھیجتا ہوں اور خوشنودی
اپنی اس کے شامل حال کرتا ہوں لعنت و غضب اور عذاب میرا اس پر ہے
جو اسے قتل کرے اور اس سے عداوت اور نزاع کرے حسین سید الشہدائے
گزشتگان و آیندگان ہے دنیا و عقبیٰ میں اور پیشوا ہے جوانان اہل بہشت کا اس
کا پدر بزرگوار اس سے بھی افضل اور نیکوتر ہے پس حسین کو میرا سلام پہنچا اور بشارت
دے کہ وہ میرے دوستوں کا نشان راہ ہدایت و راہنما ہے اور میرا گواہ ہے خلق پر
اور میرے علم کا خازن ہے اور میری حجت ہے ساکنان آسمان و زمین اور جن و انس
پر ○ مفید علیہ الرحمۃ نے کتاب ارشاد میں ام الفضل دختر حرث سے روایت کی ہے
وہ کہتی ہے کہ ایک دن میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں
حاضر ہوئی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کل شب کو میں نے ایک ہولناک خواب
دیکھا ہے حضرت نے ارشاد کیا بیان کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ بہت سخت ہولناک
ہے میں عرض نہیں کر سکتی پھر فرمایا بیان کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے دیکھا
ایک ٹکڑا آپ کے جسم مبارک سے جدا ہو کر میرے دامن میں گر پڑا ہے فرمایا اے
ام الفضل تو نے بہت اچھا خواب دیکھا تعبیر یہ ہے کہ فاطمہ سے ایک فرزند متولد
ہوگا اسکو تیری گود میں دیں گے جب امام حسین علیہ السلام متولد ہوئے جسطرح حضرت
نے فرمایا تھا اسی طرح جناب سیدہ نے حسینؑ کو میری گود میں دیا ایک دن اس معصوم کو
گود میں لئے ہوئے حضرت رسول کی خدمت میں گئی آپ کو آنحضرت کی گود میں رکھ دیا
دیکھا میں نے کہ حضرت رو رہے ہیں جب میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں
آپ کیوں گریہ فرماتے ہیں فرمایا جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ امت اس فرزند کو شہید کرے
گی اور خاک سرخ اس کے مدفن کی مجھ کو دی ہے ○ کتاب مذکور میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا
سے روایت ہے فرمایا ایک دن جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ میرے گھر

میں تشریف رکھتے تھے اور امام حسین علیہ السلام ان کی گود میں تھے ناگاہ حضرت
کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ پر
فدا ہوں حضرت کیوں روتے ہیں فرمایا جبرئیل نے میرے فرزند حسین کے ماتم میں
مجھے پرسا دیا اور خبر دی کہ ایک جماعت میری امت سے اس کو شہید کرے گی اور
حق تعالے اس جماعت کو میری شفاعت سے محروم رکھے گا ○ ام سلمہؓ
سے روایت ہے انھوں نے فرمایا ایک شب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ میرے پاس
سے اٹھ کر باہر تشریف لے گئے پھر ایک عرصہ کے بعد تشریف لائے دیکھا میں نے
بال حضرت کے پریشان و غبار آلود اور مٹھی بند کئے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ
کیا سبب ہے میں آپ کو اس حال سے دیکھتی ہوں ارشاد کیا مجھ کو اسوقت زمین
عراق پر جس کا نام کربلا ہے لے جایا گیا تھا میں نے اس مقام کو دیکھا ہے جہاں پر یہ
فرزند میرا حسین و اہلبیت میرے شہید ہوں گے اور میں نے اس زمین سے خاک اٹھالی
ہے اور اسوقت وہ میرے ہاتھ میں ہے اس کے بعد حضرت نے میری طرف
ہاتھ پھیلا کر فرمایا اس کو لو اور بحفاظت رکھو ام سلمہ فرماتی ہیں جب میں نے لیا تو
دیکھا وہ خاک سرخی سے مشابہ ہے پھر ایک شیشہ میں رکھ کر منہ اس کا مضبوط
باندھا اور میں حفاظت کیا کرتی تھی جب امام حسین علیہ السلام مکہ سے متوجہ عراق
ہوئے تو میں شب و روز اس شیشہ کو لے کر سونگھتی تھی اور مصیبت پر اس مظلوم کی
گریہ و زاری کرتی تھی۔ جب دسواں دن محرم کا جو روز شہادت امام مظلوم ہے آیا،
اول روز میں نے اس شیشہ کو جیسا تھا ویسا ہی پایا جب آخر روز دیکھا خون تازہ
اس میں تھا یہ دیکھتے ہی میں نے نالہ و فریاد و گریہ زاری شروع کی اور دشمنوں
سے جو ساکن مدینہ تھے اس ماجرے کو اظہار نہ کیا اس خوف سے کہ وہ شماتت میں
تعجیل کریں گے اور وہ وقت میں نے یاد رکھا یہاں تک کہ خبر شہادت امام مظلوم
مدینہ میں پہنچی تو وہ دن جس دن کہ میں نے خون تازہ شیشہ میں دیکھا تھا مطابق تھا
اس دن سے کہ جس میں وہ جناب شہید ہوئے ○ ابن شہر آشوب نے کتاب مناقب
میں روایت کی ہے، سعد ابن ابی وقاص نے کہا کہ قیس ابن ساعدہ ایادی نے پیش
از بعثت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ کہا ایک گروہ بروز جمل و صفین اپنی حد سے

تجاوز اور سرکشی کریگا پھر اپنے مقتولوں کا انتقام حسینؑ سے لے گا اور ان کے قتل پر اجماع کریگا ٥ فرات ابن ابراہیم نے خدیفہ سے روایت کی ہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا جب مجھ کو شب معراج آسمان پر لے گئے حضرت جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑ کر داخل بہشت کیا میں اس وقت بہت خوش وخرم تھا ناگاہ ایک درخت دیکھا کہ از سرتا پا نور ہے اور اس کے جڑ میں دو فرشتے اسے حلہ ہائے بہشت وزیور سے آراستہ کر رہے ہیں اور اسی طرح تا قیامت آراستہ کریں گے اس کے بعد چند قدم آگے بڑھا ایک مقام پر سیب دیکھے ایک سیب اتنا بڑا دیکھا کہ کبھی ایسا نہ دیکھا تھا ان میں سے ایک سیب کاٹا تو ایک حور برآمد ہوئی جس کی پلکیں دراز تھیں پوچھا تو کس کے لئے خلق ہوئی ہے اس نے رو کر کہا میں آپ کے فرزند شہید مظلوم حسین کے لئے خلق ہوئی ہوں اس کے بعد میں چند قدم آگے بڑھا تو رطب تازہ دیکھے جو مسکہ سے نرم تر شہد سے شیریں تر تھے ایک خرما اس میں سے اٹھا کر میں نے کھایا وہ خرما میرے شکم میں نطفہ ہوا جب میں آسمان سے اترا خدیجہ کے ساتھ ہم بستر ہوا ان کو فاطمہ کا حمل رہا پس فاطمہ حور النسیہ ہے جب میں بوئے بہشت کا مشتاق ہوتا ہوں اپنی بیٹی فاطمہ کو سونگھتا ہوں۔ مولف علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں اکثر ایسی حدیثیں باب ولادت جناب فاطمہ علیہا السلام میں بیان ہوئیں۔

٥ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔ ایک دن حضرت جبرئیل پیغمبر کی خدمت میں آئے اور کہا آپ کی امت آپ کے بعد حسینؑ کو شہید کرے گی یا رسول اللہ آپ چاہتے ہیں کہ تربت حسین آپ کو دکھاؤں ام سلمہ کہتی ہیں حضرت جبرئیل نے کئی سنگریزے لاکر دیئے جناب رسالتمآب نے ان سنگریزوں کو ایک شیشہ میں رکھ چھوڑا جب شب قتل امام حسین علیہ السلام ہوئی اسوقت کسی ہاتف غیبی کی آواز میرے کان میں آئی کوئی کہتا تھا۔

ایہا القاتلون جہلا حسینا ابشروا بالعذاب والتنکیل
قد لعنتم علیٰ لسان داؤد وموسیٰ وصاحب الانجیل

اے قاتلان حسینؑ تم کو بشارت ہو سخت عذاب کی بہ تحقیق کہ داؤد موسیٰ وعیسیٰ کی زبانی تم لعنت کئے گئے ہو ام سلمہ فرماتی ہیں یہ سن کر میں رونے لگی اس

شیشہ کو میں نے کھولا دیکھا اس میں خون بھرا ہے۔

مولفات علمائے شیعہ میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ایک دن جناب سید المرسلین صلوات اللہ علیہ وآلہ اجمعین میرے گھر تشریف لائے ان کے بعد امام حسن اور امام حسین علیہما السلام آکر حضرت کے پہلو میں بیٹھے حضرت نے امام حسن کو داہنے زانو پر اور امام حسین علیہ السلام کو بائیں زانو پر بٹھا لیا از راہ شفقت کبھی حسن کے منہ کے بوسے لیتے تھے کبھی حسین کا گلوئے مبارک چومتے تھے اس وقت حضرت جبرئیل نازل ہوئے۔ اور کہا یا رسول اللہ آیا آپ دوست رکھتے ہیں حسن وحسین کو فرمایا اے جبرئیل کیونکر دوست نہ رکھوں ان کو یہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں جبرئیل نے کہا یا نبی اللہ خدا نے ان کے بارے میں ایک حکم کیا ہے کہ آپ صبر کریں فرمایا وہ کیا حکم ہے جبرئیل نے کہا کہ امام حسنؑ کو زہر سے شہید کریں گے اور سر حسین مظلوم بہ ظلم وستم جدا کریں گے ہر پیغمبر کی دعا درگاہ خدا میں مستجاب ہے اگر چاہیں دعا کیجئے کہ حق تعالےٰ اس مصیبت کو ان سے دور کرے اگر چاہیں ان کی مصیبت کو گنہ گاران امت کی شفاعت کے لئے بروز قیامت ذخیرہ کیجئے اور فرمایا اے جبرئیل میں اپنے پروردگار کے حکم پر راضی ہوں جو کچھ اس نے میرے لئے مناسب جانا ہے میں نے قبول کیا مجھے یہی منظور ہے ان کی مصیبت کو وسیلہ شفاعت کروں۔ اپنی امت گنہ گار کے لئے حق تعالیٰ جو چاہے میرے فرزندوں کے حق میں کرے۔

رسول اللہ کا حبیب بن مظاہر کی پیشانی چومنا:۔ ایک روز جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ مع اصحاب تشریف لئے جاتے تھے دیکھا کچھ لڑکے سر راہ کھیل رہے ہیں حضرت ان میں سے ایک لڑکے کے پاس بیٹھ گئے اس کی پیشانی کے بوسے لئے اور بہت لطف ومہربانی فرمائی پھر اس کو اپنی گود میں بٹھا کر بہت پیار کیا اصحاب نے لطف ومہربانی کا سبب پوچھا۔ ارشاد کیا ایک دن میں نے اس لڑکے کو دیکھا میرے حسینؑ کے ساتھ کھیلتا تھا اور اس کے پاؤں کی خاک اٹھا کر اپنے منہ اور آنکھوں پر ملتا تھا اس لئے میں اس کو دوست رکھتا ہوں کہ یہ میرے فرزند حسینؑ کو دوست رکھتا ہے حضرت جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے یہ لڑکا میرے فرزند حسین کا معرکہ کربلا

میں مددگار ہوگا۔

ذکرِ حسین اور انبیاءِ ماسبق حضرت آدم علیہ السلام: - منقول ہے جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے چاروں طرف حضرت حوّا کو ڈھونڈتے پھرتے تھے یہاں تک کہ صحرائے کربلا میں پہنچے جب داخل صحرائے کربلا ہوئے اندوہ وغم نے ان پر ہجوم کیا بے سبب دل سینہ میں گھبرانے لگا جب مقتل جناب سیدالشہداء پر پہنچے پائے مبارک میں پتھر کی ٹھوکر لگی اور پیر سے خون جاری ہوا۔ حضرت آدم نے یہ حال دیکھکر اپنا منہ آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کیا بارالہا آیا مجھ سے کوئی گناہ اور صادر ہوا کہ تو نے اس کے عوض مجھے عتاب کیا میں تمام روئے زمین پر پھرا یہ اندوہ والم جو مجھے یہاں پہنچا کسی زمین پر نہیں پہنچا حق سبحانہ تعالےٰ نے حضرت آدم کو وحی کی اے آدم کوئی گناہ تم سے سرزد نہیں ہوا لیکن اس زمین پر میرا برگزیدہ بندہ اور تیرا فرزند حسین شہید ہوگا میں نے چاہا تم بھی اس کے اندوہ میں شریک ہو۔ اور تمہارا خون بھی اس زمین پر گرے۔ جس طرح اس کا خون گرایا جائے گا۔ حضرت آدم نے عرض کیا اے پروردگار آیا حسین تیرا پیغمبر ہے ارشاد ہوا پیغمبر نہیں ہے بلکہ ہمارے پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ کا نواسا اور ہمارا برگزیدہ ہے حضرت آدم نے کہا اے پروردگار اس کا قاتل کون ہے حق تعالیٰ نے وحی کی اے آدم اس کا قاتل یزید ہے اس پر ساکنان زمین و آسمان لعنت کرتے ہیں۔ اس کے بعد آدم نے حضرت جبرئیل سے پوچھا میں (اس مصیبت میں) کیا کرسکتا ہوں حضرت جبرئیل نے کہا اے آدم لعنت کرو۔ یزید پر پس حضرت نے چار مرتبہ اس شقی پر لعنت کی اور وہاں سے روانہ ہوئے چند قدم اس جگہ سے کوہ عرفات کی طرف گئے تھے وہاں حوّا کو پایا۔

حضرت نوح علیہ السلام: - منقول ہے جب حضرت نوح کشتی پر سوار ہوئے تو وہ کشتی زمین کے گرد پھرتی ہوئی زمین کربلا پر پہنچی یہاں ایک موج ایسی آئی کہ قریب تھا کہ کشتی غرق ہوجائے یہ دیکھکر حضرت نوح کو خوف عظیم و رنج ذہیم طاری ہوا عرض کیا خداوندا میں روئے زمین پر پھرا کسی جگہ یہ رنج والم نہیں ہوا جو اس زمین پر پہنچا اس وقت جبرئیل نازل ہوئے کہا اے نوح یہ وہ زمین ہے جہاں خاتم الانبیا

کا نواسہ بہترین اوصیا علی مرتضٰی کا فرزند شہید ہوگا۔ حضرت نوح نے پوچھا اس کا قاتل کون ہوگا جبرئیل نے کہا اس لعین کا نام یزید ہے اس پر تمام اہل زمین و آسمان بھی لعنت کرتے ہیں حضرت نوح نے مکرر اس شقی پر لعنت کی اور کشتی نے غرق سے نجات پائی اور کوہ جودی پر ٹھہری۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام: - منقول ہے ایک دن حضرت ابراہیم گھوڑے پر سوار صحرائے کربلا سے گزر رہے تھے دفعتہً گھوڑا منہ کے بل گرا اور حضرت گھوڑے سے زمین پر گرے اور آپ کا سر مبارک ایک پتھر پر لگا خون جاری ہوا حضرت ابراہیم نے استغفار شروع کیا پروردگارا مجھ سے کیا گناہ سرزد ہوا جس کی سزا ملی۔ اسوقت جبرئیل نازل ہوئے کہا، اے ابراہیم کوئی گناہ تم سے صادر نہیں ہوا۔ لیکن یہ وہ زمین ہے جس پر نورِ چشم محمد مصطفےٰ فرزند علی مرتضےٰ بہ جور و ستم شہید ہوگا۔ خدا نے چاہا تم بھی اس کی مصیبت میں شریک ہو تمہارا خون بھی اس زمین پر گرے جس پر اس کا خون گرایا جائے گا پوچھا اس کا قاتل کون ہے جبرئیل نے کہا اس کا نام یزید ہے سب اہل زمین و آسمان اس شقی پر لعنت کرتے ہیں اور قلم نے بغیر اذن خدا لوح پر لعن کے ساتھ اس کا نام لکھا خدا نے وحی کی اے قلم تو مستحق تعریف ہے کہ تو نے لعن یزید کو لوح پر لکھا حضرت ابراہیم نے یہ سُنکر ہاتھ جانب آسمان بلند کئے اور یزید پر بہت لعن کی حق تعالےٰ نے اپنی قدرت سے حضرت ابراہیم کے گھوڑے کو گویائی عطا کی جب حضرت ابراہیم یزید پر لعن کرتے تھے گھوڑا بزبان فصیح آمین کہتا تھا۔ ابراہیم نے گھوڑے سے پوچھا تو کیوں آمین کہتا ہے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کی سواری پر فخر کرتا تھا جب میں سر کے بل گرا آپ میری پیٹھ سے گرے مجھے عظیم خجالت ہوئی اور یہ سانحہ اس شقی کی شومی سے تھا۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام: - منقول ہے گوسفندان حضرت اسمٰعیل ہمیشہ نہر فرات کے کنارے چرا کرتے تھے ایک دن گلہ بان نے حضرت کو خبر دی کہ کئی دن ہوئے یہ گوسفند نہر فرات سے پانی نہیں پیتے ہر چند ان کو کنارے لے جاتا ہوں حضرت اسمٰعیل نے ان حیوانات سے پوچھا انھوں نے بزبان فصیح عرض کیا یا نبی اللہ ہمیں خبر پہنچی ہے آپ کا فرزند حسین نواسہ پیغمبر آخرالزماں اس زمین پر پیاسا شہید ہوگا۔ اس مظلوم کی تشنگی پر ہمارا دل محزون اور اندوہناک ہوا اس لئے ہم نے چاہا کہ

تشنگی میں اس جناب کی موافقت کریں حضرت اسمٰعیل نے پوچھا اس کا قاتل کون شخص ہوگا کہا یزید سب اہل آسمان و زمین اور تمام مخلوقات خدا اس پر لعنت کرتے ہیں حضرت اسمٰعیل نے یہ سُنکر فرمایا خداوندا تو قاتل حسینؑ پر لعنت کر۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام:۔ منقول ہے ایک دن حضرت موسیٰ صحرائے کربلا میں وارد ہوئے اور ان کے وصی یوشع بن نون بھی ہمراہ تھے جب صحرا میں پہنچے بند نعلین حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ٹوٹ گیا اور پاؤں کانٹوں سے زخمی ہو گئے حضرت موسیٰ نے کہا خداوندا یہ کیا ماجرا ہے کون سا گناہ مجھ سے صادر ہوا۔ حق تعالےٰ نے وحی کی اے موسیٰ اس زمین پر میرے برگزیدہ حسین کا خون گرایا جائے گا۔ میں نے چاہا تمھارا خون بھی اس زمین پر گرے حضرت موسیٰ نے عرض کیا خداوندا حسین کون ہے حق تعالےٰ نے وحی کی وہ نواسہ ہے محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ کا اور فرزند ہے علی مرتضیٰ کا عرض کیا خداوندا قاتل اس کا کون ہے ارشاد ہوا اس کا قاتل وہ ملعون ہے کہ ماہیان دریا و وحشیان صحرا و مرغان ہوا اس پر لعنت کرتے ہیں پس حضرت موسیٰ نے اپنے ہاتھ درگاہ قاضی الحاجات میں بلند کئے اور یزید پر لعنت کی یوشع بن نون نے آمین کہا اس کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام:۔ منقول ہے ایک دن حضرت سلیمان بن داؤد اپنے فرش پر بیٹھے تھے اور ہوا اس فرش کو اڑائے لئے جا رہی تھی ناگاہ بساط سلیمانی صحرائے کربلا کے اوپر پہنچی جب وہ فرش مقابل صحرائے کربلا ہوا تین مرتبہ ہوا نے فرش کو ایسی حرکت دی کہ حضرت سلیمان کو گرنے کا خوف ہوا۔ اس کے بعد ہوا ٹھہر گئی اور فرش زمین پر اُترا سلیمان نے ہوا پر عتاب کیا کیوں ٹھہر گئی کیا سبب تھا تو نے اس قدر اضطراب کیا ہوا نے عرض کی اس کا سبب یہ تھا کہ اس زمین پر حسین شہید ہوگا سلیمان نے پوچھا حسین کون ہے۔ ہوا نے کہا حسین نور چشم احمد مختار فرزند حیدر کرّار ہے سلیمان نے کہا اس کا قاتل کون ہے ہوا نے کہا اس کا نام یزید ہے سب اہل آسمان و زمین اس شقی پر لعنت کرتے ہیں سلیمان نے اپنے ہاتھ دُعا کے لئے اٹھائے اور قاتلان حسین علیہ السلام پر بہت لعنت کی تمام انس و جن و جانوروں نے آمین کہی اس لعنت کی برکت سے ہوا پھر چلنے

لگی اور فرش کو زمین سے اُڑا لے گئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام:۔ منقول ہے حضرت عیسیٰ اپنے انصار کے ساتھ سیاحت کرتے ہوئے صحرائے کربلا میں پہنچے جب صحرا سے روانہ ہونے کا قصد کیا ایک شیر سر راہ آکر کھڑا ہوا حضرت عیسیٰ نے فرمایا اے شیر تو کیوں ہماری راہ روکتا ہے اور مانع ہوتا ہے شیر بحکم خداوند قدیر گویا ہوا اور بزبان فصیح کہنے لگا اے عیسیٰ میں تم کو اس صحرا سے جانے نہ دوں گا جب تک قاتل امام حسینؑ پر لعنت نہ کرو گے حضرت عیسیٰ نے پوچھا حسین کون ہے؟ شیر نے کہا وہ نبی امیؐ کا نواسہ اور فرزند ہے علی مرتضیٰ کا حضرت عیسیٰ نے پوچھا اس کا قاتل کون ہے، شیر نے کہا یزید پلید جس پر تمام جانوران وحشی اور درندگان صحرا لعن کرتے ہیں علی الخصوص بروز عاشورہ حضرت عیسیٰ نے دست دعا بلند کر کے یزید پر لعنت کی حواریوں نے آمین کہا اس وقت شیر راہ سے ہٹ گیا اور عیسیٰ مع انصار تشریف لے گئے۔

حضرت آدم علیہ السلام:۔ صاحب درّ ثمین نے تفسیر آیہ فتلقی آدم من ربہ کلمات میں روایت کی ہے حضرت آدم علیہ السلام نے اسمائے مبارک جناب رسول اور آئمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کو ستون عرش پر لکھا دیکھا تو جبرئیل علیہ السلام نے وہ اسماء آدم کو تعلیم کئے اور کہا کہ اے آدم تم یوں کہو یا حمید بحق محمد یا عالی بحق علی یا فاطر بحق فاطمہ یا محسن بحق الحسن والحسین جب حضرت آدم نے نام حسین لیا بے اختیار آنسو آنکھوں سے جاری ہوئے اور حالت متغیر ہو گئی کہا یا اخی جبرئیل کیا سبب ہے جب پانچویں بزرگ کا نام لیتا ہوں تو شیشۂ دل میرا سینہ میں چور ہو جاتا ہے بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں جبرئیل نے کہا یہ فرزند تمھارا ایسی مصیبت میں مبتلا ہوگا جو سب مصیبتوں سے عظیم ہے اور سب مصیبتیں اس کے آگے پست ہیں حضرت آدم نے پوچھا وہ کونسی مصیبت ہے جبرئیل نے کہا وہ مظلوم تن تنہا غربت میں شہید ہوگا کوئی یار و مددگار نہ ہوگا اے آدم کاش دیکھتے تم کہ وہ مظلوم فریاد واعطشاہ واقلت ناصراہ کر رہا ہے اور شدت عطش اس میں اور آسمان میں مانند دھوئیں کے حائل ہو گئی ہے پس کوئی شخص اس کو جواب نہ دے گا مگر تلوار سے اور سیراب نہ کرے گا۔ مگر شربت تنہا دت سے

اور مانند گوسفند قربانی پس گردن سے اس کو ذبح کریں گے اور اسباب اس کا لوٹ لیں گے سر مقدس اس کا مع سرہائے انصار شہر بشہر پھرائیں گے مخدرات عصمت و طہارت شتران برہنہ پر ان کے ہمراہ ہوں گی اور یہی خداوند عالم کے علم میں گذرا ہے اس کے بعد حضرت آدم اور جبرئیل مانند زن پسر مردہ کے زار و زار روئے۔

حسنین کے لئے لباس جنت کا آنا:

- بعض ثقات سے روایت ہے ایک دن بروز عید امام حسن و امام حسین علیہما السلام اپنے جد عالی مقام کے گھر میں آئے عرض کیا یا جداہ آج روز عید ہے اطفال عرب لباس ہائے رنگا رنگ اور جامہ ہائے نو سے آراستہ ہیں ہمارے کپڑے پرانے ہیں کوئی نیا لباس ہمارے پاس نہیں ہے اس لئے آپ کی خدمت میں آئے ہیں کہ اپنا حال عرض کریں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ حسنین ؑ کی یہ حسرت آمیز باتیں سن کر رونے لگے۔ اس وقت حضرت کے پاس ان شہزادوں کے لائق لباس نہ تھا اور یہ بھی منظور نہ تھا کہ حسنین علیہما السلام کی خاطر شکنی کریں اس وقت حضرت نے دست دعا درگاہ قاضی الحاجات میں بلند کئے اور کہا خداوندا انکی دل شکنی نہ کر اس دعا کے کرتے ہی فوراً حضرت جبرئیل دو حلّے سفید حلہ ہائے بہشت سے اپنے ہمراہ لے کر نازل ہوئے حضرت ان حلّوں کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے حسنین سے فرمایا اپنے کپڑے لو کہ خیاط قدرت نے موافق تمہارے قد و قامت کے سیئے ہیں جب شہزادوں نے اپنی پوشاک سفید دیکھی عرض کیا یا جداہ اطفال عرب کا لباس رنگین ہے اور ہم سفید پہنیں حضرت متفکر ہوئے تھوڑی دیر اپنا سر جھکائے رکھا حضرت جبرئیل نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ فکر نہ فرمائیں اپنے دل کو خوش رکھیں اور آنکھیں آپ کی ٹھنڈی رہیں صباغ قدرت ان کے کپڑوں کو برنگ مرغوب رنگین کرے گا اور ان کے دل مسرور کریگا۔ یا محمدؐ ایک طشت اور آفتابہ آپ طلب کریں جب حاضر کیا حضرت جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ ان کپڑوں کو طشت میں رکھئے اور میں پانی ڈالوں آپ اپنے دست مبارک سے ملئے پس جو رنگ شہزادوں کو پسند و مرغوب ہوگا اسی رنگ سے یہ کپڑے رنگین ہو جائیں گے حضرت نے پہلے خلعت حسن کو طشت میں رکھا اور جبرئیل نے پانی ڈالا حضرت نے حسنؑ سے پوچھا اے نور چشم کون سا رنگ تم کو مرغوب ہے عرض کیا مجھے رنگ سبز مرغوب ہے حضرت نے اس جامہ کو اپنے دست حق پرست

سے ملا قدرت خدا سے برنگ سبز مانند زبرجد کے رنگین ہو گیا حضرت نے وہ خلعت حسنؑ کو پہنا دیا اس کے بعد حسینؑ کا حلّہ طشت میں رکھا حضرت جبرئیل نے پانی ڈالا حسینؑ سے پوچھا تمھیں کونسا رنگ مرغوب ہے اس وقت عمر شریف اس معصوم کی پانچ سال کی تھی حسینؑ نے عرض کیا یا جداہ مجھ کو سرخ رنگ بہت مرغوب ہے جب حضرت نے اس جامہ کو اپنے ہاتھ سے ملا تو وہ مثل یاقوت کے سرخ ہو گیا اور امام حسین نے اپنے زیب بدن کیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ یہ حال دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور دونوں نور نگاہ رسالت شاداں و فرحاں اپنی مادر گرامی کے پاس گئے تب حضرت جبرئیل نے یہ حال مشاہدہ کیا نالہ و زار رونے لگے حضرت نے فرمایا اے اخی جبرئیل تم ایسے خوشی کے دن روتے ہو تمھیں خدا کی قسم مجھے اس راز سے آگاہ کرو جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آپ کے فرزندوں نے جو رنگہائے مختلف کو اختیار کیا اس کا یہ سبب ہے کہ امام حسنؑ کو زہر ستم سے شہید کریں گے اور ان کے جسم مبارک کا رنگ سبز ہو جائے گا اور امام حسینؑ کو شمشیر سے قتل کریں گے اور جسم شریف ان کا خون سے سرخ ہو جائے گا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ یہ کلام جانسوز سن کر روئے اور محزون ہوئے۔

ابن نما نے کہا ہے کہ اصحاب حدیث نے روایت کی ہے جب امام حسین علیہ السلام ایک سال کے ہوئے اس وقت بارہ فرشتے بصورت ہائے مختلف پیغمبر پر نازل ہوئے ایک فرشتہ ان میں سے بصورت انسان تھا ان سب نے حضرت کو پرسا دیکر کہا آپ کے حسین پر وہی ظلم ہو گا جو قابیل نے ہابیل پر کیا تھا اور حق تعالیٰ سے اجر بھی مثل اجر ہابیل کے عطا کرے گا ان کے قاتل کا گناہ مثل گناہ قابیل ہو گا کوئی فرشتہ باقی نہ رہا مگر یہ کہ اس نے حضرت پر نازل ہو کر پرسا نہ دیا ہو جب کوئی فرشتہ حضرت کو پرسا دیتا تھا فرماتے تھے خداوندا یاری نہ کر اس کی جو حسینؑ کی مدد نہ کرے۔ اور قتل کر اس کے قاتل کو اور اس کی آرزو سے اس کو محروم رکھ۔

اشعث ابن عثمان نے اپنے باپ سے اس نے انس ابن ابو شیحم سے روایت کی ہے اس نے کہا میں نے سنا کہ رسول خدا نے فرمایا میرا یہ فرزند حسین زمین عراق پر شہید ہو گا جو شخص تم میں سے اس کی خدمت میں پہنچے چاہیئے کہ اس کی نصرت کرے

انس ابن ابو شیحم معرکہ کربلا میں امام حسین علیہ السلام کے ساتھ حاضر تھے اور حضرت کی نصرت دیاری میں بدرجۂ رفیعۂ شہادت فائز ہوئے۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے انھوں نے کہا ایک دن امام حسین علیہ السلام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں آئے اس وقت حسین بہت کمسن تھے حضرت نے فرمایا اے عائشہ تجھے ایک عجیب بات سناؤں اسوقت میرے پاس ایسا فرشتہ نازل ہوا جو کبھی میرے پاس نہ آیا تھا اس نے کہا تمھاری امت اس فرزند کو شہید کرے گی پھر ایک خاک سرخ مجھ کو دی چنانچہ حضرت ام سلمہ نے وہ خاک لے کر شیشہ میں رکھ چھوڑی جب حسین شہید ہوئے اس شیشہ کو نکال کر دیکھا وہ خاک خون ہو گئی تھی۔ اور زینب بنت جحش سے بھی مثل اس روایت کے منقول ہے۔

عبداللہ بن یحییٰ سے مروی ہے جب جناب امیر علیہ السلام متوجہ جنگ صفین ہوئے میں اس سفر میں حضرت کے ساتھ تھا جب آپ نینوا کے سامنے پہنچے تو آپ نے باواز بلند فرمایا صبر کر اے ابوعبداللہ پھر فرمایا ایک دن میں جناب رسالت مآب کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا میں نے حضرت کے آنسو آنکھوں سے جاری ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کیوں روتے ہیں۔ کسی شخص نے آپ کو غصہ دلایا ہے حضرت نے فرمایا نہیں بلکہ حضرت جبرئیل میرے پاس آئے اور مجھے خبر دی کہ حسین کو دریائے فرات کے کنارے شہید کریں گے تم چاہتے ہو کہ اس کے مدفن کی خاک تم کو سنگھاؤں جبرئیل نے یہ کہکر اپنا ہاتھ بڑھایا اور ایک مشت خاک مجھ کو دی یہ دیکھکر میں ضبط گریہ نہ کر سکا اس زمین کا نام کربلا ہے جب دو برس امام حسین کے سن شریف سے گزرے جناب رسالت مآب صلی اللہ و آلہ کسی سفر کو گئے اثنائے راہ میں حضرت نے کھڑے ہو کر فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون اور حضرت کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے جب لوگوں نے سبب پوچھا فرمایا اس وقت جبرئیل امین نے آکر خبر دی کہ فرات کے کنارہ ایک زمین ہے جسے کربلا کہتے ہیں وہاں پر میرے حسین کو شہید کریں گے میں دیکھتا ہوں اس کے مقتل اور مدفن کو اور دیکھتا ہوں کہ اسیروں کو شتران برہنہ پر سوار کیا ہے اور دیکھتا ہوں اس کے سر کو بطریق ہدیہ یزید

کے واسطے لئے جاتے ہیں پس قسم ہے خدا کی جو کوئی نظر کرے گا میرے فرزند کے سر پر اور خوش ہوگا حق تعالیٰ اس کے دل اور زبان میں مخالفت ڈالے گا اور حالت کفر ونفاق میں اسے مارے گا اور دردناک عذاب کے ساتھ اسے معذب کرے گا پس حضرت اس سفر سے غمگین اور محزون پھرے اور منبر پر تشریف لے گئے اور ہمراہ اپنے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو بھی منبر پر لے گئے۔ اس کے بعد ایک خطبہ مشتمل حمد وثنائے الٰہی پر ادا کیا اور بہت وعظ ونصائح فرمائے جب فارغ ہوئے دست راست اپنا امام حسنؑ کے سر پر اور دست چپ امام حسینؑ کے سر پر رکھ کر فرمایا خداوندا میں محمد تیرا بندہ اور پیغمبر ہوں اور یہ دونوں میرے فرزند عترت طاہرہ اور برگزیدان امت اور نیکان ذریت سے ہیں اور یہ ان دو چیزوں سے ہیں جنھیں اپنے بعد اپنی امت میں چھوڑے جاتا ہوں اور جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ میرے فرزند حسن کو زہر ستم سے قتل کریں گے اور اس حسین کو تیغ جفا سے شہید کریں گے اور یہ اپنے خون میں لوٹے گا خداوندا اس کی شہادت کو اس کے لئے مبارک اور اسے شہداء کے سرداروں سے قرار دے خداوندا برکت نہ دے اس کے قاتل کو اور برکت نہ دے اس شخص کو جو اس کی مدد نہ کرے اور درک اسفل جہنم میں اسے واصل کر سب اہل مسجد باواز بلند رونے لگے حضرت نے فرمایا آج تم روتے ہو کل اس کی نصرت اور یاری نہ کروگے خداوندا تو حسین کا دوست اور یار ہو

قرآن واہلبیت کے ساتھ امت کا سلوک :۔ اس کے بعد فرمایا ایہا الناس میری وفات کا وقت قریب آپہنچا ہے اور میں تم میں دو بزرگ چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ ایک کتاب خدا دوسرے میری اولاد جو میرے باغ کا میوہ ہے اور درخت نبوت سے روئیدہ ہوئی ہے اور یہ دو چیزیں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گی جبتک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں اور میں تم سے اپنی عترت اور اہل بیت کے حق میں کچھ نہیں چاہتا مگر اس چیز کو جس کا حق تعالیٰ نے مجھے اس آیہ میں حکم فرمایا ہے قُلْ لَّا ...... فِی الْقُرْبٰی ط الخ (سورۂ شوریٰ آیت ۲۳)۔ اے محمد ان لوگوں سے کہدو کہ میں تبلیغ رسالت پر تم سے کچھ اجرت نہیں چاہتا مگر دوستی اہل بیت، پس ایسا نہ ہو کہ جب حوض کوثر پر میرے پاس آؤ تم نے میری عترت سے دشمنی کی ہو اور ان پر ستم کیا ہو آگاہ ہو جاؤ کہ فردائے قیامت میرے پاس حوض کوثر پر تین علم اس امت سے وارد ہوں گے

پہلا علم ایسا سیاہ اور تیرہ ہوگا کہ فرشتے اسے دیکھ کر جرح و فرح کریں گے جب یہ اہل رایت میرے پاس آئیں گے میں ان سے پوچھوں گا تم کون ہو اس وقت میرا نام ان کے دلوں سے محو ہو جائے گا اور کہیں گے ہم اہل توحید ہیں قوم عرب سے میں اُن سے کہوں گا میں محمدؐ پیغمبر ہوں عرب و عجم کا وہ کہیں گے ہم تمہاری اُمّت سے ہیں اس وقت میں ان سے کہوں گا میرے بعد تم نے کتاب خدا اور میری اہلبیت سے کیا سلوک کیا جواب دیں گے یا رسول اللہ کتاب خدا کو ہم نے ضایع کیا اور اس کی تاویل سے انحراف کیا اور آپ کی عترت کے متعلق ہم نے یہ کوشش جاری رکھی کہ ان کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیں یہ بات سن کر میں ان کی طرف سے منہ پھیر لوں گا وہ اشقیا پیاسے حوض کوثر سے باچہرہ ہائے سیاہ پھر جائیں گے بعدازاں دوسرا علم میرے سامنے لائیں گے اور یہ علم رایت اوّل سے زیادہ تر سیاہ اور تیرہ ہوگا۔ میں ان سے پوچھوں گا دو بزرگ چیزیں تمھارے درمیان چھوڑ آیا تھا تم نے ان کے ساتھ کیا کیا وہ کہیں گے کہ کتاب خدا کی ہم نے مخالفت کی اور مطلق اس پر عمل نہ کیا اور آپ کی عترت کو ہم نے قتل کیا اور ان کی یاری نہ کی اور ان کو ذلیل اور پراگندہ کیا میں ان سے کہوں گا، کہ دور ہو میرے سامنے سے پس وہ بدبخت باچہرہ ہائے سیاہ پیاسے پھر جائیں گے پھر تیسرا علم آئے گا جس سے نورانی کرنیں پھوٹ رہی ہوں گی اہل رایت کے تمام چہرے نورانی ہوں گے ان سے پوچھوں گا تم کون ہو کہیں گے یا رسول اللہ ہم خدائے عزوجل کو ہمیشہ بہ یگانگی یاد کرتے رہے اور منہیات سے پرہیز کرتے رہے اور ہم اُمّت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ سے ہیں اور ہم ہیں بقیہ اہل حق ہم نے ہمیشہ کتاب پر عمل کیا اور حلال خدا کو ہم نے حلال جانا اور جسے خدا نے حرام کیا تھا اس کو حرام جانا اور ذریّت محمدؐ کے ہر امر میں ہم ہمیشہ دوست اور ناصر و مددگار رہے اور ان کے دشمنوں سے ان کے سامنے قتال کیا میں ان سے کہوں گا کہ بشارت ہو تم کو میں تمھارا پیغمبر محمد مصطفےٰ ہوں اور فی الحقیقت دار دنیا میں تم نے یہی کیا جو کہتے ہو اس وقت میں انھیں حوض کوثر سے پانی دوں گا اور وہ سیراب و خوشحال پھریں گے اور داخل بہشت ہوں گے اور ہمیشہ بہشت میں رہیں گے اور نعمت ہائے بہشت سے متنعم ہوں گے۔

باب (۸)

خبر دینا حضرت سید المرسلین اور جناب امیر المومنین کا شہادت حضرت امام حسینؑ کے متعلق

شیخ صدوقؒ نے کتاب امالی میں جناب سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہے انھوں نے فرمایا اسما بنت عمیس نے مجھ سے کہا وقت ولادت حسنین علیہما السلام میں تمھاری دادی جناب فاطمہ دختر رسول خدا صلواۃ اللہ علیہ کی دائی تھی جب امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے حضرت رسالت مآب صلعم تشریف لائے اور فرمایا اسما میرے فرزند کو لے آؤ میں امام حسنؑ کو ایک زرد کپڑے میں لپیٹ کر لے گئی حضرت نے ارشاد کیا "کیا تمھیں منع نہ کیا تھا کہ بچے کو زرد کپڑے میں لپیٹا اس کے بعد حضرت نے زرد کپڑے کو علیحدہ کیا اور ایک سفید کپڑا منگا کر اس میں امام حسنؑ کو لپیٹا اور ان کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے پوچھا تم نے میرے اس فرزند کا کیا نام رکھا جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نام رکھنے میں آپ پر سبقت نہیں کر سکتا حضرت نے فرمایا میں بھی اس معاملہ میں اپنے پروردگار پر سبقت نہیں کر سکتا اس اثنا میں حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ حق سبحانہ تعالیٰ بعد تحفہ سلام فرماتا ہے یا محمد قرابت و خویشی میں علیؑ کو تم سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی مگر یہ کہ تمھارے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہے پس تم اپنے فرزند کا نام پسر ہارون کے نام پر رکھو حضرت نے پوچھا پسر ہارون کا کیا نام تھا جبرئیل نے کہا ان کا نام شبّر تھا حضرت نے کہا شبّر کے کیا معنی ہیں جبرئیل نے عرض کیا یا رسول شبّر بمعنی حسن کے ہے پس حضرت نے آپ کا نام حسن رکھا۔ اسما کہتی ہیں کہ جب امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے اس وقت بھی میں قابلہ تھی جب خبر ولادت امام مظلوم کی جناب رسالتمآب کو پہنچی جناب فاطمہ کے گھر تشریف لائے مجھ سے ارشاد کیا اے اسما میرے فرزند کو لے

آؤ پس میں اس معصوم کو ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر حضرت کے پاس لے گئی حضرت نے جس طرح امام حسن کے کان میں اذان اور اقامت کہی تھی اسی طرح امام حسین علیہ السلام کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اس کے بعد حضرت نے رو کر فرمایا اے فرزند تجھے مصیبت عظیم درپیش ہے خداوندا تو لعنت کر اس کے قاتل پر پھر فرمایا اے اسما اس خبر کو فاطمہ سے نہ کہنا اور جب ساتواں دن ہوا حضرت پھر تشریف لائے اور فرمایا میرے فرزند کو لے آؤ جب میں لے گئی حضرت نے جو کچھ امام حسن کے ساتھ کیا ویسا ہی امام حسین کے ساتھ عمل میں لائے اور ایک گوسفند سیاہ و سفید لے کر اس معصوم کا عقیقہ کیا جس طرح امام حسن کے لئے کیا تھا ایک ران گوسفند کی حضرت نے قابلہ کو دی سر کے بال منڈوا کر اس کے ہم وزن چاندی تصدق کی اور زعفران سر پر ملی اور فرمایا خون سر پر ملنا فعل اہل جاہلیت ہے۔ اس کے بعد حضرت نے اپنی گود میں لے کر فرمایا اے ابا عبد اللہ بہت دشوار ہے مجھ پر تیرا قتل ہونا یہ فرما کر بہت روئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ کیسی خبر ہے کہ پہلے دن بھی آپ نے فرمائی اور آج بھی ارشاد کرتے ہیں اور خوشی کے بدلہ روتے ہیں حضرت نے فرمایا اے اسما میں اپنے فرزند دلبند کے لئے روتا ہوں کیونکہ ایک جماعت کفار ستمگار ان بنی امیہ سے اسے شہید کرے گی خدا روز قیامت میری شفاعت سے ان کو محروم رکھے اس کو وہ شخص قتل کرے گا جو میرے دین میں رخنہ ڈالے گا اور خدائے خداوند عظیم کی منکر ہوگا اس کے بعد فرمایا خداوندا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس فرزند کے حق میں کہ بار الہا دوست رکھ تو اس کو اور اس کے دوستوں کو اور لعنت کر اس کے دشمنوں پر ایسی لعنت سے آسمان و زمین مملو ہوں۔

شیخ ابن بابویہ نے کتاب امالی میں ابن عباس سے روایت کی ہے جب جناب امیر المومنین علیہ السلام جنگ صفین پر گئے اور زمین نینوی پر پہنچے جو کنارے دریائے فرات کے واقع ہے تو حضرت نے باآواز بلند پکارا اے پسر عباس آیا تم اس مقام کو پہچانتے ہو میں نے عرض کیا یا امیر المومنین نہیں جانتا حضرت نے فرمایا اے ابن عباس اگر تم اس زمین کو جانو جس طرح میں

جانتا ہوں تو تم نہ ہٹو گے یہاں سے مگر جب تک میری طرح گریہ نہ کرو اس کے بعد جناب امیر علیہ السلام رونے لگے یہاں تک کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی اور قطرے آنسوؤں کے محاسن شریف سے ٹپک ٹپک کر سینہ مبارک پر رواں ہوئے ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت کو روتا دیکھ کر ہم بھی رونے لگے اس کے بعد حضرت امیر المومنین نے فرمایا اُوہ اُوہ مالی و لآلِ ابی سفیان مالی و لآلِ حربٍ حزبِ الشیطانِ و اولیاءِ الکفرِ صبراً یا ابا عبدِ اللہ فقد لقی ابوک مثلَ الذی تلقی منہم۔ آہ آہ! آل ابو سفیان و آل حرب سے مجھے کیا مطلب ہے جو لشکر شیطان اور سر گروہ کفر و عدوان ہیں اس کے بعد فرمایا صبر کر اے ابو عبد اللہ کیوں کہ تیرے باپ کو بھی ان اشقیا کے ہاتھوں وہی صدمات گزرے ہیں جو تجھ کو پہونچنا ہیں پھر حضرت نے پانی طلب کیا اور وضو کر کے مشغول نماز ہوئے اور بہت نمازیں پڑھیں جناب نماز سے فارغ ہوئے پھر حضرت اسی قسم کی باتیں فرماتے تھے اور روتے جاتے تھے یہاں تک کہ روتے روتے حضرت کو نیند آ گئی جب بیدار ہوئے فرمایا اے ابن عباس کہاں ہو میں نے عرض کیا یا مولا میں حاضر ہوں حضرت نے فرمایا تم چاہو تو خبر دوں جو میں نے اس وقت خواب دیکھا میں نے عرض کی یا مولا ہمیشہ آنکھیں آپ کی ٹھنڈی رہیں جو خواب آپ نے دیکھا ہے بہتر ہے حضرت نے فرمایا میں نے ابھی دیکھا گویا کئی شخص آسمان سے اس صحرا میں نازل ہوئے جن کے ہاتھ میں سفید علم اور گلے میں چمکتی تلواریں حمائل ہیں پھر انھوں نے اس زمین کے گرد ایک خط کھینچا پھر دیکھا میں نے کہ جو درخت اس صحرا میں ہیں ان کی تمام شاخیں زمین پر جھک گئیں اور ریگ بیک خون تازہ اس صحرا میں موجیں مارنے لگا اور میں نے اپنے پارہ جگر حسین کو دیکھا کہ اس دریائے خون میں ہاتھ پاؤں مار رہا ہے اور فریاد کر رہا ہے کوئی اس کی فریاد کو نہیں پہنچتا اور کچھ نورانی فرشتے آسمان سے نازل ہوئے ہیں اور وہ حسین سے باآواز بلند کہہ رہے ہیں کہ صبر کرو اے آل رسول تم ہاتھ سے بدترین خلق کے قتل ہو گے اے ابو عبد اللہ اب بہشت تمہاری مشتاق ہے اس کے بعد وہ فرشتے میرے پاس آئے اور مجھے پرسا دیکر کہنے لگے اے ابو الحسن شاد ہو

تم کو حق تعالٰے قیامت میں تمہاری آنکھوں کو شہادت حسین علیہ السلام کی وجہ
سے روشن کرے گا یہ دیکھکر میں بیدار ہوا۔ اے ابن عباس! میں قسم کھاتا ہوں
اس خدائے عزّ وجل کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ مجھے مخبر
صادق ابوالقاسم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ نے خبر دی ہے کہ یا علیؑ تم اس زمین
پر سے اس وقت گزرو گے جب اہل ظلم وستم سے محاربہ کرو گے یہ زمین کرب وبلا
ہے اس زمین میں میرا حسین مدفون ہوگا اور اس کے ہمراہ سترہ شخص میرے فرزند
اور فرزندان فاطمہ سے اس زمین میں دفن ہوں گے اور یہ زمین ساتوں آسمانوں
میں مشہور ہے اور اہل آسمان اس کو کربلا کہتے ہیں جس طرح حرم کعبہ اور حرم مدینہ
اور بیت المقدس کا نام لیتے ہیں اس کے بعد حضرت نے فرمایا اے ابن عباس
تم اس جنگل میں ہرن کی میگنیاں تلاش کرو بخدا میں نے ہرگز دروغ نہیں کہا اور نہ رسولخدا
سے دروغ سنا آنحضرت نے مجھے خبر دی ہے کہ اس صحرا میں ہرن کی میگنیاں دیکھوں گا
جن کا رنگ مثل زعفران کے زرد ہوگا عباس کہتے ہیں میں نے بموجب حضرت کے حکم کے
تلاش کیا اور میگنیاں ایک جا اسی ہیئت سے مجتمع پائیں جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا
اس وقت میں نے بآواز بلند پکار کر کہا یا امیر المومنین میں نے ان میگنیوں کو
پالیا جس طرح آپ نے فرمایا تھا حضرت نے ارشاد کیا صدق اللہ ورسولہ
سچ کہا خدا اور اس کے رسول نے۔ پھر حضرت بسرعت تمام آئے ان میگنیوں کو اٹھا کر
سونگھا اور فرمایا یہ وہی میگنیاں ہیں جس کی خبر رسول خداؐ نے دی ہے پھر فرمایا
اے ابن عباس تم نہیں جانتے یہ وہ میگنیاں ہیں جنھیں عیسٰی بن مریم نے
سونگھا ہے حضرت عیسٰی مع اپنے اصحاب کے جب اس صحرا میں وارد ہوئے دیکھا
کہ یہاں ایک گلہ آہوؤں کا جمع ہے اور وہ ہرن رو رہے ہیں یہ حال دیکھکر حضرت
عیسٰے زمین پر بیٹھ گئے اور ان کے اصحاب گرد بیٹھے اس وقت حضرت عیسٰے رونے
لگے اصحاب بھی یہ دیکھکر رونے لگے اگرچہ نہ جانتے تھے کہ حضرت کیوں روتے
ہیں۔ حوارین نے عرض کیا یا روح اللہ آپ کیوں روتے ہیں فرمایا تم اس
سرزمین کو جانتے ہو حوارین نے عرض کیا ہم نہیں جانتے حضرت نے ارشاد
کیا یہ وہ سرزمین ہے کہ فرزند پیغمبر آخر الزماں جس کا نام نامی احمدؐ ہے اور فرزند

طاہرۂ بتول جو میری والدہ ماجدہ مریم کی شبیہ [illegible] شہید ہوگا اور
اسی زمین پاک میں دفن ہوگا اور خاک اس زمین پاک کی مشک وعنبر سے فزوں
تر ہے کیونکہ یہ خاک مدفن ہے اس فرزند شہید مظلوم کی اور طینت انبیا اور
اولاد انبیاء کی ایسی ہی ہوتی ہے اور یہ آہو مجھ سے کلام کرتے ہیں اور خبر دیتے
ہیں کہ بوجہ اشتیاق تربت امام مظلوم ہم اس زمین کی گھانس چرتے ہیں اور جب
تک اس زمین پر ہیں بہ برکت امام مظلوم درندوں کے شر سے محفوظ ہیں اس
کے بعد حضرت عیسٰی نے ان میگنیوں کو اٹھا کر سونگھا اور فرمایا ان کی خوشبو اس
گھانس کی ہے جو اس پاک زمین میں اُگتی ہے خداوندا ان میگنیوں کو اسی ہیئت پر
باقی رکھ تاکہ پدر بزرگوار اس برگزیدہ خدا کا ان کو سونگھے۔ اور اس کی تسلی کا باعث
ہو اس کے بعد جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا اے پسر عباس یہ میگنیاں حضرت
عیسٰے کی دُعا کی وجہ سے آج تک باقی رہیں اور بسبب طول مدت کے ان کا رنگ
زرد ہوگیا ہے اور یہ زمین جائے کرب وبلا ہے اس کے بعد حضرت نے بآواز بلند
فرمایا اے پروردگار عیسٰی بن مریم برکت نہ دے قاتلان حسین اور ان اشقیا کو جو
قاتلان حسین کی نصرت کریں اور لوگوں کو جو اس مظلوم کی یاری نہ کریں یہ کہہ کر
جناب امیر علیہ السلام بہت روئے اور آپ کو روتا دیکھکر ہم بھی رونے لگے یہاں
تک کہ حضرت روتے روتے بیہوش ہو کر گر پڑے جب غش سے افاقہ ہوا تھوڑی
میگنیاں حضرت نے اُٹھا کر اپنی ردائے مبارک کے گوشہ میں باندھیں اور مجھ کو بھی
ارشاد کیا میں نے بھی تھوڑی میگنیاں اپنے گوشۂ ردا میں باندھ لیں اس کے بعد
حضرت نے فرمایا اے ابن عباس جب تم دیکھو کہ خون تازہ اس میں رواں ہے یقین
کرنا کہ فرزند مظلوم میرا اس زمین پر شہید ہوا۔ ابن عباس کہتے ہیں میں اپنی نماز
ہائے واجبی سے زیادہ ان میگنیوں کی محافظت میں اہتمام کرتا تھا اور ہمیشہ اپنی
آستین میں باندھے رکھتا تھا ایک دن میں اپنے گھر میں سویا ہوا تھا جب میں
جاگا تو میں نے دیکھا کہ میری آستین لہو سے بھری ہے اور خون ان میگنیوں سے
جاری ہے یہ حال دیکھ کر میں اُٹھ بیٹھا اور نالہ وفریاد کرنے لگا اور میں نے
اپنے دل میں کہا بخدا کہ امام حسین فرزند رسول شہید ہوئے اور ہرگز علیؑ ابن ابیطالب

نے جھوٹ نہیں فرمایا ہے اور کبھی جناب امیر علیہ السلام نے مجھے ایسی خبر نہیں دی کہ واقع نہ ہوئی ہو کیونکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ ان کو بہت سی ایسی خبریں دیتے تھے جس سے دوسروں کو مطلع نہ فرماتے تھے جب میں گھر سے باہر نکلا دیکھا کہ ایک غبار نے سارے مدینہ کو گھیر لیا ہے ایک دوسرے کو نظر نہیں آتا اور گویا سورج کو گہن لگ گیا ہے اور دیوار ہائے مدینہ سرخ ہیں گویا ان پر خون چھڑکا ہے یہ دیکھ کر میں گریاں و نالاں اپنے گھر کھڑیہ آیا اور اپنے دل میں کہا بخدا امام حسین شہید ہوئے ناگاہ گوشہ خانہ سے ایک آواز سُنی اور گوینده نظر نہ آیا وہ کہتا تھا "اے آل رسول صبر کرو کہ فرزند بتول خستہ تن قتل ہوا۔ اور روح الامین نے نالہ و فریاد اس شہید مظلوم کے ماتم میں نزول کیا پھر اس شخص کے رونے کی آواز میرے کان میں آئی اس سے بڑی رقت نے مجھ پر غلبہ کیا اس وقت کو یاد رکھا وہ دسویں محرم کی تھی جب خبر شہادت امام حسین مدینہ میں پہنچی معلوم ہوا حضرت اسی روز شہید ہوئے اور وہ لوگ جو ہمراہ حضرت تھے بیان کرتے تھے ہم نے بھی قتل گاہ میں یہی آوا سُنی تھی جو تم نے سُنی اور گوینده اس کا نظر نہ آتا تھا گمان ہے کہ حضرت خضرؑ تھے۔ اکمال الدین میں بھی مثل اس روایت کے مروی ہے۔

صدوقؒ نے امالی میں ہرثمہ سے روایت کی ہے انھوں نے کہا جب ہم نے جناب امیرؑ کے ساتھ جنگ صفین سے مراجعت کی تو حضرت نے کربلا میں نزول اجلال فرمایا اور نماز صبح حضرت نے وہیں پڑھی۔ اس کے بعد حضرت نے ایک مشت خاک اس زمین پاک سے اُٹھا کر سونگھی اور فرمایا خوشا حال تیرا اے خاک کہ تجھ سے ایک گروہ محشور ہوگا جو بے حساب داخل بہشت ہوگا پس ہرثمہ گھر میں اپنی زوجہ کے پاس آیا وہ مومنہ شیعیان علیؑ ابن ابی طالب سے تھی ہرثمہ نے وہ خبر اپنی زوجہ سے نقل کی اس زن نیک اعتقاد نے کہا جناب امیرالمومنین علیہ السلام جھوٹ نہیں فرماتے اور جو کچھ حضرت فرماتے ہیں بلاشبہ واقع ہوگا۔ ہرثمہ کہتا ہے جب امام حسین علیہ السلام کربلا میں آئے میں لشکر ابن زیاد میں تھا میں نے جب اس زمین اور ان درختوں کو دیکھا تو مجھے

حدیث امیرالمومنین علیہ السلام کی یاد آئی اسی وقت میں ناقہ پر سوار ہو کر امام حسین السلام کی خدمت میں گیا اور بعد سلام جو کچھ میں نے ان کے پدر عالی مقدار سے سُنا تھا عرض کیا حضرت نے یہ سُن کر مجھ سے فرمایا اے ہرثمہ تو ہماری نصرت دیاری کرے گا یا مجھ سے لڑے گا میں نے عرض کیا یا مولا نہ میں آپ کی نصرت کروں گا نہ لڑوں گا اور رفاقت آپ کی اس سبب سے نہیں اختیار کرتا کہ کئی لڑکے ہیں اپنے چھوڑ آیا ہوں اور ابن زیاد سے ڈرتا ہوں مبادا یہ خبر سُن کر میرے گھر کو غارت کرے حضرت نے فرمایا اے ہرثمہ اگر رفاقت میری نہیں اختیار کرتا تو یہاں سے چلا جا تا کہ میرا قتل ہونا نہ دیکھے اور آواز میری فریاد و استغاثہ کی تیرے کان تک نہ پہنچے کیونکہ قسم ہے مجھے اس خداوند یگانہ کی جس کے قبضہ میں حسین کی جان ہے جو شخص آواز میری فریاد و استغاثہ کی سُنے اور میری یاری نہ کرے حق تعالےٰ اس کو سرنگوں جہنم میں ڈالے گا مصنف علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ شاید حضرت کی مراد یہ ہو کہ ہماری آواز سُن کر ترک نصرت کرنے میں عذاب شدید تر ہوگا واللہ حضرت کی نصرت ہر حال میں واجب ہے۔

کتاب مذکور میں اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے ایک دن جناب امیرالمومنین علیہ السلام منبر کوفہ پر خطبہ پڑھتے تھے اثنائے خطبہ میں فرماتے تھے سَلُونِی قَبلَ اَن تَفقِدُونِی فَوَاللّٰہِ لَاتَسئَلُونِی بِشَیءٍ مَضٰی وَلَاعَن شَیءٍ یَکُونُ اِلَّا نَبَّأتُکُم بِہٖ یعنی اے گروہ مردم جو چاہو مجھ سے سوال کرو پیش ازاں کہ مجھے نہ پاؤ کیونکہ قسم ہے خدا کی جو کچھ سوال کرو گے گزشتہ و آئندہ سے میں اس کی خبر دوں گا جب حضرت نے یہ بات ارشاد کی تو ایک شخص کہنے لگا یا علیؑ یہ بتلایئے کہ میرے سر اور ریش میں کتنے بال ہیں حضرت نے فرمایا کہ میرے حبیب رسول خدا نے مجھے خبر دی تھی کہ تو مجھ سے یہ سوال کرے گا اور تیرے ہر موئے سر و ریش میں ایک ایک شیطان ہے اور تیرے گھر میں ایک لڑکا ہے وہ لعین میرے فرزند کو شہید کرے گا۔ اس وقت بہت کمسن تھا اور چند روز ہوئے تھے کہ پاؤں چلنے لگا تھا۔ ابن قولویہ نے کتاب کامل الزیارت میں بھی

یہی روایت کی ہے۔

ابن بابویہ نے کتاب امالی میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک دن جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص چاہے کہ میری طرح سے زندگی کرے اور میری طرح سے مرے اور جنت عدن میں میری منزل میں داخل ہو تو اور تمسک کرے اس شاخ درخت سے جسے میرے پروردگار نے اپنے دست قدرت سے بویا ہے اور بحکم لفظ کن اسے پیدا کیا۔ پس اس کو چاہیئے کہ علی ابن ابی طالب کی دوستی اختیار کرے اور اس کے اوصیا کو اس کے بعد امام جانے یہ میری عترت ہیں اور میرے گوشت وخون سے پیدا ہوئے ہیں حق تعالیٰ نے میرے علم وفضل کو انھیں عطا فرمایا ہے اور میں خدا سے شکایت کرتا ہوں ان لوگوں کی جو میری اُمت میں ہونے کے باوجود ان سے دشمنی رکھتے ہیں اور ان کی فضیلت سے انکار کرتے ہیں اور ان سے بدی کر کے میری عطا اور بخشش کو قطع کرتے ہیں قسم ہے خدا کی جو لوگ میرے فرزند حسین کو میرے بعد شہید کریں گے حق تعالیٰ ان کو میری شفاعت سے محروم رکھے گا۔

ارشاد واحتجاج میں مذکور ہے کہ آثار واخبار میں وارد ہوا ہے ایک روز جناب امیرالمومنین علیہ السلام خطبہ پڑھ رہے تھے اثنائے خطبہ میں حضرت نے فرمایا سلونی قبل ان تفقدونی یعنی لے گروہ مردم جو چاہو مجھ سے سوال کرو قبل اس کے کہ تم مجھے نہ پاؤ پس بخدا اگر مجھ سے سوال کرو ان لوگوں کے احوال سے جو سو آدمیوں کو گمراہ کریں یا سو کو ہدایت کریں گے تو میں تمھیں ان کے متعلق اور ان کے سرداروں اور ان کے داعی کے قیامت تک کے حالات بتا سکتا ہوں جب حضرت نے یہ فرمایا ایک شخص نے عرض کیا اے امیرالمومنین علیہ السلام مجھے بتائیے کہ میرے سر اور ریش میں کتنے بال ہیں فرمایا میرے حبیب رسول خدا نے خبر دی تھی تو مجھ سے یہ سوال کرے گا اور یہ بھی خبر دی کہ تیرے ہر موئے سر کے نیچے ایک فرشتہ ہے جو تجھ پر لعنت کرتا ہے اور ہر موئے ریش کے نیچے ایک شیطان ہے جو تجھے گمراہ کرتا ہے اور تیرے گھر میں ایک لڑکا ہے کہ جو فرزند دختر رسول کو شہید کریگا۔ اور اگر میں تیرے بالوں کی تعداد تجھے بتاؤں تو ہرگز میرے کہنے کو باور نہ کرے گا لیکن

اس خبر سے جو میں نے بیان کی اس سے حقیقت گفتار میری ظاہر ہوگی اس وقت اس کا بیٹا بہت کمسن تھا چنانچہ جیسا کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا تھا اس نے امام حسین کو شہید کیا۔

حمیری نے کتاب قرب الاسناد میں حضرت صادق علیہ السلام اور ان کے پدر بزرگوار حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنین اپنے دو صحابیوں کے ہمراہ صحرائے کربلا میں پہونچے جب داخل صحرا ہوئے حضرت کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے فرمایا یہ جگہ ان کے اونٹوں کے بٹھانے کی ہے اور یہ مقام ان کے بوجھ اُتارنے کا ہے اور اس جگہ ان کا خون گرایا جائے گا خوشا حال تیرا اے خاک کہ خون دوستان خدا کا تجھ پر گرایا جائے گا

بصائرالدرجات میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا جو شخص چاہے کہ میری طرح زندگانی کرے اور میری طرح مرے اور جنت عدن میں داخل ہو جس کا میرے پروردگار نے وعدہ کیا ہے اور میرے رہنے کو وہ مقام مقرر کیا ہے اس جگہ ایک شاخ ہائے بہشت سے ہے جس کو حق تعالےٰ نے اپنے دست قدرت سے بویا ہے چاہیئے کہ وہ شخص ولایت علیؑ ابن ابیطالب رکھے اور اماموں کو اس کے فرزندوں سے دوست رکھے بیشک یہ عترت میری میرے بعد امام ہیں اور میرے گوشت وخون سے پیدا ہوئے ہیں حق تعالےٰ نے میرا علم وفضل ان کو عطا کیا ہے وائے ہو ان پر جو میری اُمت سے ان کی فضیلت کے منکر ہیں اور بدی کرنے سے میری بخشش وعطا کو قطع کرتے ہیں قسم خدا کی میرے فرزند حسینؑ کو شہید کریں گے خدا میری شفاعت سے انھیں محروم رکھے میں خدا سے شاکی ہوں ان کا جو میری امت میں ہو کر ان کے فضل کے منکر ہیں اور اپنی بدی سے میری بخشش اور عطا کو قطع کرتے ہیں قسم بہ خدا یہ میرے فرزند حسینؑ کو شہید کریں گے خدا انھیں میری شفاعت سے محروم رکھے۔

کتاب مذکور میں سوید بن غفلہ سے روایت ہے اس نے کہا ایک دن میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا ایک شخص آیا کہنے لگا یا امیرالمومنین میں وادی قریٰ سے آپ کے پاس خبر دینے آیا ہوں کہ خالد بن عرفطہ نے وفات کی حضرت نے ارشاد کیا وہ نہیں مرا اس شخص نے دوبارہ پھر کہا وہ مر گیا حضرت نے فرمایا وہ نہیں مرا

قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے وہ ابھی نہیں مرے گا بار سوم وہ شخص کہنے لگا سبحان اللہ میں آپ کو اس کی وفات کی خبر دیتا ہوں آپ فرماتے ہیں وہ نہیں مرا حضرت نے فرمایا قسم ہے مجھے خدائے یگانہ کی وہ نہ مرے گا۔ جب تک کہ پیشوا نہ ہو لشکر ضلالت کا اور علم اس شقی کا حبیب ابن مجاز کے ہاتھ میں ہوگا جب یہ خبر حبیب ابن مجاز نے سُنی حضرت کی خدمت میں آیا کہنے لگا یا مولا میں آپ کا خیر خواہ ہوں اور آپ میرے حق میں ایسی بات فرماتے ہیں قسم ہے خدا کی میں اپنے حال کو ایسا نہیں پاتا کہ مرتکب ایسے امر زبوں کا ہوں حضرت نے ارشاد کیا اگر تو حبیب ابن مجاز ہے تو یقیناً تو علم دار لشکر اہل ستم ہوگا پس حبیب حضرت کے پاس سے چلا گیا اس وقت حضرت نے پھر فرمایا اگر تو حبیب حماز ہے تو اس علم کو اٹھائے گا۔ ابو حمزہ جو راوی حدیث ہے کہتا ہے قسم بخدا حبیب جب تک نہ مرا الّا یہ کہ ابن سعد نے اسے علمدار لشکر کیا اور سردار لشکر خالد بن عرفطہ کو کر کے امام حسینؑ سے لڑنے کو بھیجا۔ کتاب ارشاد میں سوید ابن عفلہ سے مثل اس کے روایت ہے اور آخر حدیث میں یہ زیادتی ہے کہ حبیب علم کو کوفہ میں لے گیا اور باب الفیل سے مسجد میں داخل ہوا۔

ابن قولویہ نے کامل الزیارت میں جناب صادق سے روایت کی ہے ایک دن امام حسین علیہ السلام آغوش رسول میں بیٹھے اور حضرت ان سے کھیل رہے تھے۔ اور اس معصوم کو ہنساتے تھے عائشہ نے یہ حال دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ آپ کس قدر اس طفل کو دوست رکھتے ہیں فرمایا اے عائشہ کیونکر اس کو دوست نہ رکھوں تیرا یہ کلام مجھے پسند نہ آیا کیونکہ یہ میرا نور چشم میوۂ دل ہے میری اُمّت اسے قتل کرے گی پس جو شخص بعد شہادت اس مظلوم کی زیارت کرے حق تعالےٰ ثواب ایک حج کا میرے حجوں سے اس کے نامۂ عمل میں لکھے گا۔ عائشہ نے متعجب ہو کر کہا یا رسول اللہ زوار حسین کو اس قدر ثواب عطا ہوگا فرمایا بلکہ دو حج کا ثواب پھر عائشہ نے متعجب ہو کر پوچھا فرمایا بلکہ ثواب چار حج کا میرے حجوں سے اسی طرح ہر مرتبہ حضرت عائشہ تعجب کرتی رہیں اور حضرت ثواب زائر کو زیادہ فرماتے رہے یہاں تک کہ فرمایا حق تعالےٰ ثواب نوے حج کا میرے حجوں سے عطا کرے گا جو مع عمرہ بجا لایا ہوں۔ کتاب امالی میں مثل اسی کے روایت ہے۔

زوار حسین اس اُمّت کے صدیق ہیں :- کتاب کامل الزیارت میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے جب طفلی میں امام حسین علیہ السلام پیغمبر کے پاس آتے تھے حضرت جناب امیرؑ سے فرماتے تھے تم اس کو لئے رہو اس وقت حضرت گلوئے حسین کے بوسے لے کر روتے جاتے تھے یہ دیکھ کر امام حسینؑ پوچھتے تھے یا ابتاہ آپ کیوں روتے ہیں فرماتے تھے کیوں نہ روؤں اے حسینؑ میں اس جگہ کے بوسے لیتا ہوں جہاں تلوار تیرے دشمن کی چلے گی عرض کیا اے پدر بزرگوار کیا میں قتل کیا جاؤں گا فرمایا بخدا تو اور تیرا بھائی اور تیرا باپ سب شہید ہوں گے حضرت امام حسین نے پوچھا اے پدر بزرگوار قبریں ہم سب کی جدا جدا ہوں گی فرمایا ہاں امام حسینؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ جب قبریں ہم سب کی جدا جدا ہوں گی تو آپ کی اُمّت سے ہماری زیارت کون کرے گا۔ فرمایا تم سب کی وہ لوگ زیارت کریں گے جو صدیق ہیں میری اُمّت کے۔

کتاب مذکور میں عبداللہ جدلی سے روایت ہے اس نے کہا ایک دن میں حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں گیا حضرت کے پہلو میں امام حسین بیٹھے تھے حضرت نے اپنا ہاتھ حسینؑ کے شانہ پر رکھ کر فرمایا یہ فرزند قتل ہوگا اور کوئی شخص اس کی نصرت نہ کرے گا۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا یا امیر المومنین وہ ایام بُرے ایام ہوں گے زندگانی اس دن کی بد زندگانی ہوگی حضرت نے فرمایا اے عبداللہ یہ امر ضرور واقع ہونے والا ہے۔

کتاب مذکور میں ہانی ابن ہانی سے روایت ہے ایک دن جناب امیر المومنین نے فرمایا حسین قتل ہوگا میں اس زمین کو پہچانتا ہوں جس پر یہ قتل ہوگا اور وہ نزدیک ہے نہر فرات سے ابن الخطاب سے بھی مثل اسی کے روایت ہے۔

کتاب مذکور میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے جناب امیر المومنین نے امام حسینؑ سے فرمایا اے ابو عبداللہ ایک مدت سے لوگ تمہارے لئے غمزدہ ہیں۔ عرض کیا اے پدر بزرگوار فدا ہوں میں آپ پر مجھے کیا ہونے والا ہے جو میرے لئے سب غمزدہ ہیں جناب امیر نے فرمایا جو میں جانتا ہوں لوگ نہیں جانتے؟ عنقریب تمام مطلع ہوں گے اور اے فرزند تو بھی مطلع ہو جائے گا پیش از ان کہ اس مصیبت میں مبتلا ہو گا قسم بخدا کہ بنی اُمیّہ تیرا خون بہائیں گے مگر تجھ کو دین سے نہ پھیر سکیں نہ یاد خدا تیرے

دل سے بھلا سکیں گے امام حسینؑ نے عرض کیا اے پدر بزرگوار مجھ کو یہی کافی ہے میں اقرار کرتا ہوں اس چیز کا جو حق تعالیٰ نے میرے لئے مقرر کی ہے اور تصدیق کرتا ہوں ارشاد رسول کی اور آپ کی تکذیب نہیں کرتا۔

ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمۃ میں منقول ہے براء بن عازب کہتے ہیں ایک دن جناب امیر نے مجھ سے فرمایا اے براء کہتے ہیں قسم بخدا سچ کہا تھا علی ابن ابیطالبؑ نے امام حسینؑ قتل ہوئے اور میں نے ان کی نصرت نہ کی اور بعد شہادت آنحضرت اظہار حسرت و ندامت کرتا تھا مگر ندامت سے کیا ہوتا ہے۔

کتاب کشف الغمہ اور کتاب ارشاد میں عبداللہ ابن شریک عامری سے منقول ہے کہ جب عمر سعد مسجد میں آتا تھا اصحاب جناب امیرؑ کہتے تھے یہ ملعون قاتل حسینؑ ہوگا اس بات کو شہادت حسینؑ سے بہت قبل کہتے تھے۔ ان ہی دو کتابوں میں سالم ابن ابوحفصہ سے مروی ہے ایک دن عمر سعد نے امام حسینؑ سے عرض کیا کہ احمقوں کی ایک جماعت یہ خیال کرتی ہے کہ میں آپ کو قتل کروں گا فرمایا وہ بے عقل نہیں ہیں بلکہ وہ عالم و دانا ہیں لیکن میں اس بات سے شاد ہوں تو میرے بعد گندم عراق نہ کھائے گا مگر چند روز۔

ہندہ کا المناک خواب :۔ ابن شہر آشوب نے کتاب مناقب میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ہندہ مادر معاویہ نے عائشہؓ سے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے چاہتی ہوں پیغمبرؐ سے عرض کروں تم حضرت سے اجازت لو عائشہؓ نے پیام ہندہ عرض کیا حضرت نے اجازت دی وہ حضرت کے پاس حاضر ہوئی عرض کیا یا حضرت میں نے خواب میں دیکھا کہ آفتاب نے میرے سر پر طلوع کیا اس آفتاب سے ایک چھوٹا آفتاب پیدا ہوا اور ایک سیاہ چاند میرے بطن سے نکلا اس سے ایک سیاہ ستارہ پیدا ہوا ستارہ سیاہ نے آفتاب خورد پر حملہ کر دیا اور اس کو نگل گیا پس ستارہ ہائے آسمان سیاہ و تاریک ہو گئے۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ بہت ستارے آسمان پر ظاہر ہوئے اور ستارہ سیاہ زمین پر نمودار ہوئے اور وہ تمام روئے زمین پر منتشر ہو گئے انھوں نے آفاق کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ اس خواب کو سنتے ہی حضرت کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوئے اور دو مرتبہ مادر معاویہ

کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا دور ہو اے دشمن خدا تو نے میرے غم کو تازہ کر دیا میرے دوستوں کی نشانی لے کر آئی ہے ہندہ وہاں سے دفع ہوئی حضرت نے فرمایا خداوند العنت کرے اس ملعونہ پر سب نے حضرت سے اس کی تعبیر پوچھی ارشاد کیا وہ آفتاب جو پہلے طالع ہوا خورشید برج امامت علی ابن ابی طالبؑ ہے اور آفتاب خورد حسینؑ ابن علیؑ ہے اور ماہ سیاہ جو اس ملعونہ کے بطن سے نکلا معاویہ ہے وہ ستارہ سیاہ جو ماہ سیاہ سے نکلا اور ماہ خورد کو نگل گیا یزید پسر معاویہ ہے جو حسینؑ سے لڑے گا اور اسے شہید کرے گا جس دن وہ شہید ہوگا اس دن آفتاب سیاہ ہو جائے گا اور ستارہ ہائے آسمان تیرہ و تار ہو جائیں گے ظلمت کفر و ضلالت تمام جہان کو گھیر لے گی ستارہ ہائے تاریک جو زمین پر نمودار ہوئے اور تمام روئے زمین پر منتشر ہو گئے وہ بنی اُمیّہ ہیں سب زمین کو گھیر لیں گے۔

فرات بن ابراہیم نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے ایک دن جناب سیّدہؑ حسینؑ کو گود میں لئے تھیں جناب رسولؐ خدا نے اس معصوم کو سیّدہ کی گود سے لے کر فرمایا اے فرزند خدا لعنت کرے تیرے قاتل پر اور لعنت کرے اس ملعون پر جو بعد شہادت تیری لاش کو برہنہ و عریاں کرے اور خدا ہلاک کرے ان ملعونوں کو جو اعانت کریں تیرے قتل پر خدا حکم کرے درمیان ہمارے اور ان کے جو تیرے قاتلوں کی نصرت کریں جناب فاطمہ نے جب یہ خبر وحشت اثر سُنی کہنے لگیں اے پدر بزرگوار میرے فرزند کے حق میں آپ یہ کیا فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا مجھ کو وہ مصائب و مظالم یاد آئے جو میرے اور تمہارے بعد اس فرزند پر گزریں گے یہ فرزند اس روز ایسے اصحاب کے ساتھ ہوگا جو مانند ستارہ ہائے آسمان درخشاں ہوں گے اور بکمال اشتیاق میدان کارزار میں جا کر قتل ہوں گے گویا میری آنکھوں کے سامنے اس کا لشکر گاہ اور خیمہ گاہ ہے اور قبریں ان سب کی میرے سامنے ہیں جناب فاطمہ نے عرض کیا اے پدر بزرگوار یہ امر کس جگہ واقع ہوگا فرمایا نام اس زمین کا کربلا ہے وہ جگہ اہل بیت رسول کے لئے کرب و بلا اور محنت و عنا کی جگہ ہوگی اور ان پر بدترین مردم میری اُمّت کے خروج کریں گے اگر ان سے ایک شخص کے لئے جمیع اہل آسمان و زمین شفاعت کریں کسی کی شفاعت درگاہ الٰہی میں قبول نہ ہوگی اور ابدالآباد

عذاب شدید جہنم میں معذب رہیں گے جناب فاطمہ نے عرض کیا اے پدر بزرگوار میرا فرزند قتل ہوگا فرمایا اے دختر گرامی اس طرح قتل ہوگا کہ کوئی شخص زمانہ سابق میں اس طرح قتل نہیں ہوا اس کی مصیبت پر ساتوں آسمان زمین اور ملائک اور جانوران صحرا اور ماہیان دریا اور پہاڑ روویں گے اور خدا سے اجازت طلب کریں گے کہ اس کے قاتلوں سے انتقام لیں مگر اجازت نہ پائیں گے اور اگر اجازت ملے تو کوئی نفس نہیں بچ پاتا یہ

زائران حسین کے مراتب :- ایک جماعت میرے دوستوں سے اس کی زیارت کو آئے گی قسم بخدا وحق اہلبیت روئے زمین پر کوئی دانا تر ان سے نہ ہوگا اور سوا ان کے کوئی متوجہ زیارت نہ ہوگا یہ لوگ چراغ راہ ہدایت ہیں فردائے قیامت شفاعت پانے والے ہیں جب حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے ان کو صورت خوب اور سیمائے مرغوب سے پہچان لوں گا کہ یہ زائر حسین ہیں اس دن لوگ ہر ملّت و مذہب کے اپنے پیشواؤں کو ڈھونڈیں گے اور یہ لوگ سوا میرے اور کسی کو طلب نہ کریں گے ان کے سبب سے زمین قائم ہے اور ان کی برکت سے باران رحمت آسمان سے نزول کرتا ہے جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا اے بیٹی بہترین اہل بہشت وہ شہید ہیں جنھوں نے دنیا میں اپنی جان و مال کو راہ خدا میں دے ڈالا اور بہشت و ثواب کو جو دنیا و مافیہا سے بہتر ہے حق سبحانہ و تعالیٰ سے اس کے عوض مول لیا ہے راہ خدا میں مارا جانا بہتر ہے بستر بیماری پہ مرنے سے جس کے لئے شہادت مقرر ہوئی ہے وہ ضرور اپنی قتل گاہ پر جائے گا اور جو شخص اس سعادت سے محروم رہے اس کے لئے موت یقینی ہے اے فاطمہؑ کیا نہیں چاہتی ہو فردائے قیامت جو حکم اس خلق کے حق میں تم کرو اس کی اطاعت کی جائے آیا راضی نہیں ہو تم کہ تمھارا بیٹا حاملان عرش سے ہو آیا راضی نہیں ہو کہ تمھارا باپ شفیع روز جزا ہو آیا راضی نہیں ہو کہ تمھارا شوہر ساقی حوض کوثر اس دن ہو جس دن تمام خلقت پیاس سے جان بلب ہوگی اپنے دوستوں کو حوض کوثر سے سیراب کرے گا اور دشمنوں کو پیاسا رکھے گا آیا راضی نہیں ہو کہ تمھارا شوہر قسیم دوزخ ہو جہنم کو جو حکم کرے گا وہ اس کی اطاعت کرے گا جس شخص کو چاہے جہنم سے نکال دے جس کو چاہے جہنم میں رہنے دے آیا راضی نہیں ہو اس مرتبہ پہ کہ ملائکہ آسمان کے چاروں طرف کھڑے تمھارے حکم کے منتظر ہوں جو حکم کرو اس کو بجا لائیں اور تمھارے شوہر کو عرش خدا

کے سامنے اپنے دشمنوں سے خصومت کرتا دیکھیں کیا گمان ہے تم کو خدا کیا سلوک کرے گا تمھارے شوہر اور فرزند کے قاتل سے جب کہ ان کی حجت تمام خلق پر تمام ہو چکی ہوگی اور آتش جہنمؔ کو حکم کیا جائے گا کہ تمھارے شوہر کی اطاعت کرے آیا تم راضی نہیں کہ ملائکہ مقربین تمہارے فرزند پر گریہ و زاری کریں اور نہایت غم زدہ اور متاسف ہوں آیا راضی نہیں جو شخص اس کی زیارت کو جاوے وہ امان خدا میں ہو اس کے زائر کا ثواب ایسا ہے جیسا خانہ کعبہ کو گیا اور حج عمرہ بجالایا جب تک اس کا زائر راہ میں ہو ایک لمحہ رحمت خدا سے خالی نہ رہے اور امان خدا اس کے شامل ہو اگر مر جائے تو خدا اس کو شہیدوں کا اجر دے گا اگر زندہ رہے تو حافظان اعمال ہمیشہ اس کے حق میں دعائے خیر کریں گے اور ہمیشہ حفظ و امان خدا میں رہے گا یہاں تک کہ دنیا سے مفارقت کرے جناب فاطمہؑ نے عرض کیا اے پدر بزرگوار میں راضی ہوئی اور حکم خدا کو تسلیم کیا اور خدا پر توکل کیا جب جناب رسالت مآبؐ نے یہ کلام جناب سیدہ کا سنا اپنا دست مبارک ان کے قلب پر پھیرا اور آنسو ان کے پونچھ کر فرمایا میں اور تم اور تمھارا شوہر اور دونوں فرزند تمھارے ایسے مکان میں ہوں گے کہ آنکھیں تمھاری اس کے مشاہدہ سے روشن اور دل تمھارا شاد ہوگا۔

امام حسینؑ کا جنگ صفین میں پانی لانا :- بعض کتب معتبرہ میں عبداللہ بن قیس سے روایت ہے اس نے کہا جب میں جناب امیرالمومنین کے ساتھ جنگ صفین کو گیا ابوالاعور سلمی نے آکر آب فرات کو گھیر لیا اور مانع ہوا اصحاب جناب امیرؑ پانی تک نہ جا سکتے تھے پس اصحاب نے خدمت تشنگی کی شکایت کی حضرت نے سواروں کو حکم دیا کہ ابوالاعور سلمی کو مع اس کی فوج کے فرات کے کنارہ سے ہٹا دو جب حضرت کے اصحاب بموجب ارشاد گئے اشقیا کو فرات سے دفع نہ کر سکے اور شکست کھا کر پھر آئے یہ حال دیکھ کر حضرت کبیدہ خاطر ہوئے اس وقت امام حسینؑ نے عرض کیا اے پدر بزرگوار اجازت دیجئے جب اجازت لی اپنے ساتھ چند سوار لے کر منافقوں سے لڑنے کو روانہ ہوئے اور ضرب شمشیر آبدار سے ان اشرار کو کنارہ فرات سے بھگا دیا اور بہت سے منافقوں کو جہنمؔ واصل کیا ابوالایوب ملعون نے شکست کھائی اور امام حسینؑ نے اپنا خیمہ فرات کے کنارہ برپا

کر کے اپنے سواروں کو مقرر کیا خود بہ نفس نفیس جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خبر فتح حضرت کو دی سُنتے ہی حضرت زار زار رونے لگے اصحاب نے عرض کیا یا امیر المومنینؑ یہ وقت خوشی ہے کہ پہلی فتح برکت حسین علیہ السلام سے ہوئی آپ کے رونے کا کیا سبب ہے فرمایا اس وقت یاد آیا مجھے وہ دن کہ اسی حسینؑ کو صحرائے کربلا میں آب فرات سے منع کریں گے اور تشنہ لب شہید کریں گے بعد شہادت اسپ وفادار اس کا دوڑتا ہوا خیمہ اہلبیت کی طرف جائے گا اور اس اُمت جفاکار کی یاد کرے گا جنھوں نے اپنے پیغمبر کے نواسے کو شہید کیا۔

ابن نما علیہ الرحمتہ نے مثیر الاحزان میں ابن عباس سے روایت کی ہے جب مرض الموت جناب رسالت مآبؐ کا شدید ہوا آنحضرت نے حسینؑ کو اپنی چھاتی سے لگایا اور پسینہ حضرت کی پیشانی مبارک کا امام حسینؑ کے مُنہ پر ٹپکتا تھا اور رُوح پر فتوح حضرت کی اعلیٰ علیین کا قصد رکھتی تھی اور بار بار فرماتے تھے ہائے میں نے یزید ملعون کا کیا بگاڑا ہے خداوند لعنت کر یزید ملعون پر یہ فرما کر دیر تک حضرت پر غش کا عالم طاری رہا جب غش سے افاقہ ہوا پھر امام حسینؑ کے بوسے لیتے تھے اور آنسو حضرت کی آنکھوں سے جاری تھے اور فرماتے تھے اے فرزند میرے اور تیرے قاتل کے درمیان خدا کے سامنے ایک مقام ہوگا۔

باب (۹)

مُصیبت خامس آل عبا سب مصیبتوں سے اور بزرگ تر ہے

شیخ صدوق نے کتاب علل الشرائع میں عبداللہ ابن فضل سے روایت کی ہے اس نے کہا میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا یا ابن رسول اللہ کس سبب سے عاشورا کا روز گریہ و مصیبت اور اندوہ و ماتم کا روز ہے کیا روز وفات حضرت رسول و جناب سیّدہ اور روز شہادت امام حسن علیہ السلام جزع و مصیبت میں روز عاشورا کے برابر نہیں ہے صادق آل محمدؑ

نے فرمایا اے عبداللہ روز شہادت حضرت امام حسینؑ مصیبت میں سب دنوں سے بزرگ تر اور عظیم تر ہے کیوں کہ آل عبا و اصحاب کساء جو سب سے افضل اور اولیٰ تھے پانچ تن ہیں اور لوگ ان پانچوں بزرگوں کو یک جا مشاہدہ کرتے تھے پس جب حضرت رسالتؐ نے دُنیا سے رحلت کی تو جناب امیر المومنینؑ و جناب فاطمہؑ و حسنینؑ موجود تھے لوگ اپنے دلوں کو ان بزرگوں کی زیارت سے تسلّی دیتے تھے جب جناب فاطمہؑ نے دُنیا سے مفارقت کی لوگ اپنے دلوں کو حضرت امیر المومنینؑ اور حسنینؑ کی زیارت سے تسلّی دیتے تھے حضرت امیر شہید ہوئے تو زیارت حسنینؑ سے سب کو تسلّی ہوتی رہی جب امام حسنؑ بھی شہید ہوئے پس لوگ زیارت حسینؑ سے تسلّی پاتے تھے اور اپنی آنکھوں کو ان کے نور لقا سے روشن کرتے تھے جب حضرت امام حسینؑ بھی شہید ہو گئے کوئی معصوم پنج تن سے باقی نہ رہا کہ جس کی زیارت سے لوگ اپنے قلب کو تسلّی دیں اس لئے شہادت امام حسین سب بزرگوں کی رحلت کے برابر ہے اور آپ کی حیات بھی سب کی حیات کے مثل ہے اور آپ کا روز شہادت سب مصیبتوں سے عظیم تر ہے۔ راوی نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ علی ابن الحسینؑ کی زیارت کیا پنج تن کی زیارت جیسی نہ تھی۔ حضرت صادق نے یہ سُن کر ارشاد کیا علی ابن الحسین حجت خدا اور امام زمان اور عابدوں کے پیشوا تھے۔ مگر انھوں نے زیارت رسولؐ نہ کی تھی اور نہ کوئی حدیث زبان رسولؐ سے سُنی تھی علوم امامت و اسرار خلافت اپنے پدر بزرگوار اور جد عالی مقدار پیغمبرؐ خدا سے بہ میراث پہنچے تھے لوگوں نے حضرت امیر اور جناب فاطمہ اور حسنین کو بار ہا ہمراہ پیغمبر کے دیکھا تھا اکثر مجلسوں میں ان پانچ بزرگوں سے باہم ملاقات کی تھی ان کے فضائل اور مناقب زبان رسول سے سُنے تھے جب ایک بزرگ کو ان میں سے دیکھتے تھے تو انھیں عہد رسولؐ یاد آ جاتا تھا اور فضائل ان کے جو پیغمبر خدا سے سُنے تھے یاد کرتے تھے جب امام حسینؑ نے دُنیا سے رحلت کی تو اب کوئی ایسا باقی نہ تھا جس کے دیکھنے سے مجالس و محافل رسول و فضائل و مناقب کو یاد کرتے پس بروز شہادت حسینؑ پنج تن کا خاتمہ ہو گیا اس لئے مصیبت حضرت سید الشہدا جملہ مصائب سے عظیم تر ہے۔

روزِ عاشورا عید منانے کی وجہ : ۔ راوی حدیث نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ اس کا کیا باعث ہے کہ مخالفین عاشورا کو روزِ برکت جانتے ہیں حضرت یہ کلام سن کر رونے لگے فرمایا جب میرے جد بزرگوار حسینؑ مظلوم شہید ہوئے لوگوں نے شام میں یزید کو خوش کرنے کے لئے حدیثیں وضع کیں از ان جملہ یہ حدیث فضیلت و برکت روزِ عاشورا بھی وضع کی تاکہ لوگ رونے پیٹنے سے باز رہیں اور خوشی و مبارکباد اور آذوقہ مہیا کرنے میں مشغول رہیں پس خدا حکم کرے ہمارے اور ہمارے دشمنوں کے درمیان اس کے بعد حضرت نے فرمایا اے پسرِ عم ضرر ان احادیث کا اسلام و اہل اسلام پر کمتر ہے ضرر سے ان لوگوں کی جو ادّعا ہماری دوستی اور محبت کا کرتے ہیں اور ہماری امامت کے قائل ہیں باوجود ایسے اعتقاد و محبت کے مدعی ہیں کہ حسینؑ شہید نہیں ہوئے بلکہ جس طرح حضرت عیسٰی بن مریم کو لوگوں نے جانا کہ قتل ہوئے اور فی الحقیقت وہ قتل نہیں ہوئے اسی طرح امام حسینؑ کو سمجھتے ہیں پس بنا بر اس اعتقاد کے چاہیئے کہ بنی امیہ پر بالکل عذاب نہ ہو ۔ اے پسرِ عم جو شخص ادعا کرے کہ حضرت قتل نہیں ہوئے اس نے جھوٹا جانا رسول خدا کو اور نسبت دروغ آئمہ ہدیٰ پر باندھی ان اخبار صادقہ کے بارے میں جو امام حسینؑ کی شہادت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں اور جس شخص نے رسول خدا اور آئمہ ہدیٰ کی تکذیب کی وہ کافر ہے بخداوند عظیم خون اس کا مباح ہے اس شخص کے لئے جو ایسی بات سنے۔

راوی نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہیں اس جماعت کے حق میں جو آپ کی شیعہ ہو کر ایسا اعتقاد رکھے ۔ فرمایا وہ ہمارے شیعہ نہیں ہم ان سے بیزار ہیں

غلات و مفوضہ پر لعنت : ۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ اس آیت کا کیا مطلب ہے ۔ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ .... خَاسِئِيْنَ ۝ الخ (سورہ البقرہ آیت ۶۵)

فرمایا بہ تحقیق کہ وہ لوگ مسخ ہوئے اور تین دن تک زندہ رہے اس کے بعد مر گئے اور نسل ان کی باقی نہ رہی یہ بوزینہ جو اس زمانہ میں موجود ہے اس بوزینہ ممسوخ کی نسل سے نہیں ہے مگر اس سے مشابہ ہے اور اسی طرح خنزیر اور جملہ ممسوخات ان میں سے اب کوئی موجود نہیں ہے اور یہ موجود ان کے مشابہ ہیں اور گوشت ان کا حرام ہے اس کے بعد حضرت نے فرمایا خدا لعنت کرے

کرے فرقہ غالی پر جو ہمارے حق میں غلو کرتے ہیں اور حد سے تجاوز کرتے ہیں اور لعنت خدا مفوضہ پر جو کہتے ہیں حق تعالےٰ نے خلق عالم کو ہم پر چھوڑا ہے اس لئے انھوں نے معصیت خدا کو صغیرہ اور سبک جانا پس کافر ہوئے اور خدا کے لئے شریک قرار دیا اور گمراہ ہوئے اور لوگوں کو گمراہ کیا ہے تاکہ واجبات خدا کو نہ کریں اور حقوق خدا و خلق خدا ادا نہ کریں ۔

کتاب خصال میں عمرو بن بشر ہمدانی سے روایت ہے اس نے ابو اسحاق سے پوچھا کس وقت سے لوگ ذلیل ہوئے کہا جس وقت سے امام شہید ہوئے اور معاویہ نے زیاد کو اپنے باپ سے ملحق کیا ۔ اور حجر ابن عدی کو قتل کیا ۔

کتاب احتجاج میں اسحاق ابن یعقوب سے روایت ہے کہ ایک فرمان حضرت صاحب الامر کا محمد ابن عباس کے پاس آیا جس میں لکھا تھا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ شہید نہیں ہوئے یہ قول کفر ہے ۔ ابن بابویہ کتاب عیون اخبار رضا میں ابو الصلت ہروی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ ایک گروہ کوفے میں دعوےٰ کرتا ہے کہ حسینؑ ابن علیؑ قتل نہیں ہوئے اور حق تعالیٰ نے حنظلہ ابن شامی کو حضرت کی صورت بنا دیا اور ان کو آسمان پر بلا لیا جس طرح ابن مریم کو آسمان پر بلا لیا اور وہ لوگ اس آیہ کو حجت میں پیش کرتے ہیں ۔ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ .... سَبِيْلًا ۝ الخ (النساء آیت ۱۴۱) یعنی حق تعالےٰ نے کافروں کو مومنین پر کوئی تسلّط نہیں دیا حضرت نے فرمایا جھوٹ کہتے ہیں لعنت خدا اور غضب ہو ان پر یہ لوگ کافر ہوئے ہیں بسبب تکذیب کرنے پیغمبر خدا کے کیونکہ آنحضرت نے قتل حسینؑ کی خبر دی ہے قسم بخدا حسین قتل ہوئے اور قتل ہوا وہ شخص جو بہتر تھا حسینؑ سے یعنی علی ابن ابی طالبؑ اور امام حسن علیہما السلام اور کوئی ہم اہلبیت سے ایسا نہیں جو قتل نہ ہوا اور یہ مکر و حیلہ مجھ کو بھی زہر دے کر شہید کریں گے مجھ کو یہ خبر رسولؐ خدا سے پہنچی ہے اور رسولؐ کو حضرت جبرئیل نے رب جلیل کی جانب سے خبر دی ہے اور مراد حق سبحانہ و تعالےٰ کی اس آیہ میں یہ ہے کہ مومنوں پر کفار کی حجت نہیں ہے (یعنی وہ مناظرہ میں غالب نہیں آ سکتے) نہ کہ یہ معنی جو تم نے بیان کئے ۔ اس لئے کہ حق تعالےٰ نے

قرآن مجید میں خبر دی ہے کافروں نے اکثر پیغمبروں کو ناحق قتل کیا لیکن باوجود قتل کرنے کے پیغمبروں کی حجت ان پر غالب تھی اور حقیقت ظاہر تھی۔

باب (۱۰)

اس امر کے بیان میں کہ حق تعالےٰ نے ظالمان و قاتلان آئمہ معصومین کو قتل سے کس واسطے باز نہ رکھا

کتاب اکمال الدین و احتجاج طبرسی و علل الشرائع میں محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی سے روایت ہے اس نے کہا میں ایک دن شیخ ابوالقاسم حسین ابن روح قدس اللہ روحہ جو کہ نائب خاص جناب صاحب الامر عجل اللہ فرجہٗ ہیں کے ساتھ مع ایک جماعت کے بیٹھا تھا اور علی ابن عیسیٰ قصری بھی ان میں تھا ناگاہ ایک شخص اس جماعت سے اُٹھ کر کہنے لگا ایک مسئلہ آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔

شیخ ابوالقاسم نے کہا: "جو جی چاہے پوچھ!" اس نے کہا "آیا حسینؑ بن علیؑ ولی خدا ہیں؟ شیخ نے کہا "بیشک ولی خدا ہیں"!

اُس نے کہا آیا قاتل ان جناب کا دشمن خدا تھا یا نہیں؟ "شیخ نے کہا! "بیشک دشمن خدا تھا" اس نے پوچھا آیا جائز ہے کہ حق تعالےٰ اپنے دشمن کو اپنے دوست پر مسلط کرے شیخ نے کہا جو کچھ کہتا ہوں اس کو سمجھ اور آگاہ ہو۔ لوگ حق تعالےٰ کو نہیں دیکھ سکتے اور سب آدمی کلام خدا کو نہ سُن سکتے ہیں اور نہ سمجھ سکتے ہیں اس لئے حضرت احدیت نے ان کے لئے رسُول ان کی جنس اور صنف سے بھیجا ہے جو مثل ان کے ہے کیوں کہ اگر رسول ان صورت کا نہ ہوتا اور غیر جنس سے ہوتا تو یہ اس سے نفرت کرتے اور اس کے کہنے کو قبول نہ کرتے اور جس وقت ان کے جنس سے تھے اور کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں پھرتے تھے تو کہنے لگے تم بھی مثل ہمارے ہو پس ہم تمہارے کہنے کو قبول نہ کریں گے جب تک کوئی چیز ایسی نہ لاؤ کہ ہم اس کے کرنے سے عاجز ہوں۔ اور ہم اس پر قادر نہ ہوں اس وقت ہم جانیں گے کہ حق تعالےٰ نے اپنی رسالت اور خلافت کے لئے تم کو مخصوص کیا ہے اسوقت

حق تعالےٰ نے رسولوں کے لئے ایسے معجزات مقرر فرمائے کہ تمام مخلوقات جن کے بجالانے سے عاجز تھی بعض پیغمبر ڈرانے اور تخویف کے بعد اپنی اُمّت کے لئے طوفان لائے اور قوم کے باغیوں و سرکشوں کو غرق کیا بعض نے اپنے پیغمبر کو آگ میں ڈال دیا اور حق تعالےٰ نے آگ کو ان کے لئے سرد کر دیا اور آگ سے صحیح و سالم نکالا۔ کسی نبی نے سنگ سخت سے ایسا ناقہ برآمد کیا کہ دودھ اس کی چھاتیوں سے جاری تھا اور کسی کے لئے دریا شگافتہ ہوا اور سنگ خشک سے چشمہ ہائے شیریں جاری ہوئے اور عصائے خشک اژدہا ہو گیا اور جو کچھ ساحروں نے ظاہر کیا تھا اس کو نگل گیا کسی نے ان میں سے اندھے اور مبروص کو شفا بخشی اور مردہ کو بحکم خدا زندہ کیا اور جو اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے اور کھاتے تھے خدا نے اس سے آگاہ کیا کسی کے لئے چاند دو ٹکڑے ہوا اور جانوروں نے مثل شتر اور گرگ وغیرہ کے ان سے باتیں کی جب رسول ایسے معجزے لائے اور ان کی اُمّت بجالانے سے عاجز ہوئی حق تعالےٰ نے اپنے لطف و مہربانی اور حکمت کاملہ سے پیغمبروں کو باوجود ان سب معجزات کے کبھی غالب کبھی مغلوب کسی وقت مقہور کیا۔ اگر پیغمبر باوجود ان معجزات اور خوارق عادات کے ہر حال میں غالب اور قاہر ہوتے اور مصیبت میں مبتلا نہ کئے جاتے تو لوگ ان کو خدا جاننے لگتے پھر یہ کہ مصیبت کے وقت ان کے صبر کی قوت بھی آشکارا نہ ہوتی اس لئے حق تعالےٰ نے ان امور میں پیغمبروں کے احوال کو مثل اوروں کے رکھا تاکہ محنت و بلا میں صبر کریں اور عافیت و سکون میں شکر کریں اور ہر حال میں تواضع اور فروتنی کریں تکبر و تجبر کریں تاکہ لوگ جانیں کہ ان کے لئے ایک خدا ہے جو سب کا خالق و مالک ہے تاکہ اس کی عبادت و اطاعت کریں اور حجت خدا کی تمام ہو اس شخص پر جو حدود خدا سے ان کے بارے میں نکل جائے اور دعوےٰ ان کی خدائی کا کرے یا عداوت و مخالفت اور نافرمانی ان کی کرے اور جو پیغام خدا کی طرف سے لائے ہیں۔ اس کا انکار کرے۔ تاآنکہ جو ہلاک ہو بعد اتمام حجت کے ہلاک ہو اور جو نجات پائے، بدلیل و برہان نجات پائے۔

محمد ابن ابراہیم ابن اسحاق کہتا ہے کہ میں دوسرے دن شیخ ابوالقاسم

حسین ابن روح کی خدمت میں گیا اور اپنے دل میں کہتا تھا ہو سکتا ہے کہ کل شیخ ابو القاسم نے یہ خبر اپنی طرف سے کہی ہو۔ اور حضرت صاحب الامر سے نہ سنا ہو جب میں شیخ کی خدمت میں پہنچا انھوں نے از خود کہنا شروع کیا۔ اے محمد بن ابراہیم میرے لئے یہ آسان ہے کہ میں آسمان سے گر پڑوں اور کوئی پرندہ مجھ کو جھپٹ لے یا ہوا کا ہولناک جھکڑ مجھ کو اٹھا لے بہ نسبت اس کے کہ کوئی حرف دین خدا میں اپنی عقل سے کہوں بلکہ جو کچھ میں نے کہا وہ سب حضرت صاحب الامر سے سنا ہے اپنی طرف سے نہیں کہا ہے۔

قرب الاسناد میں ابن بکیر سے روایت ہے اس نے کہا میں نے حضرت صادقؑ سے اس آیت کے معنی پوچھے۔ وَمَآ اَصَابَكُمْ .... عَنْ كَثِيْرٍ الخ (سورہ شوریٰ آیت ۳۰)۔ یعنی جو مصیبت تم کو پہنچی بسبب تمھارے اعمال کے ہے جس کو تمھارے ہاتھوں نے کسب کیا ہے حضرت نے فرمایا ہے ولیعفو عن کثیرا اور بہت گناہ ہونے سے خدا معاف فرماتا ہے۔ میں نے عرض کیا جو مصیبتیں کہ امیر المومنین اور ان کے اہل بیت کو پہنچی ہیں وہ بھی ان کے اعمال کی وجہ سے تھیں حضرت نے فرمایا جناب رسالتمآب بغیر گناہ کے ہر روز ستر مرتبہ استغفار پڑھتے تھے پس خداوند عالم اپنے دوستوں کو مصیبت اور بلا میں مبتلا کرتا ہے بغیر اس کے کوئی گناہ ان سے صادر ہو۔ اور اس مصیبت کے بدلہ میں ثواب بائے لامتناہی ان کو عطا فرماتا ہے۔

کتاب خصال میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت ایوب سات برس کامل بلا میں مبتلا رہے اور کوئی گناہ ان سے صادر نہ ہوا تھا۔ کوئی پیغمبر گناہ صغیرہ وکبیرہ کا مرتکب نہیں ہوتا کیونکہ سب اہل عصمت اور طہارت ہیں اور فرمایا کہ حضرت ایوب اگرچہ بہت بلاؤں میں مبتلا ہوئے لیکن جسم اقدس کبھی بدبودار نہیں ہوا اور صورت قبیح نہیں ہوئی۔ اور ریم وخون کی کثافت بدن سے نہیں نکلی اور جو کوئی ان کو دیکھتا تھا متنفر نہ ہوتا تھا اور نہ ہی متوحش ہوتا تھا اور ان کے بدن میں کیڑے نہیں پڑے اور حق تعالیٰ ایسا ہی کرتا ہے اپنے انبیا اور اولیا سے جب انھیں بلائیں

مبتلا کرتا ہے اور حضرت ایوب سے بوجہ ضعف اور فقر ظاہری کے لوگ اجتناب کرتے تھے کیونکہ جو منزلت و بزرگی حق تعالیٰ نے ان کے لئے مہیا کی تھی۔ اس سے واقف نہ تھے اور جناب رسالتمآب نے فرمایا عظیم تر از روئے بلا و مصیبت کے انبیا ہیں ان کے بعد اوصیا، ان کے بعد امام اور مقربان الٰہی درجہ بدرجہ، اور حکمت خدا ان کے مبتلا کرنے میں یہ ہے کہ نظر مردم میں کسی قدر اہانت اور سبکی ہو تاکہ لوگ جس وقت خدا کی عظیم نعمتوں کو ان کے شامل حال دیکھیں تو ان پر خدائی کا دھوکہ نہ کرنے لگیں اور اس طرح استدلال کریں کہ خدا کی جانب سے عطائے ثواب دو قسم پر ہے بہ استحقاق و باختصاص تاکہ بسبب ضعف ظاہری اسے حقیر نہ جانیں اور بوجہ فقر ظاہری حقیر نہ سمجھیں اور بسبب مرض کے مریض نہ جانیں اور سمجھیں کہ خدا بیمار کرتا ہے جسے چاہتا ہے شفا دیتا ہے جس وقت چاہتا ہے جس طرح اور جس سبب سے چاہتا ہے اور ان باتوں کو جس کے لئے چاہتا ہے سبب عزت بناتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے سبب شقاوت بناتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے سعادت قرار دیتا ہے اور حق تعالیٰ سب امور میں عادل اور حکیم ہے اپنے افعال میں اور حکم میں جو کچھ اپنے بندوں کے حق میں صلاح جانتا ہے کرتا ہے۔

معانی الاخبار میں ابن رباب سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ حق تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ .... عَنْ كَثِيْرٍ الخ (سورہ شوریٰ آیت ۳۰) یعنی جو مصیبتیں کہ پہنچتی ہیں بسبب تمھارے اعمال کے پہنچتی ہیں اور حق تعالیٰ عفو کرتا ہے بہت گناہ۔ آپ کیا ارشاد کرتے ہیں ان مصیبتوں کے بارے میں جو حضرت امیر اور ان کے اہل بیت علیہم السلام پر گزریں کیا ان اصحاب کا مصائب میں مبتلا ہونا بسبب ان کے اعمال کے تھا حالانکہ یہ اہل بیت عصمت اور طہارت ہیں اور مرتکب کسی گناہ کے نہیں ہوئے حضرت صادقؑ نے ارشاد کیا اے ابن رباب حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ ہر شبانہ روز سو مرتبہ درگاہ الٰہی میں توبہ اور استغفار کرتے تھے بغیر اس کے کہ کوئی

گناہ حضرت سے صادر ہوا ہو۔ بات یہ ہے کہ خدا نے اپنے دوستوں کو مصیبت سے مخصوص کیا ہے تاکہ اس کے عوض میں ثواب ہائے عظیم عطا فرمائے اور ان کے درجات کو بلند کرے بغیر اس کے کہ ان سے کوئی گناہ صادر ہوا ہو مصنف علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ حاصل اس کا یہ ہے کہ استغفار جسطرح اس کے اکثر بندوں میں عفو گناہ کے لئے ہے انبیاء کے لئے رفع درجات کے لئے ہے اسی طرح مصائب دوستان خدا برائے مزید اجر و ثواب ہے اور لوگوں کے مصائب ان کے اعمال کی وجہ سے ہیں۔

صفار نے کتاب بصائر الدرجات میں ضریس سے روایت کی ہے اس نے کہا کچھ لوگ امام محمد باقرؑ کی خدمت میں بیٹھے تھے حضرتؑ نے فرمایا مجھے تعجب ہے ان سے جنھوں نے ہماری دوستی اختیار کی اور ہمیں امام جانتے ہیں اور ہماری اطاعت کو مانند اطاعت خدا واجب جانتے ہیں۔ اور بسبب ضعف عقل کے اپنی حجت کو توڑتے ہیں اور اپنے نفسوں سے دشمنی کرتے ہیں اور ہمارے مرتبہ کو پست کرتے ہیں اور ہم پر عیب لگاتے ہیں ان لوگوں کے سامنے جن کو خداوند عالم نے ہماری پوری معرفت کا نور عطا کیا ہے اور ہمارے آگے سر تسلیم جھکائے ہوئے ہیں آیا گمان رکھتے ہو کہ خدا اپنے دوستوں کی اطاعت خلق پر واجب قرار دے آسمان و زمین کی خبروں کو ان سے پوشیدہ کرے اور جو کچھ ان پر گزرنے والا ہو اس سے ان کو باخبر نہ کرے حمران نے عرض کیا یا مولا علی ابن ابیطالب و حسنین نے کیونکر خروج کیا؟ اور دین حق پر قیام فرمایا۔ اور اہل ظلم و طغیان ان پر غالب و فتح یاب ہوئے فرمایا اے حمران علم الٰہی میں یہی گذرا تھا اور یہی مقرر ہو چکا تھا اور جناب امیر و حسنین نے بموجب خبر رسول اور حسنینؑ نے بموجب خبر رسول و حضرت امیر خروج کیا اور جو ہم میں سے راضی برضائے حق ہوا اور خاموش رہا بعلم و دانائی کے خوش رہا۔ اے حمران بروقت نزول بلا و غلبہ اہل عدوان اگر یہ بزرگوار زوال ملک و سلطنت اور ظالموں کی ہلاکت کی دعا کرتے تو حق تعالےٰ مستجاب کرتا اور بلا کو ان سے دفع کرتا اور ستمگاروں کی سلطنت فوراً اس طرح تتر بتر ہو جاتی جس طرح لڑی کے دانے بکھر جاتے ہیں لیکن یہ حضرات مقام تسلیم و رضا میں تھے حق تعالےٰ جو کچھ ان کے لئے صلاح جانتا تھا کرتا تھا اور یہ بھی بجز رضائے خدا کچھ نہ چاہتے تھے اے حمران جو مصیبتیں ان کو پہنچیں بسبب

کسی گناہ کے نہیں پہنچی جس کے یہ مرتکب ہوئے ہیں اور بسبب کسی عقوبت و معصیت کے نہیں پہنچیں کہ اس میں مخالفت خدا کی ہو مگر وہ مصیبتیں اس لئے تھیں کہ خدا نے چاہا ان کو درجات عالیہ جنت عطا کرے پس اے حمران اپنے دل میں گمان بد نہ کر۔

باب (۱۱)

مصیبت حضرت امام حسین علیہ السلام اور مصیبت جملہ آئمہ معصومین پر گریہ کرنے کے ثواب میں (ماتم داری بروز عاشورہ)

کتاب امالی میں ابن بابویہ نے حضرت امام رضاؑ سے روایت کی ہے فرمایا۔ مَنْ تَذَكَّرَ مُصَابَنَا فَبَكَى وَأَبْكَى لِمَا ارْتُكِبَ مِنَّا كَانَ مَعَنَا فِي دَرَجَتِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی جو شخص یاد کرے ہماری مصیبت کو اور روئے ان مصیبتوں پر جو ہم پر گذریں وہ شخص ہمارے ساتھ ہوگا۔ ہمارے درجہ میں بروز قیامت اور فرمایا مَنْ ذُكِّرَ بِمُصَابِنَا فَبَكَى أَوْ أَبْكَى لَمْ تَبْكِ عَيْنُهُ يَوْمَ تَبْكِي الْعُيُونُ وَمَنْ جَلَسَ مَجْلِساً يُحْيَى فِيهِ أَمْرُنَا لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ یعنی جو شخص ہماری مصیبت کو یاد کر کے روئے اور رلائے تو اس کی آنکھیں اس دن نہ روئیں گی جس دن سب آنکھیں گریاں ہوں گی اور جو شخص ایسی مجلس میں بیٹھے کہ وہاں ہمارا ذکر ہوتا ہو اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن سب دل مردہ ہوں گے۔

عیون اخبار الرضا میں حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے فرمایا جو شخص یاد کرے ہماری مصیبت کو اور روئے یا رلائے نہ روئیں گی آنکھیں اس کی تا آخر حدیث مذکورہ تفسیر علی ابن ابراہیم میں حضرت صادقؑ سے روایت ہے فرمایا جو شخص ہم کو یاد کرے یا مصائب ہمارے اس کے آگے مذکور ہوں اور اس کی آنکھوں سے بقدر پر پشہ آنسو نکلے تو حق سبحانہٗ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو عفو کرتا ہے اگرچہ برابر کف دریا ہوں۔

شیخ مفید نے کتاب مجالس میں اور شیخ ابو جعفر طوسی نے کتاب امالی میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے جو شخص محزون و مغموم ہو بہ سبب ان جور و ستم کے جو ہم پر گزرے ہیں سانس لینا اس کا ثواب تسبیح رکھتا ہے ہمارے لئے اس کا غمگین

ہونا عبادت ہے اور ہمارے راز کے چھپانے میں ثواب جہاد فی سبیل اللہ ہے اور ارشاد کیا حضرت نے کہ اس حدیث کو آب زر سے لکھیں۔

ابن قولویہ نے کتاب کامل الزیارت میں ابن خارجہ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے میں ایک دن امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر تھا میں نے امام حسین علیہ السلام کو یاد کیا پس حضرت رونے لگے اور میں بھی رونے لگا اس کے بعد سر اٹھا کر کہا کہ امام حسینؑ نے فرمایا ہے اَنَا قَتِیلُ العَبرَۃِ لَا یَذکُرُنِی مُؤمِنٌ اِلَّا بَکیٰ میں وہ کشتۂ گریہ زاری ہوں کہ نہ یاد کرے گا مجھ کو کوئی مومن مگر یہ کہ اس کی آنکھ سے آنسو نکلے گا۔

کتاب مذکور میں حضرت صادق سے روایت ہے آپ نے ارشاد فرمایا حضرت امام حسین نے فرمایا میں کشتہ گریہ وزاری ہوں حالت کرب والم میں قتل ہوں گا۔ اور لازم ہے خدائے عزوجل پر کہ جو مصیبت زدہ کرب والم میں مبتلا میری زیارت کو آئے خوش و خرم اپنے اہل و عیال کے پاس واپس جائے۔

شیخ ابوجعفر طوسی نے کتاب امالی میں محمد بن ابی عمارہ کوفی سے روایت کی ہے کہ حضرت صادق نے فرمایا جس شخص کی آنکھ سے ایک قطرہ آنسو کا نکلے گا ہماری مصیبت میں اس خون کے لئے جو ناحق بہایا گیا اس حق کے لئے جو غصب کیا گیا یا ہماری یا ہمارے شیعوں کی ہتک حرمت پر حق تعالیٰ اس کو ہمیشہ بہشت میں ساکن کرے گا اور کتاب مجالس میں بھی مثل اسی کے روایت ہے۔

کتاب مجالس اور کتاب امالی میں حضرت امام حسین سے منقول ہے کہ جس بندۂ مومن کی آنکھ سے ایک قطرہ آنسو کا ہماری مصیبت میں نکلے یا آنکھیں اس کی آنسوؤں سے بھر آئیں حق تعالیٰ اس کو ہمیشہ بہشت میں ساکن کرے گا۔

احمد بن یحییٰ اودی نے کہا ایک شب میں نے امام حسینؑ کو خواب میں دیکھا عرض کیا میں نے یا ابن رسول اللہ مخول ابن ابراہیم نے ربیع سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے جس بندہ مومن کی آنکھ سے قطرہ آنسو کا نکلے گا یا آنکھیں اس کی پر آشک ہوں تو حق تعالیٰ اس کو ہمیشہ بہشت میں ساکن کرے گا حضرت نے فرمایا ایسا ہی ہے میں نے عرض کیا سند میں میری اور آپ کے درمیان سے ساقط ہو گئیں۔

شیخ نے کتاب امالی میں حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ کُلُّ الجَزَعِ وَالبُکَاءِ

مَکرُوہٌ اِلَّا البُکَاءَ عَلَی الحُسَین۔ یعنی ہر اندوہ و مصیبت میں رونا اور بیقراری کرنا ممنوع ہے مگر نوحہ وزاری کرنا مصیبت پر حضرت امام حسین علیہ السلام کی۔

ابن قولویہ نے کامل الزیارت میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ایک دن جناب امیر المومنینؑ نے امام حسینؑ کی طرف دیکھ کر فرمایا اے سبب گریہ ہر مومن کے امام حسینؑ نے عرض کیا، اے پدر بزرگوار میں ایسا مظلوم ہوں فرمایا ہاں اے فرزند۔

کتاب مذکور میں ابو عمارہ شاعر سے روایت ہے جس دن حضرت امام حسینؑ کی مصیبت حضرت صادقؑ کے سامنے مذکور ہوتی تھی اس دن کوئی شخص حضرت کو شام تک ہنستے نہ دیکھتا تھا اور تمام دن حضرت محزون و گریاں رہتے اور فرماتے تھے کہ حسینؑ ہر مومن کے لئے سبب گریہ ہیں۔

شیخ نے کتاب امالی میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ امام حسینؑ اپنے پروردگار کے پاس ہیں اور دیکھتے ہیں اپنے لشکر گاہ اور ان شہداء کو جو قبر حسینؑ کے پاس مدفون ہیں اور دیکھتے ہیں اپنے زائروں کو اور جتنا تم اپنے فرزندوں کو جانتے اور پہچانتے ہو اس سے زیادہ پہچانتے ہیں ان کو اور ان کے ماں باپ کو نام بنام اور ان کے درجات و منازل کو اور آپ دیکھتے ہیں اس شخص کو جو ان کی مصیبت پر روتا ہے اس کے لئے طلب بخشش کرتے ہیں اور اپنے پدران عالی مقدار سے التماس کرتے ہیں کہ اس کے لئے استغفار کریں اور فرماتے ہیں کہ اگر میرا زائر ان مراتب کو جانتے جو حق تعالیٰ نے اس کے لئے مہیا کئے ہیں تو اس کا سرور جزع اور زاری سے زیادہ ہوگا اور جب زائر حضرت کی زیارت سے مشرف ہو کر پھرتا ہے تو کوئی گناہ اس پر باقی نہیں رہتا۔

علی بن ابراہیم نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے تھے جس مومن کی آنکھوں سے مصیبت امام حسینؑ میں آنسو رخسار پر جاری ہوا حق تعالیٰ اسے غرفہائے بہشت میں جگہ دے گا ہمیشہ وہاں ساکن رہے گا اور جس مومن کے آنسو رخسار پر جاری ہوں بہ سبب ہمارے ان آزاروں کے جو دشمنوں کے ہاتھ سے ہمیں پہنچے ہیں حق تعالیٰ اسے بہشت میں جگہ دے گا اور جس کو ہماری محبت میں کوئی آزار پہنچا ہو اور

آنسو اس کے رخسار پر جاری ہوں حق تعالیٰ اس کے رنجوں کو دور کرے گا۔ اور فردائے قیامت اس کو اپنے غضب و آتش جہنم سے محفوظ رکھے گا کامل الزیارت اور کتاب ثواب الاعمال میں ابن محبوب سے مثل اسی کے روایت ہے مؤلف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ سید ابن طاؤس نے یہ حدیث بسند مرسل کچھ تفاوت سے روایت کی ہے۔

کتاب قرب الاسناد میں منقول ہے حضرت صادق نے فضیل سے فرمایا آیا تم باہم بیٹھ کر ہماری احادیث کو ذکر کرتے ہو فضیل نے عرض کیا ہاں یا مولا فدا ہوں میں آپ پر فرمایا ہم ایسی مجلسوں کو دوست رکھتے ہیں زندہ رکھو ہمارے ذکر کو خدا رحم کرے اس شخص پر جو ہمارے ذکر کو برپا رکھے یا مصیبتیں ہماری اس کے روبرو مذکور ہوں اور اس کی آنکھوں سے بقدر پر مگس آنسو نکلے حق تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخشے گا اگرچہ وہ کف دریا سے زیادہ ہوں۔

ابن بابویہ نے کتاب امالی میں ابو عمارہ شاعر سے روایت کی ہے اس نے کہا ایک دن میں حضرت صادق کی خدمت میں گیا حضرت نے ارشاد کیا اے ابو عمارہ کچھ اشعار امام حسینؑ کے مرثیہ میں پڑھ جب میں نے مرثیہ شروع کیا تو حضرت رونے لگے میں مرثیہ پڑھتا تھا اور حضرت روتے رہے۔ یہاں تک کہ آواز گریہ حضرت کے حرم سرا سے بلند ہوئی جب میں مرثیہ سے فارغ ہوا تو حضرت نے فرمایا جو شخص ایک شعر امام حسینؑ کے مرثیہ میں پڑھے اور پچاس آدمیوں کو رُلائے بہشت اس پر واجب ہوتا ہے اور جو شخص تیس آدمیوں کو رُلائے بہشت اس پر واجب ہوتی ہے اور جو دس آدمیوں کو رُلائے یا ایک آدمی کو رُلائے بہشت اس پر واجب ہوتی ہے اور جو شخص آپ مرثیہ پڑھ کر روئے بہشت اس پر واجب ہوتی ہے اور جس شخص کو رونا نہ آئے اور قصد رونے کا کرے بہشت اس پر واجب ہوتی ہے۔ کتاب ثواب الاعمال میں اشعری سے اور کامل الزیارت میں ابن عثمان سے مثل اس کے مروی ہے۔

مرثیہ خواں کا مرتبہ: شیخ کشی نے زید شحام سے روایت کی ہے کہ میں ایک جماعت اہل کوفہ کے ساتھ حضرت صادقؑ کی خدمت میں حاضر تھا اس اثنا میں جعفر ابن عفان

حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے ان کو با عزاز و اکرام اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا اے جعفر! ہم نے سُنا ہے مرثیہ حسین میں تو شعر خوب کہتا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں یا ابن رسول اللہ آپ پر فدا ہوں یہ سنکر فرمایا کوئی شعر امام حسین علیہ السلام کے مرثیہ میں پڑھ۔ جعفر کہتا ہے جب میں نے مرثیہ پڑھا تو حضرت اس قدر روئے کہ قطرہ ہائے اشک ریش مبارک پر جاری ہوئے اور جو لوگ حاضر تھے سب رونے لگے اور فرمایا اے جعفر! قسم ہے خدا کی اس جگہ ملائک مقربین حاضر ہوئے اور جو اشعار کہ تو نے حضرت کے مرثیہ میں پڑھے سب نے سُنے اور ہم سے زیادہ روئے حق تعالیٰ نے تیرے لئے اس وقت سے بہشت واجب کیا اور تیرے گناہوں کو عفو کیا پھر حضرت نے ارشاد کیا تو چاہتا ہے کہ اس ثواب سے زیادہ تر بیان کروں۔ میں نے عرض کیا ہاں! یا مولا! فرمایا جو شخص مرثیہ حسین میں ایک شعر کہے اور روئے اور رُلائے۔ البتہ حق تعالیٰ اس کے لئے بہشت واجب کرتا ہے اور اس کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

ابن بابویہ نے کتاب امالی میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ ماہ محرم وہ مہینہ تھا کہ اہل جاہلیت اس مہینے میں قتال اور جدال حرام جانتے تھے پس اُمت جفا کار نے ہماری خونریزی کو اس مہینہ میں حلال جانا اور ہماری ہتک حرمت کی اور ہماری عورتوں اور فرزندوں کو اسیر کیا اور ہمارے خیموں میں آگ لگائی اور مال و متاع ہمارا لوٹ لیا اور حرمت رسولؐ کی مراعات ہمارے حق میں نہ کی حضرت کی مصیبت نے ہماری آنکھوں کو مجروح اور آنسوؤں کو جاری کر دیا ہے لوگوں نے زمین کربلا پر ہمارے عزیزوں کو ذلیل کیا اور قیامت کرب و بلا میں مبتلا کیا پس چاہیئے کہ رونے والے حسینؑ مظلوم کی گریہ و بکا کریں کیونکہ رونا اس جناب پر گناہان کبیرہ کو محو کرتا ہے۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا جب محرم کا مہینہ آتا ہے تو کوئی شخص میرے پدر بزرگوار کو خنداں نہ دیکھتا تھا اور اندوہ و مصیبت ان کا زیادہ ہوتا تھا۔ اور جب روز عاشورا ہوتا تھا اس دن زیادہ تر مصیبت و اندوہ حضرت پر طاری ہوتی تھی اور فرماتے تھے آج کا دن وہ دن ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے ہیں۔

کتاب مذکور میں اسی جناب سے روایت ہے جو شخص روز عاشورہ کام کاج

بلند کرے حق تعالیٰ اس کے درجات دینی و دنیوی بر لائے گا اور جو کوئی روز عاشورہ اپنا وقت اندوہ و ماتم میں بسر کرے فردائے قیامت خدائے عز و جل اس کو سرور و شادی عطا کرے گا اور ہمارے درجہ میں داخل ہونے سے آنکھیں اس کی روشن ہوں گی اور جو شخص عاشورہ کو روز برکت جانے اور اپنے گھر میں برکت کے لئے آذوقہ جمع کرے اس کے ذخیرہ میں برکت نہ ہو گی اور حق تعالیٰ یزید اور ابن زیاد بد نہاد اور عمر سعد نحس کے ساتھ اسفل السافلین جہنم میں ڈالے گا۔

کتاب مذکورہ میں حضرت صادق سے روایت ہے کہ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ أَنَا قَتِيلُ الْعَبْرَةِ لَا يَذْكُرُنِي مُؤْمِنٌ إِلَّا اسْتَعْبَرَ میں کشتہ گریہ زاری ہوں کوئی مومن مجھے یاد نہیں کرتا مگر آنسو اس کی آنکھوں سے جاری ہوتے ہیں۔

ابن بابویہ نے کتاب کامل الزیارت میں حکم ابن مسکین اور ابو بصیر سے مثل اسی کے روایت کی ہے۔

کتاب مذکور میں حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جو مومن امام حسینؑ کی مصیبت پر اتنا روئے کہ آنسو اس کے رخسار پر جاری ہوں تو حق تعالیٰ اس کو غرفہائے بہشت میں ابدالآباد تک ساکن کرے گا۔

کتاب مذکور میں حضرت صادقؑ سے روایت ہے جو شخص ذکر ہمارا سنکر روئے اور آنسو اس کی آنکھ سے نکلے حق تعالیٰ اس پر دوزخ حرام کرے گا۔

صدوق علیہ الرحمۃ نے کتاب عیون اخبار الرضا اور کتاب امالی میں ریان ابن شبیب سے روایت کی ہے انھوں نے کہا میں پہلی محرم کو حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں گیا۔ فرمایا اے پسر شبیب کیا تو روزہ سے ہے۔ میں نے عرض کیا یا مولا نہیں فرمایا اے ریان یہ وہ دن ہے کہ حضرت زکریا نے حق تعالیٰ سے فرزند طلب کیا۔ دعا ان کی مستجاب ہوئی جس وقت حضرت زکریا محراب عبادت میں کھڑے تھے فرشتوں نے ندا کی اے زکریا خدا تم کو خوشخبری دیتا ہے ولادت یحییٰ کی پس جو کوئی اس دن روزہ رکھے اور دعا مانگے حق تعالیٰ اس کی دعا قبول کرتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا اے ابن شبیب محرم وہ مہینہ ہے کہ اہل جاہلیت بہ سبب اس مہینے کی حرمت کے قتال حرام جانتے تھے اور ظلم و ستم روا نہ رکھتے تھے پس امت جفا کار نے حرمت نہ جانی

اور پاس حرمت اپنے نبی کا نہ کیا اور اپنے پیغمبر کی اولاد کو قتل کیا اور ان کی عورتوں کو اسیر کیا اور مال و اسباب ان کا لوٹ لیا۔ پس حق تعالیٰ ہرگز گناہوں کو ان کے نہ بخشے گا اے پسر شبیب اگر تو کسی پر رونا چاہے تو حسین مظلوم پر گریہ کر کیونکہ وہ مانند گوسفند قربانی ذبح کئے گئے اور اٹھارہ جوان ان کے اہلبیت سے شہید ہوئے جو روئے زمین پر کوئی شبیہ اور نظیر نہ رکھتے تھے اس مظلوم کی شہادت پر ساتوں آسمان و زمین روئے اور چار ہزار فرشتے آسمان سے ان کی نصرت و یاوری کے لئے نازل ہوئے جب زمین پر پہنچے تو حضرت امام حسینؑ درجۂ شہادت پر فائز ہو چکے تھے اس دن سے وہ فرشتے ہمیشہ با موئے پریشان اور گرد آلود حضرت کی قبر منور کے پاس اسی حال میں رہیں گے جب تک کہ قائم آل محمد ظاہر ہوں جب امام ظہور کریں گے تو وہ فرشتے حضرت کے انصار سے ہوں گے اور وقت جہاد ان کا یہ نعرہ ہو گا کہ یا لثارات الحسینؑ یعنی اے طلب کرنے والو خون ناحق حسین علیہ السلام کے، اے پسر شبیب مجھ کو خبر دی ہے میرے پدر بزرگوار نے اپنے پدر بزرگوار اور جد عالی مقدار صلوات اللہ علیہم اجمعین سے کہ جب جد بزرگوار میرے امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو آسمان نے خاک اور خون سرخ برسایا اے ابن شبیب اگر تو حضرت پر اتنا روئے کہ تیرے آنسو آنکھوں سے رخسار پر جاری ہوں تو حق تعالیٰ تیرے سب گناہ بخشے گا، صغیرہ ہوں یا کبیرہ، تھوڑے ہوں یا بہت، اے پسر شبیب اگر تو چاہے کہ خدا سے ملاقات کرے اور کوئی گناہ تجھ پر نہ ہو پس زیارت کر تو قبر حسینؑ مظلوم کی اے پسر شبیب اگر تو چاہے کہ غرفہائے بہشت میں جناب سید المرسلین اور آئمہ طاہرین صلوات اللہ اجمعین کے ساتھ ہو پس لعنت کر قاتلان حسینؑ پر۔ اے پسر شبیب اگر تو چاہے کہ شہدائے کربلا کے برابر تجھے ثواب ملے پس جب تو مصیبت حضرت کی یاد کرے تو کہہ یا لَيْتَنِي كُنْتُ مَعَهُمْ فَأَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا۔ یعنی میں آرزو کرتا ہوں کہ ان شہداء کے ساتھ ہوتا اور مارا جاتا اور فوز عظیم پاتا، اے پسر شبیب اگر تو چاہے کہ درجات عالیہ بہشت میں ہمارے ساتھ ہو تو ہمارے غم میں غم کر اور خوشی میں خوشی تجھے لازم ہے ہماری محبت و دوستی پر مضبوط اور ثابت قدم رہ، اگر کوئی شخص پتھر کو دوست رکھے، خدا اس کو فردائے قیامت اسی پتھر کے ساتھ محشور کرے گا۔

ابن قولویہ نے کتاب کامل الزیارت میں عبداللہ ابن غالب سے روایت کی ہے

ہے کہ ایک دن میں حضرت جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور چند شعر امام حسین علیہ السلام کے مرثیہ میں پڑھے اثنائے مرثیہ میں یکایک ——— ایک عورت نے حرم حضرت سے صدا بگریہ بلند کی اور فرمایا، یا ابتاہ یعنی اے پدر بزرگوار۔

کتاب مذکور میں ابو ہارون نابینا سے روایت ہے اس نے کہا کہ ایک دن میں حضرت جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا اے ابو ہارون کوئی شعر مرثیہ حسینؑ میں پڑھ جب میں نے پڑھنا شروع کیا تو حضرت نے ارشاد کیا اس طرح نہ پڑھ بلکہ جس طرح اپنی مجلس میں اور حضرت کی قبر شریف پر پڑھتا ہے اسی طرح پڑھ۔ پس میں نے یہ شعر پڑھا ؎

اُمْرُرْ عَلٰی جَدَثِ الْحُسَیْنِ ۔۔۔ فَقُلْ لِاَعْظُمِہِ الزَّکِیَّہ

یعنی گذر کر قبر حسین علیہ السلام پر اور عرض کر ان کے جدِ پاک و پاکیزہ سے۔

پس حضرت یہ شعر سن کر بہت روئے میں چپ ہو رہا دوبارہ حضرت نے مجھ سے ارشاد کیا کہ اے ابو ہارون! کچھ اور پڑھ، میں نے بموجب ارشاد پھر پڑھنا شروع کیا۔ حضرت نے فرمایا مصیبت حسینؑ کو اور زیادہ بیان کر، تب میں نے اس بیت کو پڑھا۔

؎ یَا مَرْیَمُ قُوْمِیْ وَانْدُبِیْ مَوْلَاکِ ۔۔۔ وَعَلَی الْحُسَیْنِ فَاسْعِدِیْ بِبُکَاکِ

یعنی اے مریم مادر عیسٰی اپنی قبر سے اٹھئے اور اپنے سید و مولا پر نوحہ اور ندبہ کیجئے اور ماتم حسین مظلوم میں گریہ وزاری کیجئے۔ راوی کہتا ہے یہ بیت سنکر حضرت بہت روئے اور مخدرات سراپردۂ عصمت وطہارت نے پس پردہ سے صدائے گریہ وزاری بلند کی جب رونے سے فارغ ہوئے حضرت نے فرمایا۔ اے ابو ہارون! جو شخص ایک شعر میرے جد مظلوم حسین علیہ السلام کے مرثیہ میں پڑھے اور دس آدمیوں کو رولائے بہشت اس کے لئے واجب ہوتا ہے بعدازاں حضرت ایک ایک آدمی کم کرتے جاتے تھے اور ثواب گریہ بدستور فرماتے جاتے تھے یہاں تک کہ فرمایا جو شخص ایک آدمی کو رُولائے بہشت اس کے لئے واجب ہے پھر فرمایا جو شخص امام حسینؑ کو یاد کر کے روئے بہشت اس پر واجب ہوتا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ چھپانا ہر مصیبت کا اور صبر کرنا ہر مصیبت پر موجب ثواب ہے سوائے ہماری مصیبت پر رونے کے۔

کتاب خصال میں منقول ہے جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا حق تعالیٰ اہل زمین کی طرف متوجہ ہوا پس اس نے ہم اہل بیت کو برگزیدہ کیا اور ہمارے واسطے

برگزیدہ کیا ہمارے شیعوں کو جو ہماری نصرت و یاری کرتے اور ہماری خوشی سے خوش ہوتے ہیں اور ہمارے حزن سے اندوہناک ہوتے ہیں اور اپنی جان و مال کو ہماری راہ میں فدا کرتے ہیں یہ لوگ ہم سے ہیں اور بازگشت ان کی ہماری طرف ہے۔

حضرت عقیل کا مرتبہ:۔ ابن بابویہ نے کتاب امالی میں ابن عباس سے روایت کی ہے ایک دن جناب امیر المومنین علیہ السلام نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ آپ عقیل کو بہت دوست رکھتے ہیں۔ فرمایا۔ قسم بخدا میں عقیل کو دو جہتوں سے چاہتا ہوں، ایک بذاتہ مجھے اس سے محبت ہے، دوسرے اس جہت سے کہ ابوطالب اسے دوست رکھتے تھے اس کا فرزند تمہارے فرزند کی محبت میں شہید ہوگا پس مومنوں کی آنکھیں اس کے ماتم میں گریاں ہوں گی اور ملائکہ مقربین اس پر درود بھیجیں گے یہ فرما کر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونے لگے یہاں تک کہ آنسو حضرتؐ کے سینۂ مبارک پر جاری ہوئے فرمایا کہ میں خدا سے شکایت کرتا ہوں ان مصیبتوں کی جو میری عترت کو بعد میرے پہنچیں گی۔

ابن بابویہ نے کتاب کامل الزیارت میں مسمع سے روایت کی ہے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا:۔ اے مسمع! تو باشندۂ عراق ہے، آیا تو زیارت قبر مطہر حسینؑ سے کبھی مشرف ہوتا ہے؟ عرض کیا یا مولا! میں باشندۂ عراق نہیں ہوں بلکہ میں باشندہ بصرہ سے ہوں اور میرے قریب ایک گروہ ہے جو تابع خلیفہ ہے اور قبائل نواصب سے بہت سے لوگ میرے دشمن ہیں ان کے علاوہ اور لوگوں سے بھی محفوظ نہیں ہوں کہ کہیں وہ میرا حال خلیفہ سے ظاہر نہ کر دیں اور عظیم ضرر اس سے مجھے پہنچے۔ حضرت نے فرمایا۔ آیا کبھی تو یاد کرتا ہے کہ اشقیاء بنی امیہؔ نے کیا سلوک کیا؟ میں نے عرض کیا یا مولا! قسم ہے خدا کی میں جزع اور بے تابی اور گریہ وزاری کرتا ہوں یہاں تک کہ اہل وعیال میرے اثر اندوہ و ملال مجھ میں پاتے ہیں اور بسبب کثرت اندوہ کے کھانا مجھے ناگوار ہوتا ہے حضرت نے یہ سنکر فرمایا۔ اے مسمع! خدا رحم کرے تیرے رونے پر بے شک تو شمار کیا جاتا ہے ان لوگوں میں جو ہمارے واسطے جزع کرتے ہیں اور ہماری خوشی سے خوش ہوتے ہیں جب ہم کو خائف پاتے ہیں خائف رہتے ہیں جب ہمیں باامان پاتے ہیں باامان ہوتے ہیں۔ اے مسمع! عنقریب

دیکھے گا کہ وقت مرگ ہمارے جد تیرے پاس تشریف لائیں گے اور ملک الموت سے آسانی
قبض روح کے لئے تیری سفارش کریں گے اور تجھے ایسی خوشخبری دیں گے جس کے
سننے سے تیری آنکھیں روشن ہوں گی اور ملک الموت تجھ پر تیری ماں سے زیادہ مہربان
ہوگا یہ فرما کر حضرت رونے لگے حضرت کو روتا دیکھکر میں بھی رونے لگا جب حضرت
کو افاقہ ہوا تو فرمایا۔ حمد ہے اُس خدا کی جس نے فضیلت دی ہم کو جمیع مخلوقات پر اور
مخصوص بہ رحمت کیا ہم اہل بیت کو۔ اے مسمع! جس دن سے امیرالمومنین علیہ السّلام شہید
ہوگئے ہیں آسمان و زمین اب تک ازراہ ترحم ہمارے حال پر روتے ہیں اور جس قدر
فرشتے ہمارے حال پر روتے ہیں اس قدر کوئی نہیں روتا اور جس دن سے ہم اہلبیت
شہید ہوئے، رونا فرشتوں کا موقوف نہیں ہوا اور جو شخص روئے ازراہ ترحم ہمارے
حال پر، یا ہماری مصیبت کی وجہ سے بیشک حق تعالٰے اپنی رحمت کو اس کے شامل
حال کرے گا قبل اس کے کہ آنسو اس کی آنکھ سے نکلیں اور اس کے مُنہ پر جاری ہوں
اور اگر ایک قطرہ اس کے آنسو کا جہنّم میں ڈالیں تو اس کی گرمی بالکلیہ موقوف ہو جائیگی
اور جس شخص کا دل ہمارے لئے پردرد ہو تو وہ وقت مرگ ہماری زیارت سے ایسا شاد ہوگا
کہ وہ سرور شادی اس کے دل سے زائل نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ حوض کوثر پر وارد ہوا اور
جب ہمارے دوست کوثر پر وارد ہوں گے تو کوثر ان کے آنے سے بہت شاد ہوگا اور
مسرور ہوگا اور اپنی لذتوں سے اس قدر ان کو متلذذ کرے گا کہ ہرگز ان کا دل نہ
چاہے گا کہ اس جگہ سے کہیں اور جائیں۔ اے مسمع! جو شخص ایک مرتبہ حوض کوثر
سے پانی پیئے گا پھر دوبارہ اسے احتیاج نہ ہوگی۔ اور کبھی پیاسا نہ ہوگا اور کسی قسم
کی مشقت اور تعب نہ اٹھائے گا اور وہ پانی مانند کافور سرد ہے۔ بوئے مشک اس
سے ساطع ہے اور مزا زنجبیل کا ہے شہد سے شیریں تر، مسکہ سے نرم تر اشک چشم
سے صاف تر عنبر سے خوشبو تر ہے، آب کوثر چشمہ تسنیم سے نکل کر حوض کوثر میں گرتا ہے
آب کوثر نہر ہائے بہشت سے گزرتا ہے، بجائے سنگریزہ کے موتی اور یاقوت پر رواں
ہوتا ہے۔ اور حوض کوثر کے کنارے اتنے پیالے ہیں جتنے آسمان پر ستارے خوشبو
ان کی ہزار برس کی راہ سے دماغ میں پہنچتی ہے، وہ پیالے چاندی اور سونے
کے اور انواع انواع جواہر کے ہیں جب کوئی شخص ارادہ کرے گا کہ اس میں پانی

پیئے تو وہ پیالے ایسی خوشبوئیں پینے والے کے مشام میں پہنچائیں گے کہ پینے والا کہے
گا کہ میں راضی ہوں مجھ کو اسی جگہ چھوڑ دو اور مجھ کو کوئی نعمت نہیں چاہیئے۔ مجھکو
یہاں سے کہیں اور جانا منظور نہیں ہے اے مسمع! تو ان لوگوں سے ہوگا جو اس حوض
سے سیراب ہوں گے اور جو آنکھ ہماری مصیبت میں روتی ہے اس کو کوثر کے دیکھنے
سے سرور و خوشی حاصل ہوگی ہمارے سب دوست اس سے سیراب ہوں گے ہر شخص کو
بقدر ہماری محبّت کے حوض کوثر سے پانی ملے گا۔ امیرالمومنین علیہ السلام کنارۂ کوثر
پر کھڑے ہوں گے اور ایک عصا چوب عوسج کا حضرت کے ہاتھ میں ہوگا، اور ہمارے
دشمنوں کو کنارۂ حوض سے دفع کریں گے، پس ایک دشمن ہمارا کہے گا: یا حضرت
میں دُنیا میں وحدانیت خدا اور رسالت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقرار
کرتا تھا آپ پانی مجھے کیوں نہیں دیتے حضرت فرمائیں گے، اے ملعون! تو اپنے امام کے
پاس جا، تاکہ تیری شفاعت کرے، وہ کہے گا یا حضرت جس کو میں امام جانتا
تھا آج وہ مجھ سے بیزار ہے۔ حضرت فرمائیں گے جسے تو دوست رکھتا تھا اس کے
پاس جا اور سوال کر کہ وہ تیری شفاعت کرے کیونکہ تو اس کو تمام خلق سے بہتر جانتا
تھا اور جو شخص بہترین خلق خدا ہو سزاوار ہے کہ شفاعت اس کی رد نہ ہو لعین کہیگا
یا حضرت میں تشنگی سے ہلاک ہوا۔ حضرت فرمائیں گے خدا تیری پیاس کو اور زیادہ
کرے۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا یا مولا! ایسے شخص کی وہاں کیونکر رسائی
ہوگی جبکہ دوسرے لوگ وہاں پہنچ بھی نہ سکیں گے؟ فرمایا اس واسطے کہ وہ شخص گناہوں
سے پرہیز کرتا تھا اور جب ہمارا ذکر اس کی صحبت میں ہوتا تھا تو ہمیں ناسزا نہ کہتا تھا
جو باتیں اور لوگوں نے ہمارے حق میں کی ہیں وہ نہ کرتا تھا اور یہ سب امور اس لئے
نہ کرتا تھا کہ ہم کو دوست رکھتا تھا یا اعتقاد ہماری امامت کا رکھتا تھا بلکہ اپنی عبادت
باطلہ میں ایسا مشغول ہوتا تھا کہ نہ چاہتا تھا کوئی اور فکر ہو اس کے دل میں نفاق
تھا اور اس کی طینت میں ہماری عداوت تھی اور ناصبیوں کی متابعت کرتا تھا اور
ہمارے دشمنوں کو دوست رکھتا تھا اور ان کو سب سے مقدم اور افضل جانتا تھا۔

کتاب مذکور میں ابوہارون مکفوف سے روایت ہے کہ حضرت صادق علیہ السّلام
نے ایک حدیث طویل میں فرمایا ہے جس شخص کے سامنے ذکر مصائب امام حسین علیہ السّلام

ہو اور اس کی آنکھ سے بقدر پر مگس آنسو نکلے تو ثواب اس کا خدا پر ہے اور سوائے بہشت حق تعالے اس کے لئے کسی ثواب پر راضی نہ ہوگا۔

کتاب مذکور میں ربیع بن منذر سے اور اس کے باپ سے روایت ہے کہتا ہے سُنا میں نے حضرت علی ابن الحسین علیہما السّلام سے وہ جناب فرماتے تھے جس شخص کی آنکھ سے ہماری مصیبت میں ایک قطرہ آنسو کا نکلے حق تعالیٰ اس کو ہمیشہ غرفہ ہائے بہشت میں ساکن کرے گا۔

کتاب مذکور میں عبداللہ ابن بکر سے روایت ہے کہا۔ ایک دن میں نے حضرت صادق علیہ السّلام سے پوچھا یا بن رسول اللہ اگر قبر امام حسینؑ کھولی جائے، آیا کوئی چیز قبر مطہر میں ملے گی فرمایا۔ اے پسر بکر کس قدر مشکل سوال تو نے کیا بدرستیکہ حسینؑ ابن علیؑ اپنے پدر بزرگوار اور مادر غمگسار اور برادر نیکو کردار کے ساتھ منزل رسولؐ خدا میں ہیں اور اس جناب کے ساتھ نعمتہائے خدا سے متنعم ہوتے ہیں اور مسرور رہتے ہیں کبھی داہنی طرف عرش الٰہی کے لیٹ کر فرماتے ہیں جو وعدے مجھ سے کئے ہیں ان کو وفا کر اور اپنے زائروں کو دیکھتے ہیں اور ان کے نام ان کے باپ کے نام اور مسکن و مقام کو اور جو کچھ ان کے گھروں میں ہے اور جتنا ہم اپنے فرزندوں کو پہچانتے ہیں اس سے زیادہ وہ ان کو پہچانتے ہیں اور نظر کرتے ہیں اپنے رونے والوں کی طرف اور ان کے لئے آمرزش طلب کرتے ہیں اور اپنے پدران عالی مقدار سے سوال کرتے ہیں کہ ان سب کے لئے استغفار کریں اور فرماتے ہیں اے رونے والے میرے، اگر تو جانے ان ثوابوں کو جو تیرے لئے حق تعالیٰ نے مہیا کئے ہیں تو شادی و سرور تیرا اندوہ و الم سے زیادہ ہوگا۔ اور حق تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ جو گناہ و خطا میرے رونے والے سے صادر ہوا اس کو بخشدے۔ اور کتاب مذکور میں اصم سے بھی مثل اس کے روایت ہے۔

مؤلف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں بعض کتب ثقات معاصرین میں منقول ہے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کو خبر شہادت سے آگاہ کیا اور جو رنج و مصائب حضرت پر گزریں گے ان سے آپ مطلع ہوئیں تو جناب فاطمہؑ یہ واقعہ جانسوز سُنکر بہت روئیں اور عرض کیا اے پدر بزرگوار یہ واقعہ کس زمانہ میں ہوگا؟ فرمایا اے فاطمہؑ یہ حادثہ ایسے وقت واقع ہوگا کہ زمانہ مجھ سے اور تم سے اور علیؑ سے خالی ہوگا یہ سُنکر حضرت سیّدہ اور زیادہ روئیں۔ عرض کیا اے پدر بزرگوار میرے فرزند پر کون گریہ کریگا اس کی عزا کو برپا کرے گا؟

ملت گریہ کن کے متعلق پیش گوئی:۔ فرمایا اے فاطمہؑ عورتیں میری اُمت کی میرے اہل بیت کی عورتوں پر روئیں گی اور مرد میری اُمت کے مردان اہلبیت پر روئیں گے اور ایک گروہ بعد ایک گروہ کے میرے شیعوں سے ہر سال تیرے فرزند کے ماتم کو تازہ کرے گا۔ اے فاطمہ! جب قیامت کا دن ہوگا تو تم زنان شیعہ کی شفاعت کرو گی اور میں ان کے مردوں کی شفاعت کروں گا جو شخص دُنیا میں مصیبت حسینؑ پر رویا ہے میں اس کا ہاتھ پکڑ کر داخل بہشت کروں گا۔ اے فاطمہؑ روز قیامت سب آنکھیں روئیں گی مگر وہ آنکھ جو دُنیا میں مصیبت حسینؑ پر روئی ہے نعمت ہائے بہشت کو دیکھ کر خنداں و شاداں ہوگی مؤلف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بعض حدیثیں اس باب کی آئندہ باب میں آئیں گی جو مشتمل ہے گریۂ زمین و آسمان پر۔!

کتب علمائے شیعہ میں سیّد علی حسینی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے مولا و پیشوا علی بن موسیٰ الرضا علیہ السّلام کے مشہد مقدس میں مجاور تھا اور ایک جماعت مومنین میرے ساتھ تھی جب روز عاشورہ ہوا ایک شخص نے میرے اصحاب سے احوال شہادت حضرت امام حسین علیہ السّلام پڑھنا شروع کیا جب اس روایت پر پہنچا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا جس شخص کی آنکھوں سے حضرت کی مصیبت میں بقدر پر پشہ کے آنسو نکلے حق تعالے اس کے گناہوں کو بخشے گا اگرچہ مانند کف دریا ہوں۔ مجلس میں ایک مرد جاہل بھی حاضر تھا اور اپنی عقل ناقص پر نہایت اعتماد رکھتا تھا کہنے لگا یہ حدیث صحیح نہیں ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ رونا امام حسینؑ پر اس قدر ثواب رکھتا ہو جب اس نے ایسا کلمہ کہا تو ہم سب سے بہت بحث اور تکرار ہوئی لیکن وہ شخص اپنی جہالت سے نہ پھرا اور اٹھ کر اپنے گھر چلا گیا جب دوسرا دن ہوا تو ہمارے پاس آیا اور عذر خواہی کرنے لگا۔ اور جو باتیں شب کو کہی تھیں اس سے نادم اور پشیمان تھا اس نے بیان کیا جب میں یہاں سے اپنے گھر گیا تو فرش خواب پر جا کر سو رہا خواب میں دیکھا گویا قیامت برپا ہے اور ساری خلقت ایک صحرا میں جمع ہے زمین اس صحرا کی ہموار ہے مطلق اس میں نشیب و فراز نہیں ترازوئے اعمال نصب ہے پل صراط جہنم پر قائم ہے حساب کتاب شروع ہو گیا ہے دیوان ہائے اعمال کو کھولا گیا ہے۔ باغ ہائے بہشت کو آراستہ کیا گیا ہے آتش جہنم کو روشن کیا ہے، آگ بھڑک رہی ہے۔ اس وقت پیاس مجھ پر غالب ہوئی میں پانی ڈھونڈنے لگا کہیں نہ پایا اسی حالت

تشنگی میں داہنے بائیں دیکھتا تھا، شاید کہیں پانی نظر پڑے گا ناگاہ داہنی جانب ایک حوض بہت طویل و عریض دیکھا میں نے اپنے دل میں کہا یہی حوض کوثر ہے اس کا پانی بہت سرد و شیریں ہے حوض کے پاس میں نے دو مرد اور ایک خاتون کو کھڑے دیکھا کہ ان کے نور جمال نے عرصۂ محشر کو روشن کر دیا ہے، وہ جامہ ہائے سیاہ پہنے ہیں اور زار زار روتے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ بزرگوار کون ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ یہ محمد مصطفےؐ اور علیؑ مرتضےٰ اور وہ معظمہ فاطمہ زہراؑ ہیں۔ میں نے پوچھا یہ بزرگوار لباس سیاہ کیوں پہنے ہیں اور کیوں محزون و گریاں ہیں؟ اس نے کہا۔ اے شخص تجھے معلوم نہیں کہ آج روز عاشورہ ہے اس لئے یہ بزرگوار محزون ہیں پس یہ بات سنکر میں جناب فاطمہؑ کی خدمت میں گیا عرض کیا اے دختر رسولِ خدا میں پیاسا ہوں۔ انھوں نے بچشم غضب مجھ کو دیکھا اور فرمایا تو میرے نور دیدہ حسینؑ مظلوم کی مصیبت پر رونے کی فضیلت کا منکر ہے خدا لعنت کرے اس کے قاتل پر اور ان پر جنھوں نے اس پر ظلم کیا اور پانی سے اسے محروم رکھا پس میں اس خواب کی دہشت سے چونک پڑا اور اپنے کہنے سے نادم اور پشیمان ہوا اور درگاہ خدا میں میں نے بہت استغفار کی، اب تمھارے پاس آیا ہوں اور تم سے عذر کرتا ہوں میری تقصیر کو عفو کرو۔ اور یہ خواب دیکھ کر میں نے اپنے رفیقوں سے جا کر بیان کیا اور درگاہ خدا میں توبہ کی۔

باب (۱۲)

فضائل و مناقب اصحاب وفادار امام حسین علیہ السلام اور انکی شجاعت و جوانمردی

علل الشرائع میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص نے پوچھا یا حضرت کیا سبب تھا کہ اصحاب حضرت امام حسین علیہ السلام جہاد پر اقدام کرتے تھے اور بے باکانہ خود کو دریائے جنگ میں گرا دیتے تھے حالانکہ جانتے تھے قتل ہونگے فرمایا۔ ان کے سامنے سے تمام حجابات ہٹا دیئے گئے تھے اور اپنے منازل و مدارج کو بہشت میں دیکھ چکے تھے اس لئے جلدی کرتے تھے کہ مارے جائیں اور منزل بہشت میں پہنچیں اور حوروں سے بغلگیر ہوں۔

کتاب معانی الاخبار میں حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام فرماتے تھے جب میرے پدر بزرگوار حسینؑ ابن علی علیہما السلام پر شدت بڑھی اور کفار نے ہر طرف سے آپ کے اصحاب پر نرغہ کیا تو حضرت کے اصحاب نے حضرت کے حال کو برخلاف اپنے دیکھا، کیونکہ ان کے دل خائف اور رنگ متغیر ہو گئے تھے اور اعضائے بدن کانپنے لگے تھے اور امام حسین علیہ السلام مع مخصوصان اہلبیت کے ساتھ کھڑے تھے اور رنگ ان سب بزرگواروں کے روشن اور آثار شگفتگی ظاہر تھے اور دل ان کے مطلق خائف نہ تھے اور اعضا و جوارح ان کے مطمئن تھے پس بعض اصحاب نے کہا کہ دیکھو پیغمبر کی شجاعت مطلق مرنے کی پروا نہیں رکھتا اور آرزو مند شہادت ہے حضرت نے جب یہ کلام اپنے اصحاب باوفا کا سنا فرمایا صبر کرو اے فرزندان کرام کہ مرگ تمھارے لئے مثل ایک پل کے ہے جس سے گذر کر تم شدت و تکلیف سے نعمتہائے بہشت کی طرف منتقل ہو جاؤ گے۔ کون شخص تم میں سے نہ چاہے گا کہ قید خانہ سے قصر عالی کی طرف منتقل ہو جائے اور نہیں ہے مرگ تمھارے دشمنوں کے لئے مگر مانند اس شخص کے جو قبہ و قصر سے زندان عذاب میں جائے کیونکہ میرے پدر بزرگوار نے خبر دی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اَلدُّنیا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ وَالْمَوْتُ جِسْرُ ھٰؤُلَاءِ اِلٰی جِنَانِھِمْ وَجِسْرُ ھٰؤُلَاءِ اِلٰی جَحِیْمِھِمْ۔ دُنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور بہشت ہے کافر کے لئے اور مرگ مومن کے لئے پل ہے بہشت کی طرف اور کافر کے لئے اس کی موت پل ہے اس کی جہنم کی طرف اور میں نے ہرگز دروغ نہیں کہا اور اپنے پدران بزرگوار سے جھوٹ نہیں سنا۔

قطب راوندی نے کتاب خرائج میں ابو حمزہ ثمالی سے روایت کی ہے کہ حضرت علی ابن الحسین امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنے پدر بزرگوار کے ہمراہ تھا حضرت نے اس رات جس کی صبح کو شہید ہوئے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ اب رات ہو گئی اور راہ بھاگنے کی تم پر کھل گئی اس کو غنیمت جانو اور منزل سیر کے قرار دو اس لئے کہ یہ جفاکار مجھ کو طلب کرتے ہیں اور کسی سے سروکار نہیں رکھتے اگر مجھ کو قتل کریں گے تو تمہارا تعاقب نہ کریں گے۔ اور میں نے اپنی بیعت کو تمھاری گردنوں سے اٹھا لیا۔ اصحاب نے عرض کیا قسم ہے خدا کی یہ ہرگز نہ ہوگا آپ نے فرمایا کل تم سب شہید ہو گے اور ایک بھی تم میں سے نہ بچے گا۔ اصحاب نے عرض کیا ہم حمد کرتے ہیں اس خدا کی جس نے ہم کو اس کرامت سے مشرف کیا کہ آپ کے ساتھ شریک ہوں پس انھوں نے عزم بالجزم شہادت کا کیا اور

حضرت نے ان کے حق میں دعا کی اور اصحاب سے فرمایا اپنے سر سوئے آسمان بلند کرو اور دیکھو جب اصحاب نے بالائے سر نظر کی تو اپنے درجات اور منازل کو بہشت میں دیکھا حضرت نے ہر ایک کی منزل کو بتا دیا یہاں تک کہ سب نے اپنی منزلوں کو پہچانا اور اپنے حور و قصور اور نعمتوں کو دیکھا اسی سبب سے اس صحرا میں نیزہ و شمشیر کے سامنے بڑھے چلے جاتے تھے اور ان کو اپنے چہرہ و سینہ پر روکتے تھے تاکہ جلد از جلد اپنی منزل بہشت میں پہنچیں اور نعمت ہائے ابدی سے متنعم ہوں۔

صدوق علیہ الرحمتہ نے کتاب امالی میں ابو حمزہ ثمالی سے روایت کی ہے ایک دن حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام نے عبد اللہ پسر عباس بن علیؑ ابن ابی طالب کی طرف بہ نگاہ حسرت دیکھا چشم مبارک سے اشک جاری ہوئے فرمایا کہ کوئی دن جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر روز احد سے سخت تر نہ تھا اس لئے کہ اس دن آپ کے عم نامدار حمزہ بن عبد المطلب جو کہ شیر خدا اور رسولؐ تھے شہید ہوئے، بعد احد زیادہ سخت روز جنگ موتہ تھا جس میں حضرت کے بھیجا زاد بھائی جعفرؑ ابن ابی طالب شہید ہوئے اس کے بعد زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں لیکن کوئی دن سختی میں روز شہادت امام حسین علیہ السّلام کو نہیں پہنچتا اس لئے کہ تیس ہزار نامردوں نے جن میں سے ہر ایک دعوے کرتا تھا ہم اُمّت رسولؐ سے ہیں اس امام مظلوم کو گھیر لیا اور ہر شخص حضرت کے خون کو سبب تقرب درگاہ الٰہی جانتا تھا اور وہ جناب ان اشقیا کو اسی حالت بیکسی میں وعظ و نصیحت فرماتے تھے اور کہتے تھے خدا کو نہ بھولو مگر اشقیا نے ہرگز حضرت کے وعظ و نصیحت کو قبول نہ کیا یہاں تک کہ اس امام مظلوم کو بہ ظلم و ستم شہید کیا اس کے بعد حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا کہ رحمت حق عباسؑ ابن علیؑ پر کہ انھوں نے جانفشانی اور مردانگی کی اور اپنی جان کو اپنے بھائی کی جان پر فدا کیا یہاں تک کہ دونوں ہاتھ ان کے ظالموں نے کاٹ ڈالے پس حق تعالیٰ نے ان ہاتھوں کے عوض دو پر انھیں عنایت فرمائے، ان پروں سے ملائکہ کے ہمراہ بہشت میں پرواز کرتے ہیں جس طرح جعفر بن ابی طالب کو خدا نے دو پر عطا فرمائے تھے اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ اِنَّ لِلعَبَّاس عِندَ اللّٰه تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ مَنزِلَةً یَغبِطُهٗ بِھَا جَمِیعُ الشُّھَدَاءِ یَومَ القِیٰمَةِ ۔ عبّاس ابن علی کے لئے درگاہ خدا میں وہ درجہ ہے جسکی تمام شہداء بروز قیامت آرزو کریں گے۔

ابن قولویہ نے کتاب کامل الزیارت میں حضرت صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے کوئی شہید ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ آرزو کرتا ہے کاش میں حضرت امام حسین علیہ السّلام کے ساتھ شہید ہوتا اور ان کے ہمراہ بہشت میں جاتا

باب (۱۳)

قاتلان حضرت امام حسین علیہ السلام کے کفر میں اور شدت عذاب میں اُن اشقیا کے اور ثواب لعنت میں!

کتاب امالی میں امام رضا علیہ السّلام سے روایت ہے فرمایا اے پسر شبیب اگر تو چاہے کہ غرفہ ہائے عالیہ بہشت میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور آئمہ ہدیٰ کے ساتھ ساکن ہو تو لعنت کر قاتلان حسینؑ پر پسر شبیب اگر چاہے کہ ثواب تیرا شہدائے کربلا کے برابر ہو پس جب حسینؑ کو یاد کرو تو کہہ یَالَیتَنِی کُنتُ مَعَھُم فَاَفُوزَ فَوزاً عَظِیماً یعنی میں آرزومند ہوں کہ ان بزرگوں کے ساتھ قتل ہوتا اور رستگاری عظیم پاتا تا آخر حدیث۔

شراب و شطرنج اور یزید: ۔ امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے فرمایا جو شخص شراب اور شطرنج کو دیکھکر حضرت امام حسینؑ کو یاد کرے اور یزید پلید اور ابن زیاد بد نہاد پر لعنت کرے حق تعالےٰ اس کے گناہوں کو بخش دیتا ہے اگرچہ گناہ اس کے شمار میں ستاروں کے برابر ہوں۔

ابن بابویہ نے کتاب عیون اخبار الرضا میں اسی جناب سے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ حسینؑ کا قاتل صندوق آتش میں ہے نصف عذاب اہل دنیا کا اس کے لئے تنہا مقرر ہے اور ہاتھ پاؤں اس ملعون کے زنجیر ہائے آتشیں سے باندھ کر سرنگوں قعر جہنم میں لٹکایا ہے اس کی بدبو سے تمام اہل جہنم درگاہ خدا میں فریاد کرتے ہیں اور وہ ملعون معہ اپنے مددگاروں کے جنھوں نے معاونت حضرت کے قتل پر کی ہے ابدالآباد دوزخ میں رہے گا جسقدر کھال ان کے بدن کی جل جائے گی حق تعالیٰ پوست تازہ اُن کے بدن پر خلق کرے گا تاکہ شدت عذاب ان کو معلوم ہو۔ ایک لمحہ

عذاب موقوف نہ ہوگا اور حمیم جہنم ان کے حلق میں ڈالیں گے، پس وائے ان ملعونوں پر عذاب جہنم سے صحیفۃ الرضا میں مثل اس روایت کے منقول ہے۔

کتاب عیون اخبار الرضا میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے سوال کیا خداوندا! میرا بھائی ہارون مر گیا ہے۔ اسکو بخشدے حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی نازل کی اے موسیٰ اگر تو جمیع گزشتگان اور آئندگان کی سفارش کرے میں تیری شفاعت کو قبول کروں گا سوائے قاتل حسینؑ کے، یقیناً میں اس کے قاتل سے انتقام لوں گا۔ صحیفۃ الرضا میں مثل اس کے روایت ہے۔

اولاد حسین کا دشمن کافر ہے :۔ عیون اخبار الرضا میں حضرت سے اور ان کے آبائے کرام سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا میری امت کے بدترین لوگ حسین کو شہید کریں گے اور جو کوئی اس کے فرزندوں سے بیزار ہو وہ میری نبوت کا منکر و کافر ہے۔

کتاب خصال میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا چھ شخصوں پر حق تعالیٰ اور ہر نبی مستجاب الدعوات نے لعنت کی ہے پہلے وہ شخص جو کتاب خدا میں زیادتی کرے دوسرے جو قدرت خدا کی تکذیب کرے۔ تیسرے جو میری سنت کو ترک کرے۔ چوتھے جو حلال جانے میری عترت کے حق میں اس چیز کو جسے خدا نے حرام کیا ہے۔ پانچویں وہ شخص جو تسلط و جبروت اپنا ظاہر کرے۔ یا ذلیل کرے اس شخص کو جسے خدا نے عزیز و مکرم کیا ہے۔ اور عزیز کرے اس کو جسے خدا نے ذلیل کیا ہے۔ چھٹے وہ شخص جو غنیمت مسلمانوں کی لے اور اپنے لئے حلال جانے۔

شیخ نے کتاب امالی میں حسن بن ابو فاختہ سے روایت کی ہے میں نے حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا جب میں حسین بن علی علیہما السلام کو یاد کروں اس وقت کیا کہوں؟ فرمایا تین بار کہہ صلی اللہ علیک یا ابا عبد اللہ تا آخر حدیث۔

ثواب الاعمال میں مذکور ہے، ایک شخص نے حضرت صادقؑ کی خدمت میں قاتل حسینؑ کا ذکر کیا بعض اصحاب نے عرض کیا ہم چاہتے تھے کہ حق تعالیٰ دنیا میں اس سے انتقام لیتا۔ فرمایا کیا عذاب خدا کو تو اس کے حق میں ہلکا جانتا ہے۔ اے شخص! جو عذاب اور عقوبتیں حق تعالیٰ نے اس کے لئے مقرر کی ہیں وہ شدید تر ہیں عذاب دنیا سے۔

کتاب مذکور میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ

آلہ وسلم نے فرمایا جہنم میں ایک مقام ہے کہ سوا قاتل حسینؑ اور قاتل یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے کوئی اس کا مستحق نہیں ہے۔

کتاب مذکور میں کعب الاحبار سے روایت ہے کہ پہلے جس نے قاتل حسین ابن علیؑ پر لعنت کی حضرت ابراہیم خلیل اللہ تھے اور انھوں نے حکم کیا اپنے فرزندوں کو اور ان سے عہد و پیمان لیا، کہ ہمیشہ اس ملعون پر لعنت کریں اور بعد حضرت ابراہیمؑ کے حضرت موسیٰؑ نے اس پر لعنت کی اور اپنی امت کو حکم کیا کہ لعنت کریں، بعد ان کے حضرت داؤد نے لعنت کی۔ اور بنی اسرائیل کو حکم کیا اس شقی پر لعنت کریں۔ ان کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس پر لعنت کی اور وہ جناب بنی اسرائیل سے بہ تکرار فرماتے تھے کہ لعنت کرو قاتلان حسینؑ پر اگر ان کے زمانے کو پاؤ تو ان کے سامنے جہاد کرو جو شخص ان کے مقابلہ میں شہید ہوگا ایسا ہے کہ پیغمبروں کے ساتھ شہید ہوا اور ثابت قدم رہا۔ وہ قطعہ زمین جس میں ان کا مدفن ہوگا گویا میرے سامنے ہے اور کوئی پیغمبر ایسا نہیں جس نے کربلا کی زیارت نہ کی ہو اور اس مقام پر نہ ٹھہرا ہو۔ پھر حضرت عیسیٰؑ نے زمین کربلا سے خطاب کر کے کہا تو بقعۂ کثیر الخیر ہے یعنی نیکی تیری بہت ہے اور ماہ تابان امامت تجھ میں مدفون ہوگا۔

کتاب مذکور میں عمران بن ہبیرہ سے روایت ہے اس نے کہا میں نے دیکھا گود میں حضرت رسول خدا کے حسنین علیہما السلام بیٹھے تھے حضرتؐ کبھی امام حسنؑ کے اور کبھی امام حسینؑ کے بوسے لیتے تھے اور حضرت امام حسینؑ سے مخاطب ہو کر فرماتے تھے کہ ویل و عذاب اس شخص کے لئے جو تجھے شہید کرے۔

کتاب مذکور میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص چاہے کہ میری طرح زندگانی کرے اور میری طرح مرے اور بہشت عدن میں داخل ہو جس میں درخت ایسے ہیں جس کو حق تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے بویا ہے چاہیئے کہ علیؑ کو اور اس کے اوصیاء کو دوست رکھے ان کے فضائل کو تسلیم کرے، چونکہ یہ ایسے رہنما ہیں کہ حق تعالیٰ ان سے راضی ہے اور فہم و علم میرا حق تعالیٰ نے ان کو عطا کیا ہے اور یہ میری عترت ہیں اور میری طینت و خون سے خلق ہوئے ہیں اور میں خدا سے شکایت کرتا ہوں ان کے دشمنوں کی جو میری امت سے ہیں۔ اور ان کی فضیلت کا انکار کرتے ہیں اور سبب اپنی بدی کے میری بخشش اور عطا کو قطع کرتے ہیں قسم خدا کی جو لوگ میرے فرزند کو شہید کریں گے خدا میری شفاعت سے ان کو محروم رکھے گا۔

کتاب مذکور میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا۔ قاتل یحییٰ ابن زکریا اور قاتل امام حسین علیہ السلام کا ولد الزنا تھا اور آسمان کسی شخص پر نہیں رویا مگران دو بزرگوں پر کتاب مذکور میں دو سندوں سے مثل اس کے مذکور ہے۔

کتاب مذکور میں داؤد رقی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں ایک دن حضرت صادق علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر تھا حضرت نے پانی مانگا جب پانی پیا میں نے دیکھا کہ آنسو حضرت کی آنکھوں میں بھر آئے پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے داؤد! خدا لعنت کرتا ہے قاتل حسین علیہ السّلام پر۔ اے داؤد جو بندۂ مومن پانی پی کر امام حسین علیہ السّلام کو یاد کرے اور ان کے قاتل پر لعنت کرے حق تعالےٰ سو ہزار حسنہ اس کے نامہ اعمال میں لکھتا ہے اور سو ہزار گناہ عفو فرماتا ہے اور سو ہزار درجے بہشت میں اس کے لئے بلند کرتا ہے اور ثواب سو ہزار بندوں کا جو راہ خدا میں آزاد کئے ہوں عطا کرتا ہے اس کو قیامت میں بادل خنک اور فرحناک محشور کرے گا۔ کتاب مذکور میں سعد ابن سعد سے مثل اس کے روایت ہے۔

تفسیر حضرت امام حسن عسکری میں لکھا ہے کہ جب آیہ وَاِذَا .... تَشْهَدُوْنَ الخ (بقرہ آیت) تا آخر آیہ یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی جنھوں نے پیمانِ خدا کو توڑا رسولانِ خدا کی تکذیب کی دوستانِ خدا کو قتل کیا اس وقت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ آیا تم چاہتے ہو خبر دوں ان لوگوں کے حال سے جو مثل ان یہود کے ہیں میری اُمّت سے، اصحاب نے عرض کیا ارشاد ہو، فرمایا: ایک گروہ میری اُمّت سے دعویٰ کرے گا کہ وہ میرے دین پر ہے لیکن وہ میری شریعت اور سنت کو ذلیل کرے گا اور میرے دونوں فرزند حسنؑ وحسینؑ کو اس طرح شہید کرے گا جس طرح گزشتگانِ یہود نے زکریا اور یحییٰ علیہما السّلام کو شہید کیا اور حق تعالیٰ ان پر لعنت کرتا ہے جس طرح کہ یہود پر لعنت کی ہے پیش از قیامت ایک امام ہدایت کنندہ وہدایت یافتہ کو ذریّت حسینؑ سے بھیجے گا جو اپنے دوستوں کی ضربت شمشیر سے ان اشقیاء کو واصل جہنّم کرے گا۔ آگاہ ہو کہ حق تعالےٰ نے لعنت کی ہے قاتلانِ حسین علیہ السّلام پر اور جو ان اشقیا کے معاون و مددگار رہیں، اور لعنت کی ہے ان پر جو بلا ضرورت تقیہ ان پر لعنت کرنے میں خاموشی اختیار کریں۔ آگاہ ہو کہ حق تعالیٰ صلوات بھیجتا ہے ان پر جو حسینؑ پر از روئے شفقت و مرحمت روتے ہیں۔ اور ان لوگوں پر جو اس کے دشمنوں پر لعنت کرتے ہیں اور جن کے دل اس کے اعداء کی دشمنی اور کینہ سے بھرے ہیں آگاہ ہو جو لوگ قتلِ حسینؑ پر راضی ہیں وہ شریک ہیں اس کے قتل میں

بہ تحقیق کہ قاتل حسینؑ اور جو تابع و دوستدار و پیروان کے ہیں سب عین [illegible] خارج ہیں خدا حکم کرتا ہے فرشتوں کو کہ آنسو حسینؑ کے رونے والوں کے خازن بہشت کے پاس لے جائیں تاکہ وہ ان آنسوؤں کو آب حیوان میں ملا دے جس سے اس کی شیرینی ولذّت زیادہ ہو اور آنسو ان اشقیاء کے جو قتل حسینؑ سے خوش ہوئے جہنّم میں ڈالیں اور حمیم اور صدید اور غساق وغسلین جہنّم میں ملا دیں تاکہ شدت وگرمی اور عذاب اس کا ہزار درجہ بیشتر سے زیادہ ہو اور اس میں دشمنانِ آل محمدؐ داخل کئے جائیں۔

کلینی نے کافی میں داؤد ابن فرقد سے روایت کی ہے وُہ کہتے ہیں، میں ایک دن حضرت صادق علیہ السّلام کی خدمت میں بیٹھا تھا اور کبوتر راعبی آپ کے گھر میں بول رہا تھا حضرت نے ارشاد کیا، ابو داؤد! تو جانتا ہے یہ کبوتر کیا کہتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا مولیٰ! فداہوں میں آپ پر میں نہیں جانتا۔ حضرت نے فرمایا یہ کبوتر لعنت اور نفرین کرتا ہے قاتلان حسینؑ پر۔ پس اس کو اپنے گھروں میں پالو۔

مؤلف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں بعض تالیفات معاصرین میں ہے۔ جب ابن زیاد نے ستر ہزار سواروں کو جمع کیا اور ان کو امام حسینؑ سے لڑنے پر راغب کیا کہنے لگا ایہا النّاس! جو شخص تم میں سے قتل حسینؑ کو اختیار کرے حکومت جس شہر کی چاہے لے کسی شقی نے جواب نہ دیا۔ اس کے بعد عمر سعد کو بلا کر کہا میں چاہتا ہوں تو امام حسینؑ سے لڑنے کو جا اس نے کہا مجھ کو اس امر سے معاف کر اس ولد الزنا نے کہا پس جو سند حکومت رے کی تجھے میں نے دی ہے پھیر دے۔ عمر نے کہا آج کی شب مجھے مہلت دے تاکہ میں مشورہ کروں۔ ابن زیاد نے مہلت دی، وہ ملعون اپنے گھر آیا اور اپنی قوم اور بھائیوں سے جن پر وثوق اور اعتماد رکھتا تھا مشورہ کرنے لگا لیکن کسی نے اس کو مشورہ نہ دیا ان لوگوں میں ایک شخص کامل نام اہل خیر سے تھا وہ اس کے باپ سعد وقاص کا دوست بھی تھا جب اس نے عمر سعد کو مضطرب پایا تو کہنے لگا: اے عمر تیرا کیا حال ہے کہ میں تجھے مضطرب دیکھتا ہوں کونسی عزیمت تجھے درپیش ہے۔ کامل اپنے نام کی طرح دین وعقل میں کامل تھا عمر سعد نے کہا جو لشکر امام حسینؑ سے لڑنے کو جمع ہوا ہے اس کی امارت میں نے اختیار کی ہے اور قتل کرنا امام حسینؑ کا میرے نزدیک مثل ایک لقمۂ طعام اور ایک گھونٹ پانی پی لینے کے سہل ہے اور جب ان کو قتل کر لوں گا تو ملک رے میں جا کر بہ فراغت تمام عیش کروں گا۔ کامل نے کہا: اے عمر سعد! اُف ہو تجھ پر اور تیرے دین پر تو حسینؑ فرزند رسولؐ کے قتل

کا ارادہ رکھتا ہے کیا تو حق سے جاہل ہے اور راہ راست کو تو نے گم کیا ہے کیا تو نہیں جانتا کس سے لڑنے کو جاتا ہے اور کس شخص سے مقابلہ کرے گا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ قسم ہے خدا کی اگر اُمّت محمد کے ایک شخص کے قتل کے بدلہ مجھے تمام دُنیا وما فیہا ملے تو ہرگز قتل نہ کروں۔ تجھ سے کیونکر ہو سکتا ہے کہ حسینؑ فرزند رسُولؐ کے قتل کا ارادہ رکھتا ہے اور جب تجھ کو فردائے قیامت جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے لے جائیں گے اس وقت کیا جواب دیگا۔ درآنحالیکہ تو نے قتل کیا ہوگا ایک ایسی ہستی کو جو ان کا فرزند ان کی روشنیٔ چشم، ان کا میوۂ دل ہے اور فرزند ہے، سیدہ نساء عالمین و سید الاوصیاء علی مرتضیٰ کا اے پسر سعد حسین بہترین جوانانِ بہشت ہے تمام خلق میں اور ہمارے زمانہ میں بمنزلہ رسُولِ خدا ہے اور اطاعت ان کی ہم پر مانند ان بزرگوں کے واجب ہے وہ جناب بہشت و دوزخ کے مختار ہیں۔ اے عمر تیرے لئے جو مناسب اور پسندیدہ ہو اُسے اختیار کر۔ خُدا کو گواہ کرتا ہوں اگر تو حسینؑ سے لڑے گا یا ان کو شہید کرے گا یا ان کے لڑنے پر اور قتل کرنے پر اعانت کرے گا ان کے بعد تو بھی دُنیا میں نہ رہے گا مگر چند روز۔ عمر نے کہا اے کامل تو مجھے مرنے سے ڈراتا ہے۔ میں اس مہم سے فارغ ہوں گا تو ستّر ہزار سواروں کا امیر اور مُلک رے کا حاکم ہوں گا۔ کامل نے کہا: اے عمر! میں تجھ کو صحیح خبر سناتا ہوں۔ اگر تجھ کو اس کے قبول کی توفیق ہوئی تو امید ہے کہ یہ تیری نجات کا سبب ہوگا۔

عمر سعد کے متعلق ایک راہب کی پیشنگوئی:۔ آگاہ ہو! میں ایک سفر میں تیرے باپ کے ساتھ تھا اور ملک شام کی طرف جارہا تھا اثنائے راہ میں میرا گھوڑا تھک گیا اور میں قافلے سے پیچھے رہ گیا تشنگی نے مجھ پر غلبہ کیا اس وقت ایک راہب کا دیر مجھے دکھائی دیا جب میں قریب آیا گھوڑے سے اُتر کر دروازہ دیر پر گیا تاکہ پانی پیوں، راہب نے بالائے دیر سے مجھے دیکھ کر کہا، کیا چاہتا ہے؟ میں نے کہا پیاسا ہوں تھوڑا پانی پلا، اس نے کہا: تو اس پیغمبر کی اُمّت سے ہے جو مال دُنیا کے لئے ایک دوسرے کو قتل کرتی ہے اور لذّات دُنیا کی طمع کرتی ہے میں نے کہا: اے راہب میں اُمّت مرحومہ محمدؐیہ سے ہوں۔ اس نے کہا تو تم بروز قیامت بدترین اُمّت سے ہو کیونکہ تم اولاد پیغمبرؐ کے دشمن ہو ان کی عورتوں کو اسیر کرو گے ان کے اموال واسباب کو غارت کرو گے میں نے کہا: اے راہب کیا ہم ایسے کام کرینگے۔؟ اس نے کہا ہاں! تم ایسا امرِ قبیح کرو گے، اس وقت آسمان وزمین تمام پہاڑ اور دریا اور سب صحرا اور چرند و پرند خروش میں آئیں گے۔ اور ان کے قاتلوں پر لعنت کریں گے۔ اور قاتل ان کا دُنیا

میں نہ رہے گا مگر چند روز! اس کے بعد ایک شخص ظاہر ہوگا اور ان کے خون کا عوض طلب کریگا اور ہر متنفس کو جو ان کے خون میں شریک ہوگا قتل کرے گا حق تعالیٰ اس ملعون کی رُوح کو بہ تعجیل تمام جہنّم میں پہنچائے گا۔ مجھے گمان ہے تجھ کو اس فرزند طیب و مبارک کے قاتل سے کچھ قرابت ہے۔ قسم بخدا اگر میں اس کے زمانہ تک زندہ رہوں تو اپنی جان اس پر فدا کروں گا۔ میں نے کہا اے راہب میں خُدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں فرزند رسُولؐ کے قاتلوں سے ہوں۔ راہب نے کہا: اگر تو قاتل اس فرزند ارجمند کا نہیں ہے تو کوئی اور تیرے اقربا سے ہوگا۔ اس کے قاتل پر نصف عذاب اہل جہنّم ہوگا۔ اور فرعون و ہامان کے عذاب سے بدتر ہوگا یہ کہکر اس راہب نے دروازہ دیر کا بند کر لیا اور عبادت میں مشغول ہوگیا اور مجھے پانی نہ دیا۔ جب میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر تیرے باپ سعد وقاص کے لشکر میں پہنچا تو اس نے کہا: اے کامل تجھے اس قدر دیر کیوں لگی؟ میں نے سارا حال اور جو راہب نے مجھ سے کہا تھا نقل کیا۔ سعد نے کہا اے کامل تو نے سچ کہا میں بھی ایک دن تجھ سے پہلے اس کے پاس گیا تھا اس نے مجھے یہ خبر بھی دی ہے کہ میں یا میرا بیٹا فرزند رسولؐ کا قاتل ہوگا میں ڈرتا ہوں کہ میرا بیٹا عمر فرزند رسولؐ کا قاتل ہو اتنا بیان کر چکنے کے بعد کامل نے کہا اے عمر اسی سبب سے میں تیرے معاملہ میں بہت خائف رہا کرتا تھا، پس پناہ طلب کر تو حضرت پر خروج کرنے سے اور مستوجب نصف عذاب اہل جہنّم کا نہ ہو لیکن اس بدبخت پر شقاوت غالب ہوئی اور کامل کی نصیحت نے مطلق اثر نہ کیا بلکہ جب یہ باتیں ابن زیاد نے سُنیں تو کامل کو بلا کر اس کی زبان کاٹ ڈالی جس سے وہ مرد بزرگ ایک دن یا اس سے کم زندہ رہے۔ اور روح پُر فتوح ان کی آشیانہ قدس کو پرواز کر گئی۔

منقول ہے ایک شخص بنی اسرائیل سے حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر ایمان لایا تھا اس نے ایک دفعہ دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام بہ تعجیل تمام چلے جاتے ہیں رنگ حضرت کا زرد ہے جسم مبارک ضعیف ہو گیا ہے بدن کانپ رہا ہے آنکھوں میں گڑھے پڑ گئے ہیں جب حق تعالیٰ ان کو مناجات کے لئے طلب فرماتا تھا تو بہ سبب خوف خدا کے آپ کا حال ایسا ہو جاتا تھا۔ اسرائیلی نے حضرت موسیٰ کو پہچانا عرض کیا یا نبی اللہ! میں نے ایک گناہ عظیم کیا ہے، اُمید وار ہوں آپ حق تعالےٰ سے دُعا کریں کہ میرے گناہ کو بخش دے۔ حضرت نے قبول کیا اور تشریف لے گئے جب درگاہ قاضی الحاجات میں مناجات کی تو عرض کیا اے پروردگار عالم! تجھ سے سوال کرتا ہوں حالانکہ سوال سے پہلے تو جانتا ہے حق تعالےٰ نے

فرمایا: اے موسیٰ جو سوال کرو میں عطا کروں گا جس مطلب کو کہو بر لاؤں گا۔ موسیٰؑ نے عرض کیا: اے پروردگار فلاں بنی اسرائیل نے ایک گناہ کیا ہے جس سے وہ آمرزش چاہتا ہے۔ ارشاد ہوا اے موسیٰ جو شخص تجھ سے آمرزش طلب کرے میں بخش دیتا ہوں۔ سوا قاتل حسینؑ کے۔ موسیٰؑ نے عرض کیا: اے پروردگار حسینؑ کون ہے؟ فرمایا وہ شخص ہے جس کا ذکر ہم نے تجھ سے کوہ طور پر کیا ہے۔ موسیٰؑ نے عرض کیا: اے پروردگار! اسے کون قتل کرے گا۔ فرمایا: ایک گروہ اشقیا اس کے نانا کی اُمت سے زمین کربلا پر اسے شہید کرے گا۔ اور اس کی شہادت کے بعد اس کا گھوڑا بے قرار ہو کر چیخیں مارے گا اور اپنی زبان میں کہے گا فریاد ایسی اُمت جفاکار سے جو اپنے پیغمبرؐ کے نواسہ کو شہید کرے اس کی نعش مبارک بے غسل و کفن خاک پر چھوڑ دیں گے، مال و اسباب اس کا غارت کریں گے، اس کے عیال و اطفال کو قید کر کے شہر بہ شہر پھرائیں گے اس کے انصار کو شہید کریں گے ان کے سروں کو مع اس کے سر منوّر کے نیزہ پر چڑھائیں گے اے موسیٰؑ صَغِيْرُهُمْ يَمُوْتُ مِنَ الْعَطَشِ وَكَبِيْرُهُمْ جِلْدُهُ مُنْكَمِشٌ ان کے بچے پیاس سے مر جائیں گے اور ان کے بڑوں کی کھال سوزِ آتش سے سکڑ جائے گی وہ فریاد کریں گے کوئی شخص ان کی نصرت نہ کرے گا وہ ایک ایک کو نصرت کے لئے بلائیں گے مگر کوئی ان کی حمایت نہ کرے گا اور پناہ نہ دیگا حضرت موسیٰؑ امام حسین علیہ السّلام کا یہ احوال سُن کر رونے لگے عرض کیا اے پروردگار! اس کے قاتل کا کیا عذاب ہے؟ فرمایا اے موسیٰ اس کا ایسا عذاب ہے کہ اہل جہنم اس سے فریاد کریں گے، اس کے قاتل میری رحمت سے اور اس کے جد کی شفاعت سے محروم ہیں اے موسیٰؑ اگر اس کے جد کی حرمت کا پاس نہ ہوتا تو میں دُنیا میں اپنا عذاب اس کے قاتلوں پر نازل کرتا یہاں تک کہ وہ سب ملعون زمین میں سما جاتے۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا خداوندا میں بیزار ہوں ان کے قاتلوں سے اور جو ان کے ظلم و ستم سے راضی ہو حق سبحانہٗ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰؑ جو میرے بندوں سے اس مظلوم کا تابع ہو گا میں اپنی رحمت اس پر واجب کروں گا اے موسیٰؑ آگاہ ہو جو کوئی اس شہید مظلوم کی مصیبت پر روئے یا رولائے یا قصد رونے کا رکھے اس پر آتش جہنم حرام کروں گا۔

کتاب کامل الزیارت میں ابو سعید سے روایت ہے اس نے کہا میں نے سُنا ہے جب امام حسین علیہ السّلام بعزم سفر عراق مکہ معظمہ سے نکلے تو عبداللہ بن زبیر

حضرت کی خدمت میں آیا اور دیر تک تخلیہ میں حضرت سے باتیں کرتا رہا اور بظاہر حضرت کو سفر سے منع کرتا تھا۔ حضرت نے اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ عبداللہ بن زبیر مجھے اس سفر سے منع کرتا ہے۔ کہتا ہے مثل ایک کبوتر کے کبوتران حرم سے رہو اور میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے حرمت حرم کعبہ ضائع ہو اور جس قدر حرم کعبہ سے میں دُور ہو کر مارا جاؤں میرے نزدیک اچھا ہے اور اگر کنارہ فرات پر مارا جاؤں بہتر ہے اس سے کہ میں خانہ کعبہ کے پاس قتل ہوں۔

کتاب مذکور میں حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے عرض کیا، یا ابن رسول اللہ! اگر آپ مکہ معظمہ تشریف لے جاتے ہیں تو حرم کعبہ میں رہیے حضرت نے فرمایا اے عبداللہ! میں نہیں چاہتا کہ حرمت کعبہ میری وجہ سے ضائع ہو، اور اگر میں ریت کے ٹیلے پر قتل ہوں تو میرے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ حرم کعبہ میں مارا جاؤں۔

کتاب مذکور میں حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام روز ترویہ سے ایک دن قبل ساتویں تاریخ ذی الحجہ کو مکہ معظمہ سے جانب عراق روانہ ہوئے عبداللہ بن زبیر حضرت کی مشایعت کو آیا عرض کرنے لگا یا ابا عبداللہ! حج کے دن بہت قریب پہنچ گئے ہیں، آپ حج چھوڑ کر عراق جاتے ہیں! فرمایا اے ابن زبیر اگر میں دریائے فرات کے کنارے مدفون ہوں تو بہتر ہے اس سے کہ نزدیک کعبہ دفن ہوں۔

کتاب مذکور میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب سیّد الشہداء نے بروز عاشورہ اپنے اصحاب سے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ علم حق سبحانہٗ تعالیٰ میں مقدر ہوا ہے کہ ایک ایک تم میں سے شہید ہو پس چاہیئے کہ تقویٰ اور پرہیزگاری کرو اور جو بلا نازل ہو اس پر صبر کرو۔

کتاب مذکور میں حلبی سے روایت ہے اس نے کہا میں نے حضرت صادق علیہ السّلام سے سُنا کہ جناب سید الشہداءؑ نے صبح عاشورہ اپنے اصحاب با وفا کے ساتھ نماز صبح ادا کی اس کے بعد اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: حق سبحانہٗ تعالیٰ نے آج کے دن تم سب کا قتل ہونا مقدر فرمایا ہے پس چاہیئے کہ قضائے الٰہی پر صابر رہو۔

کتاب کامل الزیارت میں حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جناب سید الشہداءؑ نے مکہ معظمہ سے محمد حنیفہ کو لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ نامہ ہے حسین ابن علی کی طرف سے محمد بن علی اور تمام بنی ہاشم کی طرف۔ اما بعد جو شخص مجھ سے آکر ملے گا وہ شہید ہو گا اور جو شخص مجھ سے ملحق نہ ہو گا فتح و فیروزی نہ پائے گا۔ والسّلام۔

میسر بن عبدالعزیز نے پانچویں امام سے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام نے کربلا سے اس مضمون کا نامہ اپنے بھائی محمد بن حنفیہ اور تمام بنی ہاشم کو ارقام فرمایا: امابعد پس آگاہ ہو کہ میں نے دل شہادت پر باندھا ہے اور زندگانی دنیا کو ترک کیا اور دنیا کو ایسا قرار دیا کہ گویا کہ وہ تھی ہی نہیں۔ میں آخرت کو باقی اور دائم جانتا ہوں اور میں نے آخرت کو دنیا پر اختیار کیا والسّلام۔

کتاب مذکور میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السّلام منزل لبطن عقبہ سے آگے بڑھے تو اپنے اصحاب سے فرمایا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ میں اس سفر میں قتل ہوں گا۔ اصحاب نے عرض کیا: یابن رسول اللہ! آپ نے کہاں سے جانا۔ فرمایا: میں نے دیکھا کہ کئی کتوں نے مجھ پر حملہ کیا وہ مجھے پھاڑ رہے ہیں ان میں ایک کتا ابلق ہے جو سب سے زیادہ مجھ پر حملہ کرتا ہے۔

کتاب مذکور میں حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب سید الشہدا خامس آل عبا نے فرمایا: قسم اس خدائے یگانہ کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ یہ بادشاہی بنی اُمیّہ کو گوارا نہ ہوگی جب تک کہ مجھے قتل نہ کریں اور ضرور قتل کریں گے اور جب مجھے شہید کر چکیں گے تو پھر یہ اُمّت بدکردار نماز با جماعت کی توفیق نہ پائے گی اور عطایا اور غنیمتیں بظلم و جور تقسیم ہوں گی پہلے جس شخص کو یہ اُمّتِ جفاکار زجر و قہر سے علانیہ قتل کرے گی میں اور میرے اہل بیت ہوں گے اور قسم خدا کی جس وقت قیامت آئے گی تو روئے زمین پر ایک سیّد بھی نہ ہوگا جو خوشحال ہو۔

کتاب مذکور میں بسند دیگر جناب صادق علیہ السّلام سے مثل اس کے روایت ہے۔

زنانِ بنی عبدالمطلب کی حالت: کتاب مذکور میں باسانید حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السّلام نے ارادہ کیا کہ مدینہ طیبہ سے روانہ ہوں، تو زنانِ بنی عبدالمطلب نے بے قرار ہو کر صدائے نوحہ و زاری بلند کی جب امام مظلوم نے آوازِ گریہ سُنی اور بیتابی اور ان کی بے قراری مشاہدہ کی تو ان کے پاس آ کر فرمایا: میں تم کو خُدا کی قسم دیتا ہوں کہ صبر کرو۔ اور اس بیقراری اور بے تابی سے باز آؤ۔ انھوں نے عرض کیا، اے سیّد بزرگوار اور اے میوۂ دل احمدؐ مختار ہم کیونکر رونے پیٹنے سے باز رہیں حالانکہ آپ بحسرت و ناکامی ہم سے جُدا ہوتے ہیں اور ہم کو بیکس چھوڑے جاتے ہیں معلوم نہیں یہ منافقین آپ سے کیا سُلوک کریں، بس ہم نوحہ و

سوگواری کس دن کے لئے اٹھا رکھیں۔ بخدا یہ دن ہمارے لئے مثل روز وفات پیغمبرؐ خدا و علیؑ مرتضٰی و فاطمۂ زہراؑ ہے اے سکون دلہائے بیقرار، اے بزرگوں کی یادگار! خدائے عزّوجل ہماری جانیں آپ پر نثار کرے۔ اس کے بعد حضرت کی ایک پھوپھی نے آ کر بصدائے بلند گریہ فرمایا اور کہا: اے نور دیدہ گواہی دیتی ہوں کہ اس وقت میں نے جنوں کا نوحہ سُنا جیسے کوئی کہہ رہا ہے: ؎

وَاِنَّ قَتِيْلَ الطَّفِّ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ　　اَذَلَّ رِقَابًا مِّنْ قُرَيْشٍ فَذَلَّتِ

حَبِيْبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَمْ يَكُ فَاحِشًا　　اَبَانَتْ مُصِيْبَتُكَ الْاُنُوْفَ وَجَلَّتِ

یعنی فرات کے کنارے شہید ہونے والے نے جو اولادِ ہاشم سے تھا، قریش کی گردنیں ہمیشہ کے لئے جھکا دیں۔ رسولؐ اللہ کا حبیب کوئی گنہگار نہ تھا تیری مصیبت نے تو قوم عرب کو ذلیل کر دیا کیونکہ نہایت عظیم ہے یہ مصیبت۔

کتاب خرائج الجرائح میں منجملہ معجزات جناب سیّد الشہداء منقول ہے کہ جب حضرت نے عزم سفر عراق کیا اس وقت ان کی جدہ ام سلمہ تشریف لائیں کہا: اے نورِ دیدہ عراق نہ جاؤ کیونکہ میں نے تمھارے جد بزرگوار کو کئی دفعہ فرماتے سُنا کہ میرا فرزند حسینؑ زمین عراق پر تیغ اہل نفاق سے شہید ہوگا، اور حضرت نے خاکِ کربلا مجھے دی ہے جو میرے پاس شیشہ میں موجود ہے حضرت نے جواب دیا: اے مادرِ گرامی! ایسا ہی واقع ہونے والا ہے، اگر میں عراق نہ بھی جاؤں تب بھی نہ بچوں گا۔ لوگ ضرور مجھے قتل کریں گے اس کے بعد جناب ام سلمہ سے کہا اگر آپ چاہیں تو میں اپنا اور اپنے دوستوں کا مقتل دکھاؤں پھر حضرت نے اپنا ہاتھ اُمّ سلمہ کے مُنہ پر پھیرا برکت دست مبارک سے حق تعالیٰ نے اس درجہ روشنی چشم کو زیادہ کر دیا کہ محل شہادت حضرت مع اصحاب مشاہدہ فرمایا پھر ایک مشت خاک زمین کربلا سے اُٹھا کر اُمّ سلمہ کو دی اور کہا اس کو دوسرے شیشے میں رکھ چھوڑیئے جب یہ شیشے خون سے مملو ہو جائیں تو جانیئے کہ میں شہید ہوا۔ اُمّ سلمہ فرماتی ہیں، جب عاشورا ہوا میں نے بعد نماز ظہر دیکھا کہ خون تازہ دونوں شیشوں سے اُبلتا ہے۔

سیب کی روایت: ابن شہر آشوب نے کتاب مناقب میں جناب اُمّ سلمہ سے روایت کی ہے کہ ایک دن جبرئیل جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں بصورت دحیہ کلبی آ کر بیٹھے، ناگاہ امام حسنؑ اور امام حسین علیہما السّلام وہاں تشریف لائے چونکہ حضرت جبرئیل دحیہ کلبی کی شکل اختیار کئے ہوئے تھے، اس لئے دونوں شہزادے

ان کے پاس آکر میوے ڈھونڈنے لگے جب حضرت جبرئیل ان کے مطلب کو سمجھے اپنا ہاتھ سوئے آسمان بلند کیا، اور ایک سیب، اور ایک بہی اور ایک انار لے کر حسنین علیہما السّلام کو دیا، جب ان شہزادوں نے دیکھا تو نہایت خوش ہوئے اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لے گئے حضرت نے ان میووں کو لے کر سونگھا اور فرمایا اپنی ماں کے پاس لے جاؤ اور اگر پہلے اپنے باپ کے پاس لے جاؤ تو بہتر ہے پس حسنینؑ بموجب ارشاد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ان میووں کو اپنے پدر و مادر کی خدمت میں لے گئے مگر کسی نے ان میووں سے تناول نہ کیا یہاں تک کہ جناب رسالت مآبؐ تشریف لائے اُس وقت سب اہلبیتؑ نے تناول کیا اور جس قدر اہلبیتؑ تناول کرتے تھے کچھ ان میں سے کم نہ ہوتا تھا سب میوے اپنے حال پر رہے یہاں تک کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُنیا سے رحلت فرمائی۔ حضرت امام حسین علیہ السّلام نے فرمایا: بعد وفات رسولؐ خدا وہ میوے اہلبیت کے پاس تھے اور کچھ تغیر و نقصان ان میں نہ ہوا یہاں تک کہ جناب فاطمہؑ شہید ہوئیں پس انار غائب ہو گیا جب جناب امیرؑ شہید ہوئے بہی بھی غائب ہو گئی فقط سیب باقی رہ گیا یہاں تک کہ وہ سیب حضرت امام حسنؑ کے پاس رہا جب حضرت بھی زہر دغا سے شہید ہوئے سیب کو کچھ آسیب نہ پہنچا۔ امام حسین علیہ السّلام فرماتے ہیں: کربلا میں وہ سیب میرے پاس تھا اور جب پیاس مجھ پر بہت غلبہ کرتی تھی تو میں اس سیب کو سونگھتا تھا اس لئے کہ اس کی بو سے شدّت تشنگی میں کچھ کمی ہوتی تھی حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ میں نے یہ کلام اپنے پدر بزرگوار سے ایک ساعت قبل شہادت سُنا۔ جب وہ جناب شہید ہوئے ہر چند اس سیب کو تلاش کیا نہ پایا مگر اس کی خوشبو مقتل سے آتی تھی اور جب مرقد مطہر امام مظلوم کی زیارت سے مشرف ہوتا ہوں، اس سیب کی خوشبو سونگھتا ہوں اور جو شخص ہمارے شیعوں سے وقتِ سحر زیارت مرقد مطہر سے مشرف ہو، بوئے سیب اس کے مشام میں آئے گی۔

حبیب اور میثم تمار کی گفتگو :۔ رجال کشی میں فضیل بن زبیر سے روایت ہے اس نے کہا، ایک دن میثم تمار کوفہ میں گھوڑے پر سوار چلے جا رہے تھے حبیب بن مظاہر مجلس بنی اسد سے اُٹھ کر میثم تمار کے استقبال کو گئے اور دیر تک آپس میں باتیں کیا کئے۔ حبیب نے کہا گویا میں دیکھتا ہوں ایک مرد پیر کو جس کے سر کے آگے بال نہیں ہیں اور وسیع البطن

ہے دار رزق کے پاس خربوزے بیچتا ہے اس کو بیٹے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اہلبیت و ذرّیت کی محبت میں سولی دیں گے اور اس کا پیٹ شق کریں گے۔ میثم تمار نے کہا: میں بھی پہچانتا ہوں اُس مرد سُرخ رنگ کو جو دو کاکل رکھتا ہے اور نصرت سبط رسول اللہ کے لئے نکلا ہے اور شہید ہوا ہے اور اس کا سر کوچہ ہائے کوفہ میں پھرایا جا رہا ہے۔ پھر دونوں بزرگوار جدا ہو کر اپنے اپنے مقام پر گئے۔ لوگوں نے کہا کہ ہم نے کسی کو ان دونوں سے زیادہ جھوٹا نہیں دیکھا۔ راوی کہتا ہے کہ لوگ ابھی متفرق نہ ہوئے تھے کہ رشید ہجری ان دو بزرگواروں کی تلاش میں آئے اور اہل مجلس سے ان کا حال پوچھا انھوں نے کہا کہ یہ دونوں ابھی یہاں سے گئے ہیں اور آپس میں ایسی باتیں کرتے تھے۔ رشید ہجری نے کہا خُدا رحمت کرے میثم تمار پر جو کچھ انھوں نے کہا سچ کہا لیکن وہ اس قدر بھول گئے کہ جو شخص اس مرد سُرخ رنگ کا سر لائے گا سو درہم اس کے انعام میں زیادہ دیئے جائیں گے۔ یہ کہہ کر رشید ہجری چلے گئے۔ اہل مجلس نے کہا: خُدا کی قسم یہ شخص ان دونوں سے بھی زیادہ جھوٹا ہے۔ کہتے ہیں کہ چند روز کے بعد ہم نے دیکھا کہ میثم تمار کو دروازہ عمرو بن حریث کے سامنے دار پر کھینچا گیا ہے اور چند روز کے بعد ایک ملعون حبیب بن مظاہر کا سر لایا۔ اور جو کچھ ان بزرگوں نے فرمایا تھا سب ہم نے آنکھوں سے دیکھا۔ حبیب ان متّقی شخصوں سے تھے جنھوں نے فرزند رسولؐ کی نصرت کی اور وہ مصیبتیں جو سختی میں مانند کوہ آہن تھیں اپنے اوپر گوارا کیں۔ راہِ خدا میں زخمہائے تیرہ و شمشیر اپنے سر و سینہ پر لئے۔ باوجودیکہ اشقیا راہ مکر و عذر امان دیتے رہے اور مال و زر دینے کا وعدہ کرتے رہے لیکن حبیب نے آخر وقت تک ان کی پیشکش یہ کہہ کر حقارت سے ٹھکرا دی کہ اگر امام حسین علیہ السّلام شہید ہوں اور ہم زندہ رہیں اور ایک رمق جان ہمارے بدن میں باقی رہ جائے تو بروز قیامت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے کوئی عذر نہ ہو سکے گا اور کسی طرح حضرت کی نصرت و یاری سے ہاتھ نہ اُٹھایا یہاں تک کہ حضرت کے سامنے شہید ہوئے۔

حبیبؓ و بُریرؓ کا مزاح :۔ جس وقت حبیب ابن مظاہر اسدی نے بُریر بن حضین ہمدانی سے مزاح کیا بُریر نے کہا اے حبیب! یہ وقتِ مزاح نہیں ہے۔ حبیبؓ نے کہا: اس وقت سے بہتر کون سا وقت ہوگا کیونکہ ہمارے اور حوران جنّت کے درمیان بس اتنا فاصلہ رہ گیا ہے، یہ لوگ اپنی تلواریں لے کر ہم پر

ٹوٹ پڑیں۔

کتاب کافی میں حکم بن عتیبہ سے مروی ہے کہ جب امام حسین علیہ السّلام منزل ثعلبیہ پر پہنچے، ایک شخص نے آکر سلام کیا۔ حضرت نے پوچھا تو کس شہر کا باشندہ ہے۔ عرض کیا کوفہ کا۔ حضرت نے فرمایا اگر تو مدینہ میں ہمارے پاس آتا تو ہم آثار جبرئیل سے تجھے مطلع کرتے کہ کس راستہ سے وہ ہمارے گھر میں داخل ہوتے تھے اور کیونکر وحی الٰہی ہمارے جد بزرگوار کے پاس پہنچاتے تھے۔ اے مردِ کوفی! آیا ہو سکتا ہے کہ چشمۂ آبِ حیوان و علم و عرفاں تو ہمارے گھر میں ہو اور علوم الٰہی کو اور لوگ جانیں اور ہم نہ جانیں۔

واقعات شہادتِ امام حسینؑ

واقعۂ کربلا بہ طریق شیخ مفید علیہ الرّحمہ

شیخ مفید علیہ الرّحمہ نے کتاب ارشاد میں کلبی اور مدائنی سے اور دیگر اصحاب سیر سے روایت کی ہے۔ جب حضرت امام حسنؑ نے اس دارِ فانی سے بہشت جاودانی کی طرف رحلت فرمائی تو باشندگانِ عراق جوش و حرکت میں آئے اور ایک نامہ خدمتِ امام حسین علیہ السّلام میں اس مضمون کا لکھا کہ ہم معاویہ کو خلافت سے معزول کرکے آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ حضرت نے اس وقت اس امر میں مصلحت نہ جانی اور انکو اس امر سے منع کیا، فرمایا! میرے اور معاویہ کے درمیان ایسے عہد و پیمان ہیں۔ کہ تا انقضائے مدّت انکا توڑنا جائز نہیں۔ جب معاویہ پندرہویں رجب ۶۰ھ ہجری میں فوت ہوا، یزید پلید نے ایک نامہ ولید بن عتبہ بن ابوسفیان کو جو معاویہ کی طرف سے حاکم مدینہ تھا۔ لکھا کہ تو امام حسینؑ سے میرے لئے بیعت لے۔ اور اس امر میں ہرگز مہلت اور تاخیر نہ کر۔ ولید نے اسی شب ایک آدمی حضرت امام حسینؑ کے بلانے کو بھیجا۔

امام کا ولید کے دربار میں جانا

حضرتؑ کو بہ علمِ امامت معلوم ہوگیا کہ کس لئے بلایا ہے۔ پس حضرت نے اپنے اصحاب و انصار کو جمع کرکے فرمایا۔ اپنے ہتھیار زیبِ بدن کرلو۔ اور ارشاد کیا: ولید نے مجھے اس وقت بلایا ہے۔ اور میں جانتا ہوں وہ مجھے ایسے امر پر مجبور کرے گا کہ میں اسکو قبول نہ کرونگا۔ اور میں اس سے ایمن نہیں ہوں۔ تم سب میرے ساتھ چلو۔ اور جب میں اسکے گھر میں داخل ہوں تم سب دروازے پر مسلّح کھڑے رہنا، اگر میری آواز بلند ہو، تم بے تامّل اندر چلے آنا، تاکہ اس کی شر سے مجھے محفوظ رکھو۔ جب حضرتؑ، مجلسِ ولید میں تشریف لے گئے، دیکھا ولید مروان کے ساتھ تنہا بیٹھا ہے۔ حضرت امام حسینؑ اس کے پاس جا کر بیٹھے۔ ولید نے اسوقت خبرِ مرگِ معاویہ، حضرتؑ کو سنائی۔ حضرتؑ نے فرمایا: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پھر ولید نے نامۂ یزید پڑھا۔ حضرتؑ نے سن کر فرمایا۔ اے ولید! میں جانتا ہوں، تو راضی نہ ہوگا۔ اِس بات پر کہ میں پوشیدہ یزید سے بیعت کروں، بلکہ تو چاہے گا کہ علانیہ لوگوں کے سامنے مجھ سے بیعت لے، تاکہ لوگ آگاہ ہوں، ولید نے کہا: البتّہ حکمِ یزید یہی ہے۔ حضرت نے فرمایا: آج کی شب مہلت دے تاکہ میں اپنے اہلِ بیت سے اِس امر میں مشورہ کروں اور تو بھی اس امر میں فکر کر۔ ولید نے کہا: کیا مضائقہ ہے، آپ تشریف لے جائیے، کل جس وقت لوگ جمع ہوں، اُس وقت تشریف لایئے۔ مروان نے کہا: اے ولید! واللہ اگر اس وقت حضرت چلے گئے اور تو نے بیعت نہ لی، تو پھر تیرا مقدور اور دسترس نہ ہوگا کہ بیعت لے سکے، مگر جب تک کہ طرفین سے خوب کشت و خون نہ ہو۔ پس مناسب یہی ہے کہ حضرتؑ کو اس وقت یہاں سے جانے نہ دے۔ جب تک کہ بیعت نہ کریں اور اگر بیعت سے اِنکار کریں تو اِن کو قتل کر۔ حضرتؑ یہ کلام سن کر غصّہ میں آئے۔ اور فرمایا: یابن الزّرقاء! اے فرزندِ زنِ زناکار! تو مجھ کو قتل کریگا! بخدا تو جھوٹا اور گنہگار ہے، کوئی تم دونوں سے مقدور نہیں رکھتا کہ مجھے قتل کر سکے، اس کے بعد حضرتؑ وہاں سے تشریف لائے، اور اپنے اصحاب و انصار کے ساتھ دولت سرا کو مراجعت فرمائی۔ سیّد ابنِ طاؤس رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ یزید نے ایک نامہ ولید کو لکھا مضمونِ نامہ یہ تھا کہ اہلِ مدینہ سے خصوصًا حسین ابن علی علیہما السّلام سے میرے لئے بیعت لے۔ اگر وہ بیعت سے اِنکار کریں، تو ان کا سر میرے پاس بھیجدے۔ جب یہ نامہ ولید کو پہنچا، اُس نے مروان کو بلاکر اس امر میں مشورہ کیا۔ مروان نے کہا: کہ حضرت امام حسینؑ بیعتِ یزید قبول نہ کریں گے اور اگر میں تیری جگہ حاکم ہوتا تو ان کو قتل کرتا۔ ولید نے کہا: کاش! میں شکمِ مادر سے متولّد نہ ہوتا۔ پھر ولید نے حضرتؑ کو بلایا،

حضرت تینتیس شخص اپنے اہلِ بیت و انصار سے ہمراہ لیکر ولید کے پاس تشریف لے گئے۔ اِسکے بعد سیّد ابنِ طاؤسؒ نے کلام کو اس مقام تک پہنچایا کہ حضرت امام حسینؑ مروان کے کلام نافرجام سے برہم ہوئے اور غصّہ میں آکر فرمایا: وائے تجھ پر اَے فرزندِ زانیہ کبود چشم! تو مجھے قتل کر سکتا ہے؟ بخدا تو کاذب و آثم ہے۔ پھر حضرتؑ نے ولید کی طرف دیکھ کر فرمایا: اَیُّهَا الْاَمِیْرُ! اِنَّا اَهْلُ بَیْتِ النُّبُوَّةِ وَ مَعْدَنُ الرِّسَالَةِ وَ مُخْتَلَفُ الْمَلَائِكَةِ بِنَا فَتَحَ اللّٰهُ وَ بِنَا خَتَمَ وَ یَزِیْدُ رَجُلٌ فَاسِقٌ شَارِبُ الْخَمْرِ قَاتِلُ النَّفْسِ الْمُحَرَّمَةِ مُعْلِنٌ بِالْفُسُوْقِ وَ مِثْلِیْ لَا یُبَایِعُ مِثْلَهٗ وَلٰكِنْ نُصْبِحُ وَ تُصْبِحُوْنَ وَ نَنْظُرُ اَیُّنَا اَحَقُّ بِالْبَیْعَةِ وَ الْخِلَافَةِ۔

اَے امیر! ہم اہلِ بیت نبوّت اور معدنِ رسالت ہیں، فرشتے ہمارے گھر میں نازل ہوتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے ہم سے دُنیا کا آغاز کیا۔ اور ہم ہی پر اسکا خاتمہ کرے گا۔ اور یزید فاسق و شراب خور ہے۔ خونِ ناحق بہاتا ہے۔ علانیہ فسق و فجور کا مرتکب ہوتا ہے۔ پس مجھ سا شخص ایسے فاسق کی ہرگز بیعت نہیں کر سکتا۔ اَے ولید! تو بھی صبح ہونے کا انتظار کر، اور میں بھی انتظار کروں، کل صبح کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ بیعت و خلافت کا کون زیادہ حقدار ہے۔ یہ فرما کر حضرتؑ باہر تشریف لائے۔

ابنِ شہر آشوب نے لکھا ہے: یزید نے ولید کو لکھا، کہ امام حسینؑ اور عبداللہ ابنِ عمر اور عبداللہ ابنِ زبیر اور عبدالرحمٰن ابن ابوبکر سے میرے لئے بیعت لینی چاہیئے۔ ان کو مہلت نہ دے۔ اور ان کا کوئی عُذر قبول نہ کر۔ جو کوئی ان میں سے بیعت سے انکار کرے اُسے قتل کر کے اس کا سر میرے پاس بھیج دے۔ جب یہ خط ولید کو پہنچا، اس نے مروان ابنِ حکم سے مشورہ کیا۔ مروان نے کہا، میری صلاح یہ ہے کہ ابھی وفاتِ معاویہ کی انہیں اطلاع نہیں ہے۔ لہٰذا ان کو جلد بُلا کر بیعت لے لے۔ ولید نے ان کو طلب کیا۔ اسوقت سب روضۂ منوّر جناب رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں جمع تھے۔ جب پیغام ولید کا سُنا، تو عبداللہ ابنِ عمر اور عبدالرحمٰن ابنِ ابوبکر نے کہا: ہم اپنے گھروں کو جاتے ہیں۔ اور دروازے بند کر کے بیٹھ رہتے ہیں۔ عبداللہ ابنِ زبیر نے کہا: مَیں ہرگز یزید سے بیعت نہ کرونگا، حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: مجھے ضرور اس کے پاس جانا چاہیئے۔ اِس کے بعد ابنِ شہر آشوب نے قریب بروایت سابقہ ذکر کیا ہے۔ شیخ مفید رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے۔ جب حضرت امام حسین علیہ السّلام، ولید کے پاس سے باہر تشریف لائے، مروان نے ولید سے کہا: تو نے میرے کہنے پر عمل نہ کیا۔ قسم خدا کی اب کبھی تجھ کو حسینؑ پر دست رَس نہ ہوگا۔ ولید نے کہا: وائے

تجھ پر ایسی رائے تو نے میرے لئے پسند کی کہ دین و دُنیا میں میری ہلاکت کا باعث ہو۔ قسم بخدا! اگر تمام دُنیا اور مالِ دُنیا میرے ہاتھ آوے تو راضی نہ ہوں گا کہ خونِ حسینؑ میں شریک ہوں۔ سبحان اللہ، اَے مروان! تو راضی ہے کہ مَیں حسینؑ کو اِس بات پر قتل کروں کہ وہ یزید کی بیعت کریں۔ قسم خدا کی، جو کوئی ان کے خون میں شریک ہوگا، کوئی حسنہ اس کیلئے بروز قیامت، خدا کے پاس نہ ہوگا۔ سب حسنات اس کے اعمال سے محو ہو جائیں گے۔ مروان نے کہا: اگر اس واسطے تو نے اس اَمر کو نہ کیا تو خوب کیا، مگر دل میں اِس بات پر راضی نہ تھا۔

سیّد ابنِ طاؤس علیہ الرّحمہ نے کہا ہے: جب صبح ہوئی حضرت امام حسین علیہ السّلام دولت سرا سے نکلے، تاکہ کوئی خبر معلوم ہو۔ ولید نے کیا قرار دیا۔ اثنائے راہ میں مروان نے حضرتؑ کو دیکھا، عرض کرنے لگا: یا حضرتؑ! میرا کہنا مانیئے اور میری نصیحت قبول فرمایئے حضرتؑ نے فرمایا، بیان کر، تاکہ مَیں سُنوں کیا نصیحت ہے۔ عرض کیا: یزید کی بیعت کیجئے آپکے دین اور دُنیا کے لئے بہتر ہے۔ حضرتؑ نے جواب میں فرمایا: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ط ایسے اِسلام پر سلام ہے کہ یزید سے فاسق کی بیعت کی جائے مَیں نے اپنے بزرگوار سے سُنا ہے، کہ خلافت اولادِ ابوسفیان پر حرام ہے۔ اس کے بعد بہت سی باتیں حضرت امام حسینؑ اور مروان میں ہوئیں۔ آخر میں وہ غصّہ ہو کر چلا گیا۔ جب دوسرا دِن ہوا، تو حضرتؑ تیسری شعبان سنہ ۶۰ھ ہجرتِ نبوی سے مکّہ معظّمہ کو روانہ ہوئے اور بقیّہ ایّام شعبان اور تمام رمضان اور شوّال اور ذیقعدہ مکّہ معظّمہ میں رہے۔

شیخ مفید علیہ الرّحمہ نے کہا ہے۔ اس شب کو حضرتؑ اپنی دولت سرا میں رہے۔ وہ شب شنبہ ستائیسویں رجب سنہ ۶۰ھ ہجری تھی۔ ولید نے ابنِ زبیر سے بھی بیعتِ یزید کے لئے تاکید کی۔ اِسی شب ابنِ زبیر مدینہ سے نکل کر مکّہ معظّمہ کو روانہ ہوا۔ صبح ہوئی تو ولید کو خبر پہونچی، اس نے بنی اُمیّہ میں سے ایک شخص کو اسّی سوار دے کر ابنِ زبیر کے تعاقب میں بھیجا۔ عبداللہ ابنِ زبیر چونکہ غیر مشہور راہ سے گیا تھا۔ ہرچند اسکی تلاش میں سرگرداں ہوئے نہ پایا، اور پھر آئے جب آخر روز شنبہ ہوا۔ ولید نے ایک شخص کو حضرتؑ کی خدمت میں بھیجا اور اَمرِ بیعت میں تاکید کی۔ فرمایا: صبر کر آج کی شب اس اَمر میں فکر کروں، ولید نے ایک شب مہلت دی۔ حضرتؑ اسی شب کو، شبِ یکشنبہ اٹھائیسویں رجب کی تھی، مدینہ منوّرہ سے متوجّہ مکّہ معظّمہ ہوئے، اور اپنے فرزند اور بھائی بھتیجوں کو اور اپنے خواہرانِ محترم اور اہلِ بیت اطہار کو ساتھ لئے ہوئے گئے۔ مگر محمّد بن حنفیّہ رحمۃ اللہ تعالیٰ مدینہ میں

رہ گئے۔ اور جب محمدؐ بن حنفیہ نے سُنا کہ حضرتؑ مدینہ سے سفر کیا چاہتے ہیں، اور معلوم نہ تھا کہ حضرتؑ کہاں جاتے ہیں، یہ سُن کر حضرتؑ کی خدمت میں آئے، عرض کیا اَے بھائی: آپؑ میرے نزدیک تمام خلق سے زیادہ عزیز ہیں، اور آپ کو سب سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں مجھے لازم ہے، جو اَمر آپ کے حق میں مناسب ہو عرض کروں، میرے نزدیک آپکے لئے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعیتِ یزیدؔ سے کنارہ کیجیے، شہروں کو چھوڑ جنگل میں رہنا اِختیار کیجئے سفیروں کو بھیج کر لوگوں کو اپنی طرف دعوت کیجئے۔ اگر لوگ جمع ہو جائیں، اور بعیت اختیار کریں، تو حمد اَور شکرِ الٰہی بجا لائیے۔ اس وقت جو کچھ منظور خاطر ہو عمل میں لائیے۔ اگر لوگ آپ کی اطاعت نہ کریں اور دوسرے کے پاس جمع ہوں، تو کوئی نقصان آپ کے عقل و دین میں نہ ہوگا، اور مروّت و فضیلت آپ کی کم نہ ہوگی، مَیں ڈرتا ہوں، آپ کسی شہر میں وارد ہوں اَور باشندے وہاں کے مختلف ہوں۔ ایک گروہ آپ کی اطاعت کرے دوسرا مخالفت اَور نوبت بجنگ وجدال پہنچے۔ وجود ذی جود حضرتؑ مع اَہلِ بیت اَظہار معرضِ تلف میں آئے۔ حضرتؑ نے یہ سن کر فرمایا: تمہیں تجویز کرو کہ مَیں کہاں رہوں۔ محمدّ بن حنفیہؔ نے عرض کیا: اگر ہو سکے تو مکّہ مکرّمہ میں توقف کیجیئے گا۔ اگر اَہلِ مکّہ آپ سے بے وَفائی کریں تو صحرا و کوہستان چلے جائیے، اَور ایک شہر سے دوسرے شہر کو جائیے۔ اِس قدر اِنتظار کیجئے کہ لوگوں کی حالت معلوم ہو۔ اَیسی صورت میں آپ کی رائے صائب اور تدبیر کامل ہوگی۔ حضرت نے فرمایا: اَے بھائی! تم نے جو حق نصیحت اور خیر خواہی تھا، ادا کیا۔ امّید رکھتا ہوں کہ تمہاری رائے دُرست واُستوار ہوگی۔

محمدّ بن ابو طالب موسوی نے کہا ہے۔ جب نامۂ یزید پلید دَر باب قتل حضرت امام حسین علیہ السّلام بنامِ ولید پہنچا، اس نے بہت محزون ہو کر کہا: خدا نہ کرے کہ مَیں حضرت امام حسینؑ کے خون میں شریک ہوں۔ مَیں ہرگز انھیں قتل نہ کروں گا اگرچہ یزید تمام دُنیا مجھکو دے ڈالے۔ حضرت امام حسینؑ اس شب دَولت سَرا سے روضۂ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم پر گئے اور عرض کیا، السّلام علیک یا رسولَ اللہ! اَنَا الْحُسَیْنُ بْنُ فَاطِمَۃَ فَرْخُکَ وَابْنُ فَرْخِکَ وَسِبْطُکَ الَّذِیْ خَلَّفْتَنِیْ فِیْ اُمَّتِکَ فَاشْہَدْ عَلَیْہِمْ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَنَّہُمْ قَدْ ضَیَّعُوْنِیْ وَخَذَلُوْنِیْ۔ یعنی مَیں ہوں حسینؑ (نواسہ آپ کا) آپ مجھ کو، اپنی اُمّت کو امانتاً سپرد کر گئے تھے، اور خلیفہ و جانشین اَپنا بنا گئے تھے، آپ گواہ رہیے کہ انھوں نے میری نُصرت و یاری نہ کی اَور مجھے تنہا چھوڑ دیا، اور میری حرمت کی

مطلق رعایت نہ کی۔ یہ شکایت آپ سے ہے جب تک مَیں آپ سے ملاقات کروں۔ یہ فرما کر حضرتؑ مشغولِ نماز ہوئے اور صبح تک اَپنے جدِّ بزرگوار کے مَرقدِ منوّر پر عبادت میں مصروف رہے اَور پیہم رکوع و سجود میں مشغول تھے۔ اِس شب وَلید نے ایک شخص کو حضرت کی دَولت سَرا پر بھیجا، تاکہ دیکھے کہ حضرتؑ مدینۂ منوّرہ سے کوچ کر گئے یا نہیں۔ چونکہ حضرتؑ اَپنے جَدِّ بزرگوار کی قبرِ مطہّر پر گئے ہوئے تھے۔ حضرتؑ کو گھر میں نہ پایا، اُس نے ولید کو خبر دی کہ حضرتؑ گھر پر تشریف نہیں رکھتے، ولید نے سُن کر کہا: مَیں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ حضرتؑ شہر سے کوُچ کر گئے اَور مَیں اُنکے خون میں آلودہ نہ ہوا۔ جب صبح ہوئی، حضرتؑ دولت سَرا میں تشریف لائے۔ جب دوسری شب ہوئی تو پھر حضرتؑ روضۂ رسولؐ میں وِداع کو گئے، اور متّصل ضریح اقدس کھڑے ہو کر کئی رکعت نماز پڑھی، جب فارِغ ہوئے، فرمایا: خداوندا! یہ قبر تیرے پیغمبرؐ کی ہے، اور مَیں تیرے پیغمبرؐ کا نواسہ ہوں، مجھے جو اَمر دَرپیش ہوا ہے تو اُسے خوب جانتا ہے۔ خداوندا! مَیں نیک باتوں کو دوست رکھتا ہوں۔ بُری باتوں کو دشمن رکھتا ہوں۔ سوال کرتا ہوں تجھ سے اَے صاحبِ جلال و اِکرام، بحرمتِ قبر و صاحبِ قبر، کہ میرے لئے وہ چیز اِختیار کر جس میں تیری اور تیرے رسولؐ کی خوشی ہو۔ یہ فرما کر حضرتؑ تا صبح تضرّع وزاری اَور مناجات درگاہِ باری تعالیٰ میں مشغول رہے۔ جب طلوعِ صبح کا وقت نزدیک ہوا۔ حضرت نے اَپنا سرِ مبارک اَپنے جدِّ بزرگوار کی ضریح مقدس پر رکھا۔ اس وقت امامؑ مظلوم کو نیند آگئی۔ خواب میں دیکھا کہ جناب رسالت مآبؐ تشریف لائے ہیں۔ اَور بے شمار ملائکہ اِحاطہ کئے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ پیغمبرِ خدا نے حسینؑ کو اَپنے سینے سے لگایا۔ اور پیشانیٔ پُرنور کے بوسے لئے اور فرمایا: اَے حبیب میرے! اَے حسینِؑ شہید! قریب ہے کہ صحرائے کربلا میں تیرا سر بدن سے جدا کریں گے اور تو اَپنے خون میں اس گروہ کے نرغہ میں لوٹ رہا ہوگا۔ جو یہ دعویٰ کریں گے کہ وہ میری اُمّت سے ہیں، تو اُس وقت پیاسا ہوگا، وہ اَشقیاء تجھ کو پانی نہ دیں گے۔ باوجود اس ظلم کے مجھ سے اُمیّدِ شفاعت رکھیں گے۔ حق تعالیٰ ان کو بروزِ قیامت میری شفاعت سے محروم رکھے۔ اَے حبیب میرے حسینؑ! باپ تمہارے علیؑ مرتضیٰ اَور ماں تمہاری فاطمہ زہراؑ اَور بھائی تمہارے حسنؑ مجتبیٰ میرے پاس آئے اور تمہاری ملاقات کے مشتاق ہیں۔ اَے فرزند دلبند! تیرے لئے بہشت میں منازل، اور مراتب ہیں جن کو بغیر حصولِ شہادت نہیں پاسکتا۔ حضرت امام حسینؑ نے حالتِ خواب اَز روئے تضرّع وزاری بہ نگاہِ حسرت اَپنے جدِّ امجد کی طرف دیکھ کر اِستدعا کی: یَا جَدَّاہُ لَا حَاجَۃَ لِیْ فِی الرُّجُوْعِ اِلَی الدُّنْیَا فَخُذْنِیْ اِلَیْکَ وَاَدْخِلْنِیْ مَعَکَ فِیْ قَبْرِکَ۔ اَے

امام حسینؑ کا قبرِ رسولؐ سے وداع ہونا

نانا! مجھے دُنیا میں جانے کی حاجت نہیں ہے، مجھے اپنے ساتھ قبر میں لے لیجئے۔ جناب رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ کلام جگرخراش سُن کر فرمایا: اَے فرزند! بغیر دنیا کے چارہ نہیں ہے۔ مرتبۂ شہادت پر فائز ہو کر سعادت اَبدی حاصل کرو، اور تم مع اپنے باپ، ماں اور چچا جعفر طیّار و حضرت حمزہ کے ایک جگہ بروزِ قیامت محشور ہو گے اور ساتھ ہی بہشت میں داخل ہو گے۔ پس حضرتؑ یہ خواب دیکھ کر پریشانِ حال و مرعوب بیدار ہوئے، اور دولت سرا میں آئے۔ جو کچھ حضرتؑ نے خواب میں دیکھا تھا، اَہلِ بیتِ اطہار اور فرزندانِ عبدالمطّلب سے بیان کیا۔ اس دن کوئی گھر مشرق اور مغرب میں ایسا نہ تھا: کہ حزن اور اندوہ ان کا اندوہِ اَہلِ بیتِ رسُول سے، اور گریہ ان کا گریۂ اَہلِ بیت سے زیادہ ہو۔ راوی کہتا ہے کہ حضرتؑ سیّدالشّہداء نے تہیّہ سفرِ مکّہ معظّمہ کیا۔ اَور رات کو حضرتؑ اپنی مادرِ گرامی جناب فاطمہؑ اور بھائی حَسَنؑ مجتبیٰ کے مرقدِ مطہّر پر تشریف لے گئے۔ رات بھر ان مزاروں سے وِداع ہوتے رہے، صبح کے وقت گھر تشریف لائے، اور قصدِ سفر کیا۔ اس وقت محمّدبن حَنَفیّہ، حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا۔ اَے برادرِ بزرگوار! آپ میرے لئے عزیز ترین خلائق ہیں اَور میں سب سے زیادہ آپ کو دوست رکھتا ہوں، مجھے لازم ہے کہ جس کام میں حضرتؑ کی بہتری ہو عرض کروں اور کیونکر عرض نہ کروں، حالانکہ آپ میرے برادرِ بزرگوار ہیں، اور بمنزلہ جان و دل اور آنکھوں کے آپ کو عزیز رکھتا ہوں، اور آپ بزرگ ترین اَہلِ بیتِ رسالت ہیں، اور امام و پیشوا ہیں۔ اطاعت آپ کی مجھ پر واجب ہے، اور حق تعالیٰ نے آپ کو مجھ پر شرف اور فضیلت عطا کی ہے، اور حق سُبحانہٗ تعالیٰ نے آپ کو بہترین جوانانِ بہشت کیا ہے۔ محمّدابن اَبی طالب نے اس حدیث کے بقیّہ کو مثل حدیث سابق ذکر کیا ہے، اس مقام تک، کہ محمّدابن حَنَفیّہ نے حضرتؑ سے عرض کیا، کہ مکّہ معظّمہ کی طرف تشریف لے جایئے۔ اگر وہاں آپ کو اطمینان حاصل ہو تو وہاں توقّف فرمایئے۔ اگر اَہلِ مکّہ آپ سے بدسلوکی کریں تو بلادِ یمن میں تشریف لے جایئے وہاں کے باشندے آپکے جدِّ بزرگوار کے انصار اور آپ کے پدرِ عالی مقدار کے شیعہ ہیں۔ ان کے دِل رحیم ہیں۔ مہربان ترین مرَدُم ہیں، شہران کے وسیع ہیں۔ اگر وہاں اِطمینان ہو اَور کوئی معترضِ حال نہ ہو تو اَقامت فرمایئے، اَور اگر وہاں بھی آپ کو مہلت نہ دیں تو جانبِ صحرا و کوہستان چلے جایئے، اور ایک شہر سے دوسرے کو جایئے۔ منتظرِ فرصت رہیئے، یہاں تک کہ حق تعالیٰ ہمارے اور فاسقوں کے درمیان حکم فرمایئے۔ حضرتؑ نے فرمایا: واللہ اَے برادر! اگر میں کہیں جائے پناہ نہ پاؤنگا تو بھی ہرگز بیعتِ یزید نہ کروں گا۔ محمّد بن حَنَفیّہ نے یہ سُن کر کلام کو قطع کیا اَور رونے لگے۔ حضرتؑ بھی

ایک ساعت ان کے ساتھ رویا کئے۔ پھر فرمایا: اَے بَرادَر! خُدا تم کو جزائے خیر دے تم نے مجھ کو نصیحت کی اور جو حقِ خیرخواہی تھا اَدا کیا۔ اَب میں نے مکّہ معظّمہ کا عزم کیا ہے۔ اَور مُہیّائے سفر ہوا ہوں، اَور اپنے بھائی بھتیجوں اَور اپنے شیعوں کو جن کا کام میرا کام ہے، اَور ان کی رائے میری رائے ہے، اپنے ساتھ لئے جاتا ہوں، اگر تمہیں منظور ہو تو مدینہ میں مثل جاسوس رہو، اور جو کچھ روداد یہاں کی ہو مجھے لکھا کرو۔ اِس کے بعد حضرتؑ نے دوات و کاغذ طلب کیا، اور وصیّت نامہ اِس مضمون کا لکھا: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِؕ یہ وصیّت نامہ ہے حُسینؑ ابنِ علیؑ ابن ابیطالب کا، میرے بھائی محمّد کی طرف (جو معروف بہ ابنِ حَنَفیّہ ہیں) بدرستیکہ حسینؑ گواہی دیتا ہے کہ محمّد رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) اور بندۂ خدا ہیں۔ بحق و رَاستی ہدایت خلق کے لئے مبعوث ہوئے، اور گواہی دیتا ہوں کہ بہشت و دُوزخ حق ہے اور بے شک قیامت آنے والی ہے، حق تعالےٰ بروزِ قیامت سب کو قبروں سے محشور کرے گا بتحقیق کہ میں از راہِ طغیان و فساد سفر نہیں کرتا، بلکہ اس لئے عازمِ سفر ہوا ہوں۔ کہ اِصلاحِ اُمّتِ جدِّ بزرگوار کروں، اَمر کروں نیک بات کا منع کروں اَفعالِ بد سے اور عمل کروں اپنے جدِّ بزرگوار سیّدِ اَنبیاء اور اپنے پدرِ عالی مقدار سیّدِ اَوصیاء کی سیرت پر جو شخص میرا حکم قبول کریگا حق تعالیٰ اُسے جزائے خیر عطا کریگا جو انحراف کرے گا میں صبر کرونگا، جبتک کہ خدا درمیان میرے اور اس گروہ کے بحق و راستی حکم کرے گا اور خدا اَحکمُ الحاکمین ہے۔ اَے برادر! یہ میری وصیت ہے اور خدا کے علاوہ کوئی توفیق دینے والا نہیں اور اسی پر توکّل اور اسی کی جانب بازگشت ہے۔" اس کے بعد حضرتؑ نے وصیّت نامہ لپیٹا اور مُہر فرما کر محمّد بن حَنَفیّہ کو دیا اور وِداع کیا اَور وقتِ شب حضرتؑ نے کوچ فرمایا۔

محمّد ابنِ اَبوطالب نے کہا ہے کتاب وسائل میں محمّد بن یعقوب کُلَینی نے رِوایت کی ہے کہ ایک دن حمزہ ابن حمران نے حضرت اِمام جعفر صادقؑ سے عرض کیا، یامَولا اِمام حسَین علیہ السّلام جس وقت متوجّہ سفرِ عراق ہوئے تو محمّد بنِ حَنَفیّہ کیوں ساتھ نہ گئے؟ فرمایا: تجھ سے ایک ایسی بات کہتا ہوں کہ پھر اس طرح کا تُو سوال نہ کرے گا، اَے حمزہ! وقتِ سفر حضرت نے کاغذ طلب فرما کر یہ لکھا: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِؕ یہ نامہ ہے حسینؑ ابنِ علیؑ ابنِ اَبی طالب کا، اَولادِ ہاشم کے نام۔ اَما بَعد بدرستیکہ جو کوئی مجھ سے آکر ملحق ہوگا، شہید ہوگا، اور جو مجھ سے تخلّف کرے گا، فتح و فیروزی نہ پائے گا۔" والسّلام۔

محمّد بن اَبی طالب نے کہا کہ شیخ مُفیدؒ نے اپنی سَنَد سے حضرت جعفر صادق علیہ السّلام

محمّد بن حَنَفیّہ کے مدینہ میں رُکنے کی وجہ

امام حسینؑ کا وصیتنامہ

ملائکہ کا نصرت حسینؑ کو آنا

سے روایت کی ہے۔ جب جناب سیّد الشہداءؑ نے مدینہ منوّرہ سے کوچ فرمایا' افواجِ ملائکہ سامانِ حرب سے آراستہ اور مسلّح بہ شمشیر و نیزہ ناقہ ہائے بہشت پر سوار آسمان سے نازل ہوئے' اور خدمتِ امام میں حاضر ہو کر سلام کیا اور کہا اے حسینؑ آپ اپنے جدِّ بزرگوار و پدرِ نامدار و برادرِ عالیمقدار کے بعد حجّتِ خدا ہیں' حق تعالیٰ نے اکثر جہادوں میں ہمیں آپ کے جدِّ بزرگوار کی نصرت و امداد کے لئے بھیجا' اب خدائے عزّوجلّ نے ہمیں آپ کی نصرت و امداد کیلئے بھیجا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا' میرا وعدہ گاہ اور مشہد و مدفن زمینِ کربلا ہے۔ جب وہاں پہنچوں' تم میرے پاس آنا' ملائکہ نے عرض کیا: اے حجّتِ خدا! جو ہمیں حکم ہو' بجا لائیں' اگر حضرتؑ کو کسی دشمن کا خوف ہو آپ کے ہمراہ رہیں' ضرر کو آپؑ سے دفع کریں' حضرتؑ نے فرمایا: جب تک میں اپنے محلِ شہادت پر نہ پہنچوں' یہ لوگ مجھ کو ضرر نہیں پہنچا سکتے' اس کے بعد فوجِ جنّ سے بے شمار مسلمان' حضرتؑ کے پاس آئے' اور عرض کیا: اے سیّد و سردار ہم آپ کے شیعہ و دوستدار ہیں جو کچھ اپنے دشمنوں کی بابت ارشاد کیجیئے' اُسے بجا لائیں۔ اگر ارشاد ہو ہم آپ کے دشمنوں کو اسی وقت ہلاک کریں بغیر اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے حرکت فرمائیں یا کسی طرح کا رنج و تعب آپ برداشت فرمائیں: حضرتؑ نے انھیں دعائے خیر دی اور فرمایا: کیا تم نے قرآنِ مجید میں تلاوت نہیں کیا ہے کہ حق تعالیٰ نے میرے جدِّ بزرگوار پر اس آیہ کو نازل فرمایا: اَیۡنَ مَا تَکُوۡنُوۡا یُدۡرِکۡکُّمُ الۡمَوۡتُ وَلَوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ بُرُوۡجٍ مُّشَیَّدَۃٍ یعنی جس جگہ تم ہوگے موت تم کو ڈھونڈھ لے گی' ہر چند محکم قلعوں میں تم پوشیدہ رہو' پھر حق تعالیٰ فرماتا ہے: قُلۡ لَّوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ بُیُوۡتِکُمۡ لَبَرَزَ الَّذِیۡنَ کُتِبَ عَلَیۡہِمُ الۡقَتۡلُ اِلٰی مَضَاجِعِہِمۡ یعنی اے محمّد! کہو کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی روپوش ہوگئے تب بھی وہ لوگ جن کے لئے قتل ہونا مقدّر ہوا ہے' اپنی قتل گاہ تک پہونچیں گے۔ اگر میں اپنے گھر میں توقّف کروں اور جہاد کو نہ جاؤں تو اس خلقِ گمراہ کا کس چیز سے امتحان لیا جائے گا' اور کون شخص میری قبر میں زمینِ کربلا پر مدفون ہوگا' جس زمین کو خدا نے ابتدائے آفرینش سے برگزیدہ کیا ہے اور جائے پناہ میرے شیعوں کے لئے بنایا ہے اور مقامِ امن دنیا و آخرت ان کے لئے قرار دیا ہے۔ البتّہ تم میرے پاس دسویں محرّم کو آنا' کیونکہ آخر روزِ عاشورہ میں شہید ہوں گا میرے بعد کوئی شخص میرے اہلِ بیتؑ اور اقرباء اور بھائیوں اور عزیزوں سے باقی نہ رہے گا' اور میرا سر یزید کے واسطے لے جائیں گے۔ قومِ جنّ نے عرض کیا: اے حبیبِ خدا! قسم ہے خدا کی'

ان کے دفع کرنے میں میری قدرت تم سے زیادہ ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ حجّتِ خدا خلق پر تمام کروں اور قضائے الٰہی پر راضی رہوں۔

مصنّف علیہ الرّحمۃ فرماتے ہیں بعض کتب میں میں نے دیکھا ہے جب جناب سیّد الشہداءؑ مدینہ سے روانہ ہوئے' اُمّ سلمہ (زوجۂ رسولِ خدا) حضرتؑ کے پاس تشریف لائیں' کہا: اے فرزندِ گرامی! مجھے اپنے سفر سے غمگین نہ کرو' کیونکہ میں نے تمہارے جدِّ بزرگوار سے سُنا ہے' وہ فرماتے تھے کہ فرزندِ دلبند میرا حسینؑ مظلوم زمینِ کربلا پر شہید ہوگا۔ حضرتؑ نے فرمایا: اے مادرِ گرامی! قسم خدا کی میں ضرور شہید ہوں گا' اور مجھے بے جائے ہوئے کوئی چارہ نہیں' اور جانتا ہوں کس دن شہید ہوں گا' کون شخص مجھے قتل کرے گا۔ اور کس زمین میں مدفون ہوں گا' اور جانتا ہوں' کتنے لوگ میرے اہلِ بیت و اقربا و شیعوں میں سے میری رفاقت میں شہید ہوں گے۔ اے مادرِ گرامی! اگر آپ مشتاق ہوں تو میں آپ کو وہ زمین دکھادوں' جس پر میں قتل ہوں گا' اور دفن ہونگا۔ پس حضرت امام حسینؑ نے اپنے دستِ مبارک سے کربلا کی طرف اشارہ کیا' اور بہ اعجاز تمام زمینیں نیچی ہوگئیں اور سرزمین کربلا بلند ہوئی' یہاں تک کہ حضرتؑ نے اپنا لشکر گاہ اور محلِ شہادت و موضعِ دفن اپنا اور اپنے اصحاب کا دکھایا' اُمّ سلمہ یہ حال دیکھ کر فریاد و فغاں کرنے لگیں' اور حضرتؑ کو خدا کے سپرد کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا' اے مادرِ محترم! اسی طرح مقدّر ہوا ہے' کہ میں بجور و ستم شہید ہوں' اور فرزند و اقربا بھی میرے شہید ہوں' اہلِ بیت اور زنان و اطفالِ صغیر کو اسیر و مقیّد کرکے شہر بہ شہر اور دیار بہ دیار اس حالِ بیکسی کے ساتھ پھرائیں کہ وہ ہر چند نالہ و فریاد کریں' مگر کوئی ان کی فریاد کو نہ پہنچے۔ بروایت دیگر اُمّ سلمہ نے کہا: اے فرزندِ گرامی! تمہارے جدِّ امجد نے تمہارے مدفن کی مٹّی مجھے دی ہے۔ اور میں نے اسے ایک شیشہ میں رکھ چھوڑا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا: قسم ہے خدا کی' میں قتل ہوں گا۔ اگر میں عراق کی طرف نہ بھی جاؤں' تو بھی نانا کی اُمّت والے مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے۔ اور شہید کریں گے۔ اس کے بعد حضرتؑ نے ہاتھ بڑھا کر ایک مُشتِ خاک زمینِ کربلا سے اٹھا کر اُمّ سلمہ کو دی اور فرمایا: اے مادرِ محترم! اس خاک کو بھی ایک شیشہ میں رکھ چھوڑیئے۔ جس دن یہ دونوں خون ہو جائیں' یقین کیجیئے گا۔ کہ میں اس صحرا میں شہید ہوا۔

شیخ مفید علیہ الرحمۃ نے روایت کی ہے' جب امام حسین علیہ السّلام مدینہ منوّرہ سے

مکّہ معظّمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس آیۂ کی جو حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے حال میں ہے' تلاوت فرماتے تھے: فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ قَالَ .... ءَ السَّبِيْلِ ۝ الخ (سورہ القصص آیت ۲۱-۲۲) حضرت امام حسینؑ' راہ متعارف سے روانہ ہوئے' اَہلِ بیت نے عرض کیا' یا حضرتؑ! مناسب یہ ہے کہ راہ غیر متعارف سے تشریف لے چلئے جس طرح عبداللہ ابنِ زُبیر گیا' تاکہ اگر کوئی شخص آپ کی تلاش میں آوے تو نہ پا سکے' فرمایا: کہ مَیں راہِ راست سے نہیں پھر سکتا۔ حق تعالیٰ جو چاہے میرے بارے میں حکم فرمائے۔ جب حضرتؑ رُوزِ جمعہ تیسری تاریخ شعبان کو داخلِ مکّہ معظّمہ ہوئے۔ اِس آیت کی تلاوت فرماتے تھے: وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَاءَ السَّبِيْلِ ۝ یعنی جب حضرت مُوسیٰ متوجّہ شہر مدین ہوئے۔ تو کہا: اُمیّدوار ہوں کہ پروردگار میرا مجھ کو راہ راست کی ہدایت فرمائے اور منزلِ مقصود تک پہنچائے۔ جب اَہلِ مکّہ نے اور اُن لوگوں نے جو اَطراف وجَوانب سے عمرہ کو آئے تھے۔ حضرتؑ کے تشریف فرما ہونے کی خبر سُنی' ہر صبح شام اِمامؑ عالی مقام کے پاس آتے تھے۔ عبداللہ ابنِ زُبیر اس وقت مکّہ میں موجود تھا' اور اکثر ملاقات کو حاضر ہوتا تھا' یہاں تک کہ کبھی دُو دُو دِن متواتر حاضر ہوتا تھا' اور کبھی دُو دِن میں ایک مرتبہ' اور حضرتؑ کے تشریف لانے سے بظاہر اظہارِ سرور وشادمانی کرتا۔ لیکن باطِن میں حضرتؑ کے آنے سے راضی نہ تھا' اِس لئے کہ جانتا تھا جب تک حضرتؑ مکّہ میں تشریف فرما ہیں۔ کوئی شخص اَہلِ حجاز سے میری بیعت نہ کرے گا۔ کیونکہ حسینؑ جلیل القدر ہیں۔ اور لوگوں کے دِل اِن کی طرف راغب ہیں جب اَہلِ کوفہ کو خبر پہونچی کہ معاویہ کا اِنتقال ہوگیا' اور امام حسینؑ بیعتِ یزید سے اِنکار کرکے مکّہ معظّمہ تشریف لائے ہیں' ابن زُبیر بھی بیعت یزید سے تخلّف کرکے مکّہ معظّمہ میں آیا ہے۔ توشیعیانِ کوفہ سُلیمان ابنِ صرد خزاعی کے گھر میں جمع ہوئے اور حمد وثنائے اِلٰہی بجالائے' وَفاتِ معاویہ اور بیعتِ یزید کا ذِکر ہوا' سُلیمان نے کہا: کہ امام حسین علیہ السّلام' مکّہ معظّمہ میں تشریف فرما ہیں' ہم سب ان کے اَور ان کے پدرِ بزرگوار کے شیعہ و ہوَاخواہ ہیں۔ اگر مناسب جانو' اَور رائے مستقیم ہو تو سب ان کی نُصرت کریں' اَور ان کے دشمنوں سے جہاد کریں' اور جان و مال سے ان کی مدد کریں اور اس مضمون کا ایک عریضہ حضرتؑ کو لکھ کر طلب کرو۔ اگر اپنی نامردی سے ڈرو' اَور اُن کی اعانت میں سُستی کرو' تو اُنھیں فریب نہ دو' اور مہلکہ میں نہ ڈالو سب نے

کہا: جب حضرتؑ تشریف لائیں گے' ہم سب حاضر ہوں گے' بہ کمال اخلاص واطاعت بیعت کریں گے۔ نصرت ویاری اور دفعِ شرِّ اَعدا میں جانفشانیاں کریں گے۔ پس ایک عریضہ اِس مضمون کا اَہلِ کوفہ نے حضرت کو لکھا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ یہ نامہ ہے حضرت امام حسین ابن علی صلواۃ اللہ علیہما کی خدمت میں سُلیمان ابن صرد اَور مسیّب ابنِ نجبہ اور رفاعہ ابنِ شدّاد بجلّی اَور حبیب ابنِ مظاہر اَور مومنین و دیگر مُسلمین کی طرف سے ہمارا سلام آپ پر' حمد اس خدا کی' جس نے آپ کے ایسے دشمن جبّار اَور معاند کو ہلاک کیا' جو بغیر رضائے اُمّت حاکم ہُوا تھا' اور بہ ظلم وستم فرمانروائے خلائق تھا۔ اَموالِ مردم بناحق اَپنے تصرّف میں لایا۔ بندگانِ پارسا کو قتل کیا' بدوں کو نیکوں پر مسلّط کیا۔ اَموالِ خلائق کو بناحق مالداروں اَور جابروں پر تقسیم کیا' آپ مُطّلع ہوں کہ ہم سوا آپ کے کوئی امام وپیشوا نہیں رکھتے' اُمیّدوار ہیں کہ آپ ہماری طرف توجّہ فرماکر تشریف لایئے۔ ہم سب آپ کے مطیع فرمانبردار ہیں۔ شاید حق تعالیٰ آپ کی برکت سے حق کو ہمارے ہاتھ پر ظاہر فرمائے۔ نُعمان ابنِ بشیر (حاکم کوفہ) بہ نہایت ذِلّت وخواری قصرالامارہ میں ہے۔ اس کی جمعہ وجماعت میں ہم نہیں جاتے' اور نہ بروزِ عید اس کے پاس جاتے ہیں جس وقت حضرتؑ کی خبرِ روانگی ہم کو پہونچے گی' اِنشاءاللہ تعالیٰ ہم اس کو شہر کوفہ سے نکال دیں گے تاکہ اَہلِ شام سے جاکر ملحق ہو' اِس خط کو عبداللہ ابنِ مسمع ہمدانی اور عبداللہ ابنِ وال کے ہاتھ امام علیہ السّلام کی خدمت میں بھیجا اور دونوں کو بہت تاکید کی کہ اس نامہ کو بہت جلد پہونچانا۔ چنانچہ انھوں نے دسویں تاریخ ماہِ مبارک رمضان کو مکّہ معظّمہ میں پہونچکر یہ نامہ حضرت کو پہونچایا۔ عبداللہ بن مسمع وابنِ وال کی رَوانگی کے بعد قیس ابنِ مصہر صیداوی اور عبداللہ بن شدّاد ارحبی اَور عمارہ اِبن عبداللہ سلولی کو رؤساے کوفہ نے ڈیڑھ سو نامے دے کر حضرتؑ کے پاس روانہ کیا اَور ہر نامہ کو ایک یا دُو چار شخصوں نے شریک ہوکر لکھا تھا۔ سیّد ابنِ طاؤس رحمۃ اللہ نے لکھا ہے۔ اگرچہ اس قدر نامے اَہلِ کوفہ کے حضرت کو پہنچے' لیکن تامّل فرماتے تھے' اور جوَاب نہ لکھتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دِن میں چھ سو خطوط پہنچے' اس کے بعد مسلسل خطوط آتے رہے' یہاں تک کہ چند رُوز میں بارہ ہزار نامے اَہلِ کوفہ کے حضرتؑ کے پاس جمع ہوئے۔

شیخ مفید علیہ الرّحمۃ نے فرمایا: پھر اَہلِ کوفہ نے دو رُوز کے بعد ہانی ابنِ ہانی سبیعی اور

سعید ابنِ عبداللہ حنفی کو حضرتؑ کی خدمت میں اس مضمون کا خط دے کر بھیجا۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ یہ عریضہ ہے خدمت میں حسین ابنِ علی علیہما السّلام کی۔ بعد حمد و صلوٰۃ؛ آپ جلد تشریف لائیے، ہم سب لوگ آپ کے منتظر ہیں، آپ کے سوا کسی جانب میلان نہیں رکھتے۔ پس بہ تعجیل تمام تشریف لائیے، والسّلام! ۔اس کے بعد شیث ابنِ ربعی اور حجاز ابنِ حجر اور یزید ابن حارث اور عروہ بن قیس اور عمران ابنِ حجاج زبیدی اور محمّد ابن عمر التّمیمی نے بھی اس مضمون کے خط لکھے: اَمّا بَعد! بہ تحقیق کہ صحرا اور بیابان نہایت سبز و خرّم ہیں، اور درخت میوؤں سے بارور، گیاہ تر و دمیدہ ہے، درختوں میں برگ ہائے تازہ نکلے ہیں۔ اگر آپ یہاں تشریف لائیں ۔ تو لشکرِ عظیم اور فوجِ کثیر آپ کی نُصرت و امداد کے لئے مُہیّا و حاضر ہے۔ شب و روز آپؑ کی تشریف آوری کا انتظار ہے، سلامِ خُدا اور رحمت و برکت آپ پر اور آپ کے پدرِ بزرگوار پر؛ جب بہ کثرت قاصد حضرتؑ کے پاس جمع ہوگئے[1]۔ آپ ان کے مضامین سے آگاہ ہوئے ۔ تو ایک نامہ لکھ کر ابنِ ہانی اور سعید ابنِ عبداللہ کے ہاتھ، جو سب کے بعد کوفہ سے آئے تھے، جانبِ کوفہ روانہ کیا۔ اس کا مضمون یہ تھا۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ ۔ یہ نامہ ہے حسینؑ ابنِ علیؑ کی طرف سے شیعیانِ کوفہ کے نام، اَمابَعد! تمہارے بے شمار خط پہونچے، اور ہانی و سعید سب نامہ بَروں کے آخر میں تمہارے نامے لائے مضمون سے مطّلع ہوا۔ تم نے لکھا ہے کہ ہم امام اور پیشوا نہیں رکھتے۔ جلد ہمارے پاس آئیے، شاید حق تعالیٰ ہم کو آپ کی برکت سے حق و ہدایت پر مجتمع کرے، بہ موجب تمہاری طلب کے اپنے بھائی معتمد و پسرِ عمّ مُسلم ابنِ عقیل کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔ اگر مُسلم مجھے لکھ بھیجیں کہ رائے تم سب کی متّفق ہے، مَیں بھی انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد تمہارے پاس آتا ہوں، قسم ہے اپنی جان کی کہ امام نہیں مگر وہ شخص جو اَز روئے کتابِ خُدا حُکم

امام حسینؑ کا جواب اور حضرت مسلم کی روانگی

[1] عام طور سے یہ مشہور کیا جاتا ہے کہ حضرت امام حسینؑ کو کوفہ بُلا کر شہید کرنے والے شیعہ تھے، اور کوفہ کے ساتھ گویا شیعہ کا مفہوم اس طرح وابستہ کردیا گیا ہے کہ کوفی و شیعہ مرادِف لفظیں سمجھی جانے لگیں؛ حالانکہ کوفہ حضرت عُمر (ابنِ خطّاب) کے حکم پر سعد ابنِ ابی وقاص نے بنایا، اپنے لشکر کے سرخیلوں کو اسمیں بسایا، لہذا کوفہ کی اکثریت شیعہ علی کیسے ہوسکتی ہے، حضرت امام حسین علیہ السّلام کو بارہ ١٢٠٠٠ ہزار خطوط لکھنے والے کوفی ضرور تھے، مگر اُن میں سوائے معدودے چند (مثلاً حبیب ابنِ مظاہر مسلم بن عوسجہ مسیّب بن نجیہ) کے اَور شیعہ نہ تھے۔ جیساکہ مَیں نے ایک رسالہ "سفیرِ حسینی" میں مفصّلاً لکھا ہے ÷ (ح ۔ ز ۔ ١٢) ۔

دے اور رعایا سے عدل کرے، شریعتِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے باہر قدم نہ رکھے، "وَالسّلام"۔ پس حضرتؑ نے مُسلم بن عقیل کو قیس ابنِ مسہر صیداوی اور عمارۃ ابنِ عبداللہ سلولی اور عبدالرحمٰن ابن عبداللہ ازدی کے ساتھ بیعت اہلِ کوفہ کے لئے روانہ کیا اور فرمایا: تقویٰ اور پرہیزگاری کو اپنا شعار بنانا، اعدائے دین سے امرِ بیعت کو مخفی رکھنا۔ ہر ایک سے بہ حُسنِ تدبیر و مدارات بیعت لینا۔ اگر اہلِ کوفہ میری بیعت پر اتّفاق کریں تو جلد مجھے لکھ بھیجنا۔ حضرت مُسلمؑ حضرت امام حسینؑ کو وداع کر کے مدینۂ منوّرہ تشریف لائے۔ مسجدِ مدینہ میں نماز پڑھی، روضۂ رسُول اللہ کی زیارت کر کے دَولت سرا تشریف لائے۔ اپنے خویش و اقرباء اور دوستانِ باوفا کو وداع کیا، اور دو شخص راہبر قبیلۂ قیس سے باجارہ ہمراہ لے کر جانبِ کوفہ روانہ ہوئے۔ قدرے راہ طے ہوئی تھی، وہ دونوں راہ بھول گئے، اور جس قدر پانی ساتھ تھا، سب صرف ہوگیا، اور پیاس نے غلبہ کیا، یہاں تک کہ راہ چلنے سے بھی عاجز ہوگئے۔ اس وقت راہبروں کو نشانِ راہ ملا، انھوں نے حضرت مُسلم کو آگاہ کیا، اور خود شدّتِ تشنگی سے ہلاک ہوگئے، حضرت مُسلم نے بعد مشقّت بسیار موضع مضیق میں پہونچکر پانی پایا۔ وہاں سے ایک عریضہ حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں لکھا اور اپنا سب حال اور اُن دو شخصوں کے مرنے کی خبر تحریر کی۔ اور لکھا کہ میں ابتدائے سفر میں اس واقعہ کو فالِ نیک نہیں جانتا۔ اگر حضرتؑ مناسب جانیں تو مجھے اس سفر سے مناسب رکھّیں۔ میرے عوض اور کسی کو بھیجیں۔ حضرتؑ نے جواب میں لکھا: مجھے ڈر ہے کہ تم نے کہیں بُزدلی اور خوفِ جان کی وجہ سے اس سفر سے مُنھ نہ موڑا ہو۔ مَیں نے جس طرف جانے کو تم سے کہا ہے، بلا تامّل چلے جاؤ۔ جب یہ نامہ حضرت مُسلم کو پہونچا، کہا: مَیں خوفِ جان نہیں رکھتا، یہ فرما کر روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے ایک ہرن کو تیر مارا، اور وہ آہو زمین پر گر کے ہلاک ہوا۔ حضرت مُسلم نے فرمایا: اِنشاءاللہ تعالیٰ مَیں اپنے دشمن کو قتل کروں گا؛ اگرچہ بظاہر حضرت مُسلم نے تشفّیِ خاطر کے لئے یہ کلمہ فرمایا لیکن اپنے انجام کو سمجھ گئے تھے۔ جب حضرت مُسلم کوفے میں پہونچے تو مختار ابنِ ابی عبیدہ ثقفی کے گھر میں، جس کو اب خانۂ مُسلم ابنِ مسیّب کہتے ہیں، نزولِ اجلال فرمایا۔ اہلِ کوفہ نے خبر حضرت مُسلم سُن کر بہت ہی اظہارِ سرور کیا، جوق در جوق آپ کی خدمت میں آتے تھے جب بہت لوگ جمع ہوئے، حضرت مُسلم نے حضرت امام حسینؑ کا خط سب کے رُو برو پڑھا۔ سب اسے سُن کر رونے لگے۔ اور بیعت کرنے لگے۔ یہاں تک کہ

اٹھارہ[۱۸۰۰۰] ہزار اہلِ کوفہ نے حضرت مسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس وقت حضرت مسلم نے ایک عریضہ حضرت امام حسینؑ کو لکھا کہ تا وقتِ تحریر اٹھارہ[۱۸۰۰۰] ہزار کوفی آپ کی بیعت کر چکے ہیں، اگر آپ اِس طرف روانہ ہوں تو مناسب ہے، جب شیعیانِ کوفہ حضرت مسلم کی خدمت میں بکثرت آنے لگے تو نعمان ابنِ بشیر جو معاویہ کی طرف سے حاکمِ کوفہ تھا حقیقتِ حال سے مطلع ہوا۔ مسجدِ کوفہ میں آکر منبر پر گیا، اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد کہنے لگا: اے بندگانِ خدا! خدا سے ڈرو، اور دیدہ و دانستہ فساد نہ کرو، اور قتلِ مردم و خونریزی اہلِ اسلام اور غارتِ اموال کا باعث نہ ہو، جو شخص مجھ سے برسرِ جنگ نہیں ہے، میں بھی اس سے جنگ نہیں کرتا۔ جبتک تم آرام میں ہو۔ تم کو شورش میں نہیں لاتا۔ تہمت و گمان کی بناء پر میں کسی کو عقوبت نہیں کرتا، اگر تم خروج کرو گے، میرا سامنا کرو گے، اور بیعت توڑ کر اپنے امام کی مخالفت کرو گے تو قسم ہے خدا کی، تلوار میان سے نکالوں گا اور جب تک قبضۂ شمشیر میرے ہاتھ میں ہے جنگ و جدل سے باز نہ رہوں گا۔ چاہے تم سے کوئی بھی میری نصرت و یاری نہ کرے۔ امید رکھتا ہوں، کہ حق شناس زیادہ ہوں گے بہ نسبت مفسدوں کے۔ یہ سن کر عبداللہ ابنِ مسلم ابنِ ربیعہ حضرمی جو بنی امیّہ کا حلیف تھا، اٹھ کر کہنے لگا: اے نعمان ابنِ بشیر! یہ بات جو تو نے کہی، اس سے دفعِ شر نہیں ہوتا، یہ تو کمزوروں اور لاچاروں جیسا کلام ہے۔ نعمان نے کہا: اگر میں ضعیف ہو کر اطاعتِ خدا میں رہوں، میرے نزدیک بہتر ہے۔ اِس بات سے کہ غالب ہوں اور معصیتِ خدا کروں۔ یہ کہہ کر نعمان منبر سے اتر آیا۔ اور عبداللہ ابنِ مسلم نے یزید کو یہ نامہ لکھا، کہ مسلم ابنِ عقیل لوگوں سے امام حسینؑ کے لئے بیعت لے رہے ہیں۔ اگر تو چاہتا ہے کہ کوفہ تیرے تصرّف میں رہے تو کسی اور شخص کو حاکم کر کے بھیج، جو مثل تیرے دشمنوں سے مقابلہ کرے، کیونکہ نعمان مردِ ضعیف ہے اور تابِ مقاومت نہیں رکھتا، دیدہ و دانستہ سستی کرتا ہے، عمر ابنِ سعد اور دیگر اشقیا نے بھی اِس مضمون کے نامے لکھے۔ جب یزید مطلع ہوا، تو سرجون غلام معاویہ سے مشورہ کیا، اور اس سے پوچھا، کہ حسین ابنِ علی نے مسلم ابنِ عقیل کو کوفہ بھیجا ہے جو اہلِ کوفہ سے بیعت لے رہے ہیں۔ لوگ نعمان ابنِ بشیر کو برا جانتے ہیں کہ اس امر میں غفلت کرتا ہے پس کس شخص کو حاکمِ کوفہ کروں۔ یزید ان دنوں عبیداللہ ابنِ زیاد، پر غضبناک تھا۔ سرجون غلام نے کہا: میرے نزدیک مناسب یہی ہے کہ ابنِ زیاد کو حاکمِ کوفہ کر، کیونکہ وہاں کی آتشِ فتنہ و فساد سوائے اس کے کوئی نہ بجھا سکے گا۔ چونکہ یزید ابنِ معاویہ

عبیداللہ ابنِ زیاد سے رنجیدہ تھا، اس رائے کو سرجون غلام کی پسند نہ کیا، سرجون نے کہا: اے یزید! معاویہ کی رائے کیسی جانتا ہے؟ اگر وہ زندہ ہوتے، ان کی رائے کو پسند کرتا، یزید نے کہا کہ میں ان کی رائے مستحکم جانتا ہوں۔ سرجون نے معاویہ کا نوشتہ نکال کر دکھلایا۔ اس میں لکھا تھا کہ اے یزید! جب تو خلیفہ بننا تو عبیدہ ابنِ زیاد کو کوفہ و بصرہ کا گورنر بنانا۔ جب یزید نے اپنے باپ کا نوشتہ دیکھا، تو سرجون سے کہا: اِس کو ابنِ زیاد کے پاس بھیجدے اور آپ بھی ایک نامہ لکھا: مجھے میرے دوستوں نے لکھا ہے کہ مسلم ابنِ عقیل کوفے میں وارد ہیں، اور حسین بن علی کی نصرت کے لئے لشکر جمع کرتے ہیں، جب یہ نامہ تیرے پاس پہنچے، فوراً کوفہ کو روانہ ہو۔ اور جس حیلہ سے ممکن ہو مسلم کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیجدے، یا قتل کر دے۔ یا کوفہ سے ان کو نکال دے۔ مسلم ابن عمر کو نامہ دے کر ابن زیاد کے پاس بھیجا۔ جب یہ خط بصرہ میں ابنِ زیاد کے پاس پہنچا، دوسرے دِن وہ شقی روانۂ کوفہ ہوا اور اپنے بھائی عثمان کو بصرہ میں چھوڑ گیا۔

ابنِ نماؒ نے حصین ابنِ عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے، کہ اہلِ کوفہ نے امام حسینؑ کو لکھا کہ ہم ایک لاکھ آدمی آپ کی نصرت اور یاری کے لئے مہیا ہیں۔

داؤد ابنِ ابی نے شعبی سے روایت کی ہے کہ چالیس ہزار کوفیوں نے امام حسینؑ کی اِس بات پر بیعت کی کہ وہ اس شخص سے لڑیں گے جو حضرتؑ سے لڑے گا، اور اُس سے صلح کریں گے جس سے حضرتؑ صلح کریں۔ اس وقت کوفیوں کو حضرتؑ نے جواب لکھا اور اُن کی التماس کو قبول فرمایا، اور لکھا کہ میں انشاء اللہ عنقریب پہنچتا ہوں۔ اور مسلم بن عقیل کو روانہ فرمایا۔

سیّد ابنِ طاؤسؒ نے روایت کی ہے، جب حضرتِ امام حسینؑ نے عرائض اہلِ کوفہ کا جواب لکھا تو رؤساء و شرفائے بصرہ مانند یزید ابنِ مسعود نہشلی اور منذر ابنِ جارود عبدی کو خطوط لکھے، ان خطوط کو اپنے غلام ابو رزین سلیمان کے ہاتھ بصرے میں بھیجا، اور اپنی بیعت و اطاعتِ حق کی دعوت کی۔ جب ابنِ مسعود کو حضرتؑ کا نامہ پہونچا، قبائل بنی تمیم اور بنی حنظلہ اور بنی سعد کو جمع کر کے کہا: اے بنی تمیم! میرا حسب و نسب کیسا ہے؟ اور تم میری عقل و تدبیر کو کیسا جانتے ہو؟ سب نے ان کی بزرگی حسب و نسب و اصابت رائے کی تعریف کی اور کہا: آپ ہم لوگوں کی پشت پناہ ہیں، اور آپ پر ہم کو پورا اعتماد ہے۔ یزید ابنِ مسعود نے کہا: میں نے تم کو ایک کام کے واسطے جمع کیا ہے، کہ تم سے مشورہ کروں اور نصرت و امداد چاہوں۔ سب نے کہا: کہ بیان کریں تاکہ صلاح نیک بتلائیں اور جو حکم دیں بجا لائیں۔ ابنِ مسعود نے کہا: کہ معاویہ کے مرنے سے ارکانِ ظلم و عدوان

منہدم ہو گئے، یزیدِ پلید نے جو شراب خور اور بدکار ہے علمِ خلافت برپا کیا ہے، علم و حلم سے بے بہرہ، حق ناشناس ہے کسی طرح قابلِ ریاست نہیں قسم کھاتا ہوں خدائے عزّوجلّ کی۔ کہ اس سے لڑنا افضل ہے جہادِ مشرکین سے، اور حسینؑ ابنِ علیؑ فرزندِ رسُولِ جلیل، صاحبِ نسلِ خلیل اور شرفِ جمیل اور صاحبِ رائے استوار ہیں، اور دریائے علم ان کا بے پایاں فضائل و کمالات ان کے بے انتہا ہیں، اس منصب کے سزاوار تر ہیں۔ وہ معدنِ نبوّت و رسالت، منبعِ دانش و حکمت ہیں شفقت و رحمت، کرم و مروّت میں تمام عالم سے ممتاز ہیں پس وہ جنابِ بزرگی و ریاست اور خلافت و امامت میں اُولیٰ و احقّ ہیں۔ اب تم پر حجّتِ خدا تمام ہوئی اور پند و نصیحت ان کی تم تک پہنچی، لازم ہے کہ تم نورِ حق کو چھوڑ کر ظلمتِ باطل کی طرف نہ جاؤ، اور دریائے بطلان و گمراہی میں نہ پڑو، صخر بن قیس نے جنگِ جمل میں نصرتِ جنابِ امیر علیہ السّلام سے تم کو باز رکھا تھا، پس تلافی مافات کرو، اور نُصرتِ فرزندِ رسُولؐ کو چلو۔ اور جو شخص ان کی بیعت و نُصرت سے باز رہے گا، ذلّت و قلّتِ قوم و قبیلہ میں اور عذابِ دُنیا و عقبیٰ میں گرفتار ہو گا۔ اور میں ان کے ساتھ آمادہ جہاد ہوا ہوں، یہ دیکھو لباسِ جنگ بھی میں نے پہن لیا ہے۔ آگاہ ہو، جو کوئی جہاد میں نہ مارا جائے، وہ بھی ایک نہ ایک دن مرے گا۔ جو شخص جہاد سے رُوپوشی کرے موت سے نہ بچے گا۔ اور نجات نہ پائے گا۔ یہ تقریر سن کر سب سے پہلے بنی حنظلہ نے اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا۔ قوم بنی تمیم نے بھی امام کی نُصرت کا اقرار کیا۔ بنی سعد نے کہا: صخر بن قیس نے ہم کو جہاد سے ممانعت کی تھی۔ ہم کو مُہلت دی جائے، تاکہ اس امر میں فکر کریں، جو ہماری رائے میں قرار پائے گا، آگاہ کریں گے۔ اسکے بعد یزید بن مسعود نے ایک عریضہ امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں لکھا جس میں اپنی اطاعت و فرمانبرداری و جاں سپاری کا وعدہ کیا اور لکھا کہ میں نے قبائلِ بنی تمیم اور بنی سعد اور بنی حنظلہ کو آپ کی اطاعت پر آمادہ کیا ہے، ہم سب منتظر ہیں، کمرِ اطاعت مضبوط باندھی ہے جس وقت آپ تشریف لائیں گے، اپنی جانوں کو آپ کے قدموں پر نثار کریں گے اور ہم آپ کی متابعت اپنے اوپر واجب جانتے ہیں۔ جب یزید بن مسعود کا یہ خط حضرتؑ کو پہنچا، حضرتؑ نے اُس کے حق میں دُعا کی۔ فرمایا: خدا تجھ کو بروزِ قیامت ہَول و دہشت سے امین رکھّے۔ اور تشنگیِ محشر سے نجات دے۔ جس دن یزید ابنِ مسعود نے چاہا کہ مع لشکرِ بصرہ سے حضرت کی نُصرت کو روانہ ہوں، اسی روز خبرِ شہادتِ امامِ مظلوم اس نے سُنی جس کو سُن کر

گریہ و ماتم انھوں نے برپا کیا، لیکن مُنذر ابنِ جارود کو جب حضرت امام حسینؑ کا خط ملا تو انھوں نے یہ خیال کیا کہ کہیں یہ خط ابنِ زیاد نے حیلۃً ان کو نہ بھیجا ہو۔ اس لیے وہ خط انھوں نے ابنِ زیاد کو دے دیا۔ بحریہ دخترِ مُنذر بن جارود کی ابنِ زیاد کے نکاح میں تھی، جب ابنِ زیاد کو اس خط کا حال معلوم ہوا تو اُس نے حضرتؑ کے قاصد (سُلیمان) کو گرفتار کر کے دار پر کھینچا۔ اور منبر پر بیٹھ کر اہلِ بصرہ کو ڈرایا۔ دوسرے دن کوفہ روانہ ہوا، اور اپنے بھائی عثمان ابن زیاد کو اپنا نائب مقرر کر کے اہلِ بصرہ پر چھوڑ گیا۔

ابنِ نماؒ نے روایت کی ہے، کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام نے شرفاءِ بصرہ مانند احنف ابنِ قیس اور قیس ابنِ ہثیم اور مُنذر ابنِ جارود اور یزید ابنِ مسعود نہشلی کو نامہ لکھا، اور ذراع سدوس اور بروایت دیگر ابو زر بن سلیمان کے ہاتھ روانہ کیا۔ اس خط کا مضمون تھا کہ میں تم کو خدا اور رسُولِ خدا کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ سُنّتِ پیغمبرؐ متروک ہو گئی ہے، اگر میری دعوت کو قبول کرو، اور میرے حکم کی اطاعت کرو تو تمہیں راہِ راست پر ہدایت کرونگا، احنف بن قیس نے جواب میں لکھا: اَمَّا بَعْدُ۔ پس آپ صبر کیجئے، بدرستیکہ خدا کا وعدہ حق ہے، اور آپ کو وہ لوگ سُبک و خوار نہیں کر سکتے جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے۔ اِسکے بعد ابنِ نماؒ نے مُنذر ابنِ جارود اور یزید ابنِ مسعود کا اسی طرح ذکر کیا جس طرح کہ سیّد ابنِ طاؤسؒ نے ذکر فرمایا، یہاں تک کہ جس شب کو ابنِ زیاد ملعون داخلِ کوفہ ہُوا۔ چونکہ کوفیانِ بے وفا حضرت امام حسینؑ کی تشریف آوری کے منتظر تھے، سب نے گمان کیا کہ حضرتؑ آئے ہیں، اور وہ ملعون (ابنِ زیاد) نجفِ اشرف کی طرف سے کوفے میں داخل ہوا۔ اس وقت ایک عورت نے کہا: اَللّٰہُ اَکبر! قسم بخدائے کعبہ کہ یہ فرزندِ رسولِ خدا ہیں، اور لوگ ہر طرف سے بآوازِ بلند کہنے لگے۔ ہم لوگ چالیس ہزار سے زیادہ آپ کے ساتھ ہیں، اور تمام کوفیوں نے اسکے گرد ہجوم کیا، یہاں تک کہ اس کے گھوڑے کی دُم پکڑے دوڑے چلے آتے تھے۔ چونکہ وہ ملعون روئے نجس اپنا چُھپائے تھا کوئی شخص اس کو نہ پہچانتا تھا۔ جب اس سیاہ رو نے اپنا مُنھ کھولا اور کہا: میں عُبیدُاللہ ابنِ زیاد ہوں، تو لوگ بھاگے اور ایک دوسرے پر گر کر بعض کچل گئے۔ پھر وہ ملعون دار الامارۂ کوفہ میں داخل ہوا۔ ایک سیاہ عمامہ اپنے سر پر باندھے تھا، جب صبح ہوئی، منبر پر بیٹھ کر ایک خطبہ پڑھا۔ اور اہلِ کوفہ کو بہت کلماتِ ناسزا کہے۔ ان کے رئیسوں کو ملامت کی اور اطاعت و فرماں برداریِ یزید پر وعدۂ احسان کیا۔ اسکی

مخالفت سے ڈرایا اور وعدۂ تعزیر کیا۔ اس کے بعد کہا: اے اہلِ کوفہ! یزید نے مجھ کو تمہارا اور تمہارے ملک کا حاکم کیا ہے، مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے غنائم کو تقسیم کردں مظلوم کی داد ظالم سے، ضعیف کا حق قوی سے لوں اور مطیعانِ یزید پر احسان کروں اور اس کے مخالفوں پر شدّت و سختی کروں۔ میری یہ باتیں مردِ ہاشمی کو پہنچاؤ تاکہ وہ میرے غضب سے ڈرے اور حذر کرے، یہ کہہ کر وہ روسیاہ منبر سے اترا۔ اور مراد اس ملعون کی، مردِ ہاشمی سے مسلم بن عقیلؓ تھے۔

شیخ مفیدؒ نے روایت کی ہے، جب ابنِ زیاد کوفہ میں داخل ہوا، تو مسلم بن عمر باہلی اور شریک ابنِ اعور حارثی اور غلام وخدمت گار اس کے ہمراہ تھے۔ عمامہ سیاہ اپنے سر پر پیچ رکھے ہوئے، منہ کو چھپائے تھا۔ اہلِ کوفہ خبرِ روانگیِ امام حسین علیہ السّلام سن چکے تھے۔ حضرتؑ کے آنے کے منتظر تھے۔ جب اہلِ کوفہ نے اس ملعون کو دیکھا۔ تو گمان کیا کہ حضرت امام حسینؑ ہیں۔ پس جس گروہ پر اس ملعون کا گزر ہوا۔ سب نے بہ کمال ادب سلام کیا۔ اور کہتے تھے: اے فرزندِ رسولؐ! آپ نے اپنے قدم مبارک سے ہم کو سرفراز کیا اور اظہارِ فرح وشادمانی کرتے تھے چونکہ وہ لعین اپنا روئے نامبارک ونحس چھپائے ہوئے تھا۔ اس لئے کوئی شخص اس کو نہ پہچانتا تھا، اور وہ اہلِ کوفہ کی باتیں سن سن کر غیظ میں آتا تھا۔ تاآنکہ مسلم ابنِ عمر نے باآواز بلند کہا: خدا تم کو غارت کرے، دور ہو یہاں سے یہ عبیداللہ ابنِ زیاد ہے۔ جب لوگوں کو یہ معلوم ہوا، تو سب پراگندہ ہوگئے۔ شب کو وہ مردود دارالامارہ کے پاس پہونچا۔ نعمان بن بشیر نے دروازہ قصر کا بند کرلیا۔ بالائے قصر سے سامنے آیا، نعمان کو بھی یہ گمان ہوا کہ امام حسینؑ تشریف لے آئے ہیں۔ نعمان نے کہا کہ اے فرزندِ رسولؐ! میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں، آپ چلے جائیے اور مجھ سے معترض نہ ہوجیے! جو کچھ یزید نے مجھے سپرد کیا ہے، تامقدور میں نہ دوں گا۔ اور نہ آپ سے جنگ کرونگا۔ ابنِ زیاد، نعمان ابنِ بشیر کا کلام سنتا تھا اور جواب نہ دیتا تھا۔ اس کے بعد ابنِ زیاد قصر کے قریب گیا اور نعمان نے کنگرہائے قصر سے سر جھکایا۔ ابنِ زیاد نے کہا: اے نعمان! دروازہ کھول، خدا درِ رحمت تجھ پر نہ کھولے کیونکہ رات بہت گزر چکی ہے۔ پس ایک شخص نے یہ سن کر اہلِ کوفہ سے کہا: لوگو! قسم بخدائے یگانہ، یہ ابنِ مرجانہ ہے۔ پس نعمان نے دروازہ کھول دیا۔ ابنِ زیاد داخلِ قصر ہوا۔ اور دروازہ بند کرلیا۔ اس کے لوگ وہاں سے متفرق اور پراگندہ ہوگئے۔ جب صبح ہوئی تو منادی نے ندا کی

اہلِ کوفہ جمع ہوں۔ جب لوگ جمع ہوئے۔ وہ ملعون نکلا اور منبر پر بیٹھ کر ایک خطبہ پڑھا۔ اور بعد خطبہ کہا۔ کہ یزید نے مجھے تمہارے شہر کا حاکم کیا اور تمہارے ملک کو میرے سپرد کیا، تاکہ مظلوموں کی داد دوں، اور جو لوگ قوّت سے ہیں، ان کا حق پہنچاؤں۔ جو لوگ تم میں سے خلیفہ کے مطیع و فرمانبردار ہوں ان پر مثلِ پدرِ مہربان کے احسان کروں۔ اس کے مخالفوں کی بزورِ شمشیر تادیب کروں۔ ایہاالنّاس! اس کی مخالفت وعقوبت سے حذر کرو۔ یہ کہہ کر منبر سے اترا اور رؤسائے قبائل کو بلاکر بہت تاکید کی کہ جو شخص تمہارے زعم میں، تمہارے محلّہ اور قبیلہ سے یزید کا، مخالف ہو۔ لازم ہے کہ اس کا نام بتا دو۔ اگر کوئی ایسا شخص تمہارے محلّہ وقبیلہ میں بعد کو نکلا جو یزید کا مخالف ہو۔ اور تم نے مجھے اس کے حال سے مطّلع نہ کیا تو تمہارا خون اور مال حلال ہوجائے گا۔ اور اپنے دروازے کے سامنے دار پہ کھینچوں گا۔ جب داخلہ ابنِ زیاد اور رؤسائے قبائل کو ڈرانے کی خبر حضرت مسلم بن عقیل تک پہنچی، تو حفظِ ماتقدّم کے لئے خانۂ مختار ثقفی سے نکل کر ہانی بن عروہ کے گھر میں پناہ گزیں ہوئے، جہاں شیعیانِ کوفہ ان کی خدمت میں جاکر بیعت کرتے تھے۔ حضرت مسلم جس شخص سے بیعت لیتے تھے، اسے قسم دیتے تھے کہ افشائے راز نہ کرنا، اور بیعت کو مخالفوں سے پوشیدہ رکھنا۔ ابن زیاد نے ہرچند تفحّص کیا، اس کو حضرت مسلم کا حال بالکل معلوم نہ ہوا۔ ابنِ زیاد کا ایک غلام تھا جس کا نام معقل تھا۔ اسے بلاکر ابنِ زیاد نے ٣٠٠٠ ہزار درہم دے کر تلاشِ حضرت مسلم کے لئے بھیجدیا اور کہا: ان کے شیعوں کی تلاش کر جو کوئی ان میں سے تجھے ملے اس سے محبّت اور دوستی اہلِ بیت ظاہر کر۔ یہ درہم اسے دے کر کہہ کہ میں نے نذر کی ہے۔ اس مال کو مقابلۂ دشمنانِ اہلِ بیت میں خرچ کر دں گا۔ اس حیلہ سے ان کو فریب دے، اور آشنائی ان سے پیدا کر۔ شاید اس فریب سے تو احوالِ مسلم پر مطّلع ہو۔ معقل مسجد میں آیا اور مثلِ جاسوسوں کے ہر شخص کے حالات اور اوضاع کو دیکھتا تھا۔ ناگاہ اس کی نظر مسلم ابنِ عوسجہ پر پڑی، جو اس وقت مسجدِ اعظم میں مشغول نماز تھے معقل کو پتہ لگا۔ کہ یہ شخص حضرت امام حسینؑ کے لئے لوگوں سے بیعت لیتا ہے۔ جب یہ بات اس مکّار نے سنی تو مسلم ابنِ عوسجہ کے قریب آکر پہلو میں بیٹھ گیا جب یہ نماز سے فارغ ہوئے۔ ان سے کہا: میں باشندگانِ شام سے ہوں۔ حق تعالیٰ نے اپنے فضل واحسان سے محبتِ اہلِ بیت رسالت مجھے عطا کی ہے، ان کے دوستوں کو میں دوست رکھتا ہوں۔ اثنائے کلام میں بناوٹ سے روتا جاتا تھا۔ اخلاصِ محبّتِ اہلِ بیت میں ریاکاری کرتا تھا،

اس کے بعد کہا: میں نے سنا ہے کہ ایک شخص اہلِ بیتِ رسالتؐ سے یہاں آئے ہیں۔ فرزند رسولؐ کے لیے بیعت لیتے ہیں۔ خوفِ مخالفین سے پوشیدہ ہیں۔ تین ہزار درہم نذر لایا ہوں چاہتا ہوں کہ ان تک پہنچاؤں، کوئی میری رہبری نہیں کرتا۔ اس وقت میں متحیّر تھا ناگاہ میں نے سنا کہ مومنین کی ایک جماعت آپ کی طرف اشارہ کرکے کہہ رہی ہے، کہ یہ شخص احوالِ اہلِ بیت سے مطّلع ہے۔ اس لیے میں آپ کے پاس آیا ہوں، یہ مال لیجئے اور ان کی زیارت کے شرف سے مشرّف کیجئے، میں امیدوار ہوں کہ مجھے اس شرف سے محروم نہ رکھیئے گا، کیونکہ میں انکے محبّوں سے ہوں، اگر آپ چاہیں تو پہلے مجھ سے بیعت لے لیں، اس کے بعد ان کی خدمت میں لے چلیں۔ ابنؓ عوسجہ اس کی باتوں سے فریب میں آگئے، کہنے لگے۔ میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ ایک دوستدارِ اہلِ بیت سے ملاقات میسّر ہوئی اور اس کے دیکھنے سے مجھے خوشی حاصل ہوئی، لیکن اس بات سے ڈرتا ہوں کہ لوگ میرے حال سے مطّلع ہوگئے ہیں۔ اس مکّار نے کہا: آپ آزردہ نہ ہوجئے جو کچھ آپ کے لیے ہونا ہے خیر ہے، آپ مجھ سے بیعت لے لیجئے، میں چاہتا ہوں کہ بیعتِ امامؑ میں داخل ہوں۔ ان بزرگوار نے اس کے کلماتِ دروغ کو صدق پر محمول کرکے اس شقی سے بیعت لی۔ اور عہد و پیمان لئے کہ اس راز کو افشا نہ کرے، اور کہا: میرے پاس آتے رہنا۔ تاکہ میں نائبِ امام سے تیری حضوری کی اجازت لے لوں۔ پس وہ ملعون کئی دن برابر ابنِ عوسجہ کے گھر پر آتا رہا، یہاں تک کہ ان کو اعتماد حاصل ہوا۔ اور اس مکّار کو حضرت مسلمؑ کی خدمت میں لے گئے۔ حضرت مسلمؑ نے بیعت لی۔ اور ابو ثمامہؓ صائدی سے کہا: کہ اس سے یہ مال لے لو۔ ابو ثمامہ جس قدر شیعیانِ کوفہ حضرت مسلمؑ کے پاس مال لاتے تھے اور سلاحِ جنگ شیعوں کے لیے مول لیتے تھے۔ اس کے خزینہ دار تھے۔ اور مردِ دانا اور شجاعانِ عرب اور رؤسائے شیعہ سے تھے۔ پس معقل ہر روز سب سے پہلے حضرت مسلم کی خدمت میں آتا تھا اور سب کے بعد جاتا تھا، یہاں تک کہ تمام شیعیان و ناصرانِ امامؑ مظلوم سے مطّلع ہوگیا اور اس نے ابنِ زیاد کو اس سے باخبر کیا۔

ابنِ شہر آشوب نے روایت کی ہے، جب مسلمؑ ابنِ عقیلؑ داخلِ کوفہ ہوئے تو سالم ابنِ مسیّبؓ کے گھر نزولِ اجلال فرمایا اور بارہ ہزار آدمیوں نے ان کی بیعت کی۔ جب ابنِ زیاد کوفہ میں آیا، تو حضرت مسلمؑ شب کو سالم ابنِ مسیّب کے گھر سے ہانی بن عروہ

کے گھر تشریف لاکر اس کی امان میں داخل ہوئے۔ لوگوں سے بہ اخفا بیعت لیتے تھے۔ یہاں تک کہ پچیس ہزار آدمی ان کے حلقۂ بیعت میں آئے، اس وقت حضرت مسلمؑ نے قصد کیا کہ ابنِ زیاد پر خروج کریں، لیکن ہانی ابنِ عروہ مانع ہوئے اور عرض کیا، یا حضرت تعجیل نہ فرمائیے، شریک ابنِ اعور ہمدانی جو بصرہ سے ابنِ زیاد کے ساتھ بیمار ہوکر آئے تھے اور ہانی کے گھر میں مہمان ہوئے تھے انھوں نے عرض کی، کہ عبیداللہ ابن زیاد میری عیادت کو آئے گا۔ جب میں اسے باتوں میں مشغول کروں تو تم تلوار لے کر نکل آنا اور قتل کر دینا اور اسکی علامت یہ ہے کہ میں پانی مانگوں گا۔ یہ سن کر ہانی نے مسلم کو منع کیا اور کہا: مجھے منظور نہیں ہے کہ وہ میرے گھر میں قتل ہو۔ جب ابنِ زیاد شریک ابن اعور کی عیادت کو آیا، بڑی دیر تک احوال پرسی کرتا رہا، اور اس کے قتل کرنے کو برآمد نہ ہوئے تو وہ ڈرے کہ مطلب فوت ہوا جاتا ہے۔ لہٰذا انھوں نے یہ شعر پڑھنا شروع کیا ؎

ما الانتظار بسلمیٰ ان تحییھا ؛ کاس المنیۃ بالتعجیل اسقوھا

یعنی سلمیٰ کو کس بات کا انتظار ہے، اس کو موت کا پیالہ جلدی پلادے۔ ابنِ زیاد یہ شعر سن کر کھٹکا، اور باہر چلا گیا۔ جب ابنِ زیاد اپنے قصر میں داخل ہوا تو مالک بن یربوع تمیمی، عبداللہ بن یقطر کو گرفتار کرکے مع مسلم کے خط کے لایا۔ جب ابنِ زیاد نے نامہ لے کر دیکھا، تو اس میں یہ مضمون لکھا تھا، بعد حمد و صلوٰۃ کے میں آپ کو مطّلع کرتا ہوں کہ اس قدر اشخاص کوفہ سے آپ کی بیعت میں آگئے ہیں جس وقت میرا نامہ آپ کو پہونچے لازم ہے جلد تشریف لائیے تمام اہلِ کوفہ آپ کے مطیع ہیں اور یزید سے مطلق رغبت اور محبت نہیں رکھتے۔ پس بحکم ابنِ زیاد عبداللہ ابن یقطرؓ کو شہید کیا گیا۔

ابنِ نماؒ نے روایت کی ہے، جب ابنِ زیاد، شریک ابنِ اعور کے پاس سے باہر گیا، حضرت مسلمؑ، شریک ابنِ اعور کے پاس تشریف لائے، تلوار حضرت کے ہاتھ میں تھی۔ شریکؓ نے پوچھا: یا حضرت قتلِ ابن زیاد سے آپ کو کیا امر مانع ہوا؟ فرمایا: میں نے چاہا باہر آؤں، زوجۂ ہانیؓ میرے دامن سے لپٹ گئی اور کہنے لگی، میں آپ کو خدا کی قسم دیتی ہوں ابنِ زیاد کو میرے گھر میں نہ مارئیے، اور رونے لگی۔ میں نے یہ حال دیکھ کر تلوار پھینک دی در بیٹھ رہا۔ ہانی ابنِ عروہ نے کہا: وائے اس پر کہ اپنے ساتھ اس نے مجھے بھی قتل کرایا جس بات کا خوف تھا، اسی کا سامنا ہوا۔

اَبُوالفَرَج اصفہانی نے کتاب "مقاتل الطّالبین" میں روایت کی ہے کہ ہانی بن عروہ
نے حضرت مسلم کو منع کیا اور عرض کیا: یاحضرت! مجھے منظور نہیں کہ ابنِ زیاد میرے گھر میں مارا
جائے۔ جب حضرت مسلم باہر نکلے، شریک ابنِ اعور نے پوچھا: یاحضرت آپ کو اس کے قتل
سے کیا چیز مانع ہوئی؟ حضرت نے فرمایا: دو چیزیں مجھے مانع ہوئیں پہلے یہ ہانیؒ کو ناپسند تھا
کہ ابنِ زیاد ان کے گھر میں مارا جائے۔ دوسرے یہ کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم
کی، کیونکہ آنحضرتؐ نے مکر وحیلہ سے قتل کرنے کو منع کیا ہے۔ شریک نے عرض کیا، یاحضرت!
قسم خدا کی اگر آپ اسے قتل کرتے تو ایک فاسق وفاجر کو قتل کرتے۔
شیخ مفیدؒ نے روایت کی ہے، چونکہ ہانیؒ ابنِ زیاد سے خائف تھے اس لئے بیماری
کا بہانہ کرکے اس کے پاس نہ جاتے تھے۔ ایک دن ابنِ زیاد نے اپنے ہم نشینوں سے پوچھا:
ہانیؒ، میرے پاس کیوں نہیں آتے۔ لوگوں نے کہا وہ بیمار ہیں۔ اس ملعون نے کہا۔ اگر مجھ کو
پہلے معلوم ہوتا تو ان کی عیادت کو جاتا۔ پھر اس نے محمّد ابنِ اشعث اور اسماء ابنِ خارجہ
اور عمرو بن حجّاج زبیدی کو بلایا اور رویحہ بنت عمرو بن حجّاج زوجۂ ہانیؒ تھی۔ یحیٰی ابنِ ہانی اسکے
بطن سے تھا۔ ان سے پوچھا: کہ ہانیؒ میرے پاس کیوں نہیں آتے، سب نے کہا ہمیں نہیں معلوم
مگر سُنا ہے کہ بیمار ہیں۔ ابنِ زیاد نے کہا، مَیں نے سُنا ہے کہ اب اچھے ہیں۔ اپنے دروازے پر
بیٹھے باتیں کیا کرتے ہیں۔ اس کے بعد ابن زیاد نے ان سب کو ہانیؒ کے پاس بھیجا اور کہلوایا کہ
ہانیؒ کو چاہئے کہ میرے حقوق جو اس کے ذِمّہ ہیں ان کو ادا کرے اور میرے دربار میں
حاضر ہو کیونکہ وہ شرفائے عرب سے ہے مَیں نہیں چاہتا کہ مجھ میں اور اس میں کسی طرح کی
رنجش اور کدورت ہو۔ پس یہ سب قریب شام ہانیؒ کے پاس آئے۔ ہانیؒ اس وقت اپنے
دروازے پر بیٹھے تھے چنانچہ انھوں نے ہانیؒ سے کہا: تم کیوں امیر سے ملاقات نہیں کرتے
وہ تمہیں بہت یاد کرتا ہے کہتا ہے اگر مجھ کو بیماری کا حال معلوم ہوتا، مَیں ان کی عیادت
کرتا۔ ہانیؒ نے کہا: بیماری مانع ملاقات ہے۔ سب نے کہا: اس نے سُنا ہے تم سہپر کو اپنے
دروازے کے آگے بیٹھتے ہو۔ پس اس کی ملاقات سے اس قدر تاخیر اور دُوری مناسب
نہیں ہے۔ سب نے ہانیؒ کو قسم دی کہ ہمارے ساتھ سوار ہو کر چلو۔ پس ہانیؒ کپڑے پہن کر،
اپنے ناقہ پر سوار ہوئے اور ان کے ساتھ قصرِ ابنِ زیاد پر پہونچے۔ اس وقت ہانیؒ کو پیش آئندہ
امور کی فکر ہوگئی۔ ہانیؒ نے حسّان ابنِ اسماء سے کہا: اے پسر برادر! قسم خدا کی میں پسرِ زیاد

سے خائف ہوں، اس بات میں تیری کیا صلاح ہے۔ حسّان ابنِ اسماء نے کہا: اے عمّو!
قسم خدا کی تمہارے لئے خوف کی کوئی بات نہیں ہے، ہرگز وہم نہ کیجئے۔ شاید حسّان نہ جانتا
تھا کہ ابنِ زیاد نے کس لئے ہانیؒ کو بُلایا ہے۔ جب ہانیؒ، عُبیداللہ ابنِ زیاد کے پاس آئے لوگ
بہت جمع تھے جس وقت ابنِ زیاد کی نظر ہانی پر پڑی کہنے لگا۔ خیانت کار اپنے پاؤں سے
مجلسِ قصاص میں آگیا۔ جب ہانی ابنِ زیاد کے پاس پہونچے اس شقی نے قاضی شریح کیجانب
ملتفت ہو کر یہ شعر پڑھا ؎

اُرِیْدُ حَیٰوتَہٗ وَیُرِیْدُ قَتْلِیْ ٭ عَذِیْرُكَ مِنْ خَلِیْلِكَ مِنْ مُرَادِیْ

یعنی مَیں اس کی زندگی کا خواہاں ہوں، اور وہ میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس کے بعد
عتاب کرنا شروع کیا۔ پہلے جب کبھی ہانیؒ، عُبیداللہ ابنِ زیادہ کے پاس آیا کرتے تھے ابنِ زیاد
بہت لطف ومہربانی کے ساتھ پیش آتا تھا۔ ہانیؒ نے کلماتِ عتاب سُن کر پوچھا: اے امیر!
کیا سبب ہے جو تو میرے حق میں ایسے کلمات کہتا ہے؟ ابنِ زیاد نے کہا: اے ہانی ابنِ عروہ
تو نے کیسا فتنہ وفساد اپنے گھر میں برپا کیا ہے، اور یزید اور گروہِ مسلمین سے بخیانت پیش آیا ہے،
مسلم کو اپنے گھر میں رکھ کر اس کے لئے ہتھیار ولشکر جمع کرتا ہے، تجھے گمان ہے میں آگاہ نہیں
ہوں۔ ہانیؒ نے انکار کیا اور کہا کہ مَیں نے ایسا کام نہیں کیا، نہ مسلم میرے پاس ہیں۔ ابنِ زیاد
نے کہا مسلم تیرے ہی پاس ہے۔ جب ہانیؒ وابنِ زیاد کی اس گفتگو میں طول ہوا، ابنِ زیاد
نے معقل کو جسے جاسوسی کے لئے بھیجا تھا، آواز دی جب معقل، ہانیؒ کے سامنے آیا، ابنِ
زیاد نے کہا: تم اس کو پہچانتے ہو؟ کہا پہچانتا ہوں۔ اس وقت ہانیؒ مطّلع ہوگئے، کہ
معقل ابنِ زیاد کا جاسوس تھا اور حضرت مسلم کے رازہائے پوشیدہ سے مطّلع ہے پھر ہانیؒ
انکار نہ کرسکے۔ تھوڑی دیر متحیّر رہے۔ اس کے بعد کہا: اے ابنِ زیاد مجھ سے سُن، اور میرے
کلام کو سچ جان قسم ہے خدا کی مَیں نے کبھی جھوٹ نہیں کہا ہے، بخدا میں مسلم کو اپنے گھر
نہیں لایا۔ نہ ان کے حال سے مطّلع تھا۔ وہ ایک شب ناگہانی طور سے میرے یہاں تشریف
لائے اور مجھ سے امان مانگی۔ اور میرے گھر پر رہنے کی التماس کی۔ مجھ سے نہ ہو سکا کہ انھیں
نکال دُوں۔ اور اپنے گھر نہ رہنے دُوں۔ اگر تُو چاہے مَیں اس وقت تجھ کو پختہ عہد وپیمان
دیتا ہوں، کہ کبھی شرّ وفساد نہ ہوگا، تیری مجلس میں آتا رہوں گا۔ اپنا ہاتھ تیرے ہاتھ میں دُونگا
اور تیری اطاعت وفرمانبرداری اسی طرح کرتا رہوں گا۔ اگر تو چاہے تو ضمانت دُوں کہ تیرے

ہانیؒ، ابنِ زیاد کے دربار میں

پاس پھر پلٹ کر آؤنگا مسلمؑ سے پاس جاکر کہوں گا' میرے گھر سے جہاں جی چاہے چلے جاؤ تاکہ ان کے حقِ حرمت اور ہمسائیگی سے ادا ہو جاؤں۔ ابنِ زیاد نے کہا: قسم خدا کی میں تجھ سے دستبردار نہ ہوں گا جب تک تو مسلم کو میرے پاس حاضر نہ کرے۔ ہانی نے کہا: قسم خدا کی یہ ہرگز نہ ہوگا۔ کہ ان کو تیرے پاس لاؤں۔ کیا میں اپنے مہمان کو تیرے حوالے کروں تاکہ تو قتل کرے ابنِ زیاد نے مسلمؑ کے لیئے بہت اصرار کیا، لیکن ہانیؒ نہ مانے۔ جب ابنِ زیاد کے کلام نے طول پکڑا تو مسلمؒ ابنِ عمر باہلی اُٹھا۔ اس وقت کوفے میں سوا اِس کے کوئی شخص اہلِ شام و بصرہ سے نہ تھا' کہنے لگا: اے امیر ٹھہر جا! میں ہانی سے خلوت میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں اور ہانیؒ کا ہاتھ پکڑ کر قصر کے ایک گوشہ میں لے گیا۔ دونوں ایسی جگہ بیٹھے کہ ابنِ زیاد دونوں کو دیکھتا تھا اور جس وقت آواز ان کی بلند ہوتی تھی سُن سکتا تھا۔ مسلم ابنِ عمر باہلی نے کہا: اے ہانی! اپنے ہاتھ سے اپنا خون نہ کرو' اور اپنے قبیلے کو بلا میں نہ ڈالو مسلم ابنِ عقیلؑ و ابن زیاد و یزید میں خویشی و قرابت ہے وہ مسلم ابن عقیلؑ کو قتل نہ کرے گا' اور کوئی رنج اسے نہ پہنچائیگا مسلم کو حوالہ کر کے اِس بلا سے رہائی حاصل کرو' اس میں تمہارے لیے کچھ رسوائی نہ ہوگی۔ کیونکہ تم بادشاہ کے حوالے کرتے ہو۔ ہانی نے کہا: قسم خدا کی یہ ننگ و عار اپنے لیے گوارا' نہ کروں گا کہ اپنے مہمان کو دشمن کے حوالے کروں' حالانکہ میں صحیح و سالم ہوں اور یار و مددگار رکھتا ہوں قسم خدا کی' اگر کوئی مددگار بھی نہ رکھتا تب بھی مسلم ابنِ عقیل کو نہ دیتا جب تک کہ مارا نہ جاؤں۔ مسلم بن عمر باہلی' ہانی ابن عروہ کو ہرچند سمجھاتا اور قسمیں دیتا مگر ہانی یہی کہتے تھے۔ قسم خدا کی میں حضرت مسلمؑ کو نہ دوں گا۔ ابن زیاد نے یہ سُن کر ہانی کو اپنے پاس بُلا کر کہا: بخدا اگر مسلم ابن عقیلؑ کو حاضر نہ کرے گا' تجھے قتل کر دوں گا۔ ہانیؒ نے کہا: اے ابن زیاد! اگر اِس امر کا ارادہ کرے گا تو سمجھ لے کہ تلواریں میان سے کھنچیں گی۔ آتشِ حرب مشتعل ہوگی' ابن زیاد نے کہا: ہانی تو مجھے ڈراتا ہے! اِس کے بعد اس ملعون نے ایک چھڑی جو اس کے دستِ نجس میں تھی' اس زور سے ہانیؒ کے چہرہ و بینیٔ مبارک پر ماری کہ وہ ٹوٹ گئی' اور چہرۂ مبارک سے خون بہہ کر ریش اور سینہ پر جاری ہوا اور پیشانی و رخسار کا گوشت ریشِ مبارک پر گر پڑا' ہانی نے چاہا کہ پاس کے ایک آدمی سے تلوار لے کر حملہ کر دیں لیکن وہ شخص مانع ہوا اور تلوار نہ دی۔ ابنِ زیاد نے غلاموں سے کہا: ہانی کو پکڑ لو۔ انھوں نے ہانیؒ کو پکڑ کر ایک مکان میں ڈال دیا۔ اور دروازہ بند کر لیا۔ جب حسان بن اسماء نے ہانی کی یہ حالت دیکھی' ابن زیاد سے کہا: تو

نے ہمیں بھیجا اور ہم بہ مکر و حیلہ' ہانیؒ کو تیرے پاس لائے اب تو بہ عذر پیش آیا' ان کو زخمی کیا اور خون ان کے ریش مبارک پر جاری کیا' ابن زیاد نے اس کو گالی دی اور سب نے ابن اسماء کو پکڑ کر وہاں سے ہٹا دیا۔ ابن اشعث لعین کہنے لگا ہم راضی ہیں' امیر جو کچھ چاہے کرے' خواہ ہمارا ضرر خواہ فائدہ ہو۔ کیونکہ وہ ہمارا زعیم ہے۔ جب عمر ابن حجّاج کو قتل ہانی کی خبر پہونچی' عمر نے قبیلہ مزحج کو جمع کر کے دارالامارہ کو گھیر لیا۔ اور بہ آواز بلند پکارا کہ میں ہوں عمر ابن حجاج' اب قبیلہ مزحج اور شجاعان مزحج جمع ہوئے ہیں' خونِ ہانیؒ کا عوض طلب کرتے ہیں اس لئے' کہ ان سے کوئی گناہ سرزد نہ ہوا تھا۔ انھیں بے خطا کیوں قتل کیا۔ ابن زیاد ان کی جمعیت سے خائف ہوا۔ قاضی شریح کو بلا کر کہا۔ ان سے کہو کہ ہانی زندہ ہے لیکن پہلے اپنی آنکھوں سے ہانی کو دیکھ لو (تاکہ گواہی سچی ہو) جب شریح، ہانیؒ کے پاس گیا' دیکھا زندہ ہیں' خون منھ سے جاری ہے اور کہہ رہے ہیں کہ کہاں ہیں میرے خویش و مددگار' کہاں ہیں میرے اہلِ دین و ہم شہری۔ اگر دس آدمی بھی میرے قبیلے سے چلے آئیں تو اس ملعون کی شر سے مجھ کو بچا لیں ہانی نے اپنے عزیز و اقارب کو بہت کچھ آوازیں دیں مگر دروازے بند ہونے کی وجہ سے کسی نے نہ سُنا۔ شریح یہ حال دیکھ کر باہر آیا' بالائے قصر سے پکارا کہ ہانی زندہ ہے کسی طرح کا ضرر و آسیب اس کو نہیں پہونچا جب ہانی کے قوم و قبیلہ نے سُنا کہ ہانی زندہ ہیں تو خاطر جمع ہوئے اور متفرق ہو گئے عمر ابن حجّاج اور اس کے ہمراہیوں نے کہا: خدا کا شکر ہے کہ ہانی قتل نہیں ہوئے اس کے بعد ابن زیاد مع اپنے اتباع و ملازمین کے مسجد کوفہ میں آیا منبر پر جا کر لوگوں کو مخالفتِ یزید و تفرقہ پردازی سے ڈرایا۔ مطیعوں کو نوازش اور بخشش کا امیدوار بنایا' ابھی تقریر کر رہا تھا اتنے میں کچھ لوگ یہ خبر لے کر آئے کہ حضرت مسلمؑ نے خروج کیا ہے اور اب وہ دارالامارۃ کی طرف آ رہے ہیں۔ یہ سن کر ابن زیاد سخت پریشان ہوا اور منبر سے اتر کر دارالامارۃ کو بھاگ گیا اور دروازے بند کر لئے۔

خروج مسلم

عبداللہ ابن حازم نے روایت کی ہے کہ حضرت مسلمؑ ابن عقیلؑ نے مجھے قصر ابن زیاد میں بھیجا کہ ہانی کا حال دریافت کروں میں مجلسِ ابن زیاد میں اس وقت موجود تھا' جس وقت اس روسیاہ نے ہانیؒ کو زخمی کیا اور قید کا حکم دیا۔ جب میں نے یہ حالت دیکھی بسرعت تمام حضرت مسلمؑ کے پاس آیا' یہاں آکر میں نے دیکھا کہ قبیلہ مراد کی عورتیں حضرت مسلمؑ کے پاس جمع ہیں اور نوحہ و فریاد کر رہی ہیں میں حضرت مسلم ابن عقیلؑ کے پاس گیا ہانیؒ کا قصہ نقل کیا حضرت

مسلم نے احوالِ ہانی سن کر فرمایا: ان کے اصحاب کو مطلع کر جو مکان کے گرد و پیش مجتمع ہیں، وہ سب چار ہزار آدمی تھے۔ پھر منادی سے فرمایا: ندا کرے یا منصور امت اجب اہلِ کوفہ نے یہ منادی سنی تو ہانی کے دروازے پر جمع ہوئے، حضرت مسلم نے برآمد ہو کر قبائلِ کندہ و مزحج و تمیم و اسد و مضر اور ہمدان کا ایک ایک علم ترتیب دیا۔ تھوڑی دیر میں مسجد و تمام بازار کثرتِ اصحابِ مسلم سے بھر گئی۔ ابنِ زیاد پر دنیا تنگ ہوئی۔ اس کی بڑی تدبیر یہ تھی کہ قصر کا دروازہ بند کر لیا تھا۔ اس وقت پچاس آدمیوں سے زیادہ دارالامارۃ میں نہ تھے، جو باہر تھے علانیہ اس کے پاس نہ جا سکتے تھے پشتِ قصر کے دروازے سے جو دارالرومیین کے متصل تھا۔ جاتے تھے، جو لوگ اندر تھے بالائے قصر سے سامنے آ کر دیکھتے تھے۔ اصحابِ مسلم جو قصر کو گھیرے ہوئے تھے، ان پر پتھر پھینکتے تھے اور برا کہتے تھے۔ ابنِ زیاد نے کثیر ابنِ شہاب کو باہر بھیجا، اور کہا جو شخص قبیلہ مزحج سے تیری اطاعت کرے اسے ہمنوا کر اور عقوبتِ یزید اور انجام بد سے ڈرا، اور جذبۂ نصرتِ مسلم کو سرد کر۔ اس کے بعد محمد ابنِ اشعث کو بھیجا کہ تو جا کر قبیلہ کندہ کو اپنی طرف کر۔ علمِ امان کھول کر ندا کر جو کوئی اس علم کی پناہ میں آئے جان و مال و آبرو سے امان میں رہیگا۔ اسی طرح قعقاع ذہلی اور شبث ابنِ ربعی تمیمی اور حجاز ابنِ ابحر سلمی اور شمر ابن ذی الجوشن عامری کو اس کام کے لئے بھیجا کہ ان بیوفاؤں کو فریب دیں۔ پس محمد ابنِ اشعث نے ایک علم بلند کیا۔ ایک جماعت اس کے پاس جمع ہوئی، اس وقت حضرت مسلم نے عبدالرحمٰن ابنِ شریح شیبانی کو محمد ابنِ اشعث کے پاس بھیجا جس وقت محمد ابنِ اشعث نے عبدالرحمٰن کو دیکھا، ملاقات نہ کی، اور محمد ابنِ اشعث و دیگر رؤسا نے ملکر حضرت مسلم کے لشکر کو متفرق کر دیا۔ بلکہ بہتوں کو اپنا طرفدار کر کے پشتِ قصر سے دارالامارۃ میں لے گیا جب ابنِ زیاد نے اپنے ہوا خواہ بھی بہ کثرت دیکھے، تو ایک علم شبث ابن ربعی کو دے ایک گروہ کے ہمراہ باہر بھیجا۔ اور رؤسائے کوفہ کو حکم کیا کہ قصر کے کوٹھے پر چڑھ کے مطیعانِ حضرت مسلم کو پکارو کہ اے لوگو! اپنے حال پر رحم کرو اور متفرق ہو جاؤ، کیونکہ عنقریب لشکرِ شام پہونچا چاہتا ہے۔ تم میں اس لشکر سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے۔ اگر اب بھی اطاعتِ یزید کرو تو امیر نے عہد کیا ہے کہ یزید سے تمہارا عذر خواہ ہوگا۔ اور بہ نسبت سابق دو چند مال و زر عطا کرے گا۔ اور قسم کھائی ہے کہ اگر تم متفرق نہ ہوگے۔ تو جب لشکرِ شام آئے گا تو تمہارے مردوں کو اور بے گناہوں کو بجائے گنہگاروں کے قتل کرے گا۔ اور تمہارے زن و فرزند کو اہلِ شام پر تقسیم کرے گا۔ ان باتوں کے

سنتے ہی سب متفرق ہو گئے، یہاں تک کہ جب شام ہوئی تو تیس آدمیوں سے زیادہ مسلم کیساتھ نہ تھے۔ جب حضرت مسلم نے یہ حال دیکھا اور اہلِ کوفہ کی غداری سے مطلع ہوئے تو مسجد میں تشریف لا کر نمازِ مغرب بجا لائے، اس وقت تک تیس آدمی حضرت مسلم کے ساتھ تھے جب نماز سے فارغ ہوئے چاہا، کہ مسجد سے تشریف لے جائیں تو کوئی شخص حضرت مسلم کے ساتھ نہ تھا اس وقت تنہائی میں حضرت مسلم حیران ہوئے اور کچھ نہ جانتے تھے کہ کہاں جائیں، یہاں تک کہ محلہ بنی جبلہ میں جو قبیلہ کندہ سے ہے، پہنچے۔ جب تھوڑی راہ اور طے کی تو طوعہ کے دروازے پر پہونچے، طوعہ اشعث ابنِ قیس کی لونڈی اور امِ ولد تھی۔ اشعث نے اسے آزاد کیا تھا، اور وہ اسید حضرمی کی زوجہ تھی اسید کا ایک لڑکا "بلال" نام کا اس کے بطن سے تھا۔ طوعہ اپنے لڑکے کے انتظار میں دروازہ پر بیٹھی تھی۔ حضرت مسلم نے "طوعہ" کو سلام کیا، طوعہ نے جواب دیا۔ حضرت مسلم نے فرمایا: اے کنیزِ خدا میں پیاسا ہوں۔ وہ نیک بخت اندر گئی اور پانی لا کر حضرت مسلم کو دیا۔ حضرت مسلم نے پانی پینے کے بعد توقف کیا۔ طوعہ نے کہا: پانی پی چکے اب اپنے اہل و عیال کے پاس جاؤ۔ حضرت مسلم نے جواب نہ دیا۔ پھر طوعہ نے یہی کہا: حضرت مسلم نے پھر بھی جواب نہ دیا۔ تیسری مرتبہ طوعہ نے کہا: اے بندۂ خدا سبحان اللہ! اپنے گھر جا، وقتِ شب میں تمہارا اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔ حضرت مسلم نے فرمایا: اے کنیزِ خدا! میں غریب الوطن ہوں اور کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں شب باش ہوں، اگر تو مجھ کو آج کی رات پناہ دے۔ تو بروزِ قیامت جناب رسالتمآب تجھے پناہ دیں گے۔ طوعہ نے کہا: اے بندۂ خدا! تم کون ہو؟ فرمایا: میں مسلم ابنِ عقیل ہوں۔ اہلِ کوفہ نے مجھ کو فریب دیا، وطن سے آوارہ کیا۔ اپنے خویش و اقرباء سے جدا ہو گیا ہوں۔ کوفیوں نے میری نصرت و یاری سے ہاتھ اٹھا لیا مجھے تنہا چھوڑ دیا۔ جب طوعہ نے حضرت مسلم کو پہچانا تو اپنے گھر میں لے آئی۔ ایک حجرے میں ان کے لئے پاکیزہ فرش بچھایا۔ طعام حاضر کیا۔ مگر بہ سبب رنج و مصیبت حضرت مسلم نے مطلق نہ کھایا۔ اس اثناء میں اس کا لڑکا گھر آیا۔ طوعہ نے چاہا، کہ اس امر سے اسے مطلع نہ کرے لیکن اس نے جب اپنی ماں کو دیکھا کہ حجرے میں بار بار آتی جاتی ہے، بہ اصرار تمام دریافت کیا۔ طوعہ نے کہا: کسی کو اطلاع نہ کرنا۔ اس مکار نے کہا: کہ میں کسی سے نہ کہوں گا۔ پھر طوعہ نے اس روسیاہ سے عہد و پیماں لے کر خبرِ حضرت مسلم بیان کی۔ اس نابکار نے یہ سن کر کچھ جواب نہ دیا، اور سو رہا۔ ادھر جب لوگ حضرت مسلم کے پاس سے متفرق ہوئے، اور اصحابِ مسلم کی آواز ابنِ زیاد کے کان میں

حضرت مسلم طوعہ کے مکان پر

نہ آئی، اس ملعون نے اصحاب سے کہا، بامِ قصر پر جاکر دیکھو. جب لوگ بامِ قصر پر گئے کسی کو نہ پایا، ابنِ زیاد نے کہا مسجد میں دیکھو، شاید حجروں میں چھپ رہے ہوں۔ چنانچہ لوگوں نے مسجد کی چھت کھول کر چراغ کی روشنی میں دیکھا تو بعض مقامات مسجد کے دکھائی دیے، بعض معلوم نہ ہوئے۔ پھر قندیلیں روشن کیں، اور ایک گٹھا نرکل کا جلا کر مسجد کے اندر پھینکا، اور اس کی روشنی میں بخوبی تفحّص کیا، یہاں تک کہ منبر کی پوشش میں دیکھا۔ جب کوئی شخص نظر نہ آیا، تو ابنِ زیاد کو خبر دی، کہ لوگ متفرّق ہو گئے. یہ سُن کر ابنِ زیاد اسی شب مسجد میں آکر منبر پر گیا۔ منبر کے گرد اس کے اصحاب تھے. یہ ماجرا پیش از نمازِ عشا رہا، اور عمر ابنِ نافع کو حکم کیا کہ ندا کرے، جو شخص بزرگانِ کوفہ سے اس وقت مسجد میں حاضر نہ ہوگا. اس کا خون مباح ہے، تھوڑے عرصہ میں مسجد بھر گئی۔ جب لوگ جمع ہو چکے ابنِ زیاد نے مؤذّن سے اقامت کو کہا اور مشغولِ نماز ہوا۔ لشکر کو حکم دیا کہ پاسبانی کرے بعد نماز خطبہ پڑھا، اثنائے خطبہ میں کہا کہ مسلم بن عقیلؑ بالکل نادان ہے کہ اس نے خلیفہ کی مخالفت کی پس جس کے گھر میں مسلمؑ ہو اور مجھے خبر نہ کرے، جان اور مال اس کا معرضِ تلف میں ہوگا۔ جو شخص مسلمؑ کو میرے پاس لائے اس سے بہت حُسنِ سلوک کروں گا۔ اور بہت تاکید کی اور ڈرایا، پھر حصین بن نمیر سے کہا، تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے، خبردار! کوئی شخص کوفہ کا دروازہ کھلا نہ رکھے۔ مسلمؑ چلے نہ جائیں، ان کو جلد میرے پاس لا میں نے تم کو مکاناتِ کوفہ پر اختیار دیا۔ پاسبانوں کو کوچہ ہائے کوفہ میں مقرّر کر، علی الصباح ہر گھر میں تلاش کر، اور لے آ۔ ابنِ نمیر سردارِ لشکر تھا، ابنِ زیاد بدنہاد قصر میں آیا، اور عمر بن حریث کو ایک علم دے کر امیرِ لشکر کیا جب صبح ہوئی، ابنِ زیاد مسجد میں آکر بیٹھا، اور اہلِ کوفہ کو اذنِ عام دیا کہ مسجد میں جمع ہوں اور محمد ابنِ اشعث پر نوازش و بخشش کر کے اپنے پہلو میں بٹھایا، اتنے میں طوعہ کا بیٹا، ابنِ زیاد کے دروازے پر آیا اور خبرِ حضرت مسلمؑ عبدالرحمٰن ابنِ اشعث سے کہی۔ اس ملعون نے اپنے باپ سے آکر آہستہ سے یہ خبر کہی، وہ لعین ابنِ زیاد کے پہلو میں بیٹھا تھا۔ جب ابن زیاد نے سنا محمد ابن اشعث کو چھڑی سے اشارہ کیا کہ اٹھ کر جلد مسلمؑ کو لے آ۔ محمد ابن اشعث نے اپنی قوم کو ہمراہ لیا، اس کے بعد ابن زیاد نے ستّر آدمی قبیلۂ قیس سے عبداللہ ابن عباس سلمی کے ہمراہ کر کے محمد ابن اشعث کے ساتھ کر دیے اور حضرت مسلمؑ کے لینے کو بھیجا، جب محمد ابن اشعث اس گھر کے قریب پہونچا جس میں حضرت مسلمؑ

تھے اور آپ نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سُنی، سمجھ گئے کہ میرے لینے کو آئے ہیں حضرت مسلمؑ تلوار لے کر حجرے سے باہر نکلے وہ بے دین گھر میں گھس آئے اس شیرِ بیشۂ شجاعت نے سب نامردوں کو بزورِ شمشیر گھر سے باہر نکال دیا۔ پھر ان اشقیاء نے ہجوم کیا۔ بارِ دیگر حضرت مسلمؑ نے ان ملعونوں کو دفع کیا۔ اس کے بعد حضرت مسلمؑ اور بکر ابن حمران میں تلوار چلنے لگی، اس ملعون نے ایک تلوار روئے مبارک پر لگائی کہ لبِ بالا اور دو دانت آگے کے جدا ہو گئے۔ حضرت مسلمؑ نے ایک تلوار اس ملعون کے سر پر اور ایک گردن پر اس زور سے لگائی قریب تھا کہ اس کے شکمِ نجس میں اُتر جائے۔ جب ان نامردوں نے حضرت مسلمؑ کی یہ بہادری دیکھی تو لڑنے سے عاجز ہوئے کوٹھوں پر چڑھ کر پتھر مارنے لگے اور آگ پھینکنے لگے۔ جب حضرت مسلمؑ نے یہ بےحیائی ملاحظہ فرمائی تو اپنی زندگی سے نااُمید ہو کر تلوار میان سے سونت لی۔ کفّار پر حملہ کیا۔ بہت سے بے دینوں کو قتل کیا۔ جب محمّد ابنِ اشعث نے دیکھا کہ حضرت مسلمؑ باآسانی ہاتھ نہ آئیں گے، کہنے لگا: کیوں اپنی جان کو ہلاک کرتے ہو میں نے تم کو امان دی مگر حضرت مسلمؑ نے جنگ جاری رکھی۔ محمّد ابنِ اشعث نے کہا: تم سے جھوٹ نہیں کہتا اور مکر و فریب نہیں کرتا۔ تم کو ابنِ زیاد کے پاس لئے چلتا ہوں وہ تمہارا ابنِ عم ہے تم کو قتل نہ کرے گا۔ اور کسی طرح کا ضرر نہ پہونچائے گا۔ جب حضرت مسلمؑ کثرتِ جنگِ اعدا اور زخمہائے سنگِ جفا سے عاجز ہوئے، ضعف و ناتوانی غالب ہوئی تو ذرا دیر ایک دیوارِ خانہ سے لگ کر کھڑے ہوئے۔ ابنِ اشعث نے پھر کہا: میں تم کو امان دیتا ہوں۔ ناچار حضرت مسلمؑ نے قبول کیا۔ اگرچہ جانتے تھے کہ ان بے وفاؤں کا وعدہ صادق نہیں ہے حضرت مسلمؑ نے ابن اشعث سے کہا: میں امان میں ہوں۔ کہا: ہاں!! پھر حضرت مسلمؑ نے اسکے رفیقوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: تم نے امان دی؟ سب نے کہا: ہم نے امان دی مگر عبیداللہ ابنِ عباس سلمی جدا ہو گیا۔ کہنے لگا، مجھے نیک و بد میں اختیار نہیں۔ حضرت مسلمؑ نے فرمایا: اگر تم مجھ کو امان نہ دیتے تو کیوں اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں دیتا۔ اس کے بعد حضرت مسلمؑ کو گرفتار کر کے لے چلے۔ حضرت مسلمؑ کے گرد سب نے اژدہام کیا۔ اور آپ سے تلوار لے لی اس وقت حضرت مسلمؑ اپنی زندگی سے مایوس ہوئے، رو کر فرمایا: یہ اوّل غدر ہے پسرِ اشعث نے کہا: تم کچھ خوف نہ کرو۔ حضرت مسلمؑ نے کہا: امان کہاں، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ راجعون یہ کہہ کر حضرتؑ رونے لگے۔ عبیداللہ ابن عباس سلمی نے کہا: اے مسلمؑ کیوں روتے ہو جو شخص

ایسا دعویٰ کرے، جیسا تم نے کیا اور بلا میں گرفتار ہو۔ چاہیئے کہ گریہ نہ کرے۔ حضرت مسلم نے کہا:
قسم خدا کی میں اپنے لئے نہیں روتا بلکہ میں اپنے خویش و اقربا کے لئے روتا ہوں۔ رونا میرا حضرت
امام حسینؑ اور ان کی آل و اصحاب کے حال پر ہے کہ وہ حضرت ان غدّاروں کے فریب سے
اپنے یار و دیار سے جدا ہو کر اس طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ یہ لوگ ان سے کیا
سلوک کریں گے۔ اس کے بعد حضرت مسلم نے محمدّ ابنِ اشعث کی طرف متوجّہ ہو کر فرمایا: اے
بندۂ خدا میں جانتا ہوں کہ تو میرے امان دینے سے عاجز ہے اور بلاشبہ مجھے قتل کیا جائیگا۔
آیا تجھ سے ہو سکتا ہے مجھ سے نیکی کرے کسی کو میری طرف سے امام حسینؑ کے پاس بھیج دے
کیونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مع اپنے اہلِ بیت و اصحاب کے آج یا کل اس طرف روانہ
ہو گئے ہیں۔ وہ شخص حضرتؑ سے جا کر کہے کہ مسلم نے مجھے ایسے وقت میں بھیجا ہے کہ اعداد
کے دستِ ظلم میں گرفتار تھے، شام تک زندہ رہنے کی اُمّید نہ تھی۔ اور عرض کیا ہے یا حضرتؑ
آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، آپ مع اہلِ بیت پھر جائیں، اہلِ کوفہ کے فریب میں نہ آئیں،
یہ آپ کے پدرِ بزرگوار علیؑ ابنِ ابیطالب کے وہی اصحاب ہیں جن کی مفارقت کے واسطے
حضرت امام حسینؑ، خدا سے تمنّا و آرزو کرتے تھے۔ مولا! کوفیوں نے آپ کی تکذیب کی، اور
جس کی تکذیب کی جائے اس کے لئے کوئی رائے و تدبیر نہیں۔ ابنِ اشعث نے کہا: قسم خدا
کی جو کچھ تم نے کہا، اسے میں عمل میں لاتا ہوں اور ابنِ زیاد سے کہا: میں نے حضرت مسلم کو
امان دی ہے۔

ابنِ شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ابنِ زیاد نے عمرو بن حریث مخزومی اور محمدّ
ابنِ اشعث کو ستّر سپاہی ساتھ کر کے حضرت مسلم کی گرفتاری کو بھیجا جس گھر میں مسلم تھے
جا کر گھیر لیا۔ مسلم نے ان بے دینوں پر حملہ کیا اور یہ شعر پڑھے ؎

هوالموت فاصنع ویك ما انت صانع ❋ فانت بكاس الموت لا شك جارع

فصبرا لامر الله جلّ جلالہ ❋ فحكم قضاء الله في الخلق ذائع

حاصلِ مضمون یہ ہے، مرنے سے کچھ چارہ نہیں، پس وائے تجھ پر جو کچھ کرنا ہے، کر لے کہ بلاشبہ
تجھے کاسۂ ناگوارِ مرگ پینا ہے اور حکم خدائے عزّ و جلّ پر صبر کر جو کچھ اس نے خلق پر مقدّر فرمایا
ہے واقع ہو گا۔ یہ اشعار فرما کر اکتالیسؓ نامردوں کو واصلِ جہنّم کیا۔

محمدّ ابنِ ابیطالب نے کہا ہے، جب حضرت مسلم نے ایک جماعت کثیر کو واصلِ جہنّم

کیا۔ یہ خبر ابنِ زیاد کو پہونچی، اس نامراد نے محمدّ ابنِ اشعث کو پیغام دیا۔ میں نے تجھے ایک
شخص کے لینے کو بھیجا، اسے میرے پاس نہ لا سکا، اس اکیلے نے تیرے اصحاب میں رخنۂ عظیم
ڈالا۔ اگر میں تجھ کو اور مہم پر بھیجوں گا تو تیرا کیا حال ہو گا۔ ابنِ اشعث نے جواب میں کہلا بھیجا۔
أَتَظُنُّ أَنَّكَ بَعَثْتَنِي إِلَى بَقَّالٍ مِنْ بَقَّالِي الْكُوفَةِ أَوْ إِلَى جَرْمَقَانِيٍّ مِنْ جَرَامِقَةِ
الْحِيرَةِ أَوَلَمْ تَعْلَمْ أَيُّهَا الْأَمِيرُ إِنَّكَ بَعَثْتَنِي إِلَى أَسَدٍ ضِرْغَامٍ وَسَيْفٍ حُسَامٍ
یعنی کیا تو نے مجھے اپنے گمان میں کسی بقّالِ کوفہ یا حیرہ کے کسی بنیئے کے پکڑنے کو بھیجا
ہے، کیا تجھے نہیں پتہ کہ ایک شیرِ ژیاں کے پکڑنے کو آیا ہوں شمشیرِ برّاں جس کے ہاتھ میں
ہے جو شجاع اور رئیس ہے اور آلِ رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے ہے۔ ابنِ زیاد نے
یہ سن کر کہا: مسلم ابنِ عقیل کو امان دے کیونکہ تو اُن پر قابو نہ پائے گا، مگر امان کے حیلہ سے۔

اس مقام پر مصنّف موصوف فرماتے ہیں، بعض کتبِ مناقب میں عمرو بن دینار
سے منقول ہے کہ امام حسینؑ نے حضرت مسلم کو جو کہ شجاعت میں مثلِ شیرِ ببر تھے، جانبِ
کوفہ روانہ کیا۔ ایضاً: عمر اور دیگر راویوں سے منقول ہے کہ اس شیرِ بیشۂ شجاعت کی
طاقت و قوّت اس درجہ تھی کہ مردِ قوی ہیکل کو ایک ہاتھ سے اٹھا کر بلند کوٹھے پر پھینک
دیتے تھے۔ مصنّف نے پھر کلام شیخ مفیدؒ کی طرف رجوع فرمایا، کہ ابنِ اشعث، حضرت مسلم
کو ابنِ زیاد کے دروازۂ قصر پر لایا، اور اجازت لے کر اس روسیاہ کے پاس آیا، تمام احوال
بیان کیا۔ یہ بھی کہا: کہ میں نے ان کو امان دے دی ہے۔ اس نے کہا تجھے امان سے کیا
کام، میں نے تجھے امان دینے کو بھیجا تھا، یا گرفتار کرنے؟ ابنِ اشعث ساکت ہوا۔ جب
حضرت مسلم دروازۂ قصر پر پہونچے، اس وقت آپؑ بہت پیاسے تھے، اور رؤسائے کوفہ
درِ قصر پر منتظرِ اجازت بیٹھے تھے۔ ازاں جملہ عمّارہ ابن عقبہ بن ابی معیط اور عروہ ابنِ حریث
اور مسلم ابنِ عمرو اور کثیر ابنِ شہاب بھی حاضر تھے۔ ایک گھڑا آبِ سرد کا بھرا ہوا دروازۂ قصر پر
رکھا تھا۔ حضرت مسلم نے فرمایا: اے منافقانِ بے وفا، ایک گھونٹ پانی پلا دو۔ مسلم بن عمرو
نے کہا، تم دیکھتے ہو یہ پانی کیسا ٹھنڈا ہے قسم خدا کی ایک قطرہ نہ ملے گا جب تک کہ (العیاذ باللہ)
تم حمیمِ جہنّم نہ پیو۔ مسلم نے کہا: وائے تجھ پر تو کون ہے؟ اس ملعون نے کہا: میں وہ شخص
ہوں، جس نے حق کو پہچانا۔ جب تم منکر ہوئے میں مخلصِ امیر تھا۔ جب تم خیانت کار ہوئے
میں مطیعِ امیر رہا۔ جب تم نے مخالفت کی۔ میں ہوں بیٹا عمرو باہلی کا۔ حضرت مسلم نے فرمایا: اے

پسرِ باہلہ! تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے، تو کس قدر سنگدل و جفاکار ہے، ملعون تو سزاوار تر ہے جحیم جہنم کا۔ اس کے بعد حضرت مسلمؑ نے بہ سبب شدتِ تشنگی اور ضعف ایک دیوار پر تکیہ کیا۔ جب عمرو بن حریث نے حضرت مسلمؑ کا یہ حال دیکھا اپنے غلام سے کہا: وہ ایک گھڑا رومال سے بندھا ہوا مع ایک کوزہ کے لایا اور ایک کوزۂ آب مسلمؑ کو دیا۔ جب آپ نے چاہا پانی پئیں، کوزہ خون سے بھر گیا۔ حضرت مسلم نے نہ پیا۔ دوسری مرتبہ وہ غلام پانی لایا پھر کوزہ خون سے بھر گیا۔ تیسری مرتبہ جب پانی لایا آگے کے دندانِ مبارک کوزہ میں گر پڑے حضرت مسلمؑ نے فرمایا: اَلحمدُ لِلّٰہ، معلوم ہوتا ہے کہ آبِ دنیا سے سیراب ہونا میرے لئے اب مقدر نہیں ہے۔ اس اثنا میں ملازم ابنِ زیاد، حضرت مسلمؑ کے بلانے کو آیا۔ جب مسلمؑ عبیداللہ ابنِ زیاد کے سامنے تشریف لائے مسلمؑ نے سلام نہ کیا۔ پاسبانوں نے کہا، مسلمؑ تم امیر پر سلام نہیں کرتے۔ ابنِ زیاد نے کہا: میں تم کو قتل کروں گا، خواہ سلام کرو خواہ نہ کرو۔ حضرت مسلم نے فرمایا: اگر تو نے میرے قتل کا مصمم ارادہ کر لیا ہے تو اتنی مہلت دے کہ کسی کو حاضرینِ مجلس سے اپنا وصی کروں کہ میری وصیت پر عمل کرے۔ ابن زیاد نے کہا: کچھ مضائقہ نہیں، جو تمہیں کہنا ہو کہو۔ حضرت مسلم نے مجلس کیطرف دیکھا اسمیں عمر ابنِ سعد بھی موجود تھا، مسلم نے اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: مجھ میں اور تجھ میں قرابت ہے میری وصیت کو علیحدہ آ کر سن لے۔ اس نے خوشامدِ ابنِ زیاد میں رہ کر کوئی اعتنا نہ کی۔ ابنِ زیاد نے کہا: اے عمر ابنِ سعد! مسلم ابنِ عقیلؑ سے تجھے قرابت ہے ان کی وصیت کیوں نہیں سنتا۔ عمر ابنِ سعد نے جب اجازت پائی حضرت مسلم کا ہاتھ پکڑ کر گوشۂ قصر میں لے گیا۔ ایسی جگہ جا کر بیٹھا کہ ابنِ زیاد دونوں کو دیکھتا تھا۔ حضرت مسلم نے فرمایا، پہلی وصیت میری یہ ہے کہ میں اس شہر میں سات سو درہم کا قرضدار ہوں، تو میری زرہ و تلوار کو بیچ کر میرا قرض ادا کر دینا۔ دوسری وصیت یہ ہے کہ جب مجھے قتل کریں تو میرا لاشہ ابنِ زیاد سے مانگ کر دفن کرنا۔ تیسری وصیت یہ ہے کہ کسی شخص کو حضرت امام حسینؑ کے پاس بھیج دے کہ حضرتؑ اپنے وطن کو مراجعت فرمائیں کیونکہ میں نے حضرتؑ کو لکھا تھا کہ اہلِ کوفہ آپ کی طرف ہیں، میں جانتا ہوں، حضرت (امام حسینؑ) اس جانب روانہ ہو چکے ہوں گے۔ پس عمر ابنِ سعد نے ابنِ زیاد سے کہا: اے امیر! سُنا تو نے مسلم نے مجھ سے کیا کہا، یہ کہہ کر جو کچھ حضرت مسلمؑ نے کہا تھا وہ سب بیان کیا، عبیداللہ ابنِ زیاد نے جب وصیتیں حضرت مسلم کی سُنیں، تو کہا امین خیانت نہیں کرتا، مگر ممکن ہے کہ خائن کو

حضرت مسلم کی وصیت

امین کریں مجھے ان کے مال سے کیا کام۔ جس طرح انھوں نے تجھ سے کہا، وہی کر۔ جب انھیں قتل کروں گا، تو ان کے دفن سے ممانعت نہ کروں گا۔ اب رہے حسینؑ، اگر وہ میرا ارادہ نہ کریں گے تو میں بھی قصد نہ کروں گا۔ اس کے بعد ابنِ زیاد نے کہا: اے مسلم! اس شہر میں آکر تم نے مسلمانوں کی جمعیت متفرق کی۔ آتشِ فتنہ و فساد روشن کی۔ بعض کو بعض پر مسلط کیا۔ مسلم نے فرمایا: اے ملعون! تو کاذب ہے، کوفیوں نے ہم کو لکھا، تیرے باپ زیاد نے دینِ خدا میں بدعتیں کیں۔ بندگانِ نیک کو بے گناہ قتل کیا۔ کسریٰ و قیصر کے اعمال و افعال کو مسلمانوں میں جاری کیا۔ ہم اس لئے آئے کہ بہ عدالت ان میں سلوک کریں، کتابِ خدا و سنتِ رسولؐ کے موافق حکم کریں۔ ابنِ زیاد نے کہا: تم اس حکم کے قابل نہیں ہو۔ اس لئے کہ تم مدینہ میں (معاذ اللہ) شراب پیتے تھے۔ حضرت مسلم نے کہا: قسم خدا کی تو جھوٹا ہے، شراب پینا برا کام ہے شراب خور وہ شخص ہے جو مسلمانوں کا خون بہاتا ہے اور قتل نفس محترم کرتا ہے۔ ناحق عداوت و بدگمانی سے مسلمانوں کا خون کرتا ہے۔ لہو و لعب میں ایسا مشغول ہے، گویا اسے کوئی دوسرا کام نہیں۔ ابنِ زیاد نے کہا: خدا نے تم کو اس کام کے قابل نہ جانا۔ حضرت مسلم نے کہا: کون شخص ہم سے امامت و خلافت کے لئے سزاوار تر ہے۔ ابنِ زیاد نے کہا: یزید۔ حضرت مسلم نے فرمایا: ہم ہر حال میں حمد و شکرِ خدا بجا لاتے ہیں اور راضی ہیں، حق تعالیٰ جو حکم چاہے ہمارے اور تمہارے درمیان کرے۔ ابنِ زیاد نے کہا: خدا مجھے قتل کرے۔ اگر میں تمہیں اس طرح سے قتل نہ کروں کہ کوئی شخص اہلِ اسلام سے اس طرح قتل نہ ہوا ہو۔ حضرت مسلم نے کہا: تجھ سے اسلام میں ایسی ہی بدعتوں کے ظہور کی توقع ہے۔ یہ سن کر اس ملعون نے کلمات ناسزا جنابِ امیرؑ و امام حسینؑ و حضرت عقیلؑ اور مسلمؑ کے حق میں کہے۔ مسلم نے سکوت فرمایا۔ ابنِ زیاد نے کہا: ان کو بالائے قصر لے جا کر قتل کرو۔ اور بدن ان کا قصر کے نیچے پھینک دو۔ حضرت مسلم نے فرمایا: خدا کی قسم اگر مجھ میں اور تجھ میں قرابت ہوتی تو تُو یوں حکم میرے قتل کا نہ کرتا۔ ابنِ زیاد نے کہا وہ شخص کہاں ہے جو مسلم کو قتل کرے۔ بکر ابنِ حمران کو بلا کر کہا: مسلم کو بالائے قصر لے جا اور قتل کر۔ وہ ملعون، جنابِ مسلم کو لے چلا۔ اس وقت آپکی زبانِ مبارک پر آوازِ تکبیر و استغفار، درود و سلام بر احمدِ مختار جاری تھی اور درگاہ قاضی الحاجات میں مناجات کرتے جاتے تھے کہ خداوندا حکم کر درمیان ہمارے اور اس گروہ کے جس نے ہمیں فریب دیا اور جھوٹ بولے اور ہماری نصرت و یاری نہ کی۔ پس وہ لعین، حضرت مسلم کو بامِ قصر

پَراس سمت لے گیا، جس طرف بازارِ کفش دوزاں تھا۔ اور سرِ مبارک بدن سے جدا کرکے جسمِ مطہّر کو زیرِ قصر گرا دیا۔

سیّد ابنِ طاؤس علیہ الرّحمۃ نے روایت کی ہے کہ جب حضرت مُسلم نے بہت سے اشقیا کو واصلِ جہنّم کیا تو محمّد ابن اشعث بہ آوازِ بلند پکارا کہ اَے مُسلم! ہم نے اَمان دی، حضرت مُسلم نے فرمایا: مکّاروں کی اَمان پر اعتماد نہیں۔ مُسلم بن عقیل بہ شدّت جنگ کر رہے تھے اور حمران بن مالک خثعمی کے اشعار متضمّن بیوفائی دُنیائے فانی بطور رجز پڑھ رہے تھے۔ ان اشعار کے مصرعِ آخر میں فرمایا: ڈرتا ہوں کہ مجھ سے جھوٹ بولیں اور مکر و فریب کریں۔ ابنِ اشعث نے کہا ہم مکر وحیلہ نہیں کرتے۔ مُسلم نے اس کے کہنے پر اِلتفات نہ کیا، سرگرمِ جہاد تھے یہاں تک کہ جسمِ مبارک پر بہت زخم لگے۔ ایک نامَرد نے پیچھے آکر ایک نیزہ پشتِ مبارک پر مارا کہ حضرت مُسلم اس کے صدمے سے مُنھ کے بل گرے ان کافروں نے نرغہ کرکے گرفتار کرلیا۔ جب اِس مظلوم کو ابنِ زیاد کے پاس لائے مُسلم نے اس کو سلام نہ کیا۔ ملازمِ ابنِ زیاد نے کہا: اَمیر کو سلام کرو؟ آپ نے فرمایا: وائے تجھ پر اَے ملعون چُپ رہ قسم خدا کی وہ میرا اَمیر نہیں ہے۔ ابنِ زیاد نے کہا: میں تمہیں قتل کروں گا۔ خواہ سلام کرو، یا نہ کرو۔ حضرت مُسلم نے فرمایا: اگر مجھے تو قتل کرے تو تجھ سے پہلے بدترین خلائق نے بہترین خلائق کو قتل کیا۔ یہ سُن کر ملعون غصّہ میں آیا اور کلماتِ ناسزا بکنے لگا۔ کہا اَے نافرمان، اَے متفرّق کرنے والے مسلمانوں کے، تونے امام پر خروج کیا، جمعیتِ مُسلمین کو پراگندہ کیا، آتشِ فتنہ و فساد کو مشتعل کیا۔ مُسلم نے کہا تو کاذب ہے بلکہ معاویہ و یزید پلید نے مسلمانوں کی جمعیت کو پراگندہ کیا، اور تو نے تیرے باپ نے جو غلام ثقیف کا بیٹا تھا۔ آتشِ فساد کو اہلِ اسلام میں روشن کیا۔ میں خدا سے دُعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ مجھ کو بدترین خلائق کے ہاتھ سے شہادت کا مرتبہ عنایت کرے۔

سیّد ابنِ طاؤس علیہ الرّحمۃ نے حالات مذکورہ کے بعد کہا ہے کہ جب بکر ابنِ حمران، حضرت مسلم کو بامِ قصر پر لے گیا تو سرِ مبارک تنِ مطہّر سے جدا کرکے خائف و ترساں نیچے آیا۔ ابنِ زیاد نے پوچھا، تیرا حال کیوں متغیّر ہے، اُس نے کہا: اَمیر! جب میں نے مُسلم ابنِ عقیل کو قتل کیا، اُس وقت ایک مردِ سیاہ و مہیب صورت نظر جو میرے برابر

کھڑا اپنے دانتوں سے اُنگلی کاٹتا تھا۔

دوسری روایت میں یوں وارد ہے کہ وُہ اپنے ہونٹوں کو دانتوں سے کاٹتا تھا یہ دیکھ کر مجھ پر خوفِ عظیم غالب ہوا۔ ابنِ زیاد نے کہا: شاید تجھ پر دہشت و خوف غالب ہوا ہو۔ بروایت مسعودی جب بکر ابنِ حمران ولد الزّنا نے حضرت مُسلم کو شہید کیا تو ابنِ زیاد نے اسے بلایا پوچھا، تو نے مُسلم کو قتل کیا؟ کہا: ہاں۔ ابنِ زیاد نے پوچھا، لے جاتے وقت مُسلم کیا کہتے تھے؟ اس بے حیا نے کہا، اثنائے راہ میں تکبیر و تسبیح اور تہلیل نیز استغفار کرتے جاتے تھے، اور جب میں قتل کے ارادے سے قریب گیا۔ اس وقت کہتے تھے خداوندا حکم کر درمیان ہمارے اور اس گروہ کے جس نے ہمیں فریب دیا اور ہم سے جھوٹ بولے اور ہماری نصرت و یاری سے دستبردار ہوئے۔ اور ہمیں شہید کیا۔ بکر ابنِ حمران کہتا ہے، میں نے کہا: شکر کرتا ہوں اُس خدا کا جس نے مجھے تم سے قصاص لینے پر دسترس عطا کی۔ یہ کہہ کر میں نے ایک ضرب لگائی اور وہ ضربت کارگر نہ ہوئی مُسلم نے کہا: کیا تجھے یہ ضربت کافی نہیں ہے یہ زخم جو تیری ضربت سے مجھے پہونچا تیرے خون کا عوض ہوسکتا ہے۔ ابنِ زیاد نے کہا: مُسلم ابنِ عقیل مرتے وقت فخر کرتے تھے بکر ابنِ حمران ملعون نے کہا: اس کے بعد دوسری ضربت سے میں نے انکو قتل کیا۔

شیخ مفید علیہ الرّحمۃ نے روایت کی ہے، جب مسلمؑ نے باغِ جنّت کو اِنتقال فرمایا تو ابنِ زیاد وَلد الزّنا نے ہانی ابنِ عروہ کو بُلایا، محمّد ابنِ اشعث نے ان کی شفاعت کی اور کہا: تو ہانی کو اور ان کے مرتبہ کو جانتا ہے۔ اس کی جو شان ہے اور اس کے قبیلے والے یہ جانتے ہیں کہ میں اور میرے رفقاء اس کو تیرے پاس لے آئے تھے، لہٰذا میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ ہانی ابنِ عروہ کو میری خاطر سے چھوڑ دے اور اس کے قصور کو عفو کر۔ اس لیے کہ میں عداوتِ اہلِ شہر کو پسند نہیں کرتا۔ یہ سن کر ابنِ زیاد نے پہلے تو وعدہ کیا کہ میں ہانی کے قتل سے درگزر کروں گا۔ اس کے بعد اس شقی نے خلفِ وعدہ کیا اور حکم دیا کہ ہانی ابنِ عروہ کو بازار میں لے جاکر قتل کرو۔ ہانی کے دونوں ہاتھ شانوں پر باندھ کر بازارِ گوسفند فروشاں میں لائے، وہ بزرگوار از بہ کمالِ اضطرار وامذحجاہ وامذحجاہ کہتے جاتے تھے (یعنی کہاں ہے قبیلۂ مذحج کیوں اعانت اور کمک نہیں کرتا) ہر چند استغاثہ کیا، لیکن کوئی نصرت و یاری کو نہ آیا۔ جب ہانی نے دیکھا کہ کوئی کمک نہیں کرتا۔ اپنا ہاتھ

کھینچکر نکال لیا' کہا کوئی لکڑی یا چھڑی یا پتھر نہیں ہے کہ جس سے دشمنوں کو اپنے سے دور رکھ سکوں۔ اتنے میں سب اشقیا ان پر ٹوٹ پڑے اور ان کے ہاتھ مضبوط باندھے اور تلوار کھینچکر کہا: اپنی گردن آگے کرو۔ ہانی نے کہا: میں اپنی جان دینے میں سخاوت نہ کروں گا تاکہ اپنے قتل میں اعانت کروں گا۔ اس وقت ابن زیاد کے ایک ترکی غلام رشید نے ایک تلوار لگائی۔ ہانی نے کہا: الی اللّٰه المعاد اللّٰهم الی رحمتك ورضوانك' یعنی سب کی بازگشت خدائے عزّوجلّ کی طرف ہے' خدایا تیری رحمت و خوشنودی کی طرف آتا ہوں۔ اس ملعون نے دوسری تلوار لگا کر حضرت ہانی کو شہید کیا' عبداللّٰه ابن زبیر اسدی مرثیہ ہانی و مسلم میں کہتا ہے: اگر تو نہیں جانتا موت کیا چیز ہے؟ تو ہانی کو دیکھ جسے بازار میں قتل کیا۔ اور دیکھ مسلم ابن عقیل کو جو ایک بہادر جوان تھا تلوار نے اس کے منہ کو مجروح کیا۔ بعد قتل انھیں کوٹھے سے نیچے پھینک دیا اور بہ حکم ابن زیاد قتل کیا۔ ان کے قصّہ کو راہ چلنے والے تک بیان کرتے ہیں۔ دیکھتا ہے تو اس تنِ مبارک کو جس کے رنگ کو موت نے متغیّر کر دیا ہے اور خون اس کا ہر طرف جاری ہے۔ جو شرم و حیا میں ایک دخترِ حیادار سے زیادہ باشرم و حیادار اور مقامِ شجاعت و بہادری میں ایسا ہے کہ بُرِش اس کی شمشیرِ دُودَم کی بُرِش سے تیز تر ہے۔ آیا وہ جو ہانی ابن عروہ کو ابن زیاد کے پاس لے گئے۔ بہ آسائش و اطمینان گھوڑوں پر سوار پھرتے ہیں حالانکہ قبیلۂ مذحج انھیں ڈھونڈھتے ہیں اور اپنے قتیل کا قصاص مانگتے ہیں۔ اور بنی مراد بھی منتظرِ فرصت ہیں' اور اے قوم مذحج اور بنی مراد اگر تم اپنے بھائی کے خون کا عوض طلب نہ کرو تو تمہارا حال مشابہ ہے اس زنِ زناکار سے جو مالِ قلیل پر رضامند ہو۔ راوی کہتا ہے جب حضرت مسلم اور ہانی شہید کر ڈالے گئے تو ابن زیاد ملعون نے ان دونوں کے سر مع ہانی ابن ابوحیہ وداعی اور زبیر ابن اروح تمیمی کے ساتھ یزید کی پاس بھیجے اس نے اپنے منشی عمرو بن نافع سے کہا: ہانی و مسلم کا احوال یزید کو لکھ۔ اس نے ایک خط طولانی لکھا۔ یہ عمرو بن نافع وہ شخص ہے جس نے پہلے پہل کتابت میں طول دیا جب یہ طولانی خط ابن زیاد نے دیکھا' کہا: یہ طول فضول ہے' اسی قدر لکھ۔ اما بعد' شکر اس کا جس خدا نے امیر کا حق اس کے دشمن سے لیا اور اس کی ایذا رسانی سے کفایت کی۔ آگاہ ہو کہ مسلم ابن عقیل نے ہانی ابن عروہ کے گھر میں پناہ لی تھی۔ میں نے جاسوس مقرر کر کے ان پر قابو پایا اور انھیں قتل کر کے ان کے سر تیرے پاس بھیج دیئے۔ یہ

دو شخص جو تیرے پاس آتے ہیں' تیرے تابع اور فرماں بردار ہیں جو حال مسلم و ہانی دریافت کرنا منظور ہو۔ ان سے پوچھ کہ یہ دانا اور پارسا اور راست گو ہیں۔ جب یہ نامہ اور سر لعین ازلی شقی کے پاس پہونچے' بہت خوش ہوا' جواب میں ایک نامہ ابن زیاد کو اس مضمون کا لکھا: اما بعد' تو نے درگزر نہ کیا اس امر سے جسے میں دوست رکھتا تھا اور میری مرضی کے موافق تو نے کام کیا اور تو نے اس شخص کے مانند عمل کیا جو بہ ضابطہ اور مستحکم کنندہ امور ہے اور ایک مردِ شجاع و قوی کی طرح تو نے حملہ کیا' تو نے مجھ کو میری ایک مہم سے بے فکر کر دیا۔ اور میرے گمان کو اپنے باب میں سچا کیا۔ میں نے تیرے رسولوں کو اپنے پاس بلایا' راز کی باتیں پوچھیں' راستی عقل و فضل میں جیسا تو نے لکھا تھا ویسا ہی پایا۔ پس تو ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا۔ میں نے سنا ہے کہ حسینؑ جانبِ عراق روانہ ہو گئے ہیں۔ پس تجھ کو چاہیئے کہ ہر طرف سے ان پر راہیں بند کر دے۔ اور ان پر فتحیاب ہونے میں سعئ بلیغ کر۔ ان کے شیعوں کو محض شک و شبہہ پر قتل کر جو وہاں کی روداد ہو ہر روز لکھا کر۔ والسلام۔

ابن نماؒ نے روایت کی ہے کہ یزید نے ابن زیاد کو لکھا' سنا ہے امام حسینؑ عراق کی طرف روانہ ہوئے ہیں' ان کے باعث تجھ پر بتلا ہوا اور تیرے شہر میں بلا نازل ہوئی اس بلا میں تیری آزمائش و امتحان ہے۔ دیکھنا چاہیئے' تو آزاد رہتا ہے یا مثل بندوں اور غلاموں کے بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔

شیخ مفید علیہ الرحمۃ نے روایت کی ہے کہ حضرت مسلم نے بروز سہ شنبہ آٹھویں ذی الحجّہ سن ساٹھ ہجری کوفہ میں خروج کیا۔ اور نویں ذی الحجّہ بروز عرفہ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اور حضرت امام حسین علیہ السلام بروز ترویہ آٹھویں ذی الحجّہ کو مکّہ معظّمہ سے عراق روانہ ہوئے۔ اسی دن حضرت مسلم نے کوفہ میں خروج کیا تھا۔ اور مکّہ معظّمہ سے حضرت کی روانگی کا حال اس طرح پر ہے کہ جب جناب سیّد الشہداءؑ نے تیسری تاریخ شعبان سنہ ۶۰ ہجری کو بہ سبب ایذائے مخالفین مکّہ معظّمہ کو اپنے نورِ قدوم سے منوّر فرمایا' بقیہ شعبان و ماہ رمضان و شوّال و ذیقعدہ' آٹھویں ذی الحجّہ تک اس بلدہ طیّبہ میں رہے۔ اور اپنے اوقات کو عبادتِ باری تعالیٰ میں صرف کیا۔ اس عرصہ میں شیعیانِ بصرہ و حجاز کا ایک گروہ حضرت کی پاس جمع ہو گیا۔ جب ماہِ ذی الحجّہ داخل ہوا حضرت امام حسینؑ نے عراق کے سفر کا ارادہ کیا اور طوافِ خانۂ کعبہ بجا لائے درمیان صفا و مروہ سعی فرمائی' احرامِ حج کو عمرہ سے

سفر امام حسینؑ از مکہ معظمہ بطرف عراق

بدل کر اعمالِ عمرہ بجالائے۔ مُحل ہوکر عراق کو روانہ ہوئے۔ کیونکہ حج کا تمام کرنا حضرت امام حسینؑ سے ممکن نہ ہوا۔ حضرتؑ کو خوف تھا کہ اشقیاء یزید کے پاس گرفتار کرکے نہ لے جائیں۔ پس حسینؑ بہ تعجیل تمام اپنے اہلِ بیت و فرزند اور اپنے شیعوں کو ساتھ لے کر مکّہ معظّمہ سے روانہ ہوئے۔ ابھی خروجِ مسلم اور شہادتِ مسلم کی خبر حضرت امام حسین علیہ السّلام کو نہ پہونچی تھی۔

سیّد ابنِ طاؤس علیہ الرّحمتہ نے واقدی اور زرارہ ابنِ صالح سے روایت کی ہے دونوں نے کہا: تین روز قبل روانگی حضرت امام حسینؑ، ہم مولا کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کیا: یا مولیٰ! اہلِ کوفہ کے دِل آپ کی طرف ہیں، تلواریں انکی بنی اُمیّہ کی طرف ہیں۔ حضرتؑ نے جانبِ آسمان دستِ مبارک سے اشارہ کیا، ناگاہ ہم نے دیکھا دروازے آسمان کے کھُل گئے، اور ملائکہ کی فوجیں اس قدر زمین پر نازل ہوئیں کہ حساب ان کا بجز حق تعالیٰ، کوئی نہیں کرسکتا تھا۔ فرمایا: اگر مجھ کو آرزوئے شہادت اور شوقِ ملاقات حضرت رسالتمآبؐ اور راضی رہنا قضائے جنابِ احدیت پر نہ ہوتا اور سبب کمی اَجر و ثواب نہ ہوتا تو یہ لشکرِ بے حد و بے حساب اپنے ہمراہ لے کر اعدائے دین سے جہاد کرتا، لیکن مجھے یقین ہے کہ میں اور میرے اہلِ بیت و اصحاب اس جگہ شہید ہوں گے کوئی متنفّس میری اولاد سے سوائے زین العابدینؑ کے نہ بچے گا۔

نزولِ ملائکہ و شہادت کی پیشین گوئی۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جس شب کی صبح کو حضرت امام حسینؑ نے یہ قصد کیا، مکّہ معظّمہ سے جانبِ کوفہ کوچ فرمائیں اور یہ خبر محمّد ابنِ حنفیہؓ کو پہونچی، اس خبرِ وحشت اثر کے سنتے ہی حضرتؑ کی خدمت میں آئے، عرض کی: اے برادر! آپ اہلِ کوفہ کا مکر و غدر جانتے ہیں کہ انھوں نے آپ کے پدرِ بزرگوار اور برادرِ عالیمقدار کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ ڈرتا ہوں کہ آپ سے بھی کہیں نہ بدسلوکی کریں۔ اگر آپ مکّہ معظّمہ (حرمِ خدائے عزّوجلّ) میں تشریف رکھیں، عزیز و مکرّم رہیئے گا۔ اور کوئی متعرض نہ ہوگا۔ امام حسینؑ نے فرمایا: اے بھائی ڈرتا ہوں کہ یزید مجھ کو مکّہ معظّمہ میں نہ کہیں قتل کروا دے۔ لہٰذا مجھے یہ منظور نہیں کہ حرمتِ مکّہ میرے سبب سے ضائع ہو۔ محمّد ابنِ حنفیہؓ نے عرض کیا: اے برادر، شہر یمن یا صحرا کی طرف تشریف لے جایئے تاکہ کوئی آپ کو نہ پاوے۔ فرمایا: اے بھائی، جو کچھ تم نے کہا سچ ہے۔ اس اَمر میں فکر کروں گا۔ جب صبح ہوئی، حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: اسبابِ سفر اونٹوں پر بار ہو۔ جب یہ خبر محمّد ابنِ حنفیہؓ کو پہونچی، بے تابانہ دوڑے اور مہارِ ناقہ

سے لپٹ گئے۔ عرض کیا: آپ نے اِس اَمر میں فکر کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ فرمایا: ہاں۔ ! محمّد ابنِ حنفیہؓ نے عرض کیا: پس اِس قدر جلدی کیوں فرمائی۔ فرمایا: اَے برادر، جب تم شب کو اپنے گھر گئے جنابِ رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے پاس تشریف لائے فرمایا: یَاحُسَیْنُ اُخْرُجْ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ شَآءَ اَنْ یَّرَاکَ قَتِیْلاً ؕ یعنی اَے حسینؑ! جلد روانہ ہو کہ خدا کو منظور ہے، تجھے اپنی راہ میں شہید دیکھے۔ محمّد ابنِ حنفیہؓ نے یہ کلام سُن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ کہا اور عرض کیا، یا حضرتؑ اگر آپ اس قصد سے جاتے ہیں تو عورتوں کو کس لئے اپنے ساتھ لئے جاتے ہیں، فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ قَدْ شَآءَ اَنْ یَّرَاھُنَّ سَبَایَا ؕ اَے برادر! حق تعالیٰ کو منظور ہے، اِنھیں اسیر دیکھے۔ پس محمّد ابنِ حنفیہؓ نے بادیدۂ گریاں امامؑ عالیمقام کو وِداع کیا۔ محمّد ابنِ حنفیہ کے بعد عبداللہ بن عبّاس اور عبداللہ ابنِ زبیر حاضرِ خدمت ہوئے اور ترکِ سفر کا مشورہ دیا۔ حضرتؑ نے فرمایا: مجھے جنابِ رسالتمآبؐ نے حکم دیا ہے، میں آنحضرتؐ کے حکم کی ہرگز مخالفت نہ کروں گا، ابنِ عبّاس بھی بادیدۂ گریاں باہر نکلے، فریاد وَاحُسَیْنَا بلند کی۔ اس کے بعد عبداللہ ابنِ عمر نے آکر خدمتِ امامؑ میں عرض کیا۔ یا حضرتؑ، اِس قومِ گمراہ سے مصالحت کیجئے اور قتال نہ کیجئے۔ فرمایا: اَے اَبا عبدالرّحمٰن کیا، کیا تو نہیں جانتا، خداوندِ عالم کے نزدیک دُنیائے فانی کی بے قدری اس درجہ ہے کہ سرِ مبارک حضرت یحییٰؑ ابنِ زکریّا کا ایک عورتِ زانیہ کے لئے بطریقِ ہدیہ بھیجا گیا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ بنی اِسرائیل نے طلوعِ صبح سے تا طلوعِ آفتاب ستّر پیغمبرؑوں کو شہید کیا۔ اور اسکے بعد بازاروں میں اس طرح خرید و فروخت کرتے تھے گویا کوئی کام نہ کیا تھا اور حق تعالیٰ نے ان کے عذاب میں تعجیل نہ فرمائی۔ دُنیا و عقبیٰ میں بہ عقوبتِ شدید انھیں مبتلا کیا۔ پس اَے پسرِ عمر! خدا سے ڈر اور میری یاری کو ترک نہ کر۔

شیخ مُفیدؒ نے فَرَزدَق شاعر سے روایت کی ہے، اُس نے کہا: میں ۶۰ھ میں بقصدِ حج اپنی ماں کے ہمراہ جا رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت امام حسینؑ سلاحِ جنگ لگائے ہوئے حرمِ خدا سے تشریف لئے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ قطار کس شخص کی ہے، لوگوں نے کہا: حضرت امام حسین علیہ السّلام کی۔ جب معلوم ہوا حضرتؑ کی خدمت میں جاکر سلام کیا اور عرض کیا: حق تعالیٰ آپ کو بہ مقاصدِ دلی پہونچائے اور آپکے مطالبِ دینی و دُنیوی کو بر لائے۔ یا ابنِ رسُول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ فِدا ہوں، حج سے

پہلے کیوں جارہے ہیں۔ فرمایا: اگر میں ایسا نہ کرتا تو گرفتار ہوجاتا۔ پھر فرمایا تو کہاں کا باشندہ ہے۔ میں نے عرض کیا، عرب کا رہنے والا ہوں، خدا کی قسم! اس سے زیادہ حضرت نے میری حال کی تحقیق نہیں کی۔ اس کے بعد احوالِ عراق مجھ سے پوچھا، میں نے کہا: ان کے دِل آپکی طرف، تلواریں بنی اُمیّہ کے ساتھ ہیں، جو کچھ حق تعالیٰ چاہتا ہے کرتا ہے، قضائے الٰہی میں چارہ نہیں۔ فرمایا: سچ کہا تو نے اختیار امور اس کے دستِ قدرت میں ہے خدائے عزّوجلّ کے لئے ہر روز اور ہر ساعت بندوں کے امور میں ایک تقدیر و مشیّت ہے۔ اگر قضائے خدا موافق خواہش نازل ہو۔ اس کی نعمت کا شکر کرتا ہوں، اور اس شکر کی سعادت حاصل کرنے کیلئے اس سے توفیق و یاری طلب کرتا ہوں۔ اور اگر قضائے الٰہی برخلاف امیّد جاری ہو۔ تو جس شخص کی نیّت حق ہو، پرہیزگاری اس کا شعار ہو۔ وہ دنیا کی بلاؤں کی پرواہ نہیں رکھتا۔ میں نے عرض کیا: یا حضرتؑ آپ نے حق فرمایا، خدا آپ کو بہ مطالبِ دلی پہونچائے اور جس چیز سے آپ پرہیز رکھتے ہیں محفوظ رکھّے۔ اس کے بعد میں نے حج کے کئی مسئلے حضرتؑ سے پوچھے۔ اس کے بعد حضرتؑ نے راحلہ آگے بڑھا کر فرمایا: اَلسّلام علیک اور وِداع کیا۔

عمرو بن سعید بن عاص نے جو یزید کی طرف سے حاکم مدینہ تھا، اپنے بھائی یحییٰ ابنِ سعید کو پیغام بھیجا کہ حضرتؑ کو سفرِ کوفہ سے منع کرے، اور ایک گروہ ان کے ساتھ کیا جب یہ لوگ حضرتؑ کی خدمت میں پہونچے۔ حضرت نے مراجعت کو قبول نہ فرمایا، یہاں تک نزاع بڑھی اور آپس میں تازیانے چلنے لگے، مگر وہ لوگ کامیاب نہ ہوسکے۔ جب منزلِ تنعیم میں پہونچے تو ایک قافلہ "یمن" کا ملا۔ حضرتؑ نے کئی اونٹ اس قافلہ سے اپنے اسباب و اصحاب کے واسطے بکرایہ لئے اور فرمایا جو شخص میرے ساتھ عراق تک چلے گا اس کا تمام و کمال کرایہ دوں گا، یہ سن کر کچھ لوگوں نے ہمراہی حضرتؑ کی اختیار کی۔ باقی نے انکار کیا۔

منزل تنعیم

جب خبرِ عزمِ امام حسینؑ، برادرِ عم (عبداللہ ابن جعفر طیّار) کو پہونچی۔ آپ نے اپنے دونوں فرزندوں (عون اور محمّد) کو بھیجا کہ حضرتؑ کی خدمت میں حاضر رہیں، اور ایک عریضہ اِس مضمون کا لکھا۔ میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ ازبرائے خدا میرے اس خط کو دیکھتے ہی مراجعت کیجئے مجھے خوف ہے کہ آپ اور اہلِ بیت اس سفر میں قتل نہ کئے جائیں اگر آپ نہ ہوں گے تو روئے زمین کا نور جاتا رہے گا۔ کیونکہ آپ ہی اس وقت پُشت پناہِ

عون اور محمد کی آمد

مومنین اور امام و پیشوا ہیں۔ میں اپنے دونوں بیٹوں کو آپ کی خدمت میں روانہ کررہا ہوں۔ اور میں بھی عنقریب پہونچتا ہوں، والسّلام۔ پھر عبداللہ ابن جعفر، عمرو ابن سعید (حاکمِ مدینہ) کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ حضرتؑ کو خط لکھے اور امان دے، اور پلٹنے کی التماس کرے۔ عمرو نے حضرت امام حسینؑ کو ایک عریضہ لکھا۔ اور اپنے بھائی (یحییٰ ابن سعید) کے ہاتھ روانہ کیا۔ عبداللہ ابنِ جعفرؓ یحییٰ کے ساتھ ہوئے۔ جب امام حسینؑ کی خدمت میں پہنچے تو ہرچند مراجعت کی کوشش کی مگر کچھ مفید نہ ہوا۔ حضرتؑ نے فرمایا: میں نے جناب رسالتمآبؐ کو خواب میں دیکھا ہے آنحضرتؐ نے جو حکم فرمایا ہے میں اس سے تجاوز نہ کرونگا، یحییٰ ابنِ سعید اور عبداللہ ابنِ جعفرؓ نے پوچھا: آپ نے کیا خواب دیکھا ہے؟ فرمایا: بیان نہ کرونگا، اسکا اثر عنقریب ظاہر ہوگا جب عبداللہ ابنِ جعفر مراجعتِ حضرتؑ سے ناامیّد ہوئے اپنے دونوں بیٹوں کو حضرتؑ کیساتھ کرکے بادیدۂ گریاں و دلِ بریاں، یحییٰ ابنِ سعید کے ساتھ پھر آئے، اور امامؑ بہ سرعت تمام متوجّہ عراق ہوئے کسی جانب التفات نہ فرماتے تھے، یہانتک کہ منزلِ ذاتِ عرق میں پہونچے۔

منزل ذاتِ عرق

سیّد ابن طاؤس علیہ الرّحمۃ نے روایت کی ہے، کہ جب امام حسین علیہ السّلام تیسری ذی الحجہ سنہ ۶۰ ہجری کو قبل وصول خبر شہادتِ مسلم ابنِ عقیل، مکّہ معظّمہ سے عراق کی طرف روانہ ہوئے اور جس دن حضرتؑ، مکّہ معظّمہ سے روانہ ہوئے، وہی دِن، شہادتِ حضرتِ مسلمؑ کا تھا۔

اَیضاً:۔ روایت ہے کہ جب آپؑ نے عزمِ سفرِ عراق فرمایا، ایک خطبہ ادا کیا۔ بعد حمد و ثنائے الٰہی و درود حضرت رسالت پناہی ارشاد کیا۔ جو کچھ حق تعالیٰ نے مقدّر کیا ہے عمل میں آتا ہے۔ قوّت و توانائی اسی کی ذات سے ہے۔ خُطَّ الْمَوْتُ عَلٰی اِبْنِ اٰدَمَ كَخَطِّ الْقِلَادَةِ عَلٰی جِیْدِ الْفَتَاةِ۔ یعنی موت بنی آدم کے لئے یوں گلوگیر ہے جس طرح کسی حسینہ کے گلے میں ہار ہوتا ہے۔ میں اس طرح اپنے اسلاف کرام کی ملاقات کا مشتاق ہوں جس طرح حضرت یعقوبؑ اپنے بیٹے (حضرت یوسفؑ) کے مشتاق تھے، ایک مقدّس زمین میرے دفن کے لئے معیّن ہوئی ہے۔ بہت جلد اس مکان پر پہونچتا ہوں یا پہونچوں گا۔ میں دیکھتا ہوں کہ عنقریب میرے اعضاء ٹکڑے ٹکڑے صحرائے کربلا میں بکھرے پڑے ہوں گے، جن سے اُمّت کے درندے اپنی بھوک مٹائیں گے (یعنی انعام چاہیں گے) اور کچھ چارہ نہیں، اس دن سے جو قلم نے لکھ دیا ہے۔ ہم اہلِ بیت قضائے الٰہی پر راضی ہوتے ہیں۔ اور اس کی بلا پر صابر ہیں تاکہ بہتر اجرِ صابرین ہم کو عنایت کرے۔ اور عنقریب وہ اعضاء پارہ پارہ حظیرۂ قدس میں حضرت رسولِ

پاک (صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کے پاس مجتمع ہوں گے، اور حق تعالیٰ اپنے رسُول کی آنکھیں روشن کرے گا۔ اور اپنے وعدوں کو عمل میں لائے گا۔ جس شخص کو آرزوئے شہادت ہو اور اپنی جان میری نصرت میں نثار کرنا چاہے اور نورِ سعادتِ اَبدی چاہتا ہو وہ میرا رفیق ہو۔ علی الصّبح میں یہاں سے کوچ کروں گا۔ مصنّف علیہ الرّحمۃ فرماتے ہیں کہ اس خُطبہ کو صاحبِ کشف الغمہ نے بھی کمال الدّین ابنِ طلحہ سے روایت کی ہے۔

سیّد علی ابنِ طاؤس علیہ الرّحمۃ نے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسینؑ مکّہ معظّمہ سے روانہ ہوئے اور مقامِ تنعیم میں پہونچے۔ پھر وہاں سے روانہ ہوئے تو کعب ذاتِ عرق میں پہونچے اور بشیر ابنِ غالب اسدی نے جو کہ عراق سے آیا تھا۔ امام حسینؑ سے ملاقات کی۔ حضرتؑ نے اہلِ کوفہ کا حال پوچھا۔ بشیر نے عرض کیا: یا حضرتؑ! ان کے دِل آپکی طرف ہیں اور تلواریں بنواُمیّہ کی طرف۔ امام حسینؑ نے اِرشاد کیا، یہ مردِ اسدی سچ کہتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ؕ اِس کے بعد حضرتؑ وہاں سے روانہ ہوئے بوقتِ ظہر منزلِ ثعلبیہ میں نزولِ اِجلال فرمایا اور قیلولہ کیا۔ جب بیدار ہوئے فرمایا

منزل ثعلبیہ

اس وقت میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ہاتفِ غَیبی مجھ سے کہتا ہے کہ تم جانے میں جلدی کرتے ہو اور موت تم کو جانبِ بہشت بسرعت لئے جاتی ہے۔ حضرت علیؑ اکبر نے پوچھا۔ اَلَسْنَا عَلَی الْحَقِّ اَے پدرِ بزرگوار کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ فرمایا: بہ خُدائے عزّوجلّ ہم حق پر ہیں۔ علیؑ اکبر نے عرض کیا: یَا اَبَۃِ اِذًا لَا نُبَالِیْ بِالْمَوْتِ ؕ اے پدرِ عالیمقدار جب ہم حق پر ہیں تو مرنے اور قتل ہونے کی ہم کو کوئی پرواہ نہیں ہے۔ فرمایا: اے فرزند! خُدا تجھے جزائے خیر عطا کرے۔ حضرت نے شب کو اِسی منزل میں آرام کیا جب صبح ہوئی ایک شخص اَبُوہرّہ ساکنانِ کوفہ سے حضرتؑ کی خدمت میں آیا اور سلام عرض کرکے بولا! یا ابن رسُول اللہ۔ آپ حرمِ خدا اور حرمِ رسُول سے کیوں نِکلے؟ فرمایا: وَیْحَكَ اَبَا هِرَّةَ اِنَّ بَنِیْ اُمَیَّةَ اَخَذُوْا مَالِیْ فَصَبَرْتُ وَشَتَمُوْا عِرْضِیْ فَصَبَرْتُ وَطَلَبُوْا دَمِیْ فَخَرَجْتُ ؕ اے اَبُوہرّہ! بنی اُمیّہ نے میرا مال چھینا، میں نے صبر کیا، میری ہتک آبرو کی، میں نے صبر کیا۔ اَب چاہا مجھے قتل کریں۔ بہ ناچاری میں نے سَفر اختیار کیا قسم بخدا کہ یہ ستمگار مجھے شہید کریں گے، اور خداوند قہّار لباسِ ذِلّت وخواری انھیں پہنائے گا۔ اور شمشیرِ اِنتقام ان پر کھینچیگا۔ اور ایک ایسے شخص کو ان پر مسلّط کریگا، جو

انھیں ذلیل کرے گا۔ یہاں تک کہ ذلیل تر ہوں گے۔ قومِ سَبا سے جن پر ایک عورت حاکم ہوئی اور ان کے جان ومال کو معرضِ تلف میں لائی۔

محمّد ابنِ طالب نے روایت کی ہے۔ جب ولید ابنِ عقبہ یا عُتبہ حاکمِ مدینہ نے سنا کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام عراق کو روانہ ہوئے۔ ابنِ زیاد کو اس مضمون کا نامہ لکھا: بعد حمدِ خدا ونعتِ رسُول، حضرت امام حسینؑ متوجّہِ عراق ہوئے ہیں۔ وہ فرزندِ جنابِ فاطمہؑ اور فرزندِ رسُول ہیں۔ اَے ابنِ زیاد! تو ہرگز ان سے متعرّض نہ ہونا۔ اور کسی طرح کی اِیذا نہ پہونچانا۔ ورنہ جب تک دُنیا باقی ہے۔ دوست ودشمن تجھ پر لعنت کریں گے۔ جب نامۂ ولیدؔ اس ملعون کو پہونچا تو اس روسیاہ پر کوئی اثر نہ ہوا۔

رِیاشی نے کتابِ تاریخ میں اپنی اَسناد سے لکھا ہے کہ بعد فراغِ حج میں اپنے اصحاب کو چھوڑ کر تنِ تنہا راہِ غیر مشہور سے روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں مجھے کچھ خیمے نظر آئے۔ جب نزدیک پہونچا۔ میں نے پوچھا، یہ خیمے کس کے ہیں؟ لوگوں نے کہا: یہ خیمے حضرت امام حسینؑ کے ہیں۔ میں نے پوچھا، کیا حسین فرزندِ علی وفاطمہ زہراؑ علیہم السّلام ہیں۔ لوگوں نے کہا: ہاں! میں نے پوچھا: حضرت کس خیمہ میں تشریف رکھتے ہیں؟ لوگوں نے مجھے بتایا جب میں قریبِ خیمہ گیا دیکھا، حضرتؑ درِ خیمہ پر تشریف رکھتے ہیں اور ایک خط پڑھ رہے ہیں۔ میں نے سلام کیا، حضرتؑ نے جوابِ سلام دیا۔ پھر میں نے عرض کیا: یا ابن رسُول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فِدا ہوں، آپ اس زمین بے آب وگیاہ پر کیوں اُترے؟ فرمایا: بنی اُمیّہ نے مجھ کو خوف وبیم میں ڈالا۔ یہ خطوط اہلِ کوفہ نے میری طلب میں بھیجے ہیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ اپنے وعدہ پر وفا نہ کریں گے اور مجھے قتل کریں گے جس وقت ایسا اَمرِ قبیح ان سے سرزد ہوگا۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ ایسے شخص کو مسلّط کرے گا جو انھیں قتل کرے گا۔ یہاں تک کہ بہت ذلیل وخوار ہوں گے۔

روایت ہے کہ طرماح ابنِ حکیم نے کہا: میں اپنے عیال کے واسطے غلّہ لے کر جا رہا تھا۔ اثنائے راہ میں حضرت امام حسین علیہ السّلام سے ملاقات ہوئی۔ میں نے عرض کیا حضرتؑ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں، آپ اہلِ کوفہ کے فریب میں نہ آیئے۔ اگر آپ ان کے پاس گئے۔ بہ خدا آپ کو شہید کریں گے۔ میں ڈرتا ہوں کہیں اثنائے راہ میں آپ کو قتل نہ کریں۔ صلاح یہ ہے کہ کوہِ اجار میں جو کہ بڑا پہاڑ ہے۔ نزولِ اجلال

فرمائیے۔ قسم بہ خدا اس جگہ کبھی ہمیں کسی طرح کی ذلّت نہیں ہوئی۔ میری قوم آپکی نصرت و یاری کے لئے تیار ہے اور جب تک آپ ان میں تشریف رکھیں گے وہ سب آپکی محافظت کریں گے۔ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: میں نے کوفیوں سے وعدہ کیا ہے جس کی مخالفت نہ کروں گا۔ پس اگر حق تعالیٰ نے ان کے شر کو مجھ سے دفع کیا تو یہ اس کے احسان ہائے قدیم سے ہے اور میرے لئے کافی ہے اور اگر وہ چیز واقع ہوئی جس سے چارہ نہیں، انشاء اللہ شہادت کا مرتبہ پاؤں گا۔ طرماح کہتا ہے، میں نے وہ غلّہ اپنے عیال کو پہنچایا، اور وصیّت کر کے روانہ ہوا تاکہ حضرتؑ کا شریک ہوں، اثنائے راہ میں سماعہ ابن زید نبہانی سے ملاقات ہوئی۔ اس نے خبر دی کہ حضرت مسلم شہید ہو گئے پس میں بادلِ غمناک گھر میں پھر آیا۔

شیخ مفیدؒ نے روایت کی ہے کہ جب خبر روانگیٔ حضرتؑ، جانبِ کوفہ، ابنِ زیاد کو پہونچی، اس نے حصّین بن نمیر کو جو سردارِ لشکر تھا، فوجِ کثیر کے ساتھ حضرتؑ کے سرِ راہ مقامِ قادسیّہ میں بھیجا۔ اس نے قادسیّہ سے خفان و قطقطانیہ تک اپنے لشکر کو پھیلا دیا۔ اور سب کو مطّلع کیا کہ حسینؑ عراق کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان کے حال سے خبردار رہو۔ جب حضرت منزلِ حاجز بطن رمہ میں پہونچے تو قیس ابنِ مسہر صیداوی، اور بروایت دیگر عبداللہ ابن یقطر کو جانبِ کوفہ روانہ کیا۔ لیکن ابھی خبرِ شہادتِ مسلم، امام حسینؑ کو نہ پہونچی تھی۔ ایک نامہ اہلِ کوفہ کو اس مضمون کا لکھا: بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ط یہ نامہ ہے حسینؑ ابن علیؑ کی طرف سے برادرانِ مومنین و مسلمین کی طرف۔ تم پر سلام ہو، میں حمد کرتا ہوں، خدائے یگانہ کی۔ کہ سوائے اس کے کوئی خدا نہیں۔ اَمّا بَعد! مسلم ابن عقیل کا خط مجھے پہونچا۔ لکھا ہے کہ تم نے میری نصرت و یاری اور میرے دشمنوں سے طلبِ حق پر اجتماع اور اتفاق کیا۔ پس میں خداوند کریم سے دعا کرتا ہوں کہ اپنے احسان کو ہم پر تمام کرے اور تمہارے حسنِ نیّت اور نیکی کردار پر جزائے خیر عطا کرے۔ آگاہ ہو کہ میں بروز سہ شنبہ آٹھویں ذی الحجّہ یوم الترّویہ کو مکّہ معظّمہ سے تمہاری طرف روانہ ہوا ہوں۔ جس وقت میرا قاصد پہونچے چاہیئے کہ کمرِ اطاعت مضبوط باندھو اور اسبابِ جنگ آمادہ کر کے میری نصرت و یاری پر مستعد رہو۔ میں عنقریب آتا ہوں، والسّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ باعثِ تحریرِ نامہ یہ تھا کہ حضرت مسلمؑ نے ۲۷ دن قبل از شہادت اور دیگر جماعت

منزل حاجز بطن الرمہ

اہلِ کوفہ نے حضرت کو نامے لکھے تھے، اور ان میں لکھا تھا کہ اہلِ کوفہ سب آپ کے مطیع و فرماں بردار ہیں۔ ایک لاکھ تلواریں آپ کی نصرت کے لئے مہیّا ہو چکی ہیں۔ آپ جلد شیعوں کے پاس تشریف لائیے۔ جب حضرت کا قاصد منزل قادسیّہ میں پہونچا، حصّین ابنِ نمیر نے اسے گرفتار کر کے ابنِ زیاد کے پاس بھیج دیا۔ اس لعین نے اس سے کہا تو منبر پر جا کر حسینؑ کو ناسزا کہہ۔

سیّد ابنِ طاؤسؒ نے روایت کی ہے کہ جب یہ قاصد کوفے کے قریب پہونچا۔ حصّین ابنِ نمیر نے اسے گرفتار کرکے چاہا کہ نامہ اس سے لے لے، اس سعادت مند نے اس نامہ کو پُرزے پُرزے کیا اور اس شقی کو نہ دیا۔ ابنِ نمیر نے قاصد کو ابنِ زیاد کے پاس بھیجدیا۔ ابنِ زیاد نے پوچھا تو کون ہے؟ قاصد نے کہا: میں امیر المؤمنین علیؑ بن ابیطالب اور اُن کے فرزند کے شیعوں میں سے ہوں۔ ابنِ زیاد نے پوچھا: تم نے نامہ کیوں پھاڑ ڈالا؟ کہا: تاکہ اس کے مضمون سے تو مطلع نہ ہو۔ پھر ابنِ زیاد (شقی) نے کہا: وہ نامہ کس نے لکھا تھا کس کے پاس بھیجا تھا۔ اس باوفا نے کہا: امام حسین علیہ السّلام نے ایک جماعت اہلِ کوفہ کو لکھا تھا، میں ان کے نام نہیں جانتا۔ ابنِ زیاد غصّہ میں آیا، کہنے لگا: قسم بخدا تجھ سے دستبردار نہ ہوں گا جب تک تو ان کے نام مجھے نہ بتا دے گا یا منبر پر جا کر حسینؑ اور اُن کے بھائی، باپ کو ناسزا کہہ، نہیں تو تیرے اعضاء ٹکڑے ٹکڑے کروں گا۔ قیس ابنِ مسہر نے کہا: میں نام تو نہیں بتاؤں گا، البتّہ دوسری بات کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ سعادت مند منبر پر گیا، اور حمد و ثنائے الٰہی بجالایا اور درود، لامتناہی پیغمبرِ خدا اور علیؑ مرتضیٰ اور حسنینؑ اور علی الخصوص حضرت امام حسین علیہ السّلام پر زبان سے جاری کیا۔ ابنِ زیاد بد نہاد اور اس کے باپ پر اور جملہ بنی اُمیّہ پر لعنت کی۔ اور کہا: اے اہلِ کوفہ میں قاصدِ حسینؑ ہوں، حضرتؑ کو میں نے فلاں مقام پر چھوڑا ہے جس شخص کو حضرت کی نصرت منظور ہو۔ ان کی خدمت میں حاضر ہو۔ شیخ مفید علیہ الرّحمۃ نے لکھا ہے کہ ابن زیاد نے حکم دیا کہ قیس ابنِ مسہر کو زندہ بامِ قصر سے نیچے گرا دو۔ اشقیاء نے ان کے بازو گردن سے باندھ کر گرا دیا۔ اور اس مظلوم کے اعضاء و جوارح چور چور ہو گئے اور درجۂ شہادت کو پہونچے۔ بروایت دیگر جب قیس ابنِ مسہر صیداوی قصر سے زمین پر گرے اُن مشکیں بندھی تھیں۔ استخوان ہائے بدن ان کے چور ہو گئے۔ لیکن ایک

شہادت قیس ابن مسہر

رمقِ جان جسمِ ناتواں میں ابھی باقی تھی، کہ عبدالملک ابنِ نمیر نے ان کا سر بدن سے جدا کیا۔ سب نے اس کو جب اس بات پر بُرا بھلا کہا تو اس بے حیا نے کہا: میں نے انکو راحت دی ہے۔ جب امام حسین علیہ السّلام نے منزلِ حاجز سے کوفے کا رُخ فرمایا، تو ایک تالاب کے کنارے پہنچے۔ عبداللہ ابنِ مطیع کنارۂ آب خیمہ زن تھا۔ جب عبداللہ بن مطیع کی نظر حضرت کے جمالِ مبارک پر پڑی تو استقبال کو دَوڑا۔ عرض کرنے لگا۔ میرے ماں باپ فدا ہوں، آپ کیوں اس طرف آئے؟ اس نے حضرت کو اپنے پاس اُتارا حضرت نے ارشاد کیا: اے عبداللہ تو نے خبرِ مرگِ معاویہ سنی ہوگی۔ اہلِ عراق نے مجھکو بہت خطوط لکھے اور بُلایا ہے۔ ابنِ مطیع نے عرض کیا: یابن رسُول اللہ! میں آپ کو حرمتِ اسلام و حرمتِ عرب و حرمتِ قریش کے لئے خدا یاد دلاتا ہوں، ایسا نہ ہو کہ آپ کے قتل سے یہ حرمت ضائع ہو جائے کیونکہ حرمتِ اسلام و جملہ اہلِ اسلام حضرت سے وابستہ ہے قسم بخدا اگر سلطنتِ بنی اُمیّہ کا ارادہ کیجئے گا، تو یہ آپ کو قتل کریں گے اور آپ کے بعد کسی مسلمان کے قتل سے باک نہ کریں گے۔ نہ کسی سے ڈریں گے۔ یا حضرتؑ ہرگز آپ کوفہ نہ جائیں، اور متعرّض بنی اُمیّہ نہ ہوں۔ حضرتؑ نے کچھ جواب نہ دیا جس حکم پر خدا کی طرف سے مامور ہو چکے تھے۔ اس سے انحراف نہ فرمایا، ادھر ابنِ زیاد نے بصرہ اور شام کی تمام راہیں بند کرا دیں۔ کوئی شخص بصرہ و شام سے نہ نکل سکتا تھا، نہ داخل ہو سکتا تھا۔ امام حسینؑ کو کسی امر یا اخبارِ کوفہ سے اطّلاع نہ ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ کچھ صحرانشیں بدّوؤں سے ملاقات ہوئی۔ حضرتؑ نے ان سے کوفے کا حال پوچھا انھوں نے کہا: کچھ خبر نہیں ہے، مگر اس قدر معلوم ہے کہ کسی شخص کو ان راہوں سے آمد و رفت نہیں کرنے دیتے۔ حضرتؑ یہ سُن کر وہاں سے روانہ ہوئے۔

عبداللہ ابن مطیع سے ملاقات

ایک جماعت نے قبیلہ فزارہ و بجیلا سے روایت کی ہے کہ ہم مکّہ معظّمہ سے پلٹتے وقت زُہیر ابنِ قین بجلّی کی رفاقت میں تھے، تمام منزلوں میں امام حسین علیہ السّلام کے ساتھ جاتے تھے اور حضرتؑ سے بہت دُور اُترتے تھے تاکہ کہیں ہم کو بھی حضرتؑ کے ساتھ شامل نہ ہونا پڑے۔ اس وقت کوئی امر ہم پر اس سے زیادہ دشوار نہ تھا کہ امام حسینؑ کے ساتھ ایک منزل میں وارد ہوں۔ اتفاقاً حضرتؑ نے ایک ایسی منزل میں توقّف فرمایا جہاں ہم کو چارہ نہ ہوا، بجز اس کے کہ ایک طرف حضرتؑ، دوسری طرف ہم اُتریں،

زہیر ابن قین کی آمد

جب ہم مشغولِ چاشت ہوئے، ناگاہ ایک شخص آیا اور زہیر ابنِ قین کو سلام کیا، اور کہا امام حسین علیہ السّلام تجھے بلاتے ہیں۔ یہ سنتے ہی شدّتِ خوف و بیم سے نوالے ہمارے ہاتھوں سے گر گئے۔ اس درجہ متحیّر ہو کر رہ گئے گویا کوئی جانور ہمارے سر پر بیٹھا ہے، زنِ زہیر جو بروایت سیّد ابنِ طاؤسؒ دیلم بنت عمرو تھی، کہنے لگی سبحان اللہ! فرزندِ رسُول صلعم تجھے بلاتا ہے، اور تو جانے میں تامّل کرتا ہے۔ اگر تو جا کر حضرتؑ کے فرمان کو سُن لے تیرے لئے بہتر ہوگا۔ پس زہیر ابنِ قین، امامؑ عالیمقام کے پاس گئے، تھوڑی دیر کے بعد جو واپس آئے۔ تو چہرہ خوشی سے دَمک رہا تھا، کہا کہ میرا خیمہ اکھاڑ کر حضرتؑ کی خیمہ گاہ میں نصب کرو۔ چنانچہ ان کا خیمہ اور مال و متاع سب امامؑ کے خیام کے پاس لے جایا گیا اور اپنی زوجہ کو طلاق دے کر کہا: تو اپنے اہل سے جا کر ملحق ہو۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے سبب سے کوئی ضرر تجھے پہونچے۔ سیّد ابنِ طاؤس علیہ الرّحمۃ فرماتے ہیں کہ زہیر نے کہا: میں چاہتا ہوں، اپنی جان حضرتؑ پر فدا کروں اور زوجہ کا مہر دے کر اس کے چچازاد بھائیوں کو سپرد کیا، تاکہ اس کے اہل و عیال میں پہونچا دیں۔ وہ زنِ پاک اعتقاد رونے لگی، اور زہیر کو وِداع کر کے کہا: خدا نے تیرے لئے بہتر کیا، میں اُمیدوار ہوں کہ مجھے بروزِ قیامت حضرت امام حسین علیہ السّلام کے جدّ کے سامنے نہ بھُولنا۔ بروایت شیخ مفید علیہ الرّحمۃ، زہیر ابنِ قین نے اپنے اصحاب سے کہا: جو شخص چاہے میرے ساتھ آئے جسے منظور نہ ہو میں نے اُسے رخصت کیا، لیکن مجھ کو ایک گذشتہ واقعہ یاد آیا وہ سُن لو۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانے میں ہم نے بعض نواحی سمندر میں لشکرِ اسلام کی معیّت میں کفّار سے جہاد کیا اور فتحیاب ہوئے، مالِ بسیار اور غنیمت بے شمار ہمارے ہاتھ آئی۔ سلمانؓ فارسی نے کہا: کیا تم اس فتح و غنیمت سے جو تمہارے ہاتھ آئی ہے۔ شاد ہوئے ہو۔ ہم نے کہا: بے شک ہم خوش ہوئے۔ پھر سلمانؓ فارسی نے کہا: لیکن جس وقت تم سیّدِ جوانانِ آلِ محمّد (یعنی حضرت امام حسینؑ) کے زیرِ سایہ جہاد کرو گے تو آج جتنا مال پاکر خوش ہوئے ہو، اس سے کہیں زیادہ خوش ہو گے۔ یہ کہہ کر زہیر نے اپنے رُفقاء سے کہا: میں تمہیں وِداع کرتا ہوں۔ اور خدا کو سونپتا ہوں۔ یہ کہہ کر خدمتِ امامؑ میں پہونچے۔ اور ساتھ رہے تاآنکہ سعادتِ شہادت پر فائز ہوئے۔

سلمان فارسی کا واقعہ کربلا کے متعلق پیشین گوئی

کتاب مناقب میں روایت ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السّلام منزلِ خزیمیہ

پہونچے، شب کو اسی جگہ حضرتؑ نے آرام فرمایا، جب صبح ہوئی، جناب زینبؑ نے کہا، اے برادر! میں نے ایک ہاتف کو یہ اشعار پڑھتے سُنا ہے سہ

أَلَا يَا عَيْنُ فَاحْتَفِلِي بِجُهْدٍ ✤ وَمَنْ يَبْكِي عَلَى الشُّهَدَاءِ بَعْدِي

أَلَا قَوْمٌ تَسُوقُهُمُ الْمَنَايَا ✤ بِمِقْدَارٍ إِلَى إِنْجَازِ وَعْدٍ

حاصلِ مضمون: — اے چشم اشکِ حسرت برسا، ان شہیدوں کے حال پر کیونکہ انکے لاشوں پر کون روئے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنکو انکی موتیں وعدہ گاہِ شہادت پر لیے جاتی ہیں حضرت امام حسینؑ نے ارشاد کیا: اے خواہر جو مقدّر ہوا ہے وہ ہو گا۔

منزل زرود

شیخ مُفیدِ علیہ الرّحمتہ نے عبد اللہ ابنِ سُلیمان اسدی اور مُنذِر ابنِ مشمعل اَسَدی سے روایت کی ہے ان دونوں نے کہا: جب ہم اعمالِ حج سے فارغ ہوئے تو ہمارا قصدِ مصمم ہوا کہ راہ میں حضرت امام حسین علیہ السّلام سے ملحق ہوں اور دیکھیں کہ بات کہاں تک پہونچتی ہے ہم بہ سرعت تمام روانہ ہوئے، یہاں تک کہ موضع زرُود میں حضرتؑ سے جا کر ملے۔ ناگاہ دیکھا ایک شخص کوفہ کی طرف سے ظاہر ہوا جب اُسنے حضرتؑ کے لشکر کو دیکھا تو راہ کو چھوڑ کر، اور سمت روانہ ہوا۔ حضرتؑ نے اس جگہ توقّف فرمایا، گویا امام حسینؑ اس کے منتظر تھے۔ پس جب حضرتؑ نے دیکھا کہ وہ اور طرف کو چلا تو حضرتؑ بھی روانہ ہوئے۔ اور ہم دونوں اس کے سرِراہ گئے، یہاں تک کہ اس کے پاس پہنچے اور اسے سلام کیا۔ اس نے ہمارے سلام کا جواب دیا۔ ہم نے پوچھا تو کون ہے؟ کہا: قوم بنی اَسَد سے ہوں، ہم نے کہا ہم بھی اَسَدی ہیں۔ ہم نے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ کہا: میں فلاں اسدی کا بیٹا ہوں۔ ہم نے بھی اپنا نسب بیان کیا اور احوالِ کوفہ پوچھا۔ اس نے کہا: جب میں کوفہ سے نکلا مسلم ابنِ عقیل اور ہانی ابنِ عروہ کو شہید کر چکے تھے، اور ان کی لاشوں کو بازار میں کھینچتے تھے۔ یہ خبر سُن کر ہم لشکر میں آئے اور حضرتؑ کے ساتھ چلے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ منزلِ ثعلبیہ میں نزول فرمایا قریبِ شام حضرتؑ کی خدمت میں گئے، سلام عرض کیا۔ امام حسینؑ نے سلام کا جواب دیا ہم نے عرض کیا: یا حضرتؑ! ایک موحش خبر ہم نے سُنی ہے اگر حکم ہو تخلیہ میں عرض کریں ورنہ آشکارا بیان۔ حضرتؑ نے اپنے اصحاب کی طرف دیکھ کر فرمایا، ہمارا کوئی راز ان سے مخفی نہیں ہے۔ عرض کیا: یا حضرتؑ آپ نے اس سوار کو ملاحظہ کیا تھا جو کل راہ میں ملا تھا۔

منزل ثعلبیہ میں خبر شہادت حضرت مسلمؑ کا پہنچنا

فرمایا: میں نے بھی اسے دیکھا تھا، چاہتا تھا کہ کچھ احوال اس سے پوچھوں، عرض کیا قسم بخدا ہم نے تفتیشِ خبر کی اور احوالِ کوفہ اس سے پوچھا وہ شخص ہمارے قبیلہ کا بہت عقلمند اور راست گو آدمی تھا۔ اس نے خبر دی کہ میں کوفہ سے نہ نکلا تھا مگر اس وقت جب کہ مسلم اور ہانی کو قتل کیا جا چکا تھا۔ ان کے پیر میں رسّی باندھ کر بازاروں میں کھینچتے تھے حضرت امام حسینؑ اس قصّۂ ہولناک کو سُن کر نہایت مکدّر ہوئے۔ کئی دفعہ فرمایا: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ط خدا رحمت کرے ان پر۔ ہم نے عرض کیا، یا بن رسُول اللہ! ہم آپ کو خدا کی قسم دیتے ہیں کہ آپ یہاں سے پھر چلیئے، کوفے میں آپ کا کوئی دوست اور شیعہ نہیں۔ بلکہ ہم ڈرتے ہیں کہ اہلِ کوفہ آپ کے دشمن ہوں گے۔ پس حضرت امام حسینؑ اولادِ عقیل کی طرف متوجہ ہوئے اور خبرِ شہادتِ مسلم ان سے بیان کی، اور بہت دِلاسا دِیا پلٹنے کی بابت ان سے مشورہ کیا۔ ان سعادتمندوں نے عرض کیا: قسم بخدا ہم نہ پھریں گے جب تک قِصاص ان کے خون کا نہ لیں۔ یا جو شربتِ شہادت انھوں نے پیا، ہم بھی پئیں، حضرتؑ نے فرمایا: سچ ہے ایسے عزیزوں کے بعد زندگی کا مزا، نہیں[1]۔ راوی کہتا ہے کہ جب معلوم ہوا کہ حضرت امام حسینؑ کا ارادہ سفر پر مصمم ہے۔ پس ہم نے حضرت کو وِداع کر کے عرض کیا کہ خدا خیر کرے آپؑ کے لئے، فرمایا: کہ خدا تم پر رحمت کرے۔ اصحاب نے کہا: یا حضرتؑ! آپ مثل مسلم ابنِ عقیل کے نہیں ہیں۔ اگر کوفہ جایئے گا۔ اہلِ کوفہ آپ کی طرف سبقت کریں گے۔ حضرتؑ نے جواب نہ دیا۔

سیّد ابنِ طاؤسؒ نے روایت کی ہے کہ خبرِ شہادتِ مسلمؑ، منزلِ زبالہ میں حضرتؑ کو پہونچی۔ اور وہاں سے آگے روانہ ہوئے۔ اس وقت فرزدق (شاعر) امامؑ عالیمقام کی خدمت میں آیا۔ بعد سلام عرض کیا: یابن رسُول اللہ! آپ کوفہ کیوں جاتے ہیں؟ کوفیوں نے آپ کے بھائی (مُسلم ابنِ عقیل) اور ان کے شیعوں کو قتل کر ڈالا۔ امام حسینؑ زار زار مثلِ ابرِ بہار روئے، فرمایا: خدا رحمت کرے مُسلم پر وہ فردوسِ بریں میں رحمت و رِضوانِ الٰہی اور نعمتِ اَبَدی پر فائز ہوئے جو کچھ ان پر لازم تھا، اَدا کیا۔ اب جو ہمارے ذِمّہ باقی ہے، ہم کو کرنا ہے، اس کے بعد حضرتؑ نے چند شعر پڑھے سہ۔

[1] حضرتؑ کا طلبِ مشورہ یہاں پر ازراہِ امتحان و ترغیبِ جہاد تھا، نہ کہ کچھ اور۔ (۱۲، ج۔ ز)۔

فَاِنْ تَکُنِ الدُّنْیَا تُعَدُّ نَفِیْسَۃً ‎ فَدَارُ ثَوَابِ اللّٰہِ اَعْلٰی وَاَنْبَلُ
وَاِنْ تَکُنِ الْاَبْدَانُ لِلْمَوْتِ اُنْشِأَتْ ‎ فَقَتْلُ امْرِئٍ بِالسَّیْفِ فِی اللّٰہِ اَفْضَلُ
وَاِنْ تَکُنِ الْاَرْزَاقُ قِسْمًا مُقَدَّرًا ‎ فَقِلَّۃُ حِرْصِ الْمَرْءِ فِی الرِّزْقِ اَجْمَلُ
وَاِنْ تَکُنِ الْاَمْوَالُ لِلتَّرْکِ جَمْعُہَا ‎ فَمَا بَالُ مَتْرُوْکٍ بِہِ الْحُرُّ یَبْخَلُ

حاصلِ مضمون :- دُنیا کو اگر جائے نفیس سمجھا جاتا ہے تو ثواب خدا برتر اور بہتر ہے۔ اور اجسام بنی آدم اگر موت کے لئے مخلوق ہوئے ہیں تو مارا جانا انسان کا تلوار سے راہِ خدا میں افضل ہے۔ اور اگر روزی اسی قدر پہونچتی ہے جس قدر مقدّر ہوتی ہے۔ تو کم حرص کرنا انسان کا طلبِ رزق میں نیکوتر ہے۔ اگر مالِ دنیا کا انجام آخر میں چھوڑ جانا ہے تو جو چیز چھوٹ جائے اس میں انسان بخل سے کیوں کام لیتا ہے۔

شیخ مفید علیہ الرّحمۃ فرماتے ہیں کہ اس رات حضرتؑ نے صبح تک انتظار کیا۔ وقت صبح اپنے ملازم اور غلاموں کو حکم کیا کہ اپنے ساتھ بہت سا پانی بار کر لو جب منزل زبالہ میں پہونچے تو خبر شہادتِ عبداللہ ابن یقطر، امام حسینؑ نے سنی۔ بروایت سیّد ابنِ طاؤس جب حضرتؑ نے خبر شہادت عبداللہ ابنِ یقطر سنی آنسو حضرتؑ کے جاری ہو گئے۔ دستِ مناجات درگاہِ قاضی الحاجات میں بلند کرکے عرض کیا: خداوندا! میرے واسطے اور میرے شیعوں کے لئے دارِ عقبیٰ میں منزلِ نیک مہیّا فرما، اور غرفاتِ جناں میں مجھ کو اور میرے شیعوں کو جمع کر، کیونکہ تو ہر امر پر قادر ہے۔ بروایت شیخ مفید علیہ الرّحمۃ، حضرت امام حسینؑ نے اپنے اصحاب کو جمع کیا، ایک خط نکال کر سب کے سامنے پڑھا اور فرمایا: ایک خبر موحش مجھے پہنچی ہے کہ مسلم ابنِ عقیل اور ہانی ابنِ عروہ اور عبداللہ بن یقطر کو شہید کیا گیا۔ کوفیوں نے ہماری نصرت سے ہاتھ اٹھا لیا۔ پس جو شخص مجھ سے جدا ہونا چاہے وہ جدا ہو جائے۔ پس جو لوگ بہ طمع ومالِ غنیمت، حضرتؑ کے ساتھ ہو گئے تھے وہ متفرّق ہو گئے۔ اور دائیں بائیں چلے گئے، بعض نے از رُوئے ایمان و یقین ملازمت حضرتؑ کی اختیار کی، اور جو لوگ مدینہ سے ساتھ آئے تھے یا بعض اشخاص جو راہ میں ساتھ ہوئے تھے، باقی رہ گئے تھے۔ بہت سے لوگ حضرتؑ کے ساتھ جمع ہو گئے تھے۔ ان کو گمان تھا کہ وہاں کے لوگ مطیع ہیں حضرتؑ نے نہ چاہا کہ یہ غافل رہیں پس حضرتؑ نے حقیقتِ حال سے آگاہ کر دیا۔ جب صبح ہوئی حضرتؑ نے اصحاب سے

فرمایا، بہت سا پانی لے لو۔ یہ فرما کر حضرتؑ روانہ ہوئے۔ جب مقام بطنِ عقبہ میں اترے۔ اس جگہ ایک مردِ پیر بنی عکرمہ سے خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کا نام عمرو بن یوذان تھا۔ اس نے کہا: یا حضرت! آپ کہاں جاتے ہیں۔ فرمایا: کوفہ، جاتا ہوں۔ اس نے کہا: یا ابنَ رسول اللہ! خدا کی قسم دیتا ہوں، آپ واپس جائیں۔ بخدا آپ نوک ہائے سنان و شمشیر ہائے بُرّاں کی طرف تشریف لے جاتے ہیں۔ جس جماعت نے آپ کو بلایا ہے۔ اگر یہ لوگ آپ کی مدد بخوبی کر سکتے ہوں اور ہر طرح تیار ہوں تب تشریف لے جانا آپ کا مناسب ہوگا۔ لیکن موجودہ حالات میں صلاح نہیں کہ آپ جائیں۔ حضرتؑ نے فرمایا: اے شیخ! جو خبر تو دیتا ہے وہ مجھ سے پوشیدہ نہیں مگر اطاعتِ حکم خدا مجھ پر واجب ہے۔ اور تقدیرات خدا واقع ہونے والے ہیں قسم خدا کی یہ لوگ مجھ سے اس وقت تک دستبردار نہ ہوں گے جب تک میرا دلِ پُرخون میرے سینے سے نہ نکالیں۔ جب مجھے شہید کریں گے، تو حق تعالیٰ ان پر ایک شخص کو مسلّط کرے گا۔ جو انھیں ذلیل و خوار کرے گا۔ اس کے بعد حضرتؑ نے بطنِ عقبہ سے کوچ کیا۔ اور موضع شراف میں خیامِ حرم کو برپا کیا۔ جب صبح ہوئی، امام حسینؑ نے اپنے اصحاب و ملازمین کو حکم دیا کہ تمام چھاگلیں اور مشکیزے پانی سے بھر لو۔ جب پانی بھرا جا چکا تو پھر اپنے سفر پر روانہ ہوئے۔ دوپہر تک راہ طے کی تھی۔ ناگاہ ایک شخص نے تکبیر کہی۔ حضرتؑ نے پوچھا: اللہ اکبر کیوں کہا؟ اس نے کہا: درخت ہائے خرما دِکھائی دیتے ہیں۔ دوسری جماعت نے کہا قسم بخدا کبھی اس جگہ درختِ خرما نہیں دیکھے گئے۔ حضرتؑ نے پوچھا، تمہیں کیا معلوم ہوتا ہے؟ انھوں نے عرض کیا: یا حضرتؑ قسم خدا کی نوک ہائے نیزہ اور گھوڑوں کے کان دکھائی دیتے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا، بخدا میں بھی یہی دیکھتا ہوں، اس کے بعد فرمایا: آیا کوئی اس جگہ جائے پناہ ہے تاکہ ایک جانب سے مقابلہ کریں۔ اصحاب نے عرض کیا: یا حضرتؑ! بائیں جانب یہاں ایک پہاڑ بہت بلند ہے، آپ اس طرف چلئے اگر اس قوم سے پہلے وہاں پہونچ گئے مقصود حاصل ہے۔ حضرتؑ نے بائیں جانب میل فرمایا۔ تھوڑی دیر کے بعد گھوڑوں کی گردنیں نمایاں ہوئیں۔ جب انھوں نے ہمیں بائیں طرف جاتے دیکھا تو وہ بھی ہماری طرف متوجّہ ہوئے، ان کی برچھیاں ہوا میں یوں گُتھی ہوئی تھیں جیسے شہد کی مکھیوں کے جھنڈ، اور ان کے علموں کے پھریرے ایسے معلوم ہو رہے تھے جیسے طائر پر

لشکرِ حُر سے ملاقات

کھولے پھڑپھڑا رہے ہوں۔ ہم نے ان پر سبقت کی اور کوہِ ذوحُشم (یا ذوحشب) تک پہونچ گئے۔ بموجب حکمِ امام علیہ السّلام اسی جگہ خیمے نصب کئے گئے۔ یہ حُر ابنِ یزید تمیمی تھا۔ جو ہزار سواروں کا لشکر لے کر آیا تھا۔ اور ظہر کے وقت جبکہ چیل انڈا چھوڑ رہی تھی، امامؑ کے لشکر کے سامنے صف بستہ ہوا۔ اس وقت قیامت کی گرمی پڑ رہی تھی۔ اصحابِ امامؑ عالیمقام بھی ان لوگوں کے سامنے صف باندھ کر کھڑے ہوئے تمام خیمہ نصب کئے گئے۔ حُر مع ہزار سوار کے مقابل لشکر حضرتؑ بوقت نمازِ ظہر شدّتِ گرما میں آکھڑا ہوا۔ اصحاب امام علیہ السّلام بھی سامنے سروں پر عمامے باندھے شمشیریں حمائل کئے کھڑے تھے، جب حضرتؑ نے آثارِ تشنگی لشکرِ مخالف میں ملاحظہ فرمائے۔ اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ ان کو اور ان کے گھوڑوں کو پانی پلا دو۔ اصحابِ کرام بموجب حکمِ امامؑ عالیمقام پانی پلانے میں مشغول ہوئے۔ کاسے اور طاس لبریز کر کے گھوڑوں کے سامنے لیجاتے تھے، یہاں تک کہ سب کو اسی طرح پانی سے سیراب کر دیا۔ علی ابنِ طعان محاربی کہتا ہے میں بھی حُر کے ساتھ تھا اور سب کے بعد پہونچا۔ جب حضرتؑ نے مجھ میں اور میرے گھوڑے میں آثارِ تشنگی ملاحظہ فرمائے فرمایا کہ اَنِخِ الرَّاوِیَۃَ یعنی اپنے شترِ آب کش کو بٹھا دے۔ علی ابنِ طعان کہتا ہے، راویہ کے معنی میں نہ سمجھا اس لئے کہ راویہ میری زبان میں مشک کو بھی کہتے ہیں۔ پھر حضرتؑ نے فرمایا: یَا ابْنَ الْاَخِ اَنِخِ الْجَمَلَ۔ یعنی اے بھتیجے! اونٹ کو بٹھا دے۔ میں نے اپنا اونٹ بٹھا دیا، پھر فرمایا: کہ پانی پی، جب میں نے پانی پینے کا ارادہ کیا تو اضطراب کی وجہ سے پانی مشک سے گرتا جاتا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا: دہانہ مشک کا کج کر، میں بدحواسی سے یہ بھی نہ سمجھا کہ کیونکر کج ہونا چاہیئے، تب حضرتؑ نے خود اٹھ کر مشک کا دہانہ میری طرف کر دیا، اور میں نے پانی پیا، اور اپنے جانور کو بھی پلایا۔ ابنِ زیاد نے حصّین ابنِ نمیر کو لشکرِ عظیم ساتھ کر کے بھیجا تھا کہ قادسیہ میں اُترے حصّین نے حُر کو ہزار سوار دیکر آگے بھیجا تھا۔ جب نمازِ ظہر کا وقت آیا حضرتؑ نے حجاج ابنِ مسروق سے فرمایا: اذان دیں، انھوں نے اذانِ ظہر کہی۔ جب وقتِ اقامت ہوا حضرتؑ ردا اوڑھے زیرِ جامہ پہنے، نعلین پائے مبارک میں تھیں۔ خیمے سے برآمد ہوئے۔ اور دونوں لشکروں کے بیچ میں کھڑے ہو کر حمد و ثنائے الٰہی بجالائے۔ اسکے بعد فرمایا: اَیُّھَا النَّاس! میں تمہارے پاس بِن بُلائے نہیں آیا بلکہ تمہارے پئے در پئے

خطوط اور متواتر قاصد میرے پاس پہونچے۔ جب تم نے لکھا کہ ہمارے پاس آیئے ہم کوئی امام و پیشوا نہیں رکھتے، شاید حق تعالیٰ ہم کو راہِ حقّ و ہدایت پر مجتمع کرے۔ اگر تم اپنے عہد و پیمان پر مضبوط ہو پس ایفائے وعدہ کرو اور میری خاطر کو مطمئن کرو۔ اور اگر اپنے قول سے پھر گئے ہو۔ اپنے پیمان کو توڑ ڈالا ہے اور میرے آنے سے ناخوش ہو، اور کارہ ہو تو میں جہاں سے آیا ہوں پھر جاؤں۔ یہ سُن کر ان غدّاروں نے کوئی جواب نہ دیا۔ سب چُپ ہو رہے، حضرتؑ نے مؤذّن سے اقامت کو فرمایا: جب مؤذّن اقامت کہہ چکا تو حضرت نے حُر سے فرمایا، اگر تجھے منظور ہو اپنے لشکر کے ساتھ نماز پڑھ، حُر نے عرض کیا: میں بھی آپ کے پیچھے پڑھوں گا۔ حضرتؑ صفوں کے آگے کھڑے ہوئے، دونوں لشکروں نے حضرتؑ کے پیچھے نماز پڑھی، اور بعد نماز دونوں لشکر اپنی اپنی جگہ پھر گئے، اور حضرت امام حسینؑ اپنے خیمہ میں داخل ہوئے۔ اصحابِ حضرتؑ گرد آکر بیٹھے۔ حُر اپنے خیمہ میں گیا۔ پانچسو سوار لشکر کے اس کے پاس مجتمع ہوئے۔ باقی اپنی صف میں گئے۔ ہر ایک شخص اپنے گھوڑے کی باگیں پکڑ کر اس کے سایہ میں بیٹھا۔ جب نمازِ عصر کا وقت آیا، پھر حضرتؑ آگے کھڑے ہوئے۔ اور دونوں لشکروں کے ساتھ نماز پڑھی۔ بعد نماز روئے مبارک ان کی طرف پھیر کر ایک خطبہ ادا فرمایا، اور بعد ادائے خطبہ ارشاد کیا۔ اَیُّھَا النَّاس! اگر تم خوفِ خدا کرو اور حق کو پہچانو تو باعثِ خوشنودیِٔ خدا ہو گا۔ ہم اہلِ بیتِ رسالتمآب علم و کمالِ عصمت و جلال سے موصوف ہیں۔ خلافت و امامت کے لئے سزاوار تر ہیں، اس گروہ سے جو ناحق دعوائے ریاست و خلافت کرتا ہے، اور تمہارے درمیان بجور حکم کرتا ہے۔ اگر تم جہالت و ضلالت میں مضبوط ہو۔ اور جو تم نے لکھا ہے اس رائے سے پھر گئے اور میرے آنے کو مکروہ جانتے ہو تو میں پھرا (واپس چلا) جاتا ہوں۔ حُر نے جواب میں کہا: خدا کی قسم مجھے ان خطوط کی خبر نہیں۔ حضرتؑ نے عقبہ بن سمعان سے فرمایا: وہ دونوں خورجیاں جن میں خطوط ہیں لے آؤ۔ جب عقبہ دونوں تھیلے لے آئے جو کوفیوں کے خطوط سے مملو تھیں۔ حضرتؑ نے سب نامے حُر کے آگے ڈال دیئے۔ اس نے عرض کیا: میں ان لوگوں سے نہیں ہوں جنھوں نے یہ نامے آپ کو لکھے ہیں، مجھے مطلق ان خطوں کی اطّلاع نہیں۔ مجھ کو تو ابنِ زیاد نے حکم دیا ہے۔ کہ جہاں ملاقات ہو آپ سے جدا نہ ہوں، تا آنکہ ابنِ زیاد کے پاس لے چلوں۔ حضرتؑ نے فرمایا: کہ موت قریب تر

اور آسان ہے، اس ذلّت سے یعنی جب تک میں زندہ ہوں اس ذلّت پر راضی نہ ہوں گا۔ پس حضرتؑ نے اپنے اصحاب کو حکم کیا، اٹھّو اور سوار ہو۔ یہ سن کر اصحاب سوار ہوئے اور حضرتؑ خود بذاتہٖ منتظر رہے، تا آنکہ محمل و ہودج حرم محترم تیار ہوئے، اور مخدّرات عصمت و طہارت سوار ہوئے۔ اصحاب سے ارشاد کیا، واپس لوٹو، جب قصدِ مراجعت فرمایا، لشکرِ مخالف سرِ راہ آکر کھڑا ہوا اور مراجعت سے مانع ہوا۔ حضرتؑ نے حُر سے مخاطب ہو کر فرمایا: ثَکِلَتْكَ اُمُّكَ اے حُر تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے، کیا ارادہ ہے؟ حُر نے کہا: کہ اگر اور کوئی میری ماں کا نام لیتا تو میں بھی اس کی ماں کا نام لیتا۔ قسم بخدا میں آپ کی مادرِ گرامی کا ذکر نہیں کرسکتا۔ مگر بہ تعظیم و تکریم۔ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: مطلب تیرا کیا ہے؟ اس نے کہا: میں چاہتا ہوں، آپ کو ابنِ زیاد کے پاس لے جاؤں۔ فرمایا: قسم بخدا اِس بات میں میں تیری متابعت نہ کروں گا۔ حُر نے کہا: قسم بخدا میں بھی آپ سے جُدا نہ ہوں گا۔ تین مرتبہ اِس بات میں رَدّ و بَدل ہوئی، جب گفتگو کو طول ہُوا۔ حُر نے کہا: میں مامور نہیں۔ مگر اسی اَمر پر کہ آپ سے جُدا نہ ہوں، جب تک کہ کوفے میں ابنِ زیاد کے پاس نہ لے چلوں۔ اگر آپ کوفے چلنے پر راضی نہیں، تو آپ ایسی راہ اِختیار کیجئے کہ نہ کوفے کی ہو نہ مدینے کی۔ اور یہ اَمر میرے اور آپ کے درمیان بہ طریقِ مصالحہ ہو، اور میں حقیقتِ حال ابنِ زیاد کو لکھ بھیجوں، شاید کوئی صورت ایسی نکلے کہ میں حضرتؑ کے خون میں شریک نہ ہوں۔ امام حسینؑ اس وقت بہ مجبوری راہِ قادسیہ اور عذیب سے بائیں طرف میل فرما کر روانہ ہوئے اور وہ لشکر بھی ہمراہ تھا۔ حُرّ اثنائے راہ میں حضرتؑ سے کہتا تھا کہ یا حسینؑ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آپ اس قوم سے جہاد نہ کیجئے۔ کیونکہ یہ آپ کے قتل کے درپے ہیں۔ فرمایا: اے حُر! کیا تو مجھے موت سے ڈراتا ہے، سوائے قتل کے اور تم سے کیا ہوسکے گا۔ اور کتنا حسب ہے میرے وہ شعر جو برادرِ اَوس نے پڑھا تھا جس وقت اس نے ارادہ نُصرتِ پیغمبرؐ کا کیا تھا، اس وقت اُس کے چچازاد بھائی نے اُسے ڈرا کر کہا: کہاں جاتا ہے؟ مارا جائے گا!!

پس برادرِ اَوس نے اُس کے جواب میں یہ شعر پڑھے ؎

سَاَمْضِیْ وَمَا بِالْمَوْتِ عَارٌ عَلَی الْفَتٰی[۱]

---

[۱] ۔۔۔ اشعار گزر چکے ہیں۔ دیکھو صفحاتِ گزشتہ کتاب ہٰذا۔ (ج۔ز، ۱۲) ۔

مصنّف علیہ الرّحمۃ فرماتے ہیں کہ محمّد ابنِ ابیطالب نے بیتِ اَخیر سے پہلے یہ بیت زیادہ کی ہے:۔ اُقَدِّمُ نَفْسِیْ لَا اُرِیْدُ بَقَائَھَا ؎ لِتَلْقٰی خَمِیْسًا فِی الْوَغٰی وَعَرَمْرَمَا

یعنی میں اپنی جان کو آگے بڑھاتا ہوں تاکہ ملاقات کروں معرکۂ جنگ میں فوجِ کثیر و جمِّ غفیر سے۔

پس حضرتؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: آیا کوئی تم میں سے ایسی راہ جانتا ہے۔ جو شاہراہ کے علاوہ ہو، طرمّاح نے عرض کیا: یا ابن رسول اللہ! میں واقف ہوں، حضرتؑ نے فرمایا: تو ہمارے آگے چل۔ طرمّاح بموجب ارشاد آگے روانہ ہوا۔ اور حضرتؑ معہ اصحاب اس کے پیچھے روانہ ہوئے۔ اس طرح پھر طرمّاح رجز میں یہ اشعار پڑھنے لگا۔

(۱) یَا نَاقَتِیْ لَا تَذْعَرِیْ مِنْ زَجْرِیْ ؎ وَامْضِیْ بِنَا قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ

(۲) بِخَیْرِ فِتْیَانٍ وَّخَیْرِ سَفْرٍ ؎ اٰلِ رَسُوْلِ اللہِ اٰلِ الْفَخْرِ

(۳) اَلسَّادَۃِ الْبِیْضِ الْوُجُوْہِ الزُّھْرِ ؎ اَلطَّاعِنِیْنَ بِالرِّمَاحِ السُّمْرِ

(۴) اَلضَّارِبِیْنَ بِالسُّیُوْفِ الْبُتْرِ ؎ حَتّٰی تَحَلّٰی بِکَرِیْمِ الْفَخْرِ

(۵) اَلْمَاجِدِ الْجَدِّ رَحِیْبِ الصَّدْرِ ؎ اَصَابَہُ اللہُ بِخَیْرِ اَمْرٍ

(۶) عَمَّرَہُ اللہُ بَقَاءَ الدَّھْرِ ؎ یَا مَالِكَ النَّفْعِ مَعًا وَّالضَّرِّ

(۷) اَیِّدْ حُسَیْنًا سَیِّدِیْ بِالنَّصْرِ ؎ عَلَی الطُّغَاۃِ مِنْ بَقَایَا الْکُفْرِ

(۸) عَلَی اللَّعِیْنَیْنِ مِنْ سَلِیْلَیْ صَخْرٍ ؎ یَزِیْدَ لَا زَالَ حَلِیْفَ الْخَمْرِ

(۹) وَابْنِ زِیَادٍ عَھْرٍ بْنِ الْعَھَرَۃِ

حاصلِ مضمون:۔ (۱) اے میرے ناقے میری ڈانٹ سے بدخُو نہ ہو، قبلِ طلوعِ صبح ہم کو منزل پر پہنچا دے۔ (۲) ہمراہ اِن بہترین جوانوں و نکوترین مسافروں کے جو اَولادِ رسُولؐ و اصحابِ فخر ہیں۔ (۳) چہرہ ہائے مبارک ان کے روشن و نورانی ہیں۔ میدانِ نبرد میں بڑے نیزے باز ہیں۔ (۴) معرکۂ قتال میں ان کی تیغ برندہ ہے، یہاں تک کہ تُو اُتار دے اس کو جو کریم و صاحبِ فخر ہے۔ (۵) اس کا جدّ نامدار ہے۔ اس کا دِل کُشادہ ہے۔ خُدا انجام اس کا بخیر کرے۔ (۶) تابقائے دَہر سلامت رہے مالکِ نفع و نُصرتِ تائید کرے۔ (۷) میرے سیّد بزرگوار حسینؑ کی اپنی نُصرت و امداد سے ان سرکشوں کے مقابلے میں جو پسماندہ کُفرِ سابق ہیں۔ (۸) اور ان دونوں ملعونوں پر جو "صخر" کی اَولاد ہیں۔ ایک تو ان میں سے یزید شراب خور ہے۔ (۹) اور دوسرا زِناء زادہ اور زناء زادہ کا فرزند

ابنِ سنا یاد ہے۔

بروایت شیخ مفید علیہ الرحمۃ۔ جس وقت حُر نے کلام حضرتؑ کا سُنا مع لشکر امامؑ عالیمقدار سے علیحدہ ایک جانب روانہ ہوا۔ اور حضرتؑ معِ اصحاب دوسری طرف روانہ ہوئے یہاں تک کہ مقام عذیب الہجانات تک پہونچے۔ پھر حضرتؑ وہاں سے روانہ ہوئے تاآنکہ قصرِ بنی مقاتل میں منزل کی۔ اس مقام میں حضرتؑ کی نگاہ ایک خیمہ پر پڑی، پوچھا یہ خیمہ کس کا ہے؟ اصحاب نے عرض کیا: یہ خیمہ عبداللہ ابن حُر جعفی کا ہے۔ فرمایا کہ اس کو میرے پاس لے آؤ۔ بعض اصحاب نے جاکر کہا: حضرت حسینؑ ابنِ علیؑ تمہیں بلاتے ہیں۔ اس بے سعادت نے کہا: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ؕ قسم خدا کی میں کوفہ سے نہیں نکلا، مگر اس لئے کہ مجھے ناگوار تھا کہ مبادا حسینؑ داخلِ کوفہ ہوں، اور ان کی نصرت مجھ پر واجب ہو جائے۔ قسم بخدا مجھے منظور نہیں ہے کہ حضرتؑ مجھے دیکھیں یا میں انکو دیکھوں۔ جب یہ خبر حضرتؑ کو پہونچی، آپ بنفسِ نفیس اس کے خیمہ میں تشریف لے گئے اور سلام کیا۔ اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اس کے بعد حضرتؑ نے اپنی نصرت و یاری کے لئے دعوت دی، اس بے توفیق نے پھر اسی کلام کا اعادہ کیا اور دعوت کو قبول نہ کیا۔ حضرت نے فرمایا: اگر تو میری نصرت اور امداد نہیں کرتا تو خدا سے ڈر، میرے قاتلوں سے نہ ہونا۔ اس لئے کہ قسم بخدا جو شخص میری فریاد سنے اور میری نصرت نہ کرے وہ ہلاک ہوگا۔ عبداللہ نے کہا: اگر میں آپ کا مددگار نہ ہوں تو انشاء اللہ آپ کے قاتلوں سے بھی نہ ہوں گا۔ پس حضرتؑ اس کے پاس سے اٹھ کر اپنے خیام میں داخل ہوئے۔

جب وقتِ صبح قریب ہوا۔ حضرتؑ نے اپنے رُفقاء و ملازمین سے فرمایا: تمام مشکیزے اور چھاگلیں پانی سے بھر لو۔ یہ فرما کر حضرتؑ نے قصرِ بنی مقاتل سے کوچ کیا۔ عقبہ بن سمعان کہتا ہے ہم چند قدم حضرتؑ کے ساتھ چلے تھے کہ حضرتؑ کو گھوڑے پر نیند آگئی، اور آنکھ جھپک گئی۔ جب بیدار ہوئے تو دو یا تین دفعہ فرمایا: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ۔ حضرت علیؑ اکبر نے عرض کیا: اے پدرِ بزرگوار! کیا سبب ہے کہ آپ نے مکرر ان کلمات کو اپنی زبان معجز بیان جاری کیا۔ ارشاد فرمایا: اے فرزند! اس وقت گھوڑے پر نیند آگئی، میں نے خواب میں دیکھا ایک شخص گھوڑے پر سوار ہے کہتا ہے یہ لوگ جاتے ہیں اور موت ان کی طرف آتی ہے۔

معلوم ہوا ہمیں خبرِ مرگ دیتا ہے۔ علیؑ اکبر نے عرض کیا: اے پدرِ بزرگوار! خدا بُری گھڑی نہ لائے۔ کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ فرمایا: قسم بخدا ہم حق پر ہیں، دشمن ہمارے، باطل پر ہیں۔ علیؑ اکبر نے پھر عرض کیا: اے پدرِ بزرگوار! اگر ہم حق پر ہیں تو ہمیں قتل کی کیا پرواہ ہے۔ فرمایا اے فرزند! خدا تجھ کو بہترین جزا دے جو ایک فرزند کو اس کے باپ کے حق سے مل سکتی ہو۔ جب صبح ہوئی تو حضرتؑ اترے اور نمازِ صبح ادا فرما کر بہ تعجیل تمام سوار ہو کر بائیں جانب روانہ ہوئے، چاہتے تھے کہ اپنے اصحاب کو متفرق کر دیں۔ مگر حُر ان کو جانے نہ دیتا تھا۔ اور جب وہ چاہتا کہ لشکرِ حضرت امام حسینؑ کا کوفہ کی طرف پھیر لے چلے، تو یہ سب امتناع شدید کرتے تھے اور باہم چلے جاتے تھے، یہاں تک کہ نینویٰ میں پہونچے، اور نزولِ اجلال فرمایا۔ ناگاہ ایک مسلح ناقہ سوار کمان کاندھے پر رکھے کوفہ کی طرف سے ظاہر ہوا، اور ناقہ کو بہ تیزی دوڑاتا آیا۔ سب منتظر کھڑے تھے جب قریب پہونچا، حضرتؑ کو سلام نہ کیا۔ لشکرِ حُر کے پاس جاکر اس کو اور اس کے اصحاب کو سلام کیا، اور اسے ابنِ زیاد کا خط دیا۔ حُر نے جب خط کھولا، دیکھا لکھا تھا جس جگہ میرا قاصد یہ خط تجھے پہونچا دے۔ حسینؑ ابنِ علیؑ کو مہلت نہ دے اور ان پر سختی کر۔ اور ایسے جنگل میں اتار جہاں مطلق پانی اور آبادی نہ ہو۔ اور میں نے قاصد کو حکم کیا ہے کہ تیرے ساتھ رہے۔ ایک لمحہ جدا نہ ہو۔ جب تک مجھے خبر نہ دے کہ تو نے میرے حکم کی اطاعت کی، وَالسَّلام۔ جب حُر نے وہ نامہ پڑھا حضرت امامؑ عالیمقام سے کہا کہ یہ نامہ ابنِ زیاد نے مجھے لکھا ہے اور حکم کیا ہے کہ جس جگہ یہ نامہ پہونچے آپ کو مہلت نہ دوں اور سختی کروں، اپنے قاصد کو حکم کیا ہے کہ مجھ سے جدا نہ ہو۔ جب تک اس حکم کو آپ پر جاری کروں۔ یزید ابنِ مہاجر کندی نے جو اصحاب حضرت امام حسین علیہ السّلام سے تھے، قاصدِ ابنِ زیاد کو پہچانا۔ ابنِ مہاجر نے اس بے حیا سے کہا: ماں تیری ماتم میں بیٹھے یہ کیا پیام لایا ہے، کہا میں نے اپنے امام کی اطاعت اور بیعت پر وفا کی ہے۔ ابنِ مہاجر نے کہا: تو نے اپنے پروردگار کی معصیت کی اور ننگ و عارِ دنیا اور آتشِ عقبیٰ اپنے لئے مہیا کی۔ تیرا امام سب سے بدتر اور ان اماموں سے ہے جن کے حق میں خدا فرماتا ہے۔ وَجَعَلْنٰھُمْ اَئِمَّۃً یَّدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ ؕ* یعنی ہم نے کچھ امام ایسے بھی بنائے ہیں جو لوگوں کو آتشِ جہنم کی طرف بلائیں گے۔ حُر نے کہا: آپ کو مقام بے آب و گیاہ و آبادی میں اترنا ہوگا۔ حضرتؑ نے

* (سورہ القصص آیت ۴۱)

فرمایا: وائے تجھ پر اے حُر! ہم کو نینوٰی یا غاضریہ یا شفتیہ جانے دے تاکہ ایسی جگہ منزل کریں جہاں آب و آبادی ہو۔ حُر نے کہا: ابنِ زیاد نے قاصد بھیجا ہے۔ میں اس کے خلاف نہیں کرسکتا، ابنِ زیاد نے اس کو بطور جاسوس میرے اوپر متعیّن کیا ہے۔ پس زُہیر ابنِ قین نے عرض کیا یابن رسُول اللہ! ہمیں اجازت ہو کہ ان سے مقابلہ کریں، بہ نسبت اس لاتعداد لشکر کے جو ان کے بعد آیا چاہتا ہے۔ یہ بہت قلیل ہے اور ان سے لڑنا بہت آسان ہے۔ مجھے قسَم ہے اپنی جان کی۔ ہم اس لشکرِ بے حساب سے لڑنے کی تاب نہ لائیں گے۔ حضرتؑ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں، کہ حجّتِ خدا اُن پر تمام کروں۔ میں لڑنے میں ابتداء نہیں کرتا۔ پس حضرتؑ نے اسی جگہ نزولِ اجلال فرمایا اور وہ روز پنجشنبہ دوسری محرّم ۶۱ھ تھی۔

بروایت سیّد ابنِ طاؤس علیہ الرّحمۃ، جب لشکرِ حُر نے حضرتؑ کو نینوٰی میں اُتارا، اس وقت حضرتؑ نے اپنے اصحاب کو جمع کر کے ایک خُطبہ نہایت فصیح و بلیغ متضمّن بر حمد و ثنائے الٰہی اَدا کیا پھر ارشاد کیا کہ نوبت ہمارے اَمر کی یہاں تک پہنچی جو تم دیکھتے ہو۔ بہ تحقیق کہ دُنیا کی نیکیوں نے مُنہ پھیرلیا، اور باقی نہیں رہا۔ دُنیا سے ایک رمق اور میرا اجر عمرِ زندگی انجام کو پہونچا ہے اور زندگانی دُنیا بدزندگانی ہے۔ آیا تم نہیں دیکھتے کہ لوگوں نے حق سے ہاتھ اُٹھالیا۔ اور حق بات پر عمل نہیں کرتے۔ باطل پر اِجتماع کیا ہے اس سے پرہیز نہیں کرتے۔ پس جو شخص ایمان بخدا اور روزِ جزا رکھتا ہو، چاہیئے کہ دُنیا سے مُنہ پھیرلے ملاقات پروردگار کا مشتاق ہو بے شک میں راہِ خدا میں قتل و شہادت کو باعثِ سعادتِ اَبدی جانتا ہوں اور ان ظالموں کے ساتھ زندہ رہنے کو ننگ و عذاب سمجھتا ہوں۔ زُہیر ابنِ قین رضؓ نے عرض کیا کہ یابن رسُول اللہ! ہم نے آپ کا کلام سُنا۔ اگر دُنیا ہمارے لئے ہمیشہ باقی رہنے والی بھی ہوتی اور ہم ہمیشہ اس میں رہتے، تب بھی آپ ہی کے ساتھ قتل ہونے کو دُنیا کی ہمیشگی پر اختیار کرتے، حالانکہ ہم بخوبی جانتے ہیں کہ یہ دُنیا فانی ہے۔ پس کس طرح اپنی جان آپ سے عزیز کریں۔ اس کے بعد ہلال ابنِ نافع بجلّی اُٹھے عرض کیا: یابن رسُول اللہ! ہم ملاقات پروردگار کے مشتاق ہیں۔ نیّت دُرست اور عزم صحیح کے ساتھ آپ کی متابعت اختیار کی ہے، آپ کے دوستوں کے دوست اور دشمنوں کے

دشمن ہیں۔ ان کے بعد بُریر ابنِ حُضیر اُٹھے، عرض کرنے لگے قسَم بخدا اے فرزندِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم، حق تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ ہم پر احسان کیا ہے کہ آپ کے سامنے جہاد کریں، اور اعضاء ہمارے پارہ پارہ ہوں۔ آپ کے جدِّ بزرگوار قیامت میں ہمارے شفیع ہوں۔ حضرتؑ پھر سوار ہوئے، اثنائے راہ میں لشکرِ حُر کبھی مانع ہوتا تھا کبھی بفرصت حضرت امام حسینؑ کے ساتھ رہتا تھا، یہاں تک کہ امام عالیمقدار وارِدِ کربلا ہوئے۔

کتاب "مناقب" میں لکھا ہے کہ زُہیر ابنِ قین نے حضرتؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ کربلا چل کر اُتریں اس لئے کہ وہ کنارۂ نہرِ فرات پر واقع ہے اگر نوبت بہ قتال پہونچی تو ہم بھی مددِ خدا سے ان سے مقابلہ کریں گے اور اِمداد چاہیں گے۔ یہ سُنکر امام حسینؑ نے اشکِ حسرت چشمِ مبارک سے جاری کئے، فرمایا: خداوندا! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اور کرب وبلا سے۔ پس حضرتؑ نے اِس جگہ نزولِ اجلال فرمایا۔ حُر ابنِ یزید ریاحی، مقابل لشکر حضرتؑ اُترا، اس وقت حضرتؑ نے دوات و کاغذ طلب کیا ایک نامہ ان شرفائے کوفہ کو جن سے گمانِ دوستی تھا، اس مضمون کا لکھا۔

"بسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم ط یہ نامہ ہے حسین ابنِ علیؑ کا، سُلیمان ابنِ صرد و مسیّب ابنِ نجیہ و رفاعۃ ابنِ شداد و عبد اللہ ابنِ دال و دیگر جماعتِ مومنین کی جانب، بعد حمد و صلوٰت، تم جانتے ہو کہ جناب رسُولِ خُدا نے اپنی حیات میں فرمایا ہے جو شخص ایسے بادشاہ جابر کو دیکھے، جس نے حرامِ خدا کو حلال کیا ہو، عہدِ خدا کو توڑا ہو، سنّتِ رسُول کی مخالفت کی ہے۔ بندگانِ خدا پر بظلم و ستم حکمرانی کرے۔ پس وہ شخص اپنے قول یا فعل سے اس کی رد نہ کرے۔ اور اس حاکم سے معارضہ نہ کرے تو خدا پر لازم ہے کہ ایسے شخص کو عقوبت میں اس بادشاہ کا شریک قرار دے، جہنّم میں مقام ان دونوں کا ایک ہو۔ تم جانتے ہو کہ بنی اُمیّہ نے شیطان کی اِطاعت اپنے اُوپر واجب و لازم کی ہے، اِطاعتِ خدا سے مُنہ پھیرلیا۔ اُمّتِ رسُول میں فساد برپا کئے۔ حدودِ خدا کو مُعطّل کردیا حقوقِ مُسلمین کو اپنے تصرّف میں لاتے ہیں۔ حرامِ خدا کو حلال جانتے ہیں۔ حلالِ خدا کو حرام جانتے ہیں، اور میں بہ سبب قرابتِ رسُول خلافت کے لئے سزاوار تر ہوں۔ اگر تم اپنے عہد و پیمان پر اور جو خطوط قاصدوں کے ذریعہ تم نے مجھے بھیجے ہیں باقی ہو تو آخرت میں بے بہرہ و بے نصیب نہ ہوگے اور جان میری تمہارے ساتھ اَہل و فرزند میرے تمہارے اَہل و فرزند

کے ساتھ ہیں اور اگر تم اپنے عہد سے پھر گئے اور بیعت کو توڑ ڈالا ہے۔ پس قسم اپنی جان کی توڑنا عہد کا اور خلع کرنا بیعت کا تم سے کچھ بعید نہیں ہے اس لئے کہ تم نے میرے پدرِ بزرگوار علیؑ مرتضیٰ اور برادرِ عالی مقدار حسنِؑ مجتبیٰ اور پسرِ عم مسلم ابنِ عقیل سے خلفِ عہد کیا۔ پس فریب خوردہ ہے وہ شخص جو تم پر بھروسہ کرے اور تم نے اپنے حصّہ کو ضائع کیا عہد کا توڑنے والا دراصل اپنے ہی کو نقصان پہنچاتا ہے۔ عنقریب خدا مجھ کو تم سے بے نیاز کردے گا۔ والسّلام۔" اس کے بعد حضرتؑ نے نامہ بند کیا، مُہر کر کے قیس ابنِ مسہر صیداوی کو دیا۔ تا آخر حدیث سابق۔ جب خبرِ شہادتِ قیس ابنِ مسہر صیداوی امام حسینؑ کو پہونچی تو مثلِ مروارید حضرتؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور دستِ مناجات درگاہِ قاضی الحاجات میں بلند کر کے عرض کیا: خداوندا! مجھے اور میرے شیعوں کے لئے دارِ عقبیٰ میں منزلِ نیک مہیّا فرما، اور مقامِ رحمت و رضوان میں میرے ساتھ ان کو جمع کر بیشک تو ہر شئے پر قادر ہے۔ یہ سُن کر ہلال ابنِ نافع بجلّی اُٹھے، عرض کیا: یابن رسُول اللہ! آپ کے جدِ بزرگوار اپنی محبّت دِلوں میں مستقر نہ کرسکے، لوگ انکی اطاعت پر ثابت قدم نہ رہے، بہت سے منافقین نے بظاہر وعدۂ نصرت و یاری کیا مگر باطن و پوشیدہ موقع کے منتظر رہے، ہمیشہ آنحضرتؐ منافقوں کے ہاتھ سے رنج و مصیبت میں مبتلا رہے تا آنکہ دارِ فانی سے رحلت فرمائی یہی حال آپ کے پدرِ بزرگوار کا ہُوا۔ لشکرِ کثیر آن کی امداد کو جمع ہوتا تھا اور ناکثین و قاسطین نے ان سے قتال کیا، ہمیشہ آزار میں رہے یہاں تک کہ جوارِ رحمتِ حق میں پہونچے، آج آپ بھی ان منافقین کیساتھ مبتلا ہوئے ہیں جو شخص نقضِ عہد اور خلعِ بیعت کرے، اس نے اپنے نفس کو ضرر پہنچایا، خدا ہمارے لئے کافی ہے۔ پس آپ بہ رشد و عافیت ہمیں جہاں جی چاہے، خواہ مشرق خواہ مغرب، ہمراہ لے چلیں قسم بخدا جو امر ہمارے لئے مقدّر ہوا ہے ہم اس سے نہیں ڈرتے اور ملاقاتِ پروردگار ناگوار نہیں سمجھتے۔ نیّت درست اور عزمِ صحیح سے آپکی متابعت اختیار کی ہے، آپ کے دوستوں کے دوست، دشمنوں کے دشمن ہیں، جو ہمیں ارشاد ہو بہ جان و دِل قبول کریں گے۔ اس کے بعد بُریر ابنِ حُضَیر ہمدانیؓ اُٹھ کر عرض کرنے لگے یابن رسُول اللہ! بخدا حق سبحانہٗ تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے ہم پر احسان یہ کیا ہے، کہ آپ کے سامنے جہاد کریں، اعضاء ہمارے پارہ پارہ ہوں، جدِ بزرگوار آپ کے بروزِ قیامت

ہمارے شفیع ہوں۔ اور وہ لوگ رُستگار نہ ہوں گے جو اپنے پیغمبرؐ کے فرزند کی حُرمت کو ضائع کریں۔ تُف ہو ان پر جو آپ کی نُصرت و یاری نہ کریں، بروزِ قیامت ان کے لئے جہنّم میں عذابِ دردناک و حسرت و ندامت ہے۔ اس کے بعد جناب سیّد الشّہداءؑ نے اپنے فرزندوں، بھائیوں اور سب اہلِ بیت کو جمع کیا، اور بہ نظرِ حسرت ان سب کی طرف دیکھا۔ تھوڑی دیر گریہ فرما کر دستِ مناجات درگاہ قاضی الحاجات میں بلند کئے، عرض کیا خداوندا! ہم تیرے پیغمبرؐ کی عترت ہیں ہم کو جدِّ بزرگوار کے روضہ سے جدا کر کے آوارۂ وطن کیا۔ بنی اُمیّہ ہم پر تعدّی کرتے ہیں۔ خداوندا! تو ہمارا حق ان سے لے۔ اور ہماری نُصرت و امداد کر۔ حضرتؑ وہاں سے روانہ ہوئے تا آنکہ بروز چہار شنبہ یا پنجشنبہ دوسری محرّم ۶۱ھ وارِدِ کربلا ہوئے۔ اس وقت حضرتؑ نے اپنے اصحاب کی طرف متوجّہ ہو کر فرمایا: لوگ عام طور سے دُنیا کے بندے ہیں۔ لفظِ دین کو اپنی زبان پر جاری کرتے ہیں، لیکن جب وقتِ امتحان آتا ہے، تو دِیندار بہت کم نکلتے ہیں۔ اس کے بعد امام حسینؑ نے پوچھا کہ یہ کربلا ہے؟ اصحاب نے عرض کیا: ہاں یہ کربلا ہے!! فرمایا: ھٰذا مَوْضِعُ کَرْبٍ وَّبَلاءٍ ھٰھُنا مُناخُ رِکابِنا وَمَحَطُّ رِحالِنا وَمَقْتَلُ رِجالِنا وَ مَسْفَكُ دِمائِنا۔ یعنی یہ جگہ کرب و بلا و محنت و رنج کی جگہ ہے۔ یہ جگہ ہمارے اونٹوں کے بٹھانے کی ہے۔ یہی جگہ ہمارے لشکر کے اُترنے کی ہے۔ یہ جگہ شہداء کے خون گرنے کی ہے۔ پس اِمامِ عالی مقام نے اِس جگہ نزولِ اجلال فرمایا۔ اور حُر اپنے ہزار سواروں کے ساتھ حضرتؑ کے لشکر کے مقابل اُترا۔ اس کے بعد حُر نے ایک نامہ ابنِ زیاد کو لکھا۔ اور حقیقتِ حال سے مطّلع کیا۔ حُر کے خط کے پہونچنے کے بعد ابنِ زیاد نے ایک نامہ امام حسینؑ کو لکھا کہ میں نے سُنا ہے، آپ کربلا میں اُترے ہیں۔ یزید نے مجھے لکھا ہے کہ فرشِ نرم پر نہ بیٹھوں، کھانا سیر ہو کر نہ کھاؤں جب تک آپ کو قتل نہ کروں، یا یہ کہ آپ میری اور یزید کی اطاعت کریں۔ جب یہ نامہ حضرتؑ کو پہونچا۔ مطالعہ فرما کر زمین پر پھینک دیا۔ فرمایا: رُستگار نہ ہوں گے۔ وہ لوگ جنھوں نے رضائے مخلوق کے لئے غضبِ خالق کو مول لیا۔ جب قاصد نے جواب مانگا، آپؑ نے فرمایا: اِس کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔ بلاشُبہ عذابِ الٰہی اس پر مُسلّط ہوا ہے۔ جب یہ خبر ابنِ زیاد کو پہونچی، وہ دشمنِ خدا غضب میں آیا، آتشِ کُفر شعلہ ور ہوئی حضرتؑ سے

لڑائی کا عزمِ مصمم کیا، امارتِ لشکر عمرِ سعد کو دی۔ عمر ابنِ سعد نے پہلے تو انکار کیا، چونکہ اس کے قبل ابنِ زیاد نے حکومت "رَے" کا قبالہ اسے دیا تھا۔ لہٰذا اس نے کہا، اگر تو حسینؑ سے جنگ نہیں کرتا تو حکومت "رَے" کی سند واپس کر دے۔ عمرِ سعد نے مہلت چاہی۔ پس ایک دن کے بعد اس بدبخت نے بہ طمعِ حکومتِ "رَے" "شقاوتِ ابدی و عذابِ سرمدی" کو اختیار کیا۔ بروایت شیخ مفید علیہ الرحمۃ، جب دوسرا ہوا تو عمر ابنِ سعد چار ہزار سوار ہمراہ لے کر وارد کربلا ہوا اور نینویٰ میں آ اترا۔ اس کے بعد عمرِ سعد نے عروہ بن قیس احمسی کو بلا کر چاہا کہ حضرت امام حسینؑ کو پیغام بھیجے۔ چونکہ وہ نامردانِ منافقین سے تھا جنھوں نے حضرتؑ کو خط لکھے تھے اس وجہ سے اس نے قبول نہ کیا۔ غرض جس سردارِ لشکر سے کہتا تھا سب اسی علت سے انکار کرتے تھے۔ اس لئے کہ اکثر انھیں لوگوں نے حضرتؑ کو نامے لکھ کر طلب کیا تھا۔ پس کثیر ابن عبداللہ شعبی جو ایک مردِ بےحیا و بیباک تھا۔ اٹھ کھڑا ہوا کہنے لگا، اے عمر ابنِ سعد جو پیغام ہو حسینؑ ابنِ علیؑ کو پہنچا دوں، بلکہ اگر تو کہے ان کو قتل کر کے ان کا سر تیرے پاس لے آؤں۔ عمرِ سعد نے کہا: میں یہ نہیں چاہتا۔ لیکن تو جا کر ان سے دریافت کر آپؑ اس طرف کیوں آئے؟ اس وقت وہ شقی جانبِ لشکرِ امام حسینؑ چلا۔ جب ابوثمامہ صیداوی نے آثارِ شرارت اس کی صورت سے مشاہدہ کئے، حضرتؑ سے عرض کیا: خدا حافظ ہے آپ کا، یا اباعبداللہ! کیونکہ بدترین اہلِ زمین و جری ترین مردم ان کی طرف سے آتا ہے یہ کہہ کر ابوثمامہ صیداوی راہ روک کر کھڑے ہوئے، اور کہا اپنی تلوار رکھ کر امامِ عالی مقام کے پاس جا۔ اس نے کہا: قسم بخدا یہ ہرگز نہ ہوگا۔ میں عمرِ سعد کا پیغام لایا ہوں، اگر مجھے جانے دو تو پیغام پہونچا دوں، اگر نہ جانے دو، تو پھر جاؤں۔ ابوثمامہ نے فرمایا: اگر تلوار تو نہیں رکھتا تو میں اپنا ہاتھ تلوار کے قبضہ پر رکھ کر چلوں گا۔ یہاں تک کہ تو امام کی خدمت میں اپنا پیغام سنا دے۔ اس ملعون نے یہ بھی قبول نہ کیا۔ ابوثمامہ نے کہا: اے فاجر! اس طرح تجھے نہ چھوڑوں گا۔ جو پیغام تجھے کہنا ہو مجھ سے کہہ تاکہ میں حضرتؑ سے عرض کروں، وہ لعین اس پر راضی نہ ہوا۔ اور کلمات سخت کہہ کر واپس گیا، اور حقیقتِ حال کو عمر ابنِ سعد سے بیان کیا۔ اس وقت عمرِ سعد نے قرہ بن قیس حنظلی کو بلا کر کہا: حسینؑ سے دریافت کر کہ آپ کیوں یہاں آئے ہیں، کیا ارادہ ہے۔ جب قرۂ لشکرِ امامِ انام کے پاس پہونچا اور حضرتؑ کی نظر "قرہ" پر پڑی۔ حضرتؑ نے اپنے اصحاب سے

پوچھا: تم اس کو پہچانتے ہو؟ حبیب ابنِ مظاہر نے عرض کیا: یہ شخص قبیلہ حنظلہ تمیم سے ہے میرا بھانجہ ہے، اور ذی عقل اور دانش مند ہے مجھے ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ یہ لشکرِ مخالف کا شریک ہوگا۔ غرضیکہ جب قرہ حاضر ہوا، سلام کر کے پیامِ عمرِ سعد پہونچایا۔ حضرتؑ نے جواب دیا کہ تمہارے اہلِ شہر نے بےشمار خط بھیجے، بہ اصرارِ تمام بلایا، اس لئے میں یہاں آیا۔ اگر میرا آنا تم کو ناگوار ہو تو میں واپس جاتا ہوں۔ جب قرہ جانے لگا، اس وقت حبیب ابنِ مظاہر نے کہا: وائے تجھ پر امامِ برحق سے منہ پھیرتا ہے، ظالموں کی طرف جاتا ہے، اس بزرگوار کی نصرت و یاری کر کہ ان کے آبائے طاہرینؑ کی برکت سے تو نے ہدایت پائی ہے۔ لیکن اس نے کہا: میں جواب لے جاؤں اس کے بعد اپنے دل میں فکر کروں گا اور جو میری رائے قرار پائے گی اس پر عمل کروں گا۔ جب حضرتؑ کا جواب، عمر ابن سعد کو پہنچا اس نے کہا: میں خدا سے تمنا کرتا ہوں کہ مجھے حسینؑ ابنِ علیؑ کے محاربہ سے نجات دے، اس وقت عمرِ سعد نے ابنِ زیاد کو اس مضمون کا ایک خط لکھا:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْد:۔ جب میں حسینؑ کے پاس پہونچا اور ان سے دریافت کیا کہ آپ کیوں اس شہر میں آئے اور مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ جواب میں فرمایا: اہلِ کوفہ کی طلب پر یہاں آیا۔ اگر تمہیں میرا آنا ناگوار ہو تو میں پھر جاتا ہوں۔ حسان بن فائد عبسی کہتا ہے کہ جس وقت یہ خط ابنِ زیاد کے پاس پہونچا، میں اس وقت اس کے پاس بیٹھا تھا، جب اس نے نامہ پڑھا، کہنے لگا حسینؑ ہمارے قبضہ میں آچکے تو امیدِ نجات رکھتے ہیں، ہرگز رہائی نہ پائیں گے۔ اس کے بعد عمرِ سعد کو یہ جواب تحریر کیا، نامہ تیرا پہونچا اور میں حقیقتِ حال سے آگاہ ہوا۔ پس تو حسینؑ سے کہہ دے کہ وہ، اور ان کے اصحاب بیعتِ یزید کریں، اس کے بعد جو میری رائے میں آئے گا وہ کروں گا۔ جب یہ جوابِ خط عمر ابنِ سعد کو پہونچا تو اس نے کہا: مجھے اندیشہ ہے کہ ابنِ زیاد صلح نہیں چاہتا۔

محمد ابنِ ابی طالب کہتا ہے کہ جو کچھ ابنِ زیاد نے لکھا تھا، عمرِ سعد نے حضرتؑ سے نہ کہا، کیونکہ وہ جانتا تھا کہ امام حسینؑ ہرگز بیعتِ یزید پر راضی نہ ہوں گے۔ جب ابنِ زیاد جوابِ نامۂ عمر ابن سعد لکھ چکا، مسجد میں آکر اہلِ کوفہ کو جمع کیا، اور منبر پر جا کر کہا: اَیُّہَا النَّاسُ! تم نے آلِ ابوسفیان کا بارہا امتحان کیا، جیسا تم جانتے ہو، ویسا ہی انھیں پایا،

تم دیکھتے ہو یہ اپنے دوستوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں اور حسنِ سیرت و رعیّت پروری یزید کی بھی جانتے ہو۔ دیکھتے ہو کس قدر شہروں میں، راہوں میں اس کے عہد و دولت میں امن و امان ہے۔ اس کا باپ معاویہ بھی ایسا ہی رعیت پرور تھا۔ یزید بھی اپنے باپ کے قدم بہ قدم ہے۔ اور لوگوں سے بہ اعزاز و اکرام پیش آتا ہے۔ اپنی رعایا کو داد و دہش سے خوش رکھتا ہے۔ میں عطایا و انعام کو تمہارے لئے دوچند کرتا ہوں، اگر اس کے دشمن حسینؑ سے لڑنے جاؤ، تو تمہیں لازم ہے، یزید کی اطاعت کرو، اور نوازش و انعامات کے امیدوار رہو۔ یہ کہہ کر منبر سے اتر کر مصروف تقسیم عطایا ہوا۔ اور سب کو حکم دیا کہ عمر ابنِ سعد کی مدد کو جائیں۔ تا آنکہ اکثر بے دین نواسۂ رسولؐ کے قتل کو تیار ہوئے۔ جو شخص سب سے پہلے حضرتؑ سے لڑنے گیا وہ شمر ابنِ ذی الجوشن تھا، چار ہزار کافر ہمراہ لے کر روانہ ہوا۔ اس وقت نو ہزار نامرد عمر سعد کے پاس جمع ہو گئے۔ اس کے بعد یزید ابنِ رکاب کلبی کو دو ہزار اور حصین ابنِ نمیر سکونی کو چار ہزار اور مازنی کو تین ہزار اور نصر بن خلاں کو دو ہزار کا لشکر دے کر عمر ابنِ سعد کے پاس بھیجا۔ پس یہ بیس۲۰ ہزار اشرار عمر سعد کے پاس جمع ہوئے پھر ابنِ زیاد نے شبیث ابنِ ربعی کو پیغام دیا۔ میں چاہتا ہوں تجھے امام حسینؑ سے لڑنے کو بھیجوں، شبیث نے بیماری کا بہانہ کیا تاکہ ابنِ زیاد اس حیلہ سے معاف رکھے۔ جب عبید اللہ ابنِ زیاد کو معلوم ہوا کہ شبیث نے بہانہ کیا ہے، اسی وقت لکھ بھیجا کہ اگر تو میری اطاعت کرتا ہے تو فوراً میرے پاس حاضر ہو۔ شبیث ابنِ ربعی، رات کو ابنِ زیاد کے پاس آیا تاکہ ابنِ زیاد اس کے چہرے سے اس کے بیمار نہ ہونے کا پتہ نہ لگا سکے جب شبیث ابنِ ربعی، عبید اللہ ابنِ زیاد کے پاس پہونچا۔ اس مکّار نے اپنے قریب اسے جگہ دی، اور کہا حسینؑ سے لڑنے کو جا۔ اسی وقت شقی نے قبول کیا۔ چنانچہ ابنِ زیاد پیہم لشکرِ ضلالت اثر عمر سعد کی کمک کو بھیجے جاتا تھا، یہاں تک کہ تیس۳۰ ہزار سوار و پیادے عمرِ سعد کے پاس مجتمع ہو گئے۔ اس وقت ابنِ زیاد نے عمر سعد کو لکھا: میں نے کافی لشکر تیری مدد کو بھیجدیا ہے تاکہ تیرے لئے کوئی عذر باقی نہ رہے، اب تجھے چاہیئے کہ خوب بازار قتال گرم کر اور جو کچھ کہ واقع ہو ہر صبح و شام مجھے خبر دے۔ اس روایت کی بناء پر تیس۳۰ ہزار کا لشکر چھٹی محرم تک کربلا میں مجتمع ہوا۔ حبیب ابنِ مظاہر نے جب کثرتِ لشکرِ مخالف ملاحظہ کی، تو امام حسینؑ کی خدمت میں آکر عرض کیا: یا ابن رسول اللہؐ! قبیلۂ بنی اسد

یہاں سے نزدیک ہے اگر اجازت ہو تو میں جا کر آپ کی نُصرت و امداد پر دعوت کروں شاید حق تعالیٰ ان کی نُصرت سے آپ کے ضرر کو دُور کرے۔ جب رخصت امام عالیمقدار سے ملی تو حبیب ابنِ مظاہر شب کو اس قبیلہ میں گئے، لوگوں نے حبیبؓ کو پہچانا، پوچھا کیا امر باعث ہوا جو اس شبِ تاریک میں آئے ہو۔ حبیب نے کہا: میں تمہارے لئے وہ خوشخبری لایا ہوں، کہ کوئی شخص اپنی قوم کے لئے ایسی خوشخبری نہ لایا ہوگا۔ میں آیا ہوں کہ تمہیں نصرتِ فرزندِ رسولؐ پر دعوت کروں۔ آگاہ ہو کہ حضرت امام حسینؑ معہ جماعتِ مومنین یہاں وارد ہیں۔ ان کی جماعت کا ہر شخص شجاعت و مردانگی اور سعادت میں ہزار مرد سے بہتر ہے ان سب نے عزم بالجزم کیا ہے، کہ نصرتِ امام حسینؑ سے دستبردار نہ ہوں گے جب تک کہ اپنی جان فرزندِ رسولؐ پر نثار نہ کریں۔ اور عمرِ سعد نے بہ طمع حکومت "رَے" ہر طرف سے حضرت امام حسینؑ کو گھیر لیا ہے۔ تم میرے ہم قوم و قبیلہ ہو، تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ میری دعوت نصرت امام حسینؑ قبول کرو۔ تاکہ دنیا و آخرت میں کامیاب رہو۔ قسم بخدا کوئی شخص تم سے حضرت امامؑ عالیمقام میں قتل نہ ہوگا۔ مگر یہ رفاقتِ رسولؐ مقام اعلیٰ علیّین پر فائز ہوگا۔ جب حبیب ابنِ مظاہر نے ان کو مواعظِ شافیہ سے مائل کیا، اس وقت ان میں سے عبد اللہ ابنِ بشیر نے اُٹھ کر ابنِ مظاہر سے کہا، تم گواہ رہو جس نے سب سے پہلے اس دعوت کو قبول کیا وہ میں ہوں۔ اس کے بعد رجز پڑھنا شروع کیا۔ جب مردان بنی اسد نے عبد اللہ کی ہمّت و جرأت کا مشاہدہ کیا تو ہر شخص فرزندِ رسولؐ کی نصرت میں دوسرے پر سبقت کرنے لگا، یہاں تک کہ حبیب ابنِ مظاہر نوّے آدمی بنی اسد کے ہمراہ لیکر لشکرِ امام حسینؑ کی طرف روانہ ہوئے، اس اثناء میں ایک منافق قبیلہ نے یہ خبر عمرِ سعد کو پہونچا دی، اس نے چار سو سوار ازرقِ شامی کے ہمراہ کر کے ان کے روکنے کو بھیجا۔ ابھی حبیب ابنِ مظاہر لشکر امام حسینؑ میں نہ پہونچے تھے کہ لشکرِ عمرِ سعد راہ روک کر کھڑا ہو گیا، اور دریائے فرات کے کنارے لڑنے کا ارادہ کیا۔ اس وقت حبیب ابنِ مظاہر نے آواز دی۔ اے ازرق! وائے ہو تجھ پر اپنے لشکر میں پھر جا ہم کو چھوڑ دے، تاکہ اپنے امامؑ کی خدمت میں جائیں، اس ملعون نے قبول نہ کیا۔ جب بنی اسد تاب مقاومت ان سے نہ لا سکے ناچار، اپنے قبیلہ کو پھر گئے۔ حبیب ابنِ مظاہر نے امام علیہ السّلام کی خدمت میں آکر سب احوال عرض کیا۔ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۵

راوی کہتا ہے جب لشکرِ عمر سعد مقابلۂ بنی اسد سے واپس آیا تو مابین حضرت حسینؑ اور نہرِ فرات مانع ہوا، یہاں تک کہ تشنگی نے حضرت امام حسینؑ اور اصحاب پر غلبہ کیا اس وقت امام حسینؑ ایک کُدال لے کر پسِ خیمہ تشریف لائے، اُنّیس[۱۹] قدم پشتِ خیمہ سے قبلہ کی طرف گئے اور کلنگ (کُدال) کو زمین پر مارا، بہ اعجاز ایک چشمۂ شیریں پیدا ہوا، حضرت امامِ عالیمقدار نے معہ اصحاب چشمہ سے پانی پیا۔ اور مشکیں بھرلیں۔ اس کے بعد چشمہ[1] غائب ہوگیا۔ پھر کسی نے نشان بھی نہ دیکھا۔ جب یہ خبر ابنِ زیاد کو پہونچی اس نے عمر سعد کو یہ نامہ لکھا: میں نے سُنا ہے کہ حسینؑ کنوئیں کھودتے ہیں اور معہ اصحاب سیراب ہوتے ہیں جسوقت یہ نامہ تجھے پہونچے کام ان پر تنگ کر اور مہلت نہ دے کہ ایک قطرہ پانی کا اُن کے لب خشک تک پہونچے وہ اسی طرح پیاسے قتل ہوں جس طرح عثمان ابنِ عفّان کو تشنہ قتل کیا۔ جب یہ نامہ عمر سعد کو ملا تو اس شقی نے اہلِ بیتِ رسالت پر پانی کو بالکل بند کیا جب تشنگی امام حسینؑ پر اور ان کے اصحاب پر غالب ہوئی۔ امامِ مظلوم نے اپنے بھائی عبّاسؑ ابنِ علیؑ کو بلایا، تیس سوار بیس پیادے ہمراہ کئے اور بیس مشکیں دیں تاکہ فرات سے پانی لائیں حضرت عباسؑ ابنِ علیؑ معہ رفقاء شب کو فرات سے پانی لینے گئے۔ جب فرات پر پہونچے، تو عمر ابنِ حجاج نے پوچھا جو کہ موکّلِ فرات تھا، تم کون ہو۔ ہلال ابنِ نافع بجلی نے کہا، میں تیرے چچا کا بیٹا ہوں اور پانی پینے آیا ہوں۔ عمر ابن حجاج نے کہا، پی لو۔ اگر گوارا ہو۔ ہلال ابنِ نافع نے کہا: وائے تجھ پر اے عمر تو کیوں کر کہتا ہے میں پانی پیوں حالانکہ اہلِ بیتِ نبوت، جگر گوشۂ رسالت شدّتِ تشنگی سے قریبِ ہلاکت ہیں شقی نے جواب دیا سچ کہتے ہو۔ لیکن مجھے عمر سعد نے حکم دیا ہے۔ اس کی اطاعت ضروری ہے۔ اس وقت ہلال ابنِ نافع بجلی نے اپنے اصحاب کو آواز دی، جلد مشکیں پانی سے بھرلو۔ یہ سُنتے ہی سب دریا میں کود پڑے۔ عمر سعد نے اپنے اصحاب کو آواز دی کہ خبردار انھیں جانے نہ دینا۔ آتشِ حرب دونوں طرف سے شعلہ ور ہوئی۔ حضرت امام حسینؑ کے اصحاب نے اس وقت خود کو دو حصّوں میں بانٹ دیا تھا، کچھ دشمنوں سے جنگ میں مصروف تھے، کچھ پانی بھر رہے تھے، یہانتک کہ بہ تعجیل مشکیں بھرلیں، اور خدمت میں امامؑ کے پھر آئے کوئی نقصان نہیں پہونچا۔ امام حسینؑ نے

[1] بظاہر یہ واقعہ چھٹی محرّم الحرام کا ہے :۔ ۱۲۔ ج، ز =

معہ اصحاب پانی پیا۔ اسی وجہ سے حضرت عبّاس ابنِ علی کو "سقائے اہلِ حرم" کہتے ہیں۔

حضرت امام حسینؑ نے عمر سعد کو وقتِ شب بُلایا اور کہا: دونوں لشکروں کے درمیان مجھ سے کچھ باتیں سُن لے۔ وہ شقی بیس[۲۰] آدمیوں کو لے کر حاضر ہوا۔ حضرتؑ نے بھی بیس[۲۰] اصحاب لئے اور اُس سے ملاقات کی۔ حضرتؑ نے اصحاب سے فرمایا، تم مجھ سے علیحدہ رہو اور سوا حضرت عباسؑ و علیؑ اکبر کسی کو پاس نہ رہنے دیا۔ عمر سعد نے بھی سب کو ہٹا دیا۔ اپنے بیٹے حفص اور غلام کو پاس رکھ لیا، اس وقت حضرت امام حسینؑ نے اتمام حجّت کے لئے فرمایا: وائے تجھ پر اے ابنِ سعد کیا اس خدا سے نہیں ڈرتا، جسکی طرف تیری بازگشت ہے۔ مجھ سے لڑنے کو آیا ہے، حالانکہ جانتا ہے، میں کون ہوں، کس کا بیٹا ہوں، اس قوم کو چھوڑ اور میری طرف آ کر سعادتِ ابدی اپنے لئے حاصل کر تاکہ عذابِ ابدی سے نجات پائے۔ عمر سعد نے کہا: میں خائف ہوں، زراعت میری چھین لینگے فرمایا: میں تیرے مزرعہ سے بہتر حجاز میں دیتا ہوں۔ اس شقی نے کہا: اپنے عیال کے بارے میں ڈرتا ہوں۔ امامِ عالی مقام نے جب جان لیا کہ وعظ و نصیحت اس کے قلبِ سیاہ پر اثر نہ کرے گی، سکوت فرمایا اور جواب نہ دیا۔ روئے مبارک اسکی طرف سے پھیر کر فرمایا: خدا تجھ کو جلد تیرے فرشِ خواب پر قتل کرے اور روزِ حشر نہ بخشے قسم بخدا مجھے امیّد ہے کہ دُنیا سے تو منتفع نہ ہو اور میرے بعد گندمِ عراق سے سیر نہ ہو۔ شقی نے ہنس کر کہا: اگر گندم نہ ملا، تو جو پر بسر کر دوں گا۔

مصنّف علیہ الرّحمۃ نے فرمایا: اب میں پھر روایتِ شیخ مُفیدؒ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ جب ابنِ زیاد کا یہ خط عمر سعد کو پہونچا، جس میں لکھا تھا کہ درمیان حسینؑ اور نہرِ فرات حائل ہو۔ اور ایک قطرہ ان کے لبِ خشک تک پہونچنے نہ دے جس طرح عثمان بن عفّان کو پیاسہ رکھا تھا۔ اس خط کو پڑھ کر عمر سعد نے عمر ابنِ حجّاج کو پانچسو سواروں کے ساتھ فرات پر معیّن کیا۔ پس اشقیاء درمیان امام حسینؑ اور آبِ فرات حائل ہوئے کسی کو اصحابِ حضرتؑ سے ایک قطرہ نہ دیا، یہ واقعہ تین دن پہلے حضرت امام حسینؑ کی شہادت سے وقوع میں آیا۔ اس وقت عبداللہ ابنِ حصّین ازدی نے جو قوم بجیلہ کی طرف منسوب تھا۔ بصدائے بلند پکارا: اے حسینؑ و اصحابِ حسینؑ! کیا پانی کو نہیں دیکھتے کہ برنگِ آسمان کیا صاف و پاکیزہ ہے قسم بخدا ایک پانی اس میں سے نہ پینے پاؤ گے یہاں تک کہ پیاس

کی شدّت سے ہلاک ہوجاؤ۔ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: خداوندا! اسے تشنگی سے ہلاک کر اور ہرگز اس ملعون کو نہ بخش۔ حمید ابنِ مسلم کہتا ہے قسم خدائے بے نیاز کی، میں نے دیکھا کہ وہ ملعون شدّتِ تشنگی سے فریاد اَلعَطَش، اَلعَطَش کرتا تھا۔ جب پانی اس کے آگے لے جاتے تھے، تو اس قدر پیتا تھا کہ قے کرتا تھا۔ اسی بلا میں مبتلا رہا۔ تاآنکہ واصلِ جہنّم ہوا جب حضرت نے جمعیت لشکر شقاوت اثر ملاحظہ کی، تو عمر سعد سے کہلا بھیجا۔ میں تجھ سے آج رات ملاقات چاہتا ہوں۔ چنانچہ عمر ابن سعد، حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں آیا۔ حضرتؑ تادیر اس سے گفتگو فرماتے رہے۔ اس کے بعد عمرِ سعد اپنے لشکر میں پھر گیا، اور اس نے ابنِ زیاد کو نامہ لکھا: اَمَّا بَعد، حق تعالیٰ نے آتشِ حرب وقتال کو بجھا دیا۔ اور اختلاف کو اتّحاد سے مبدّل کیا۔ امرِ امّت کی اصلاح فرمائی۔ اب حسینؑ چاہتے ہیں کہ اپنے وطن پھر جائیں یا کسی سرحد کی طرف نکل جائیں۔ ان کا حال مانند سائر مسلمین کے ہو اور دوسرے مسلمانوں کی طرح ہر نیک وبد میں ان کا حصّہ ہو، یا یہ کہ یزید کے پاس چلے جائیں، اور جو امر اس سے قرار پائے عمل میں لائیں[1]۔ میں جانتا ہوں کہ یہ امر باعث تیری خوشی کا ہوگا اور حقِ امّت میں عین صلاح ہے۔ جب ابنِ زیاد کو یہ خط پہونچا، تو اس نے پسند کیا اور کہا کہ عمر سعد نے یہ خط ازراہِ شفقت ونصیحت لکھا ہے۔ اس وقت شمر ذی الجوشن اٹھ کر کہنے لگا: اے امیر! آیا تو حسینؑ کے مدینہ جانے پر راضی ہوتا ہے۔ آگاہ ہو کہ اب حسینؑ تیرے قابو میں آگئے ہیں، اگر ایسے حال میں انھوں نے بیعت نہ کی، اور پھر گئے تو ان کی قوّت بڑھے گی، اور تیرا ضعف وعجز ظاہر ہوگا، تو ہرگز انھیں نہ چھوڑ۔ اس سے تیری بڑی سستی وذلّت ظاہر ہوگی۔ لہٰذا جب تک وہ معہ اصحاب تیرے حکم کو قبول نہ کریں ان کے ساتھ کوئی رعایت نہ کر۔ پس اگر تو عتاب کرے تو سزاوار ہے اور اگر معاف کرے اس کا بھی تجھے اختیار ہے۔ ابنِ زیاد نے اس کی رائے کو پسند کیا۔ دوسرا نامہ بتاکید وتہدید

---

[1] یہ ٹکڑا عمر ابنِ سعد کا بظاہر آتشِ جنگ فرو کرنے کی غرض سے اپنی طرف سے اضافہ معلوم ہوتا ہے ورنہ حضرت امام حسین علیہ السّلام، ہرگز یہ ذلّت برداشت نہیں کرسکتے تھے، بھلا آپ کیسے ایسا فرماسکتے تھے، جب کہ آپ نے بارہا یہ اعلان فرمایا: اِنّی لَا اَریٰ الحیوٰۃ مع الظّالمین اِلّا برماً ہ یعنی میں ظالموں کے ساتھ زندہ رہنا عذاب جانتا ہوں۔ ۱۲ ۔ ج، ز

عمرِ سعد کو لکھا: میں نے تجھے اس لئے نہیں بھیجا کہ قتلِ حسینؑ سے باز رہے اور لڑائی کو طول دے بقائے حسینؑ کی تمنّا کرے۔ مجھ سے ان کا عذر خواہ اور شفاعت خواہ ہو۔ آگاہ ہو جس وقت نامہ میرا تجھے پہونچے، چاہیئے کہ حسینؑ واصحابِ حسینؑ پر میری اطاعت پیش کر۔ اگر قبول کریں انھیں میرے پاس بھیجدے، اگر انکار کریں ان کو قتل کر۔ اعضاء ان کے پارہ پارہ کر اسلئے کہ یہ لائقِ قتل وعقوبت ہیں۔ جب تو حسینؑ کو قتل کرچکے تو جسم ان کا گھوڑوں کے سُموں سے پامال کر کیونکہ یہ حد سے باہر ہوگئے ہیں، اور ستمگار ہیں۔ اگرچہ بعد مرنے کے ان کے جسم پر گھوڑے دَوڑانے سے ان کو کوئی ضرر نہیں پہونچے گا۔ مگر جو بات میری زبان سے نکل گئی ہے۔ اس پہ عمل کر۔ پس اگر ایسا کرے گا تو میرے نزدیک معزّز مکرّم ہوگا۔ جزائے نیک تجھے دُوں گا۔ اگر تجھ سے نہ ہوسکے تو امارتِ لشکر سے دستبردار ہو اور حکومت سپاہ شمر کو دے تاکہ میں نے جو حکم کیا ہے عمل میں لائے گا۔ والسّلام۔ یہ نامہ ابنِ زیاد نے شمر ذی الجوشن کو دے کے کہا: عمرِ سعد کے پاس لے جا، اور بیان کر کہ حسینؑ اور اصحابِ حسینؑ میری اطاعت کریں۔ اگر قبول کیا، زندہ وسلامت ان کو میرے پاس بھیجدے۔ اگر انکار کیا، ان سے جنگ کر۔ پس عمرِ سعد اگر موافقِ حکم عمل کرے تو اس کا تابع اور مطیع رہ، اگر عمل نہ کرے تو میں نے تجھے امیرِ لشکر کیا۔ تو عمرِ سعد کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیجدے، جب شمر ذی الجوشن نے یہ نامہ عمرِ سعد کو دیا۔ اس نے پڑھ کر شمر سے کہا: وائے تجھ پر تو نے ابنِ زیاد کو باز رکھا، اور نہ چاہا کہ صلح ہو۔ حسینؑ ابنِ علیؑ، زیاد کے بیٹے کی اطاعت پر کبھی راضی نہ ہوں گے۔ شمر نے کہا: میں یہ نہیں جانتا۔ اگر تو اطاعت ابنِ زیاد کرے بہتر ہے۔ ورنہ حکومتِ لشکر مجھ پر چھوڑ دے۔ عمرِ سعد نے قبول نہ کیا، دیدہ ودانستہ عذابِ ابدی کو محبّتِ دنیائے دَنی کیلئے اختیار کیا۔ شمر کو پیادگانِ لشکر کا افسر کیا خود وہ ملعون قریب شام نویں محرّم کو حضرت امام حسینؑ سے لڑنے کو روانہ ہوا۔ شمر لعین قریبِ لشکرِ حضرتؑ آکر پکارا: کہاں ہیں میرے بھانجے، صدائے شمر سُن کر عبد اللہ، جعفر، عثمان اور عبّاس فرزندانِ حضرت علی علیہ السّلام نے کہا کیا مطلب ہے۔ اُس مکّار نے کہا: چونکہ تمہاری ماں، میرے قبیلہ سے ہیں، لہٰذا میں نے تمہیں اَمان دی۔ انھوں نے کہا: خدا تجھ پر اور تیری اَمان پر لعنت کرے، ہم کو اَمان دیتا ہے۔ اور فرزندِ رسولؐ کو اَمان نہیں۔

اس وقت عمرِ سعد نے اپنے لشکر کو آواز دی۔ اَے لشکرِ خدا! بشارت ہو تم کو۔ سوار ہو

بعدِ عصر لشکرِ عمرِ سعد سوار ہو کر جانبِ امام حسینؑ روانہ ہوا۔ اس وقت حضرتؑ درِ خیمہ پر بیٹھے تھے۔ سرِ مبارک زانو پر رکھ کر سو گئے تھے۔ جب شور و غل لشکرِ مخالف جنابِ زینبؑ کے کان میں پہونچا، بیتاب ہو کر حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں آئیں۔ دیکھا کہ آرام فرماتے ہیں۔ کہا: بھائی! یہ غل اشقیاء کا آپ نہیں سنتے۔ اب یہ لوگ قریب آپہونچے ہیں۔ حضرتؑ نے سرِ مبارک اُٹھا کر فرمایا: ابھی میں نے جنابِ رسولِ خداؐ کو خواب میں دیکھا، فرماتے ہیں: اے حسینؑ تو عنقریب میرے پاس آئے گا۔ جب حضرتِ زینبؑ نے یہ خبرِ وحشت اثر سُنی، مُنھ پیٹ کر فریاد و واویلا بلند کی۔ امامِ عالی نے فرمایا: اے خواہر! ویل و عذاب تمہارے لئے نہیں ہے۔ بلکہ تمہارے دشمنوں کے لئے ہے، صبر کرو، خدا تم پر رحمت کرے۔ بروایت سیّد ابنِ طاؤس علیہ الرّحمۃ۔ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: ابھی میں نے جدِّ بزرگوار اور مادرِ گرامی (فاطمہ زہرا) اور بھائی (حسن مجتبیٰ) کو خواب میں دیکھا کہ میرے پاس تشریف لائے ہیں، فرماتے ہیں، اے حسینؑ! تو عنقریب ہمارے پاس آئے گا۔ بعض روایات میں وارد ہے کہ کل ہمارے پاس پہونچے گا۔ یہ سُن کر جنابِ زینبؑ نے اپنے مُنھ پر طمانچے مارے اور فریاد کی۔ حضرتؑ نے فرمایا: اے بہن! صبر کرو، ورنہ دشمن ہم پر ہنسیں گے۔

شیخ مُفید علیہ الرّحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت عبّاسؑ ابنِ علیؑ نے اپنے برادرِ بزرگوار (حضرت امام حسینؑ) کی خدمت میں عرض کی: اے بھائی لشکرِ مخالف چلا آتا ہے۔ حضرتؑ اُٹھ کھڑے ہوئے، فرمایا: اے بھائی! تم سوار ہو، اِن سے پوچھو تمہارا مطلب کیا ہے؟ حضرت عبّاسؑ بیس سوار لے کر جن میں زُہیر ابنِ قین اور حبیب ابنِ مظاہر بھی تھے لشکرِ مخالف کے سامنے آئے، پوچھا، تم کیا چاہتے ہو۔ ان لوگوں نے جواب دیا۔ ہمیں حکمِ امیر پہونچا ہے کہ تم پر اطاعتِ یزید اور ابنِ زیاد پیش کریں۔ اگر اطاعت کرو، اس کے پاس بھیجدیں، ورنہ تم سے لڑیں۔ حضرت عبّاسؑ نے فرمایا: توقّف کرو کہ یہ پیام اپنے امام سے عرض کروں۔ سب نے توقّف کیا، کہا: جلدی جواب دو۔ حضرت عبّاسؑ تنِ تنہا بہ تعجیل تمام حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں پہنچے اہلِ شام کا پیام عرض کیا، باقی اصحابِ حضرتؑ نے وہیں توقّف کیا اور فرقۂ گمراہ کو بکلماتِ وعظ و نصیحت سمجھاتے رہے کہ اے قوم کے لوگو! خدا سے ڈرو قتلِ فرزندِ رسولؐ سے ہاتھ اٹھاؤ

حضرتؑ نے پیامِ اشقیاء سُن کر فرمایا: اے برادر! اگر ہو سکے لڑائی کل پر موقوف رہے۔ آج کی رات ان کو ہمارے قتال سے باز رکھو۔ تاکہ اس شب ہم اپنے پروردگار کی عبادت کریں۔ تمام شب نماز، دُعا، استغفار اور تلاوتِ قرآن میں بسر کریں، کیونکہ خدا جانتا ہے میں ہمیشہ نماز و تلاوت و استغفار اور دعائے عبادت کا مشتاق رہا ہوں۔ یہ سُنکر حضرت عبّاسؑ منافقین کے پاس گئے، ایک رات کی مہلت طلب کی۔ عمرِ سعد نے ایک شخص کو ہمراہ حضرت عبّاسؑ کے، خدمتِ امام عالیمقام میں بھیجا۔ جب وہ شخص حاضر ہوا، اس نے کہا آج شب کی مہلت دی ہے۔ کل اگر اطاعت امیر کروگے۔ ابنِ زیاد کے پاس لے چلیں گے ورنہ قتل کریں گے۔ یہ کہہ کر پھر گیا (یعنی واپس ہو گیا) حضرتؑ نے قریبِ شام اپنے اہلِ بیت اور اصحابِ کرام کو جمع کیا۔ حضرت امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں، اس وقت میں بیمار تھا۔ بہ دشواری امام حسینؑ کی خدمت میں پہونچا، تاکہ میں سنوں حضرتؑ کیا فرماتے ہیں؟ جب قریب حضرتؑ گیا، سُنا میں نے، اپنے اصحاب سے فرماتے تھے۔ میں بہترین ثنا کرتا ہوں اپنے پروردگار کی اور حمد کرتا ہوں ہر نعمت و بلا میں، خداوندا میں تیرا شکر اور تیری حمد کرتا ہوں کہ تُو نے ہمیں بہ سبب قرابتِ پیغمبرؐ کے عزیز و مکرّم کیا۔ قرآن ہمیں تعلیم فرمایا، دینِ حق ہمیں عطا کیا۔ چشمہائے بینا و گوش ہائے، شنوا۔ دِل ہائے بانور و ضیاء تو نے بخشے، ہمیں اپنے شکر گزاروں میں محسوب کر۔ اَمّا بعد میں نہیں جانتا کسی کے اصحاب میرے اصحاب سے زیادہ وفادار اور پارسا ہوں اور نہ ہی میرے اہلِ بیت سے شائستہ تر و حق شناس تر ہیں۔ پس خدا تمہیں جزائے نیک عطا کرے۔ آگاہ ہو میں گمان نہیں کرتا کہ ان اشقیاء کے ہاتھ سے بچ سکوں۔ لہٰذا میں نے تم کو رخصت کیا۔ اور بیعت تمہاری گردن سے اُتار لی۔ جہاں چاہو چلے جاؤ۔ تم پر کچھ حرج اور گناہ نہیں ہے۔ یہ پردۂ سیاہ شب تمہیں گھیرے ہوئے ہے۔ اِس تاریکی سے فائدہ اُٹھاؤ۔ اس وقت حضرت عبّاسؑ سب سے پہلے کھڑے ہوئے اور کہا، ہرگز ہم آپ سے جُدا نہ ہوں گے۔ خدا ہمیں وہ دن نہ دکھائے کہ آپ کے بعد جیتے رہیں۔ ہم آپ کا دامن نہ چھوڑیں گے، ہم اپنی جان آپ پر فِدا کرنا سعادت جانتے ہیں۔ حضرت عبّاسؑ کے بعد سب بھائی اور بھتیجوں اور فرزندانِ حضرتؑ اور اولادِ مسلم ابنِ عقیل اور فرزندانِ عبداللہ ابنِ جعفر نے بھی اس کے مثل

عرض کیا: پس حضرتؑ نے اولادِ مسلم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: شہادتِ مسلم تمہیں کافی ہے، میں نے تمہیں رخصت کیا، جہاں چاہو چلے جاؤ۔ ان سعادتمندوں نے عرض کیا: سبحان اللہ اے فرزندِ رسول لوگ ہمیں کیا کہیں گے، جس وقت ہم اپنے پیشوا و سردار کی نصرت نہ کریں اور ساتھ چھوڑ کر اس نصرت و یاری میں تیر و نیزہ و تلوار سے کام نہ لیں، قسم بخدا ہم آپ سے جدا نہ ہوں گے۔ جب تک جان و مال، اہل و فرزند آپ پر فدا کر کے آپ کے ہمراہ فردوس بریں میں مقام نہ کریں گے۔ لعنت خدا کی اس زندگی پر جو آپؑ کے بعد ہو۔ اس کے بعد مسلم ابن عوسجہ نے اٹھ کر کہا: کیا ہم آپ کی نصرت و یاری سے دستبردار ہو جائیں، اگر ہم ایسا کریں تو خدا کو کیا جواب دیں گے۔ اے حسینؑ! ہم بخدا آپ سے جدا نہ ہوں گے۔ جب تک ان برچھیوں سے آپ کے دشمنوں کو نہ ماریں۔ اور جب تک قبضہ تلوار کا ہاتھ میں ہے مخالفوں کو قتل کریں گے، اگر حربہ بھی نہ رکھتے ہوں۔ ان اشقیاء کو پتھر سے ہلاک کریں گے۔ قسم خدا کی آپؑ کی و یاری سے ہاتھ نہ اٹھائیں گے یہاں تک کہ خدائے عزّ و جلّ بخوبی دیکھ لے کہ بعد رسول اللہ آپ کی وحق کی ہم نے مراعات کی، قسم بخدا اگر مجھے قتل کریں اور پھر زندہ کیا جاؤں، اور پھر قتل کر کے مجھے جلا دیں اور میری خاک ہوا میں پراگندہ کر دیں اور ایسا ایک دفعہ نہیں ستّر مرتبہ یہی حالت میری ہو پھر بھی میں آپ سے جدا نہ ہوں گا۔ یہاں تک کہ آپ کے روبرو قتل کیا جاؤں، اور کیونکر آپ کی نصرت واجب و لازم نہ جانوں، حالانکہ یہ ایک مرتبہ قتل ہونا ہے۔ اس کے بعد سعادتِ ابدی اور وہ نعمتِ سرمدی ہے جس کی انتہا نہیں۔ اس کے بعد زہیر ابن قینؓ نے اٹھ کر کہا: قسم بخدا میں راضی ہوں کہ مارا جاؤں، اور زندہ ہوں اور پھر مارا جاؤں اور زندہ کیا جاؤں۔ اسی طرح ہزار مرتبہ میری حالت ہو۔ تاکہ ہزار جانیں آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر فدا کروں۔ تاکہ حق تعالیٰ میرے ذریعے آپ کو مع اہل بیت قتل ہونے سے محفوظ رکھے۔ اس کے بعد سب سعادتمندوں نے ایسے ہی جاں نثاری کے کلام کئے، حضرت امام حسینؑ سب کو دعائے خیر دے کر خیمہ میں تشریف لے گئے۔

(حاشیہ: اصحاب جانثار کی گفتگو)

بروایت سیّد ابن طاؤس علیہ الرّحمۃ اس شب محمّد ابن بشیر حضرمی کو خبر پہونچی کہ تمہارے بیٹے کو سرحد "رے" میں قید کیا ہے۔ اس سعادتمند نے کہا: میں اسکی اور اپنی جان کا عوض خدا سے چاہتا ہوں، اور یہ امر مجھ پر شاق ہے کہ اسے قید کیا جائے اور میں جیتا رہوں۔ جب یہ

کلام اس مردِ باوفا کا حضرت امام حسینؑ نے سنا، فرمایا: خدا تجھ پر رحمت کرے، میں نے تجھے رخصت کیا اور بیعت تیری گردن سے اٹھالی کہ تو جا کر اپنے فرزند کو قید سے چھڑا۔ اس سعادتمند نے عرض کیا کہ درندے مجھے پھاڑ کھائیں اگر میں آپ سے جدا ہوں اور آپ کی نصرت و یاری سے ہاتھ اٹھاؤں۔ اس کے بعد امام حسینؑ نے پانچ بردیمانی اسے عطا کئے جن کی قیمت ہزار درہم تھی، فرمایا: کہ اپنے بیٹے کو دے جو تیرے ساتھ ہے تاکہ اپنے بھائی کو جا کر چھڑا لے۔ حضرتؑ نے وہ رات معہ اصحاب عبادت و دعا و تضرّع و مناجات میں بسر کی، آوازِ تلاوت و عبادت حضرتؑ کے لشکر سے مانند صدائے مگسِ عسل بلند تھی۔ کوئی رکوع میں تو کوئی سجود میں، کوئی قیام، کوئی قعود میں تھا۔ اس شب حضرتؑ کی برکت عبادت و دعا سے بتّیس آدمی لشکرِ مخالف سے لشکرِ امامؑ عالیمقام میں آئے اور رکابِ حضرتؑ سے وابستہ ہوئے۔

(حاشیہ: بتّیس ۳۲ دشمنوں کا ایمان لانا)

صبح عاشور بریر ہمدانی نے عبدالرّحمٰن سے کچھ مزاح (مذاق) کیا۔ عبدالرّحمٰن نے کہا: اے بریر ہمدانی یہ وقت مزاح و مطائبہ نہیں ہے۔ بریر نے کہا: خدا جانتا ہے عالمِ جوانی و پیری میں لہو و لعب کی طرف مائل نہ تھا۔ مگر اس وقت اس سبب سے مسرور ہوں، کہ جانتا ہوں، کہ عنقریب ان اشقیا سے لڑ کر قتل ہوں گا۔ پھر بعد شہادت حورانِ بہشت سے بغلگیر ہو کر نعمت ہائے ابدی پر فائز ہوں گا۔

(حاشیہ: روزِ عاشورہ انصارِ حسینؑ کا مزاح)

شیخ مفید علیہ الرّحمۃ فرماتے ہیں۔ امام زین العابدینؑ نے فرمایا: میں اس شب جس کی صبح کو میرے پدر بزرگوار شہید ہوئے بیٹھا تھا، عمّہ معظّمہ زینب خاتون میری تیمارداری میں مشغول تھیں اور حضرتؑ علیحدہ ایک خیمہ میں تھے، جون غلام ابوذر غفاری خدمت میں حاضر تھا حضرتؑ کی تلوار پر صیقل کرتا تھا، اس وقت امام حسینؑ نے یہ شعر پڑھے

یَا دَھْرُ اُفٍّ لَّکَ مِنْ خَلِیْلِ ۔ کَمْ لَکَ بِالْاِشْرَاقِ وَالْاَصِیْلِ
مِنْ صَاحِبٍ وَّطَالِبٍ قَتِیْلِ ۔ وَالدَّھْرُ لَا یَقْنَعُ بِالْبَدِیْلِ
وَاِنَّمَا الْاَمْرُ اِلَی الْجَلِیْلِ ۔ وَکُلُّ حَیٍّ سَالِکٌ سَبِیْلِ

حاصلِ مضمون: یہ ہے کہ اے روزگار ناپائیدار اُف ہو تجھ پر ہرگز تو نے وفا نہ کی کسی دوست سے ہر صبح و شام کیسے کیسے اصحاب ہر شہر و دیار میں تو نے قتل کئے۔ اور کسی کے عوض پر راضی نہیں ہوتا۔ بازگشت ہم سب کی خداوندِ جلیل کی طرف ہے۔ ہر ذی حیات کو یہی راہ درپیش ہے جس پر میں جاتا ہوں۔"

حضرتؑ نے اِن اشعار کو دو یا تین مرتبہ اعادہ فرمایا۔ امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں: جب میں نے یہ اشعار سُنے تو سمجھ گیا کہ قیامت کی گھڑی آن پہونچی، اور معلوم ہوا کہ حضرتؑ نے عزمِ شہادت کر لیا ہے۔ اِس وجہ سے میرا حال متغیّر ہو گیا۔ اور رقّت نے مجھ پر غلبہ کیا، لیکن عورتوں کی گھبراہٹ کے خوف سے میں نے رونے کو ضبط کیا۔ مگر جب میری پھوپھی زینبِؑ خاتون نے یہ سخنہائے وحشت انگیز سُنے اَزبس کہ عورتیں بہ نسبت مردوں کے رقیق القلب ہوتی ہیں، ان سے ضبطِ گریہ نہ ہو سکا، بے تابانہ اُٹھ کر سر برہنہ جانبِ خیمہ اس حال میں دوڑیں کہ گوشۂ چادر زمین پر لٹکتا جاتا تھا۔ صدائے شیون بلند کر کے کہا: وَاثُکْلَاہُ لَیْتَ الْمَوْتَ اَعْدَمَنِی الْحَیٰوۃَ اَلْیَوْمَ مَاتَتْ اُمِّی فَاطِمَۃُ وَاَبِیْ عَلِیٌّ وَاَخِی الْحَسَنُ یَا خَلِیْفَۃَ الْمَاضِیْ وَثِمَالَ الْبَاقِیْ ۵ یعنی کاش کہ آج کے دِن میں مر جاتی اور یہ حال نہ دیکھتی۔ آج میری ماں (فاطمہ زہراؑ) نے دارِ فانی سے مفارقت کی اور آج میرے پدرِ بزرگوار (علی ابنِ ابی طالبؑ) شہید ہوئے، آج برادرِ نامدار (حسنؑ مجتبیٰ) زہرِ دغا سے مارے گئے۔ آپ چونکہ یادگارِ رفتگان و پُشت پناہ باقی ماندگان ہیں"۔ حضرت امام حسینؑ نے بہ نظرِ حسرت جنابِ زینبؑ کی طرف دیکھ کر فرمایا: اَے خواہر! علم و بُردباری اختیار کرو، شیطان کو تسلّط نہ دو۔ قضائے ربّ پر صبر کرو۔ یہ فرما کر حضرتؑ رونے لگے اور پھر فرمایا: اَے بہن اگر اشقیاء مجھے راحت و آرام سے رہنے دیتے ہرگز خود کو تباہی میں نہ ڈالتا، جنابِ زینبؑ نے کہا: "وَاوَیْلَاہُ" یہ کلام آپ کا ہمارے دِل کو اور زیادہ مجروح کرتا ہے کہ راہِ چارہ منقطع ہو گئی بے کسی کے ساتھ بہ ظلم آپ کو قتل کیا جا رہا ہے، یہ کہہ کر جنابِ زینبؑ نے اپنا گریبان چاک کیا، مقنعہ سر سے پھینک دیا۔ منہ پیٹنے لگیں، یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئیں[1] جب اِفاقہ ہوا حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: اَے خواہر! خدا سے ڈرو، اس قدر اِضطراب و بے قراری نہ کرو مشیّتِ خدا پر راضی رہو۔ سب کے لئے ایک دِن فنا ہے، سوائے ذاتِ باریؑ کے سب معرضِ زوال و فنا میں ہیں، خداوندِ عالم نے اپنی قدرتِ کاملہ سے سب کو پیدا کیا ہے۔ وہی سب کو مارتا ہے۔ بعد موت کے پھر جلاتا ہے۔ وہ بقاء میں منفرد ہے۔ دیکھو کہ پدرِ بزرگوار (علیؑ مرتضیٰ) مادرِ گرامی (فاطمہؑ زہراء) بھائی (حسنؑ مجتبیٰ) یہ سب مجھ سے بہتر

[1] یہ پورا واقعہ دوسرے مؤرّخین نے دوسری محرّم کا لکھا ہے اور یہی انسب ہے۔ (ج - ز - ۱۲)

تھے اور شہید ہوئے، جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جو کہ اشرفِ خلائق تھے دُنیا میں نہ رہے، اور سرائے باقی کی طرف آپ نے کوچ کیا، ہر مسلمان کو آپ کی پیروی لازم ہے۔ اِسطرح دیر تک موعظہ و نصیحت فرماتے رہے۔ اس کے بعد حضرتؑ میری پھوپھی (جنابِ زینبؑ) کو میرے قریب بٹھا کر خیمہ سے باہر گئے اور اصحاب سے فرمایا: خیمہ ہائے اہلِ بیت قریب قریب بَرپا کرو، طنابیں خیموں کی ایک دوسرے سے مِلا دو۔ درمیان سے آمد و رفت بند کر دو۔ دائیں بائیں، پُشت پر خیام برپا کئے۔ سامنے میدانِ جنگ قرار دیا۔ تاکہ لڑائی ایک طرف سے واقع ہو۔ اس کے بعد حضرتؑ خیمۂ محترم میں تشریف لائے اور معہ اصحابِ کرام تمام شب مشغولِ عبادت رہے۔

صاحبِ مناقب نے اس طرح روایت کی ہے، وقتِ سحر حضرت امام حسینؑ کو نیند آگئی، اصحاب سے بیدار ہو کر فرمایا: کچھ جانتے ہو میں نے اس وقت کیا خواب دیکھا ہے؟ سب نے عرض کیا: یا ابن رسُول اللہ! آپ نے کیا خواب دیکھا؟ فرمایا: اِسوقت میں نے دیکھا کہ کئی کُتّوں نے مجھ پر حملہ کیا، ان میں ایک کُتّا اَبلق تھا، وہ سب سے زیادہ مجھ پر حملہ کرتا تھا۔ مجھے گمان ہے میرا قاتل مبروص ہو گا۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ بہت سی ارواحِ مقدّسہ کے ہمراہ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اَے فرزند! تو شہیدِ آلِ محمدؐ ہے۔ اہلِ آسمان اور مقدّسانِ ملاءِ اعلیٰ تیری روحِ پاک کے منتظر ہیں، اَے حسین! جلدی کرو۔ آج کی شب ہمارے پاس افطار کرو۔ اور یہ فرشتہ آسمان سے اُترا ہے اور شیشہ سبز لایا ہے۔ جب تو شہید ہو گا، تیرا خون اس شیشہ میں بھر کر آسمان پر لے جائے گا۔ پس یہ خواب میرا سچّا ہے اور وقت میرے کوچ کا قریب پہنچا ہے۔

شیخ مُفید علیہ الرّحمۃ نے ضحاک ابنِ عبداللہ سے روایت کی ہے کہ جب لشکرِ عمر ابنِ سعد نے ہمیں گھیر لیا، اس وقت امام حسین علیہ السّلام یہ آیۃ تلاوت فرماتے تھے، وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَنَّمَا نُمْلِیْ لَھُمْ خَیْرٌ لِّاَنْفُسِھِمْ اِنَّمَا نُمْلِیْ لَھُمْ لِیَزْدَادُوْا اِثْمًا وَلَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ۝ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مَا اَنْتُمْ عَلَیْہِ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ ۵* یعنی گمان نہ کریں جو مہلت کافروں کو دی ہے۔ ان کے لئے بہتر ہے بلکہ ان کو مہلت نہیں دی مگر اس واسطے کہ گناہ ان کے زیادہ ہوں اور ان کیلئے عذاب خوار کُنندہ ہے۔ اور ایسا نہیں کہ خدا چھوڑ دے مومنین کو

(* سورۂ آل عمران آیات ۱۷۸ - ۱۷۹)

حضرتؑ نے اِن اشعار کو دو یا تین مرتبہ اعادہ فرمایا۔ امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں جب میں نے یہ اشعار سُنے تو سمجھ گیا کہ قیامت کی گھڑی آن پہونچی، اور معلوم ہوا کہ حضرتؑ نے عزمِ شہادت کر لیا ہے۔ اس وجہ سے میرا حال متغیّر ہو گیا۔ اور رقّت نے مجھ پر غلبہ کیا، لیکن عورتوں کی گھبراہٹ کے خوف سے میں نے رونے کو ضبط کیا۔ مگر جب میری پھوپھی زینبؑ خاتون نے یہ سخنہائے وحشت انگیز سُنے ازبس کہ عورتیں بہ نسبت مردوں کے رقیق القلب ہوتی ہیں، ان سے ضبطِ گریہ نہ ہو سکا، بے تابانہ اُٹھ کر سر برہنہ جانبِ خیمہ اس حال میں دوڑیں کہ گوشۂ چادر زمین پر لٹکتا جاتا تھا۔ صدائے شیون بلند کر کے کہا: وَاثُکلَاہُ لَیتَ المَوتَ اَعدَمَنِی الحَیٰوۃَ الیَومَ مَاتَت اُمِّی فَاطِمَۃُ وَاَبِی عَلِیٌّ وَاَخِی الحَسَنُ یَاخَلِیفَۃَ المَاضِی وَثِمَالَ البَاقِیؒ یعنی کاش کہ آج کے دن میں مر جاتی اور یہ حال نہ دیکھتی۔ آج میری ماں (فاطمہ زہراؑ) نے دارِ فانی سے مفارقت کی اور آج میرے پدرِ بزرگوار (علی ابنِ ابی طالبؑ) شہید ہوئے، آج برادرِ نامدار (حسنؑ مجتبیٰ) زہرِ دغا سے مارے گئے۔ آپ چونکہ یادگارِ رفتگان و پُشت پناہ باقی ماندگان ہیں" حضرت امام حسینؑ نے بہ نظرِ حسرت جنابِ زینبؑ کی طرف دیکھ کر فرمایا: اے خواہر! علم و بُردباری اختیار کرو شیطان کو تسلّط نہ دو۔ قضائے ربّ پر صبر کرو۔ یہ فرما کر حضرتؑ رونے لگے اور پھر فرمایا: اے بہن اگر اشقیاء مجھے راحت و آرام سے رہنے دیتے ہرگز خود کو تباہی میں نہ ڈالتا، جنابِ زینبؑ نے کہا: "وَاوَیلَاہُ" یہ کلام آپ کا ہمارے دل کو اور زیادہ مجروح کرتا ہے کہ راہِ چارہ منقطع ہو گئی بے کسی کے ساتھ بہ ظلم آپ کو قتل کیا جا رہا ہے، یہ کہہ کر جنابِ زینبؑ نے اپنا گریبان چاک کیا، مقنعہ سر سے پھینک دیا۔ منہ پیٹنے لگیں، یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئیں[1] جب افاقہ ہُوا حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: اے خواہر! خدا سے ڈرو، اس قدر اضطراب و بے قراری نہ کرو مشیّتِ خدا پر راضی رہو۔ سب کے لئے ایک دن فنا ہے، سوائے ذاتِ باریؑ کے سب معرضِ زوال و فنا میں ہیں، خداوندِ عالم نے اپنی قدرتِ کاملہ سے سب کو پیدا کیا ہے۔ وہی سب کو مارتا ہے۔ بعد موت کے پھر جِلاتا ہے۔ وہ بقا میں منفرد ہے۔ دیکھو کہ پدرِ بزرگوار (علیؑ مرتضیٰ) مادرِ گرامی (فاطمہ زہراءؑ) بھائی (حسنؑ مجتبیٰ) یہ سب مجھ سے بہتر

[1] یہ پورا واقعہ دوسرے مؤرخین نے دوسری محرّم کا لکھا ہے اور یہی انسب ہے۔ (ج۔ ز۔ ۱۲)

تھے اور شہید ہوئے، جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جو کہ اشرفِ خلائق تھے دُنیا میں نہ رہے، اور سرائے باقی کی طرف آپ نے کوچ کیا، ہر مسلمان کو آپ کی پیروی لازم ہے۔ اِسطرح دیر تک موعظہ و نصیحت فرماتے رہے۔ اس کے بعد حضرتؑ میری پھوپھی (جنابِ زینبؑ) کو میرے قریب بِٹھا کر خیمہ سے باہر گئے اور اصحاب سے فرمایا: خیمہ ہائے اہلِ بیت قریب قریب برپا کرو۔ طنابیں خیموں کی ایک دوسرے سے مِلا دو۔ درمیان سے آمد و رفت بند کر دو دائیں بائیں، پُشت پر خیام برپا کئے۔ سامنے میدانِ جنگ قرار دیا۔ تاکہ لڑائی ایک طرف سے واقع ہو۔ اس کے بعد حضرتؑ خیمۂ محترم میں تشریف لائے اور معہ اصحابِ کرام تمام شب مشغولِ عبادت رہے۔

صاحبِ مناقب نے اس طرح روایت کی ہے، وقتِ سحر حضرت امام حسینؑ کو نیند آگئی، اصحاب سے بیدار ہو کر فرمایا: کچھ جانتے ہو میں نے اس وقت کیا خواب دیکھا ہے؟ سب نے عرض کیا: یابن رسُول اللہ! آپ نے کیا خواب دیکھا؟ فرمایا: اِسوقت میں نے دیکھا کہ کئی کُتّوں نے مجھ پر حملہ کیا، ان میں ایک کُتّا اَبلق تھا، وہ سب سے زیادہ مجھ پر حملہ کرتا تھا۔ مجھے گمان ہے میرا قاتل مبروص ہو گا۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ بہت سی ارواحِ مُقدّسہ کے ہمراہ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے فرزند! تو شہیدِ آلِ محمدؐ ہے۔ اہلِ آسمان اور مقدسانِ ملاءِ اعلیٰ تیری روحِ پاک کے منتظر ہیں، اے **حسین!** جلدی کرو۔ آج کی شب ہمارے پاس افطار کرو۔ اور یہ فرشتہ آسمان سے اُترا ہے اور شیشہ سبز لایا ہے۔ جب تو شہید ہو گا، تیرا خون اس شیشہ میں بھر کر آسمان پر لے جائے گا۔ پس یہ خواب میرا سچّا ہے اور وقت میرے کوچ کا قریب پہنچا ہے۔

امام حسینؑ کا خواب

شیخ مُفید علیہ الرّحمۃ نے ضحاک ابنِ عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ جب لشکرِ عمر ابنِ سعد نے ہمیں گھیر لیا، اس وقت امام حسین علیہ السّلام یہ آیۃ تلاوت فرماتے تھے، وَلَا یَحسَبَنَّ الَّذِینَ کَفَرُوا اَنَّمَا نُملِی لَهُم خَیرٌ لِّاَنفُسِهِم اِنَّمَا نُملِی لَهُم لِیَزدَادُوا اِثمًا وَّلَهُم عَذَابٌ مُّهِینٌ مَا کَانَ اللّٰهُ لِیَذَرَ المُؤمِنِینَ عَلٰی مَا اَنتُم عَلَیهِ حَتّٰی یَمِیزَ الخَبِیثَ مِنَ الطَّیِّبِ یعنی گمان نہ کریں جو مہلت کافروں کو دی ہے۔ ان کے لئے بہتر ہے بلکہ ان کو مہلت نہیں دی مگر اس واسطے کہ گناہ اُن کے زیادہ ہوں اور ان کیلئے عذاب خوار کُنندہ ہے۔ اور ایسا نہیں کہ خدا چھوڑ دے مومنین کو

جس حالت پر تم ہو بلکہ مقصد یہ ہے کہ اچھے بُرے کی تمیز ہو جائے۔ اس وقت لشکرِ یزید سے عبداللہ بن سمیر جو اپنی قوم کا سردار اور ایک مردِ دلیر و شوخ تھا، کہنے لگا: بربِّ کعبہ طیّب ہم ہیں۔ اس وقت بُریر ابنِ خضیر نے کہا: اے فاسق! کیا تجھے خدا طیّبوں میں شمار کرے گا۔ ملعون نے کہا: وائے ہو تجھ پر تو کون ہے؟ انھوں نے کہا: میں بُریر ابنِ حضیر ہوں۔ پھر دونوں کے درمیان نوبت سبّ و شتم پر پہونچی۔ دوسرے دن صبح کو حضرت معہ اصحاب مشغولِ نماز ہوئے۔ بعد نمازِ صبح صفوفِ قتال کو ترتیب فرمایا۔ امام حسینؑ کا سارا لشکر تیس سوار اور چالیس پیادے تھے۔ محمّد ابنِ ابی طالب نے لکھا ہے کہ بیاسی پیادے تھے۔ سیّد ابنِ طاؤس علیہ الرّحمۃ نے حضرت امام محمّد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ پینتالیس سوار اور سَو پیادے تھے۔ ابنِ نمانی نے بھی مثل اس کے روایت کی ہے شیخ مفیدؒ نے لکھا ہے اس وقت حضرت امام حسینؑ نے زہیر ابنِ قین کو میمنۂ لشکر اور حبیب ابنِ مظاہر کو میسرہ پر مقرّر کیا۔ عَلَمِ ہدایت شیم حضرت عبّاسؑ کو دیا، اور پشت جانبِ خیمہ فرما کر صفِ دشمن کے سامنے آئے اور حکم دیا جو خندق گرد خیمہ ہائے حرم محترم ہے لکڑیوں سے بھر کر آگ لگا دو۔ تاکہ کفّار خیام تک نہ آسکیں۔ عمر سعد نے بھی اس طرف صف آرائی کی۔ منقول ہے کہ اس دن جمعہ تھا۔ بعض نے پنجشنبہ لکھا ہے۔ ابنِ سعد نے میمنۂ لشکر عمر ابنِ حجّاج کو اور میسرہ شمر ذی الجوشن کو سپرد کیا۔ اور عروہ بن قیس کو سواروں کا سردار کیا، اور شیث ابنِ ربعی کو پیادوں کا سردار بنایا، اور عَلَمِ ضلالت شیم اپنے درید کو دیا۔ بروایت محمّد ابنِ ابی طالب، اس طرف یعنی عمر سعد کی جانب بائیس ہزار اشقیاء تھے جناب صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ تیس ہزار نامرد تھے۔ شیخ مفید علیہ الرّحمۃ نے امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے جب عمر سعد ترتیب لشکر سے فارغ ہوا، اپنا لشکر لے کر بہ کمال بے حیائی حضرتؑ کے لشکر کے سامنے آیا۔ جب امام حسینؑ نے ان ظالموں کی بے باکی اور بے حیائی مشاہدہ فرمائی، تو از روئے رضا و تسلیم دستِ نیاز درگاہِ خداوندِ علیم میں بلند کر کے اس دعا کو پڑھا:

حضرت امام حسینؑ کے لشکر کی تعداد۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ ثِقَتِیْ فِیْ کُلِّ کَرْبٍ وَّ رَجَائِیْ فِیْ کُلِّ شِدَّۃٍ وَّ اَنْتَ لِیْ فِیْ کُلِّ اَمْرٍ نَزَلَ بِیْ ثِقَۃٌ وَّ عُدَّۃٌ کَمْ مِنْ کَرْبٍ یَّضْعُفُ عَنْہُ الْفُؤَادُ وَ تَقِلُّ فِیْہِ الْحِیْلَۃُ وَ یَخْذُلُ فِیْہِ الصَّدِیْقُ وَ یُشْمِتُ فِیْہِ الْعَدُوُّ وَ اَنْزَلْتُہٗ بِکَ وَ شَکَوْتُہٗ اِلَیْکَ عَمَّنْ سِوَاکَ فَفَرَّجْتَہٗ وَ کَشَفْتَہٗ فَاَنْتَ وَلِیُّ کُلِّ نِعْمَۃٍ وَّ صَاحِبُ کُلِّ حَسَنَۃٍ وَّ

مُنْتَھٰی کُلِّ رَغْبَۃٍ ۝ پس وہ اشقیاء گرد خیموں کے پھرتے تھے اور دیکھتے تھے کہ خیمہ کے پیچھے خندق میں آگ شعلہ ور ہے۔ اس وقت شمر بہ آوازِ بلند پکارا، اے حسینؑ! تم نے آتشِ دنیا کو قبل از آتشِ آخرت اختیار کیا۔ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: شاید یہ شمر ذی الجوشن ہے۔ اصحاب نے عرض کیا: یا مولیٰ! وہی ملعون ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا: اے چرواہن کے بچّے عنقریب تجھے معلوم ہوگا کہ تو ہی آتشِ جہنّم کے قابل ہے مسلم ابنِ عوسجہ نے کہا: یا ابن رسول اللہ! اجازت دیجئے کہ ایک تیر اس شقی کو لگاؤں، میرے تیر کی زد پر آگیا ہے۔ امام حسینؑ نے منع کیا، اور فرمایا: لڑنے میں میں پیش دستی نہیں کرنا چاہتا، میں حجّتِ خدا ان پر تمام کر رہا ہوں۔ بروایت محمّد ابنِ ابی طالب، جب لشکرِ عمر سعد سوار ہوا اور قریبِ لشکرِ امام حسینؑ صف آرا ہوا، اس وقت حضرتؑ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور کئی جوانمردوں کو اصحابِ باوفا میں سے ہمراہ لے کر اشقیاء کی طرف چلے۔ بُریر ابنِ حضیر آگے آگے تھے۔ اس وقت حضرتؑ نے بُریر سے فرمایا: تم جا کر حجّتِ خدا اُن پر تمام کرو۔ بُریر نے سپاہِ روسیاہ کے سامنے آکر فرمایا: اے گروہِ بے حیا، خدا سے ڈرو، اہلِ بیتِ رسولؐ تمہارے شہر میں تشریف لائے ہیں، اور تمہارے مہمان ہوئے ہیں، ان سے کیا قصد رکھتے ہو، اشقیاء نے کہا: ہم چاہتے کہ ان کا ہاتھ دستِ ابنِ زیاد میں دیں تاکہ ان کے باب میں جو چاہے عمل میں لائے۔ بُریر نے کہا تم اس پر راضی نہیں کہ حضرت امام حسینؑ اپنے وطن پھر جائیں، وائے تم پر اے اہلِ کوفہ! تم نے اپنے عہدوں کو توڑا۔ اور خطوط جو بہ قسم تحریر کئے تھے، اور جو بیعت کی تھی، اس سے منحرف ہو گئے اب چاہتے ہو کہ ابنِ زیاد کو ان پر مسلّط کرو، اور آبِ فرات سے منع کرو، کیا بُرا سلوک کرتے ہو اپنے پیغمبرؐ کی ذرّیت کے ساتھ خداوندِ عالم تم کو بروزِ قیامت سیراب نہ کرے، تم بدترین خلائق ہو۔ ایک شخص نے اشقیاء میں سے کہا: اے بُریر میں نہیں جانتا تم کیا کہتے ہو۔ بُریر نے کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ میری بصیرت تمہارے کفر و ضلالت کی وجہ سے زیادہ ہوئی، خداوندا! میں پناہ مانگتا ہوں۔ ان کے افعالِ زشت سے، خداوندا! یہ منافق آپس میں لڑ مریں اور تیرے غضب سے ان کا قلع قمع ہو۔ اس کا جواب فوجِ یزیدی نے تیروں کے مینھ سے دیا۔ جب اشقیاء نے بُریر کی طرف تیر پھینکے، بُریر ہمدانی حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں آئے۔ حضرتؑ نے جب اشقیاء کی ایذا رسانی مشاہدہ کی تو خود بھی اتمامِ حجّت کے لئے آگے بڑھ کر فرقۂ گمراہ کے مقابل کھڑے ہوئے صفوفِ لشکر

شمر کی بے حیائی

دشمن کے سامنے بریر ابن خضیر کی تقریر

امامؑ کا خطبہ۔

مخالف پر نظر کی جو مانندِ سیلِ دریا تمام صحرا کو گھیرے ہوئے تھا۔ اور عمرِ سعد کو دیکھا کہ رؤسائے کوفہ کے جھرمٹ میں کھڑا ہے۔ اُس وقت آپ نے خطبہ پڑھا۔

"میں حمد کرتا ہوں، اُس خدا کی جس نے دُنیا کو خلق کیا اور اس کو نیستی وفنا کا گھر قرار دیا۔ اور اہلِ دُنیا کا گوناگوں حالات سے اِمتحان لیا پس فریب خوردہ ہے وہ شخص جو اس دُنیا سے دھوکہ کھائے، یہ دُنیا تم کو فریب نہ دے، کیونکہ اس نے ہر اُمیدوار کی اُمید کو قطع کیا ہے، میں تمہیں دیکھتا ہوں ایسے اَمر پر جمع ہوئے ہو، جس کے سبب سے خدا تم پر غضبناک ہوا اور مُنھ پھیر لیا ہے۔ اور تم مستحقِ غضبِ الٰہی ہوگئے ہو، اور اس کی رحمت سے دُور ہوگئے ہو پس نیک ہے ہمارا خدا اور بُرے بندے ہو تم۔ کہ پہلے اقرارِ عبودیّت کیا، اور بہ ظاہر پیغمبرؐ پر ایمان لائے، اب اُس کی عترت پر ہجوم کیا اور درپئے قتل ہو۔ بہ تحقیق، کہ شیطان تم پر غالب ہوا ہے، اور یادِ خدا تمہارے دِلوں سے بُھلادی ہے۔ پس بُرا ہو تمہارا اور ہلاکت ہو تمہارے لئے اور جن چیزوں کا تم نے قصد کیا ہے، ان کے لئے پھر فرمایا: "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط یہی ہے وہ قوم جو ایمان لانے کے بعد مُرتد ہوئی، اور ظالموں کو درگاہِ خدا سے دوری ہے۔"

اس وقت عمرِ سعد نے اپنے اصحاب کو آواز دی۔ وائے تم پر ان کی بات کا جواب دے بھی چکو، کیونکہ یہ اپنے باپ کے بیٹے ہیں۔ اگر اسی طرح تمام روز کلام کرتے رہیں گے، جب بھی اس کا سلسلہ قطع نہ ہوگا۔ اس وقت شمرِ ذی الجوشن نے کہا: اَے حسینؑ! اپنا مطلب مجھ سے کہو، فرمایا: خدا سے ڈرو، اور میرے قتل سے باز رہو۔ اس لئے کہ میرا قتل کرنا اور ہتکِ حرمت کسی طرح تم کو جائز نہیں ہے، کیونکہ میں تمہارے پیغمبرؐ کا بیٹا ہوں، میری دادی (حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ دخترِ خویلد) ہیں تم نے یہ قولِ پیغمبرؐ سُنا ہوگا کہ آنحضرتؐ نے میرے اور میرے بھائی حسنؑ کے حق میں فرمایا: یہ سردارِ جوانانِ اہلِ بہشت ہیں۔ (اس روایت کا آخری ٹکڑا آگے آئے گا) شیخ مُفید علیہ الرّحمۃ نے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسینؑ نے اپنی سواری طلب فرمائی اور پھر سوار ہوکر اشرار کے سامنے آئے۔ اسوقت سب گمراہ حضرتؑ کا کلام سُنتے تھے۔ پس امام حسینؑ نے بصدائے بلند ندا کی، یا اہلَ العراق! پھر فرمایا: اَیُّہَا النَّاس! میرا کلام بہ گوشِ ہوش سُنو، لڑائی میں تعجیل نہ کرو، تاکہ میں تمہارے حسبِ حال نصیحت کروں اور جو مجھ پر لازم ہے تم سے بیان کرلوں، حجّتِ خدا تم پر تمام ہو،

عُذر میرا تم پر ظاہر ہو، تاکہ قیامت میں تمہاری کوئی حجّت پیش نہ ہو۔ پس اگر انصاف پر عمل کرو، اور میری نصیحت قبول کرو، نجات پاؤ گے۔ اگر میرا کہا نہ مانو، پس اپنے دل میں سوچو اور آپس میں مشورہ کرو حق ہمارا پوشیدہ نہ رہے گا۔ اس کے بعد فرمایا: جو آزادو ایذا تمہارا جی چاہے مجھے پہنچالو اور مہلت نہ دو کیونکہ میرا ناصر و مددگار خدائے عزّوجلّ ہے، جس نے قرآن کو نازل کیا اور نیکوں کا وہی حامی وکارساز ہے۔ اس کے بعد حضرتؑ نے ایک خطبہ نہایت فصیح و بلیغ متضمّن بر حمد وثنائے الٰہی اس معجز بیانی سے اِرشاد فرمایا کہ اس سے پیشتر کسی نے ایسا خطبہ نہ سُنا تھا، اور حق تعالیٰ کو ان اوصاف سے یاد کیا جو لائقِ خداوندی ہیں اور درُود نامتناہی جنابِ رسالتمآب صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم اور ملائکہ مقرّبین اور جملہ انبیاء اور مرسلین پر بھیجا۔ اس کے بعد فرمایا: اَیُّہَا النَّاس! ذرا میرے نسب پر نظر کرو اور دیکھو میں کون ہوں؟ اسکے بعد اپنے نفسوں کی طرف رجوع کرو، اور ملامت کرو کہ آیا میرا قتل اور ہتکِ حرمت تمہارے لئے حلال وجائز ہے، کیا میں تمہارے نبیؐ کا نواسہ نہیں؟ کیا میں فرزند علیؑ نہیں؟ جو وصی و برادرِ پیغمبر اور سابق الاسلام تھے۔ کیا حضرت حمزہؓ سیّد الشہداء اور حضرت جعفرؓ میرے عزیزِ خاص نہیں؟ کیا جعفرؓ جنھیں خدا نے ہاتھوں کے عوض دو پر زمرّدِ سبز نہیں عطا فرمائے؟ جن کی مدد سے وہ ملائکہ مقرّبین کے ساتھ بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔ آیا نہیں سُنا تم نے کہ میرے نانا نے میرے اور بھائی حسنؑ کے حق میں فرمایا ہے کہ یہ دونوں سردارِ جوانانِ بہشت ہیں۔ اگر تم مجھ کو سچّا اور راست گو جانتے ہو تو یہ کلام میرا سچ ہے قسم بخدا جب سے میں نے سُنا کہ خدا جھوٹے پر عذاب کرتا ہے اس دِن سے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ پس میری بات کو سچّا جانو، اگر میرے کہنے کو باور نہیں کرتے تو ابھی صحابۂ رسُولؐ موجود ہیں ان سے دریافت کرلو، جابر بن عبداللّٰہ انصاری سے پوچھو! ابوسعید خدری سے دریافت کرو، سہل ابنِ سعد ساعدی سے سوال کرو۔ زید ابنِ ارقم اور انس ابنِ مالکؓ دیگر اصحاب سے تحقیق کرلو۔ ان سب نے رسُولِ خداؐ سے میرے اور بھائی حسنؑ کے حق میں یہ حدیث سُنی ہے، کیا یہ باتیں تم کو میرے قتل سے مانع نہیں۔

یہ پوری تقریر دلپذیر سُن کر شمرِ ذی الجوشن نے کہا کہ وہ اللّٰہ کی عبادت ایک حرف پر کرتا ہے۔ اگر اس کی سمجھ میں آیا ہو کہ حسینؑ آپ کیا کہتے ہیں۔ حبیب ابنِ مظاہر نے کہا: بخدا تو ایمان سے بے بہرہ ہے اور سچ ہے کہ تو ہماری بات کو نہیں سُنتا اور نہ سمجھتا ہے۔

امامؑ کی تقریر دلپذیر

اَب پند و نصیحت تیرے دِل میں تاثیر نہیں کرے گی، کیونکہ خدا نے تیرے دِل پر مہر لگا دی ہے۔ اس کے بعد حضرت امام حسین علیہ السّلام نے پھر فرمایا: اَیہّا النّاس! اگر تمہیں میرے کلام میں شک ہے پس کیا اس میں بھی شک کرتے ہو کہ میں تمہارے نبیؐ کا نواسہ ہوں بہ خدا مشرق سے مغرب تک سوا میرے کوئی فرزند (دخترِ رسولؐ) نہیں ہے۔ وائے تم پر کیا میں نے کسی شخص کو تم میں سے قتل کیا ہے کہ اس کا قصاص مجھ سے لیتے ہو۔ کیا تم میں سے کسی کے مال پر متصرّف ہوا ہوں یا کسی شخص کو میں نے زخمی کیا ہے۔ اِس بات پر بھی ان بے حیاؤں نے کچھ جواب نہ دیا، چپ ہو رہے۔ اس وقت حضرت امام حسینؑ نے لشکرِ مخالف میں ندا کی۔ اَے شیث ابنِ رَبعی، اَے حجار ابنِ الجر، اَے قیس ابنِ اشعث، اَے یزید ابنِ حارث! کیا تم نے مجھے نہیں لکھا کہ اشجار پُر ثمر ہیں، صحرا سبزہ دار ہے، لشکر آپ کے لئے آمادہ و مہیّا ہیں۔ بہ تعجیل آئیے۔ تاکہ ہم آپ کی نُصرت و یاری کریں۔ قیس ابنِ اشعث نے کہا: یا حضرت اَیسے کلام سے کچھ فائدہ نہیں، بہتر ہے کہ لڑائی سے ہاتھ اُٹھائیے۔ اَور اپنے بنی عم کے حکم پر اُتر آیئے کیونکہ وہ آپ سے کوئی بُرا ارادہ نہیں رکھتے۔ حضرت امام حسینؑ نے ارشاد کیا: قسم خدا کی میں ذلیل و حقیر ہو کر اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں نہ دوں گا۔ اَور نہ غلاموں کی طرح طوقِ بندگی گردن میں ڈالوں گا۔ اس کے بعد بہ آواز بلند فرمایا: یَاعِبَادَ اللهِ اِنِّی عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مِنْ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ لَا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ ۵ یعنی اَے بندگانِ خدا بدرستیکہ میں پناہ مانگتا ہوں اپنے اور تمہارے پروردگار سے ہر متکبّر کی شر سے جو روزِ قیامت پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ پس حضرتؑ اپنے اصحاب کی طرف پھر آئے اَور بے حیا حضرتؑ کے لشکر کی طرف آگے بڑھے۔

کتاب مناقب میں منقول ہے کہ جب عمر سعد نے اَپنا لشکر آراستہ کیا۔ اور ترتیب دینے لگا، علَم ہائے ضلالت شیم کو اَپنی اَپنی جگہ نصب کیا، میمنہ و میسرہ لشکر کو آمادۂ جنگ کیا۔ اَور اس کے بعد قلبِ لشکر سے کہا: ثابت قدم رہو۔ پس ہر جانب سے حضرتؑ کو گھیر لیا۔ یہاں تک کہ مانندِ حلقہ کے آپ کو بیچ میں لے لیا۔ اس وقت حضرت امام حسینؑ لشکر کے قریب تشریف لائے، فرمایا: اَیہّا النّاس! میری نصیحت سنو! لیکن سب نے سننے سے اِنکار کیا۔ اس پر حضرت امامؑ عالیمقام نے فرمایا: وَائے تم پر میرا کلام بگوشِ دِل سنو! کیونکہ میں تم کو راہِ راست کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ رُستگار ہے وہ شخص جو

میری اطاعت کرے، ہلاکت ہے اس کے لئے جو میری نافرمانی کرے۔ تم سب میری حکم کے خلاف کرتے ہو، اور میرا کلام نہیں سنتے کیونکہ تمہارے شکم حرام سے سیر ہیں اور تمہارے دلوں پر مہریں لگی ہیں۔ وَائے ہو تم پر کہ میری بات تک نہیں سنتے۔ اس وقت لشکرِ عمر سَعد وَالے ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے، ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ سنو، تو حسین ابنِ علی کیا کہتے ہیں، جب شور و غل کم ہُوا تو حضرتؑ نے کھڑے ہو کر فرمایا، اَے مردمانِ غدّار، اَے قوم بے وفا و جفا کا! ویل و ہلاکت ہو تمہارے لئے کہ تم نے ہنگام حیرت و سرگشتگی اَپنی مدد کے واسطے ہم کو بُلایا اور بموجب طلب جب میں تمہاری ہدایت و نُصرت کے لئے آیا، اور تمہاری دعوت کو قبول کیا۔ اس وقت تم نے تیغ کینہ و عداوت مجھ پر کھینچی اَور آتشِ فتنہ و فساد میرے لئے روشن کی۔ اَپنے دوستوں پر چڑھائی کی، میرے اور اَپنے دشمنوں کی مجھ سے لڑنے میں نُصرت و یاری کی، بغیر اس کے کہ ان کی کوئی عدالت تمہارے درمیان ظاہر ہوئی ہو یا کچھ ان سے مہربانی و بخشش ظاہر ہوئی ہو، اِلّا یہ کہ انھوں نے کچھ مالِ حرام اس وقت مصلحت سمجھ کر تمہیں دیا ہے، اور حکومت ہائے باطل اَور وعدہ ہائے دروغ سے تمہیں اُمیدوار بنایا ہے۔ بایں ہمہ تمہاری نسبت ہم سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہُوا۔ کوئی بدی تم کو نہیں پہونچی۔ پس کیونکر تم پر ویل و عذاب نہ ہو۔ حالانکہ تم نے ہم سے کراہت کی، ہم کو چھوڑ دیا۔ بغیر عداوت و کینۂ سابقہ یا کسی نزاع کے تم نے شمشیرِ انتقام نیام سے کھینچی اَور بے سبب قتلِ اَہلِ بیت پر کمر باندھی، اَور لئیموں کے دسترخوان پر مکھیوں کی فوج کی طرح جمع ہو گئے، اور مثلِ پروانہ بے باکانہ خود کو آگ میں گرایا، تمہارے چہرے سیاہ ہوں، اَے گمراہانِ اُمّت! اَے متفرقانِ احزاب، اَے تارکانِ کتاب، اَے پیروانِ شیطان، اَے بدترین اَہلِ عصیان، اَے محرقینِ قرآن، اَے تارکانِ سنّتِ رسولؐ، اَے قاتلانِ اَولادِ بتول، اَے ہلاک کنندگانِ عترت اَوصیا و ضائع کنندگانِ ذُرّیتِ اَولیاء، اَے مزوج کنندگانِ اَولادِ زِنا، اَے ایذا دہندگانِ مُؤمنین، اَے معاندین و باغیانِ دین جنھوں نے قرآن کی تکذیب کی، وائے تم پر کہ اَولادِ سیّد الانبیاءؐ سے منحرف ہو کر اَولادِ ابوسفیان اَور اس کے اِتّباع کے مددگار ہوتے ہو، اور ذُرّیتِ نبیؐ کو قتل کرتے ہو۔ بخدا کہ یہ شیوۂ بد تمہارا مشہور ہے اور اَئمۂ دین سے تمہاری بے وفائی معروف ہے، اور یہ فریب تمہارے چھوٹے بڑوں کی طبیعت میں راسخ ہو گیا ہے۔ اور دِلوں میں مرتکز ہُوا ہے۔ خدا کی لعنت اُن

لوگوں پر جو پیماں شکن ہیں اور نقضِ عہد اور نکثِ بیعت کرتے ہیں' اور تم سب نے اپنے
عہد و پیمان کو بہ تاکید بڑی قسموں اور حلفوں کے ساتھ خدا اور رسُول کو گواہ کر کے تحریر کیا تھا۔
بہ تحقیق کہ اس وَلَدُ الزِّنَاء ابنِ زیاد نے ذلّت اور قتل میں سے ایک پر مجھے مجبور کیا ہے بسُن
تو ایسا ہرگز نہ ہوگا، کہ میں اس کے سامنے ذلیل اور اسیر ہوں، نہ خدا و رسُول اس بات سے
راضی ہیں نہ اصحابِ ہمّتِ عالیہ اور اجدادِ طیّبہ اور انساب سامیہ اور تربیت یافتگانِ آغوش
ہائے، پاکیزہ کبھی حقارت و مذلّت کو سعادتِ شہادت پر اختیار کرتے ہیں۔ اب میں نے
اپنا عذر تم پر ظاہر کر دیا۔ حجّتِ خدا تمام کر دی عدم سامان و قلّتِ اعوان کی مجھ کو کوئی پرواہ
نہیں، اپنی بے سرو سامانی، کم سپاہی کے باوجود مردانہ وار تمہاری طرف بڑھتا ہوں اسکے
بعد حضرت امام حسینؑ نے یہ اشعار انشا فرمائے ؎

فَاِنْ نَهْزِمْ فَهَزَّامُوْنَ قِدْمًا ﴿﴾ وَاِنْ نُهْزَمْ فَغَيْرُ مُهَزَّمِيْنَا
وَمَا اَنْ طِبُّنَا جُبْنًا وَلٰكِنْ ﴿﴾ مَنَايَانَا وَدَوْلَةُ اٰخَرِيْنَا

حاصلِ مضمون:۔ اگر نہیں ہم نے شکست دی تو کیا تعجّب ہے اس لئے کہ ہم
قدیم سے تم کو شکست دیتے آئے ہیں' اور اگر بہ ظاہر ہم مغلوب ہوئے تو در حقیقت ہم مغلوب
نہیں اس لئے کہ جُبن و نامردی کے ہم اہلِ بیت عادی نہیں، لیکن مرگ ہمارے مقدّر میں
ہے' اور دولتِ دُنیا اشقیاء کے لئے۔ پھر آپ نے فرمایا: آگاہ ہو کہ میرے قتل کے بعد
تم کو بس اتنی مہلت ملے گی جتنی گھوڑے پر چڑھنے میں مدّت صرف ہوتی ہے۔ پھر دہر کی
چکّی کا پاٹ تم کو پیس کر رکھ دے گا۔ یہ وہ پیشگوئی ہے جو میرے جدّ نے مجھ کو پہلے سے بتلائی
ہے۔ اب جو تمہارا جی چاہے کرو میں نے خدا پر توکّل کیا' اور جو حق تعالیٰ نے میرے لئے
مقدّر کیا ہے اس پر راضی ہوں۔ اس کے بعد حضرت نے مُنہ جانبِ آسمان کر کے فرمایا:
خداوندا! ان ظالموں پر بارانِ رحمت بند کر' اور قحطِ شدید میں ان کو مبتلا کر اور فرزند ثقیف
(یعنی مختار) کو ان پر مسلّط کر جو کاسہ ہائے زہر آلود مرگ ان کو پلائے اور ایک کو ان ظالموں
سے نہ چھوڑے' اور میرا اور میرے عزیزوں کا ان سے بھرپور انتقام لے۔ انھوں سے مجھے
فریب دیا۔ اور جھوٹ بولے اور میرے دشمن کی یاری کی، خداوندا! تو میرا ربّ ہے میں نے
تجھ پر توکّل کیا۔ اور بازگشت سب کی تیری طرف ہے۔" اس کے بعد آپ نے عمر سعد کو طلب
فرمایا، وہ روسیاہ نہ چاہتا تھا کہ امام حسینؑ کے سامنے آئے۔ جب وہ سامنے آیا امام حسینؑ نے

فرمایا: اے عمر ابنِ سعد تو ابنِ زیاد سے حکومت "رے" اور "جرجان" کی آرزو رکھتا ہے اور
اس اُمیّد پر تو مجھے قتل کرتا ہے، قسم بخدا ہرگز وہ حکومت تجھے میسّر نہ ہوگی' اور میرے بعد زندگی
تجھے گوارہ نہ ہوگی' یہ میرے پدرِ بزرگوار نے مجھے خبر دی ہے پس جو تیرے جی میں آئے وہ کر۔
میرے بعد دُنیا اور عقبیٰ میں خوشی نہ پائے گا، گویا دیکھتا ہوں میں عنقریب تیرا سر نوکِ نیزہ
پر رکھ کر کوفہ میں نصب کیا گیا ہے اور لڑکے اسے اپنا نشانہ بنا کر پتھر مار رہے ہیں۔ یہ سُن کر
عمر سعد غصہ میں آیا منہ پھیر کر لشکر کو پکارا' کیا انتظار ہے' کیوں مہلت دی ہے۔ ایکدفعہ
حملہ کرو حُسین مع اپنے اصحاب کے ایک لقمہ سے زیادہ نہیں ہیں۔ اس وقت پیغمبرِ خدا
کے گھوڑے پر سوار ہوئے جس کا نام "مرتجس یا مرتجز" تھا۔ اپنے اصحاب کبار کو جنگ پر آمادہ
کیا۔ مصنّف موصوف فرماتے ہیں کہ مثل اس خطبہ کے کتاب تحفۃ العقول میں منقول ہے۔
سیّد ابنِ طاؤس علیہ الرّحمۃ نے اس خطبہ کو تھوڑے تغیّر کے ساتھ روایت کیا ہے اور بہ روایت
احتجاج بھی عنقریب مذکور ہوگا۔

حُر اور ابن سعد کی گفتگو

شیخ مُفیدؒ نے روایت کی ہے کہ جب حُر ابنِ یزید ریاحی نے دیکھا' نوبت بہ
جنگ و جدال پہونچی اس وقت عمر سعد کے پاس آ کر کہا: تو حسینؑ سے لڑے گا' آسنے کہا:
اس طرح لڑوں گا کہ سروں اور ہاتھوں کا انبار لگ جائے گا۔ حُر نے کہا: آیا تم حسینؑ سے
دست بردار نہ ہوگے۔ عمر نے کہا: اگر میرا اختیار ہوتا تو میں دستبردار ہو جاتا، لیکن کیا کروں تیرا
امیر راضی نہیں ہوتا۔ اس وقت حُر سب سے الگ جا کر کھڑا ہوا۔ ایک شخص قوم حُر
سے قرہ ابنِ قیس اس کے پاس کھڑا تھا۔ حُر نے کہا: اے قرہ! تو نے اپنے گھوڑے کو
پانی پلایا ہے۔ اس نے کہا: نہیں! حُر نے کہا: کیوں نہیں؟ قرہ نے کہا: قسم بخدا میں نے
گمان کیا حُر چاہتا ہے لشکر سے جدا ہو' اور معرکۂ قتال میں شریک نہ ہو اور میرے سامنے
فرار کرنا نہیں چاہتا۔ جب یہ گمان مجھے ہُوا۔ میں نے کہا: ابھی گھوڑے کو پانی نہیں پلایا۔
اسی وقت جا کر پانی پلاؤں گا۔ حُر اپنی جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ جا کھڑا ہوا۔ قرہ کہتا ہے
میں نے گمان کیا' حُر بھی اپنے گھوڑے کو پانی پلانے جاتا ہے قسم بخدا اگر میں جانتا خدمت
حضرت امام حسینؑ میں جاتا ہے' میں بھی اس کی رفاقت میں چلا جاتا، ناگاہ میں نے دیکھا
کہ حُر لشکرِ حسینؑ کی طرف بڑھنے لگا۔ اس وقت مہاجر ابنِ اوس قریبِ حُر گیا' کہا: تیرا کیا
ارادہ ہے حسینؑ سے لڑنے جاتا ہے۔ حُر نے کچھ جواب نہ دیا اور اس کا بدن کانپنے لگا۔

مہاجر نے کہا! اے حُر یہ حالت جو تجھے اس وقت عارض ہے قسم بخدا میں نے ایسی حالت تیری کبھی نہیں دیکھی، میں تو تجھے اہلِ کوفہ میں سب سے زیادہ شجاع جانتا تھا، یہ کیا حالت ہے، جو مشاہدہ کرتا ہوں، حُر نے کہا! جیسا تو نے گمان کیا ایسا نہیں ہے قسم خدا کی میں اپنے نفس کو بہشت و جہنم کے درمیان معلّق پاتا ہوں، لیکن قسم بخدا میں بہشت پر کسی چیز کو اختیار نہیں کروں گا، اگرچہ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر کے جلا دیں، اس وقت حُر نے مردانہ وار گھوڑے کو ایڑ لگائی، تھوڑی دیر میں گھوڑا اُڑتا ہُوا امامؑ کے سامنے پہونچ گیا، اور عرض کیا: یا ابن رسول اللہ! میں آپ پر فدا ہوں، میں نے مراجعت سے آپ کو منع کیا اور اس مقام پر لے آیا قسم بخدا میں نہ جانتا تھا کہ یہ روسیاہ آپ سے اس طرح پیش آئیں گے والا ہرگز اس امر کا مرتکب نہ ہوتا، اب میں اپنے افعالِ بد سے توبہ کرتا ہوں، آیا توبہ میری مقبول ہے حضرتؑ نے فرمایا اگر تو توبہ کرے تو حق تعالیٰ قبول کرے گا، اس کے بعد فرمایا، اے حُر گھوڑے سے اُتر کر آرام کر، حُر نے عرض کیا، یا ابن رسول اللہ! آپکی نصرت میں گھوڑے پر سوار ہونا پیادہ ہونے سے بہتر ہے۔ پہلے سوار ہو کر ان کافروں سے لڑتا ہوں۔ جب اشقیاء میرے گھوڑے کو پے کر دیں گے اُس وقت پیادہ ان سے لڑوں گا۔ یہاں تک کہ مارا جاؤں، حضرتؑ نے فرمایا، اے حُر! خدا تجھ پر رحمت کرے جو تیرا جی چاہے کر، جب حُر نے اجازت پائی، لشکرِ مخالف کے سامنے آکر پکارا، اے اہلِ کوفہ تمہاری مائیں تمہارے ماتم میں گرفتار ہوں، تم نے اس پیشوا اور بزرگوار کو جھوٹے وعدے دے کر بلایا اور اقرار نصرت و اعانت کیا، اب جس وقت وہ یہاں تشریف لایا، تم نے اس پر تلوار کھینچی، اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور ہر طرف سے اس کو گھیر لیا۔ اور جانے کی راہیں بند کر دیں۔ یہ بھی منظور نہیں کرتے کہ اپنے وطن مراجعت فرمائیں، قیدیوں کے مانند ان کو گرفتار کیا ہے۔ کہ اپنے نفع و ضرر پر قادر نہیں رہے۔ یہ آبِ فرات جو تمہارے سامنے لہریں مارتا ہے، یہود و نصاریٰ اور مجوس تک اس سے اپنی پیاس بجھا رہے ہیں، اور سگ و خوک اس سے سیراب ہو رہے ہیں، لیکن رسول زادہ اور اس کے اطفالِ صغار و اہلِ بیت اظہارِ شدّتِ تشنگی سے تڑپ رہے ہیں۔ اب ان کی نوبت ہلاکت کو پہونچی ہے، کیا بُرا سلوک کیا تم نے اپنے پیغمبرؐ کی ذرّیت سے خدا تمہیں تشنگیِ روزِ قیامت سے نجات نہ دے۔ حُر کی اس تقریر کا بھی ان سنگدلوں پر کوئی اثر نہ ہوا۔ بلکہ اس کا جواب بھی انھوں نے تیروں سے دیا اور اپنے تیروں کا نشانہ کیا حُر، حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں پھر آئے۔ عمرِ سعد لعین نے آواز دی۔ اے درید

عَلَمِ لشکر میرے پاس لا، جب ملعون عَلَمِ ضلالت اس کے پاس لایا تو اس نے ایک تیر چلّہ کمان میں رکھ کر لشکرِ امامِ انامؑ کی طرف پھینکا اور کہا گواہ رہو کہ پہلے جس شخص نے ان کی طرف تیر پھینکا میں ہوں۔

محمّد ابنِ ابیطالب نے کہا ہے، اس وقت ان سب کافروں نے اپنے چلّوں میں تیر لگا کر لشکرِ امامؑ کی طرف رہا کئے۔ اس حملہ کا اثر یہ تھا کہ کوئی شخص اصحابِ حضرتؑ سے باقی نہ رہا جو مجروح نہ ہُوا، اور ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ اس حملہ میں پچاس اصحاب درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ سیّد ابنِ طاؤس علیہ الرّحمہ نے لکھا ہے، اس وقت حضرتؑ نے اصحاب سے فرمایا، اُٹھو خدا تم پر رحمت کرے، سامانِ سفرِ آخرت مہیّا کرو کیونکہ تیر پیامِ مرگ ہیں، پس اصحاب سرگرمِ جہاد ہوئے، یہاں تک کہ اکثر بزرگوں نے اپنی جان فرزندِ رسولؐ پر نثار کی۔ اس وقت حضرت امام حسینؑ نے اپنا ہاتھ ریش مبارک پر پھیر کر فرمایا، شدید ہُوا غضبِ خدا یہود پر جس وقت انھوں نے عزیر کو خدا کا بیٹا کہا، اور شدید ہُوا غضبِ خدا نصاریٰ پر جس وقت انھوں نے پروردگارِ عالم کو تیسرا خدا قرار دیا۔ اور شدید غضبِ خدا کا ہُوا مجوس پر جس وقت انھوں نے سوا خدا کے چاند سورج کی پرستش کی۔ اور شدید ہوگا غضبِ خدا، اُمّتِ جفاکار پر جب کہ یہ لوگ جمع ہوئے ہیں قتلِ فرزندِ رسولؐ پر قسم بخدا جس امر کے یہ طالب ہیں۔ نہ کروں گا یہاں تک کہ اپنے پروردگار سے بارِیش پُرخون ملاقات کروں۔

حضرت امام جعفرِ صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ میں نے پدرِ بزرگوار امام محمّد باقر علیہ السّلام سے سُنا ہے، جب امام حسینؑ مقابل لشکرِ عمرِ سعد آئے اور آتشِ حرب مشتعل ہوئی، اس وقت فتح و نصرت نازل ہو کر حضرتؑ کے سرِ مبارک پر سایہ فگن ہوئی، اور حضرتؑ کو فتحِ اعداء اور لقائے حق تعالیٰ میں اختیار دیا، کہا ان دو امروں سے جسے آپ چاہیں اختیار کریں، حضرتؑ نے شہادت کو اختیار کیا۔ راوی کہتا ہے، اسکے بعد حضرتؑ بہ آوازِ بلند پکارے: اَمَا مِنْ مُغِيْثٍ يُّغِيْثُنَا لِوَجْهِ اللّٰهِ اَمَا مِنْ نَاصِرٍ يَّذُبُّ عَنْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ترجمہ:- آیا کوئی فریاد رس ہے جو اللہ کے لئے ہماری مدد کرے، آیا کوئی ناصر ہے جو شرِ اعداء کو حرمِ رسولؐ سے دفع کرے شیخ مفید علیہ الرّحمہ نے روایت کی ہے، کہ پھر دونوں جانب سے لوگ میدان

کارزار میں آنا شروع ہوئے۔ لشکرِ شام سے یسار غلام زیاد صفِ جنگ میں آیا۔ اس طرف صحابِ حضرتؑ سے عبداللہ ابنِ عمیر نے قدم معرکۂ نبرد میں رکھا۔ یسار نے پوچھا تم کون ہو عبداللہ نے اپنا حسب و نسب بیان کیا، اس ملعون نے کہا، میں تم کو نہیں پہچانتا، تم سے نہ لڑوں گا جب تک زہیر بن قین یا حبیب ابن مظاہر میرے سامنے نہ آئیں۔ عمیر نے کہا: اے فرزندِ زانیہ تیری بھی حیثیت ہے کہ کسی سے لڑنے میں عار کرے یہ کہہ کر اس پر حملہ کیا اور ایسی تلوار لگائی کہ وہ ملعون واصلِ جہنم ہوا۔ ابھی عمیر اس نابکار کے قتل میں مشغول تھے، ناگا سالم (غلام ابنِ زیاد) نے عمیر پر حملہ کیا۔ اصحابِ امام حسینؑ نے عمیر کو آواز دی، کہ غلام ابنِ زیاد تمہاری طرف آتا ہے، عمیر مطلع نہ ہوئے، یہاں تک کہ اس ملعون نے آکر ایک وار کیا۔ عمیر نے اس کا وار اپنے بائیں ہاتھ پر روکا، جس سے آپ کی انگلیاں کٹ گئیں اور زخمی ہو کر اس شقی پر حملہ کیا۔ اور اس لعین کو بھی واصلِ جہنم کیا۔ اس وقت آپ یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

اَنَا امْرَءٌ ذُوْ مِرَّةٍ وَّ عَصَبٍ ۞ اِنْ تُنْكِرُوْنِیْ فَاَنَا ابْنُ الْكَلْبِ

وَلَسْتُ بِالْخَوَّارِ عِنْدَ الْمَنْكَبِ

"اے قومِ جفا کار اگر میری شرافت حسب و نسب کو نہیں جانتے، تو جان لو کہ میں قبیلہ بنی کلب کا جنگجو مرد ہوں، جو بوقت خستگی نالہ و فریاد نہیں کرتا۔" اس وقت عمر بن حجاج نے اپنا لشکر لے کر میمنۂ لشکرِ امام حسینؑ پر حملہ کیا۔ جب یہ لشکر حملہ آور ہوا، اصحابِ امام حسینؑ نے زانو ٹیک کر اپنے نیزے جھکا دیے جس سے لشکرِ مخالف آگے بڑھ کر حملہ نہ کر سکے، پھر اصحابِ امام نے تیرباراں کیا، یہاں تک کہ بہت سے اشقیا، خاکِ مذلت پر گرے اور اکثر زخمی ہوئے ایک ملعون قبیلہ تمیم سے عبداللہ ابنِ خوزہ نامی، امام حسینؑ کے لشکر کے سامنے آیا، اصحاب نے پوچھا، تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے، کہاں آیا۔ اس نے کہا: میں خدائے رحیم اور پیغمبرؐ شفاعت کنندہ کے پاس وارد ہوتا ہوں یعنی تم سے لڑنے کو آیا ہوں۔ اور اس لڑائی کو باعثِ تقربِ خدا جانتا ہوں، حضرتؑ نے اصحاب سے پوچھا یہ کون ہے؟ عرض کیا یا ابنِ رسول اللہ! یہ ملعون عبداللہ ابن خوزہ تمیمی ہے حضرتؑ نے فرمایا، خداوندا اس شقی کو آتشِ دوزخ کی طرف کھینچ لے۔ فوراً اس کے گھوڑے نے زقند لگائی اور نہر میں گرا، ساتھ ہی وہ شقی بھی اسطرح گرا کہ ایک پاؤں رکاب میں الجھا اور ایک پاؤں بلند رہا۔ اس وقت مسلم بن عوسجہ نے ایک تلوار ایسی لگائی کہ دہنا پاؤں شقی کا جدا ہو گیا، اور گھوڑا اس کا ہر طرف دوڑتا

تھا، اور سرِ نجس اس شقی کا ہر سنگ و درخت سے ٹکراتا تھا، یہاں تک کہ جہنم واصل ہوا۔ تھوڑی دیر آتشِ حرب مشتعل رہی اور دونوں طرف سے لوگ قتل ہوئے۔

محمد ابنِ ابی طالب موسوی اور صاحبِ مناقب اور ابنِ اثیر نے تاریخ کامل میں شہادتِ حُر ابن یزید ریاحی کو ایک دوسری روایت سے اس طرح لکھا ہے۔ جب لشکرِ امام حسینؑ سے اکثر اصحاب پہلے حملہ میں درجۂ شہادت پر فائز ہوئے، اس وقت حُر، حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں آئے، عرض کیا، یا ابن رسول اللہ! چونکہ میں سب سے پہلے آپ کے روکنے کو آیا تھا، لہٰذا مجھے اجازت دیجئے کہ میدان جہاد میں پہلے آپ کے سامنے مارا جاؤں، تاکہ میں پہلا وہ شخص ہوں جو بروزِ قیامت سب سے پہلے آپ کے جدِ بزرگوارؐ سے مصافحہ کرے۔ جب حُر نے اجازت پائی معرکۂ قتال میں آکر چند مصرعے رجز میں اس طرح پڑھے ؎

اِنِّیْ اَنَا الْحُرُّ وَمَاْوَی الضَّیْفِ ۞ اَضْرِبُ اَعْنَاقَكُمْ بِالسَّیْفِ

عَنْ خَیْرِ مَنْ حَلَّ بِاَرْضِ الْخَیْفِ ۞ اَضْرِبُكُمْ وَلَا اَرٰی مِنْ حَیْفٍ

"اے اہلِ کوفہ و شام! آگاہ ہو کہ میں حُر ابنِ یزید ریاحی ہوں، مہمانوں کا ملجا و ماویٰ ہوں اپنی تلوار سے تمہارے سر جدا کروں گا۔ اور حمایت کروں گا فرزندِ رسولؐ کی۔"

راوی کہتا ہے جب حُر حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں آیا، اس وقت یزید ابنِ ابوسفیان تمیمی ملعون نے از روئے تکبّر و نخوت کہا، اگر حُر سے میری مڈھ بھیڑ ہو تو میں اپنا نیزہ اس کے سینے سے پار کروں، جس وقت حُر میدانِ کارزار میں آکر سرگرم قتال ہوئے اور ان کا گھوڑا زخمی ہو گیا، اس وقت حصین ابنِ نمیر نے اس سے کہا، اے یزید ریاحی کے بیٹے (یعنی حُر) امیدیں تیری بر آئی۔ اتنے میں حُر میدانِ جنگ میں آگئے۔ فوراً ہی ملعون، حُرِّ دلاور کے سامنے آکر لڑنے لگا۔ ایک لمحہ بھی نہ گزرا تھا، کہ حُر نے اس رُوسیاہ کو اپنی تیغِ آتشباز کا طعمہ کیا۔ اور پھر حُر اسی طرح شجاعانِ معرکۂ نبرد کو تہہ تیغ کرتے رہے یہاں تک کہ چالیس سوار اور پیادوں کو واصلِ جہنم کیا۔ ابھی حُر مشغولِ جہاد تھے کہ اشقیاء نے ان کے گھوڑے کو پے کیا۔ اس وقت پیادہ پا حُر جنگ میں مصروف ہوئے اور اشعار رجز کے پڑھے ؎

اِنِّیْ اَنَا الْحُرُّ وَنَجْلُ الْحُرِّ ۞ اَشْجَعُ مِنْ ذِیْ لِبَدٍ هِزَبْرٍ

وَلَسْتُ بِالْجُبَانِ عِنْدَ الْكَرِّ ❊ لٰكِنَّنِی الْوَقَّافُ عِنْدَ الْفَرِّ

ترجمہ: "آزاد فرزند آزاد ہوں، اور شجاعت و مردانگی میں شیرِ نر سے زیادہ ہوں اور لڑائی کے وقت ہرگز بزدل اور نامرد نہیں ہوں، بلکہ معرکۂ جہاد میں ثابت قدم ہوں"

پس جناب حُر ہمیشہ کارزار میں مصروف رہے تاآنکہ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ اصحابِ حضرت امامِ حسینؑ ان کی لاش میدان سے اُٹھا لائے۔ اس وقت ایک رمقِ حیات باقی تھی۔ حضرت نے دستِ مبارک چہرۂ حُر پر پھیرا۔ گرد وغبار ان کے چہرے سے پاک کرتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے، جس طرح تیری ماں نے تیرا نام "حُر" رکھا ہے ویسے ہی دُنیا و عقبیٰ میں تو آزاد ہے۔ بعض اصحاب نے مرثیۂ حُر میں چند اشعار پڑھے۔ بعض روایات میں وارد ہے کہ امام زین العابدین علیہ السّلام نے یہ اشعار پڑھے۔

لَنِعْمَ الْحُرُّ حُرُّ بَنِیْ رِیَاحٍ ❊ صَبُوْرٌ عِنْدَ مُخْتَلَفِ الرِّمَاحِ

وَنِعْمَ الْحُرُّ اِذْ نَادٰی حُسَیْنًا ❊ فَجَادَ بِنَفْسِهٖ عِنْدَ الصِّیَاحِ

فَیَا رَبِّ اَضِفْهُ فِیْ جِنَانٍ ❊ وَزَوِّجْهُ مَعَ الْحُوْرِ الْمِلَاحِ

حاصلِ مضمون یہ ہے کہ کیا اچھا ہے حُر اور بہت صابر و شکر گزار ہے بوقت نیزہ بازی، جس وقت کہ پکارا امام حسین علیہ السّلام کو۔ اور اپنی جان حضرت امام حسینؑ پر فدا کی۔ پس اے پروردگار! حُر کو جنّت میں مہمان کر اور حورانِ خوشرو سے اس کی تزویج کر۔ منقول ہے کہ حُر یہ اشعار پڑھتا تھا۔

اٰلَیْتُ اَلَّا اُقْتَلَ حَتّٰی اَقْتُلَا ❊ اَضْرِبُهُمْ بِالسَّیْفِ ضَرْبًا مُّعْضِلَا

لَا نَاكِلًا عَنْهُمْ وَلَا مُعَلِّلَا ❊ لَا عَاجِزًا عَنْهُمْ وَلَا مُبَدِّلَا

اَحْمِی الْحُسَیْنَ الْمَاجِدَ الْمُؤَمَّلَا

حاصلِ مضمون یہ ہے کہ اے قوم جفاکار، وائے گروہِ اشرار! میں نے قسم کھائی ہے جب تک تم کو قتل نہ کرونگا، قتل نہ ہونگا۔ اور اپنی شمشیر آبدار کے ساتھ تم پر شدید وار کروں گا، اور مقاتلہ سے ہرگز عاجز اور تبدیل کرنے والا نہ ہوں گا۔ میں حمایت کرتا ہوں اپنے سردار و آقا کی جو جائے اُمیّد ہر مومن ہے۔ بہ روایت شیخ مُفید علیہ الرّحمہ، اَیّوب بن مسرح اور ایک ملعون نے سوارانِ اہلِ کوفہ سے حُر کو شہید کیا۔ اور بہ روایت ابنِ شہر آشوب، چالیس بے دینوں سے زیادہ حُر نے جہنّم واصل کئے۔ ابنِ نما رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اُستاد سے روایت کی

ہے کہ حُر نے خدمتِ امامِ حسینؑ میں آکر عرض کیا، یا مولا! جب ابنِ زیاد نے مجھے آپ کی طرف بھیجا، اور میں قصر سے باہر نکلا، اس وقت صدائے ہاتف میں نے سُنی، وہ کہتا تھا، اے حُر تجھے خیر کی بشارت ہو۔ جب میں نے پھر کر دیکھا کوئی شخص نظر نہ آیا۔ میں نے متعجّب ہو کر کہا یہ کیسی خوشخبری میں سُنتا ہوں۔ حالانکہ فرزندِ رسُول سے لڑنے جاتا ہوں، حضرتؑ نے فرمایا: اے حُر تو نے اجر نیکی کو پالیا۔ اس کے بعد اصحابِ حضرتؑ ایک کے بعد ایک رخصتِ جہاد طلب کر کے حضرتؑ کو وداع کرتے تھے اور کہتے تھے، "اَلسّلام علیک یا ابنِ رسول اللہ! حضرتؑ فرماتے تھے وعلیکم السّلام، جاؤ۔ ہم بھی عنقریب تمہارے بعد آتے ہیں اور اس آیت کو تلاوت فرماتے تھے۔ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا ۝ ترجمہ: بعض چل بسے اور بعض منتظر ہیں، اور تبدیل نہیں کیا انھوں نے امرِ الٰہی کو۔ بعد شہادت حُر ابنِ یزید ریاحی، بُریر ابنِ خضیر ہمدانی جو عباد و زہاد سے تھے، بہ قصدِ جہاد نکلے اور یہ رجز پڑھنے لگے۔

اَنَا بُرَیْرٌ وَّ اَبِیْ خُضَیْرٌ ❊ لَیْثٌ یُّرَوِّعُ الْاَسَدَ عِنْدَ الزَّئِیْرِ

یَعْرِفُ فِیْنَا الْخَیْرَ اَهْلُ الْخَیْرِ ❊ اَضْرِبُكُمْ وَلَا اَرٰی مِنْ ضَیْرٍ

كَذَاكَ فِعْلُ الْخَیْرِ مِنْ بُرَیْرٍ

یعنی میں ہوں بُریر اور باپ میرا خضیر ہے، اور میں وہ شیر بیشۂ شجاعت ہوں کہ شیرانِ نر میری آواز سے لرزتے ہیں، میری شرافت حسب و نسب مردم نیکو کار جانتے ہیں، اپنی سیف سے بے خوف تمہیں قتل کروں گا، اور ایسے ہی اُمورِ خیر بُریر سے واقع ہوتے ہیں۔

یہ کہتے جاتے تھے، اور فوجِ مخالف پر حملہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ میرے قریب آؤ اے قاتلانِ مومنین، وائے قاتلانِ اولادِ اصحابِ بدر! اے قاتلانِ اصحابِ رسُول! قریب آؤ اے کشندگانِ اہلِ بیتِ رسُول! بُریر قرأتِ قرآن میں ممتازِ زمانہ تھے۔ بُریر نے تیس شقی واصلِ جہنّم کئے۔ اس وقت یزید ابنِ معقل ملعون، بُریر کے سامنے آکر کہنے لگا، اے بُریر! میں گواہی دیتا ہوں کہ تم گمراہ کنندہ ہو۔ بُریر نے کہا: ہم تم مباہلہ کریں جو ہم میں سے کاذب ہو، دوسرے کی تلوار سے مارا جائے۔ پس باہم حملہ کیا، یزید ابنِ معقل نے ایک وار بُریر پر کیا جس نے اصلاً تاثیر نہ کی۔ پھر بُریر نے ایک تلوار ایسی اس کے سر پر لگائی کہ خود کو کاٹ کر اُس کے مغزِ سر میں در آئی۔ اور شقی جہنّم واصل ہوا۔ اُسوقت

بحیر بن اوس ضبی اصحابِ ابنِ زیاد سے برآمد ہوا۔ بریر پر حملہ کیا اور آپ کو شہید کیا۔ وہ اپنے گھوڑے کو میدانِ قتال میں دوڑاتا تھا اور فخریہ اشعار پڑھتا تھا۔ ایک شخص نے اس ملعون سے کہا کہ بریر، اللہ کے صالح بندوں میں سے تھے، اور اس کے چچازاد بھائی نے کہا، اے بحیر! وائے تجھ پر کہ تو نے بریر کو قتل کیا۔ بروزِ قیامت خدا کو کیا منہ دکھائے گا۔ اس وقت وہ لعین پشیمان ہوا۔ اور چند اشعار پڑھے جنکا مضمون یہ ہے "کہ اگر خدا میرا چاہتا تو معرکۂ قتال میں حاضر نہ ہوتا، اور دنیا کی نعمتیں اولاد ظالم و جابر کے لئے مہیا نہ کرتا۔ بہ تحقیق کہ ایسا عار و ننگ مجھے پیش آیا ہے کہ ہر قبیلہ میں ابنائے ابنِ زیاد سرزنش کئے جاتے ہیں۔ پس اے کاش! میں اپنی ماں کے رحم میں خونِ حیض ہوتا یا معرکۂ حسینؑ میں زندہ نہ ہوتا۔ افسوس! کیا جواب دونگا اپنے خالق کو۔ اور کیا حجت اس کے سامنے پیش کروں گا۔ بعدِ شہادت بریر ابنِ خضیر ہمدانی، وہب بن عبداللہ ابنِ خباب کلبیؓ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے رخصتِ جہاد طلب کی۔ مادرِ وہب ہمراہ تھی، اس وقت مادرِ وہب نے کہا: اے فرزند! اٹھ اور ابنِ رسولِ خدا کی نصرت و یاری کر۔ وہب نے کہا، میں ہرگز نصرتِ امام حسینؑ میں کوتاہی نہ کروں گا۔ اور بہ دل و جان جو تم نے ارشاد کیا، اس پر عمل کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر میدانِ کارزار میں آئے اور یہ اشعار رجز میں پڑھے ؎

اِنْ تُنْكِرُوْنِیْ فَاَنَا ابْنُ كَلْب ۔۔۔ سَوْفَ تَرَوْنِیْ وَتَرَوْنَ ضَرْبِیْ

وَحَمْلَتِیْ وَصَوْلَتِیْ فِی الْحَرْب ۔۔۔ اَدْرِكُ ثَارِیْ بَعْدَ ثَارِ صَحْبِیْ

وَاَدْفَعُ الْكَرْبَ اَمَامَ الْكَرْب ۔۔۔ لَيْسَ جِهَادِیْ فِی الْوَغَا بِاللَّعْبِ

یعنی اے اشقیائے کوفہ و شام! اگر تم نہیں جانتے میری شرافتِ حسب اور بزرگیٔ نسب کو پس جانو کہ میں وہب ابنِ خباب کلبی ہوں، عنقریب دیکھو گے میری ضربِ شمشیر کو اور دیکھو گے میری صولت اور دلاوری کو، میدانِ جنگ میں کہ کیسا قصاص لیتا ہوں میں اپنے اور اپنے اصحاب کے خون کا جو تمہارے دستِ ظلم سے درجۂ شہادت کو پہونچے ہیں۔ میں دفع کرتا ہوں بلا کو قبل بلا کے۔ اور میرے جہاد کو کھیل نہ سمجھو، یہ کہہ کر حملہ کیا اور ایک گروہ کو طعمۂ تیغ آبدار کیا۔ پھر اپنی زوجہ اور مادرِ گرامی کے پاس آئے اور کہا: اے مادرِ مہربان! آپ مجھ سے راضی ہوئیں، اس زنِ خوش اعتقاد نے کہا:

اے فرزندِ ارجمند! میں اس وقت تجھ سے راضی ہوں گی۔ جب تو نصرتِ امام حسینؑ میں مارا جائے گا۔ زوجۂ وہب نے کہا: وہب مجھ کو اپنا داغ نہ دکھا۔ ماں نے کہا: اے پسر! ہرگز اس کی بات میں نہ آنا۔ بلکہ جا اور اپنی جان امام حسینؑ پر فدا کر۔ تاکہ وہ بروزِ قیامت خدائے عزوجل کے روبرو تیرے شفیع ہوں پس وہ سعادت مند پھر میدانِ جنگ میں آیا اور رجز پڑھ کے خوب تلوار کے جوہر دکھائے۔ یہاں تک کہ انیس سوار اور بارہ پیادوں کو واصلِ جہنم کیا۔ آخر میں ان روسیاہوں نے اس شیرِ بیشۂ شجاعت کے دونوں ہاتھ قلم کر دیئے۔ مادرِ وہب نے جب اپنے فرزند کا یہ حال دیکھا تو بے ساختہ عمودِ خیمہ (خیمہ کی بلّی) لے کر میدانِ جنگ کی طرف یہ پکارتی دوڑی، اے وہب تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، ان اشقیاء سے جنگ کر اور حمایت اہلِ بیت اطہارِ رسول میں آخر دم تک کوشش کر۔ وہب نے کہا: اے مادر تم خیمہ کو پھر جاؤ۔ مادرِ وہب نے قبول نہ کیا، اور اپنے فرزند کا دامن پکڑ لیا، اور کہا: میں خیمہ میں نہ جاؤں گی اور تیرے ساتھ مروں گی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے جب یہ حال دیکھا، فرمایا خدا تم دونوں کو جزائے خیر دے کہ تم نے نصرتِ اہلِ بیتِ رسالت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اے زنِ صالحہ، خدا تجھ پر رحمت نازل کرے حکمِ امامؑ سے مجبور ہو کر مادرِ وہب واپس آگئی۔ اس کا بیٹا میدانِ کارزار میں سرگرمِ جہاد رہا۔ جب شربتِ شہادت نوش کیا تو زوجہ بیتابانہ دوڑی، اور اس کے منھ پر اپنا منھ رکھ دیا۔ خاک و خون پیشانیِ وہب سے پاک کرنے لگی، جب زنِ وہب پر شمر لعین کی نظر پڑی، اس نے اپنے غلام کو حکم کیا، اس شقی نے ایک عمودِ آہنی اس مومنہ کے سر پر ایسا مارا کہ اپنے شوہر سے ملحق ہو گئی۔ زوجۂ وہب وہ پہلی عورت ہے جو لشکرِ امام حسینؑ میں قتل کی گئی۔ مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میں نے ایک حدیث میں دیکھا ہے۔ وہب پہلے نصرانی تھا، اپنی ماں کے ہمراہ امام حسینؑ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا، جب میدانِ جہاد میں گیا تو چوبیس پیادے اور بارہ سوار طعمۂ تیغِ آبدار کئے۔ جب شدّتِ زخمہائے کاری سے لڑنے کی طاقت نہ رہی تو اسے دستگیر کر کے عمرِ سعد کے پاس لے گئے، عمرِ سعد نے کہا: تیرا حملہ کس قدر شدید ہے۔ اور پھر حکم دیا کہ اس کا سر کاٹ کر لشکرِ حسینؑ کی طرف پھینک دو چنانچہ ان ظالموں نے وہب کا سر کاٹ کر امام حسینؑ کے لشکر کی طرف پھینک دیا۔ مادرِ وہب نے سرِ فرزند کو اٹھا کر گود میں لے لیا۔ بوسے دیئے۔ اور لشکرِ مخالف کی سمت دوبارہ پھینک دیا۔

اور ایک شقی کو اپنے فرزند کے سر کی ضرب سے ہلاک کیا۔ اور پھر عمودِ خیمہ لے کر خود بھی حملہ کیا، اور دو کافروں کو قتل کیا۔ امام حسینؑ نے فرمایا، اے مادرِ وہب واپس خیمہ میں آجا کیونکہ جہاد عورتوں پر ساقط ہے اور تو مع فرزند، جناب رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم، کی خدمت میں ہو گی، وہ زنِ صالحہ پھر آئی اور کہا کہ خداوندا میری اُمید کو قطع نہ کر حضرتؑ نے فرمایا: اے مادرِ وہب خدا تجھے نا اُمید نہ کرے گا۔ بعد شہادتِ وہب ابنِ عبداللہ، عمرو بن خالد ازدی میدانِ کارزار کو روانہ ہوئے اور خود کو مخاطب کر کے یہ رجز پڑھتے تھے۔

إِلَيْكِ يَا نَفْسُ إِلَى الرَّحْمٰنِ ؎ فَأَبْشِرِي بِالرَّوْحِ وَالرَّيْحَانِ
اَلْيَوْمَ تُجْزَيْنَ عَلَى الْإِحْسَانِ ؎ قَدْ كَانَ مِنْكِ غَابِرَ الزَّمَانِ
مَا خُطَّ فِي اللَّوْحِ لَدَى الدَّيَّانِ ؎ لَا تَجْزَعِي فَكُلُّ حَيٍّ فَانِ
وَالصَّبْرُ أَحْظَى لَكِ بِالْأَمَانِ ؎ يَا مَعْشَرَ الْأَزْدِ بَنِي قَحْطَانِ

حاصلِ مضمون :۔ اے نفس خدائے رحمان کی طرف چل اور بشارت ہو تجھے ابدی راحت و آرام کی۔ آج کا دِن وہ ہے، جس روز تو نیکی پر چل رہا ہے زمانہ گزشتہ میں جو کچھ تیری تقدیر میں خدائے عزّ وجلّ کے پاس مرقوم تھا، آج وہی ظاہر ہو رہا ہے۔ اور اے دِل بے قراری اور بے صبری نہ کر اس لئے کہ ہر ذی حیات کو یہی راہ درپیش ہے۔ آگاہ ہو اے بنی ازد اور قحطان میں اپنے لئے اَمان پر مرگ کو ترجیح دیتا ہوں۔ اس کے بعد سرگرم جہاد ہوئے۔ یہاں تک کہ گلوئے خشک اپنا شربتِ شہادت سے شیریں کیا۔

ابنِ شہر آشوب نے کتاب "مناقب" میں لکھا ہے کہ عمر ابنِ خالد کے بعد انکے فرزند خالد ابنِ عمرو بقصد جہاد میدانِ کارزار میں گئے اور یہ رجز پڑھا ؎

صَبْرًا عَلَى الْمَوْتِ بَنِي قَحْطَانِ ؎ كَيْ مَا تَكُونُوا فِي رِضَى الرَّحْمٰنِ
ذِي الْمَجْدِ وَالْعِزَّةِ وَالشَّانِ ؎ وَذِي الْعُلٰى وَالطَّوْلِ وَالْإِحْسَانِ
يَا أَبَتِ قَدْ صِرْتَ فِي الْجِنَانِ ؎ فِي قَصْرِ رَبٍّ حَسَنِ الْبُنْيَانِ

یعنی صبر کرو اے بنی قحطان موت پر۔ تاکہ حاصل کرو رضائے خدا کو جو صاحبِ عزّت و بزرگی ہے۔ اور صاحبِ حجّت اور علو مرتبت اور صاحبِ فضل و احسان ہے، اے بابا! آپ جنّت میں گئے اور اس کے قصرہائے بلند میں ساکن ہوئے۔

اس کے بعد سرگرم جہاد ہوئے، یہاں تک کہ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے، محمّد بن

ابی طالب نے لکھا ہے بعد شہادت خالد ابن عمرو سعد ابنِ حنظلہ تمیمی، کافروں سے لڑنے کو نکلے اور اس مضمون کے اشعار پڑھے ؎

صَبْرًا عَلَى الْأَسْيَافِ وَالْأَسِنَّةِ ؎ صَبْرًا عَلَيْهَا لِدُخُولِ الْجَنَّةِ
وَحُورِ عِينٍ نَاعِمَاتٍ هُنَّهْ ؎ لِمَنْ يُرِيدُ الْفَوْزَ لَا بِالظِّنَّةِ
يَا نَفْسُ لِلرَّاحَةِ فَاجْهَدَنَّهْ ؎ وَفِي طِلَابِ الْخَيْرِ فَارْغَبَنَّهْ

یعنی میں نے زخمِ نیزہ و شمشیر پر صبر کیا، تاکہ جنّت کی نعماتِ ابدی و آہو چشم و خوش ادا حوروں سے ہمکنار ہوں، یہ جزا ہے اس کی جو یقین کے ساتھ فائز المرام ہونا چاہتا ہے، اے میرے نفس! ابدی راحت کے لئے پوری کوشش کر اور حقیقی خیر حاصل کرنے کے لئے خوب رغبت کر یہ کہہ کر حملہ کیا اور بہت سے منافقوں کو جہنّم واصل کیا یہاں تک کہ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ اس کے بعد عمیر ابنِ عبداللہ مذحجی، میدانِ کارزار میں آئے اور یہ شعر رجزیہ پڑھے،

قَدْ عَلِمَتْ سَعْدٌ وَحَيُّ مَذْحِجِ ؎ إِنِّي لَدَى الْهَيْجَاءِ لَيْثٌ مُحْرَجِ
أَعْلُو بِسَيْفِي هَامَةَ الْمُدَجَّجِ ؎ وَأَتْرُكُ الْقِرْنَ لَدَى التَّعَرُّجِ
فَرِيسَةَ الضَّبُعِ الْأَزَلِّ الْأَعْرَجِ

"یعنی قبیلہ سعد اور قبیلہ مذحج واقف ہیں کہ میں لڑائی کے وقت شیرِ غضبناک ہوں، اور اس شخص کے سر پر اپنی تلوار بلند کرتا ہوں جو غرقِ سلاح اور شجاع ہو اور اپنے مقابل کی لاش کو بجّوؤں کا طعمہ بنا کر چھوڑ دیتا ہوں۔" یہ کہہ کر مشغول جہاد ہوئے، یہاں تک کہ مسلم ضبابی اور عبداللہ بجلّی نے ان کو شہید کیا۔

عمیر ابنِ عبداللہ کی شہادت کے بعد مسلم ابن عوسجہ جو اکابر اصحاب جناب سیّد الشہداءؑ سے تھے میدانِ نبرد میں آئے اور یہ رجز کے اشعار پڑھنے لگے ؎

إِنْ تَسْأَلُوا عَنِّي فَإِنِّي ذُو لِبَدْ ؎ مِنْ فَرْعِ قَوْمٍ مِنْ ذُرَى بَنِي أَسَدْ
فَمَنْ بَغَانَا حَائِدٌ عَنِ الرَّشَدْ ؎ وَكَافِرٌ بِدِينِ الْجَبَّارِ الصَّمَدْ

یعنی اے اشقیاءِ کوفہ و شام میری شرافت حسب اور بزرگی نسب اگر دریافت کرو تو میں شیر بیشۂ شجاعت اور فرزندانِ اکابر قبیلہ بنی اسد سے ہوں، گمراہ و کافر ہے وہ شخص جو ہمارے خلاف علمِ بغاوت بلند کرے۔" پس رجز پڑھ کر مصروف جہاد ہوئے۔ اور ایک جماعت اشقیاء کو واصلِ جہنّم کیا،

شہادت نافع ابن ہلال بجلی

شیخ مُفید اور صاحبِ "مناقب" نے روایت کی ہے کہ ان کے بعد نافع ابنِ ہلال بجلّی، معرکۂ جہاد میں گئے اور یہ رجز پڑھا ؎

اَنَا ابْنُ ہِلَالِ اُلْبَجَلِیّ ٭ اَنَا عَلیٰ دِینِ عَلِیّ ٭ وَ دِیْنُہٗ دِیْنُ النَّبِیّ

یعنی اے اہلِ کوفہ میں ہوں "نافع ابنِ ہلال بجلّی" اور دین میرا دینِ علیؑ ہے اور دینِ علیؑ دینِ رسولؐ ہے۔ یہ رجز پڑھ کر خوب لڑے اور تھوڑی دیر میں بہت سے اشقیاء کو قتل کیا۔ اس وقت ایک ملعون قبیلہ بنی قطیعہ سے نکلا جس کا نام بروایت شیخ مفید علیہ الرحمۃ، مزاحم ابنِ حریث تھا۔ یہ نافع ابنِ ہلال کے سامنے آیا، اور کہا میں دینِ عثمان پر ہوں۔ نافع بنِ ہلال نے کہا: اے ملعون! بلکہ تو دینِ شیطان پر ہے یہ کہہ کر اس شقی پر حملہ کیا اور اُسے واصلِ جہنّم کیا۔ چونکہ ہر حملہ میں بہت سے اشقیاء فی النّار ہوتے تھے، اس سبب سے عمر ابنِ حجّاج نے اپنے لشکر کو آواز دی کہ اے احمقو! پہچانتے ہو کن لوگوں سے مقابلہ ہے۔ آگاہ ہو کہ یہ شجاعانِ عرب اور صاحبانِ بصیرت ہیں اور قتل ہونے کی پرواہ نہیں رکھتے۔ پس اگر ایک ایک تم میں سے ان کے مقابلہ کو جائے گا۔ تو باوجود قلّت کے تم سب کو قتل کریں گے۔ پس مصلحت یہ ہے کہ ایک دفعہ حملہ کر کے تیر باراں کرو۔ اس شقی کی رائے عمرِ سعد نے پسند کی اور اپنے لشکر کو حکم دیا کہ سب مل کر ایک بار حملہ کریں۔ اس وقت عمر ابنِ حجّاج، لشکرِ حضرت امام حسینؑ کے سامنے آیا اور کہا: اے اہلِ کوفہ اپنے خلیفہ (یزید) کی اطاعت سے منھ نہ پھیرو۔ اور اپنی جمعیّت کو متفرّق نہ کرو، اور شک نہ کرو۔ اس شخص کے قتل میں جو دین سے نکل گیا۔ اور مخالفتِ امامؑ کرے۔ حضرتؑ نے فرمایا: اے پسرِ حجّاج! آیا تو میرے قتل پر لوگوں کو اُبھارتا ہے۔ ہم دینِ خدا سے نکل گئے، اور تم دینِ خدا پر ثابت قدم ہو قسم بہ خدا تجھے معلوم ہو جائے گا۔ کون دین سے نکل گیا اور لائق و مستحقِ آتشِ جہنّم کون ہے، اس وقت عمر ابنِ حجّاج نے اپنے لشکر کے ساتھ فرات کی جانب سے حضرت امام حسینؑ کے میمنہ پر حملہ کیا۔ تھوڑی دیر تلوار چلتی رہی۔ اس وقت مسلم ابنِ عوسجہ کثرتِ زخمہائے کاری سے زمین پر گرے۔ اور عمر ابنِ حجّاج معہ لشکر پھر گیا۔ جب گرد و غبار میدانِ کارزار سے صاف ہوا تو اصحاب نے مسلم ابنِ عوسجہ کو خاک و خون میں پڑا دیکھا۔ بروایت محمد ابنِ ابی طالب موسوی، جب مسلم ابنِ عوسجہ زمین پر گرے۔ اس وقت حضرت امام حسین علیہ السّلام، حبیب ابنِ مظاہر کو ہمراہ لے کر ان کے پاس تشریف لے گئے ہنوز رمقِ جان باقی تھی۔ امام حسینؑ نے فرمایا: اے

شہادت مسلم ابن عوسجہ

مُسلم ابنِ عوسجہ، خدا تم پر رحمت کرے تم شہادت پر فائز ہوئے اور جو کچھ تم پر واجب تھا بجا لائے اب ہم بھی تمہارے بعد آتے ہیں۔ حبیب ابنِ مظاہر نے کہا، اے مُسلم ابنِ عوسجہ! تمہیں اس حال میں دیکھنا مجھ پر دشوار ہے، بشارت ہو تم کو بہشت کی، مُسلم نے بہ صدائے ضعیف کہا خدا تمہیں بخیر و خوبی بشارت دے۔ حبیب نے کہا، اگر میں بھی عنقریب تم سے ملنے والا نہ ہوتا تو میں کہتا کہ جو چاہو مجھ سے وصیّت کرو۔ مُسلم ابنِ عوسجہ نے کہا، میری وصیّت یہ ہے، کہ حضرت امام حسینؑ کی نصرت و یاری سے آخر وقت تک دستبردار نہ ہونا، اور اپنی جان فدا کرنا۔ یہ کہہ کر طائرِ روح نے آشیانۂ قدس کو پرواز کیا۔ اس وقت مسلم ابنِ عوسجہ کی کنیز چلائی، یا سیّداہ یا بن عوسجاہ! جب اس کے رونے کی آواز لشکرِ عمرِ سعد میں پہونچی، اشقیاء خوش ہو کر چلّائے کہ ہم نے مسلم ابنِ عوسجہ کو مار ڈالا۔ شیث ابنِ ربعی نے کہا تمہاری مائیں تمہارے ماتم میں بیٹھیں، تم لوگ اپنے بزرگوں کو قتل کرتے ہو، اور اپنی عزّت کو ذلّت سے بدلتے ہو۔ یہ بزرگوار جس کے قتل پر خوش ہو رہے ہو۔ ان کا اسلام و اہلِ اسلام پر بڑا حق ہے۔ اور انھوں نے گزشتہ جنگوں میں بڑی پامردی سے جہاد کیا ہے۔ میں نے ان کو جنگِ آذربائیجان میں دیکھا ہے کہ قبل اس کے کہ لشکرِ اسلام حملہ کرے، انہوں نے چھ نامردوں کو مشرکین سے قتل کیا۔ اس کے بعد شمر نے میسرۂ لشکرِ حضرتِ امام حسینؑ پر حملہ کیا۔ اسی وقت اصحابِ امام حسینؑ سے صرف بتیس اشخاص باقی رہ گئے تھے۔ لیکن انھوں نے ثابت قدمی سے لشکرِ مخالف پر حملہ کیا، جس سے وہ نامرد بھاگ گئے۔ پھر اس وقت عمرِ سعد نے حصین بنِ نمیر کو پانچسو تیر اندازوں کے ہمراہ شمر کی کمک کو بھیجا، اور آتشِ حرب شعلہ ور ہوئی یہاں تک کہ وہ اشقیاء قریبِ امام حسینؑ و اصحاب پہونچ گئے اور تیروں کا مینھ برسانے لگے۔

خیموں کی حفاظت کے لئے اصحاب کی جاں نثاری

اصحابِ امامؑ نے بہ سرعت تمام ان کے گھوڑوں کو پے کرنا شروع کیا، اسی طرح ظہر تک لڑتے رہے چونکہ خیمہ ہائے اہلِ حرم قریب قریب تھے۔ دشمن دوسری طرف سے حملہ نہ کر سکتے تھے اس لئے عمرِ سعد نے حکم دیا کہ سرادقِ عصمت و طہارت کو گرا دو۔ تاکہ انھیں ہم گھیر لیں، جب اشقیاء اس جرأت پر آمادہ ہوئے، اس وقت اصحابِ امامؑ تین تین، چار چار کی ٹولیاں بنا کر خیموں کے سامنے ڈٹ گئے اور جو خیمہ گرانے کا قصد کرتا تھا، اس پر حملہ کرتے تھے اور نزدیک سے تیر باراں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ بہت سے اشقیاء کو جہنّم واصل کیا۔ عمرِ سعد نے جب یہ حال دیکھا، تو حکم دیا کہ خیموں میں آگ لگا دو۔ امام حسینؑ نے اصحاب سے فرمایا، انھیں

آگ لگانے دو۔ جب یہ آگ لگائیں گے تو ان کی راہ اس جانب سے بند ہو جائے گی پس جیسا حضرتؑ نے فرمایا تھا وہی ہُوا۔ بعض رِوایات میں وارد ہے کہ شیث ابنِ ربعی نے عمرِ سعد سے آکر کہا، تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے، آیا تو حکم دیتا ہے کہ ہم زنانِ اہلِ بیت کے لوٹنے کا قصد کریں، وہ ملعون شرمندہ ہوا اور ایک ہی جانب سے جنگ جاری رہی۔ اسی اثنا میں اصحابِ زہیر ابنِ قین نے اشقیاء پر حملہ کیا اور ابو عذرہ ضبابی کو جو اصحابِ شمر سے تھا قتل کیا۔ اسی طرح پیہم اصحابِ امام حسینؑ جہاد کرتے رہے اور قتل ہوتے رہے۔ اگر ایک شخص بھی لشکرِ امامؑ سے شہید ہوتا تھا، بہ سبب قلتِ لشکر معلوم ہو جاتا تھا۔ اور اگر لشکرِ ابنِ سعد سے دس اشقیاء بھی جہنّم واصل ہوتے تھے بسبب ان کی کثرت کے کچھ معلوم نہ ہوتا تھا۔

جب ابو ثمامہ صیداوی نے دیکھا، اکثر اصحاب شہید ہو گئے اور طغیانی لشکرِ مخالف کی زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔ امام حسینؑ کی خدمت میں آکر عرض کیا، یا ابنِ رسُول اللہ! میں آپ پر فِدا ہوں، لشکرِ مخالف قریب آگیا ہے بخدا آرزو ہے کہ جان اپنی آپ پر نثار کروں۔ لیکن چاہتا ہوں کہ لقائے پروردگار سے مشرّف ہوں درحالیکہ نمازِ ظہر آپ کے ہمراہ ادا کی ہو۔ یہ آخری نماز ہے۔ جب حضرتؑ نے نماز کا نام سُنا تو ایک آہ سرد دِلِ پُر درد سے کھینچی اور سرِ مبارک جانبِ آسمان بلند کر کے فرمایا: ابو ثمامہ ذکرت الصّلوٰۃ جعلك اللہ من المصّلین الذّاکرین نعم ھٰذا اوّل وقتھا۔ یعنی "اے ابو ثمامہ، تو نے نماز کو یاد کیا خدا تجھے نماز گزاروں میں محسوب کرے۔ یہ اوّل وقتِ نماز ظہر ہے۔"

اِس کے بعد فرمایا: ان کافروں سے مہلت طلب کرو کہ ہم نمازِ ظہر بجا لائیں۔ جب مہلت مانگی، حصّین ابنِ نمیر نے کہا، تمہاری نماز قبول نہیں۔ حبیب ابنِ مظاہر نے کہا، اے غدّار تو گمان کرتا ہے کہ نمازِ فرزندِ رسُول کی قبول نہیں اور تجھ نابکار کی قبول ہے۔ حصّین نے غصّہ ہو کر حبیب ابنِ مظاہر پر حملہ کر دیا۔ حبیب نے ایک تلوار اس کے گھوڑے کے مُنہ پر ماری وہ ملعون گھوڑے سے گر پڑا۔ حبیب نے چاہا قتل کر دیں لیکن اس کے اصحاب نے اُسکے گرد ہجوم کر کے چھُڑا لیا۔ اس وقت حضرتؑ نے زہیر ابنِ قین اور سعید بن عبداللہ سے فرمایا تم دونوں آگے کھڑے ہو جاؤ تاکہ میں نمازِ ظہر ادا کر لوں۔ پس وہ دونوں بہادر حضرتؑ کے سامنے ہو کر آگے کھڑے ہو گئے۔ تا آنکہ امام حسینؑ نے معہ اصحاب بعنوان صلوٰۃ خوف نماز کو بہ جماعت ادا کیا، قریب آدھے اصحاب کے اس وقت موجود تھے اور ایک روایت میں وارد ہے کہ

سعید ابنِ عبداللہ حنفی، امام حسینؑ کے سامنے کھڑے ہوئے جو نیزہ و تیر لشکرِ مخالف سے امام حسینؑ کی جانب آتا تھا۔ اپنے بدن پر روک لیتے تھے، اور حضرتؑ تک نہ جانے دیتے تھے، یہاں تک کہ کثرتِ جراحت تیر و نیزہ سے زمین پر گر پڑے اور کہتے تھے خداوندا لعنت کر ان ظالموں پر مثل لعنت عاد و ثمود کے۔ خداوندا سلام میرا اپنے پیغمبرؐ کو پہونچا اور اس جناب کو آگاہ کر کہ میں نے کیا کیا رنج اُن کے فرزند کی نصرت میں پائے۔ خداوندا میں نے تیرے پیغمبرؐ کے فرزند کی نصرت کی، تو مجھے اپنی رحمت کا اُمیّدوار کر۔ جب وہ سعادت مند درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اس وقت علاوہ زخمہائے نیزہ و شمشیر کے ان کے بدن سے تیرہ تیر نکلے۔

اس کے بعد عبدالرّحمٰن ابن عبداللہ یزنی میدانِ کارزار میں آئے اور یہ اشعار رجزیہ پڑھے۔

أَنَا ابْنُ عَبْدِ اللهِ مِنْ آلِ يَزَنْ ؛ دِيْنِيْ عَلَى دِيْنِ حُسَيْنٍ وَحَسَنْ

أَضْرِبُكُمْ ضَرْبَ فَتًى مِنَ الْيَمَنْ ؛ أَرْجُوْ بِذَاكَ الْفَوْزَ عِنْدَ الْمُؤْتَمَنْ

یعنی اے قومِ اشقیاء! میں عبدالرّحمٰن ہوں، باپ میرا عبداللہ اولادِ ذی یزن سے ہے اور دین میرا دینِ حسنؑ و حسینؑ ہے۔ قتل کروں گا میں تم کو اور وار میرا مانند جوانانِ اہلِ یمن کے ہیں اور بہ سبب تمہارے قتال کے خداوند کریم سے نصرت فرزندِ رسُولِ خدا میں اُمیّدِ نجات رکھتا ہوں" اِسکے بعد حملہ کیا اور بہت سے اشقیاء کو واصلِ جہنّم کیا، یہاں تک کہ شہید ہوئے۔

سیّد ابنِ طاؤس علیہ الرّحمۃ نے لکھا ہے کہ ان کے بعد عمرو بن قرظہ نے رُخصتِ جہاد طلب کی، جب اجازت پائی میدان میں نکل کر آئے اور سرگرمِ جہاد ہوئے۔ یہانتک کہ بہت سے نامردوں کو اپنی شمشیرِ آتشباز کا طعمہ کیا۔ اور جو تلوار و نیزہ و تیر امام حسینؑ کی طرف آتا تھا اپنے بدن پر روکتے تھے تاکہ حضرتؑ محفوظ رہیں۔ یہاں تک کہ کثرتِ زخمہائے کاری سے چُور ہو گئے۔ امام حسینؑ کی خدمت میں آکر عرض کیا، یا ابنِ رسُول اللہ! میں نے اپنے عہد پر وفا کی۔ فرمایا، تو مجھ سے پہلے بہشت میں داخل ہو گا۔ پس رسُولِ خدا کو میرا سلام پہنچا، میں بھی عنقریب تیرے بعد آتا ہوں۔ پس وہ بزرگوار پھر سرگرم قتال ہوئے یہاں تک کہ جان اپنی حضرت امام حسینؑ پر نثار کی۔ کتاب "مناقب" میں منقول ہے کہ عمرو بن قرظہ انصاری نے یہ اشعار رجز میں پڑھے ؎

قَدْ عَلِمَتْ كَتِيْبَةُ الْأَنْصَارِ ؛ أَنْ سَوْفَ أَحْمِيْ حَوْزَةَ الذِّمَارِ

ضَرْبَ غُلَامٍ غَيْرِ نِكْسٍ شَارِيْ ؛ دُوْنَ حُسَيْنٍ مُهْجَتِيْ وَدَارِيْ

یعنی گروہ نصاریٰ جانتا ہے کہ میں حمایت کروں گا' ان لوگوں کی جنکی حمایت مجھ پر واجب ہے اور وار میرا خالی نہیں جاتا اور میں اپنی جان، اپنے گھر بار کو حسینؑ پر فدا کرتا ہوں ۔

شہادت جون غلام ابوذر غفاری

سیّد ابنِ طاؤس علیہ الرّحمۃ نے لکھا ہے بعد شہادت عمرو بن قرظہ انصاری، جونؑ غلامِ ابوذرؓ غفاری (جو غلام حبشی تھے) حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں آئے اور رخصتِ جہاد مانگی۔ حضرت نے فرمایا: اے جون! پھر جا اور میرے ساتھ مبتلائے بَلا نہ ہو۔ کیونکہ تو بہ طلب عافیت ہمارے ساتھ آیا تھا۔ جون نے عرض کیا: یابن رسول اللہؐ! میں نے نعمت و خوش حالی میں آپ کے ساتھ بعیش و آرام بسر کی۔ بخوانِ نعمت کے کاسے لیتا رہا۔ اب وقتِ محنت و بَلا ہے آپ سے جُدا ہو جاؤں۔ یابن رسول اللہؐ، آپ نہیں چاہتے کہ میں اس رنگِ سیاہ اور بوئے بد کے ساتھ شہید ہوں اور سفید رُو اور خوشبو ہو کر داخلِ بہشت ہوں؟ بخدا! میں آپ سے جدا نہ ہوں گا جب تک کہ اپنا سیاہ خون آپ کے پاکیزہ خون میں مخلوط نہ کر دوں۔ محمّد ابن ابی طالب موسوی نے لکھا ہے جب جونؑ نے رُخصتِ جہاد پائی، مردانہ وار مقاتلِ اعداء کو گئے اور یہ اشعار رجز میں پڑھنے لگے ؎

كَيْفَ تَرَى الْكُفَّارُ ضَرْبَ الْأَسْوَدِ ۞ بِالسَّيْفِ ضَرْبًا عَنْ بَنِيْ مُحَمَّدِ

أَذُبُّ عَنْهُمْ بِاللِّسَانِ وَالْيَدِ ۞ أَرْجُوْ بِهِ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْمَوْرِدِ

یعنی کفّار ایک غلام حبشی کی شمشیر زنی کو کیوں کر دیکھیں گے جو اولادِ محمّدؐ کے دفاع میں ہوگی۔ اپنی زبان و شمشیر دونوں سے میں ان کی جانب سے دفاع کروں گا۔ اور بروزِ رستیز میں اس جنگ کے ذریعہ جنّت کا اُمیدوار ہوں، یہ اشعار پڑھ کر دادِ مردانگی دی، یہاں تک کہ شہید ہوئے۔ بعد شہادت حضرت امام حسینؑ ان کی لاش پر آئے اور فرمایا، خداوندا! اِس (جون) کا چہرہ نورانی کر دے، اس کے جسم کو خوشبودار بنا دے اور ہمراہ نیکوں کے محشور بھی کرے، نیز اس کو آلِ محمّدؐ سے جُدا بھی کرے۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے، کہ بعد شہادت جناب سیّد الشہداءؑ، بنی اسد نے دیکھا کہ لاشِ جون سے بہ برکت دعاءِ امام مظلومؑ بوئے مشک ساطع ہے۔ کتاب "مناقب" میں منقول ہے کہ جونؑ غلام ابوذرؓ غفاری یہ رجز پڑھتے تھے ؎

كَيْفَ يَرَى الْفُجَّارُ ضَرْبَ الْأَسْوَدِ ۞ بِالْمَشْرَفِيِّ الْقَاطِعِ الْمُهَنَّدِ

بِالسَّيْفِ صُلْتًا عَنْ بَنِيْ مُحَمَّدِ ۞ أَذُبُّ عَنْهُمْ بِاللِّسَانِ وَالْيَدِ

أَرْجُوْ بِذَاكَ الْفَوْزَ عِنْدَ الْمَوْرِدِ ۞ مِنَ الْإِلٰهِ الْوَاحِدِ الْمُوَحَّدِ

إِذْ لَا شَفِيْعَ عِنْدَهُ كَأَحْمَدِ

شہادت عمر بن خالد

(ترجمہ اس کا قریب بہ اوّل ہے)۔ سیّد ابن طاؤس علیہ الرّحمہ نے لکھا ہے کہ بعد شہادت جونؑ، عمر ابنِ خالد صیداوی، حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں آئے، عرض کیا: یا ابا عبداللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنے اصحاب سے جا کر ملوں اور میں نہیں چاہتا' زندہ رہوں، اور آپ کو بے مونس و مددگار اس قوم جفا کار کے دستِ ظلم سے شہید ہوتا دیکھوں حضرت نے اجازت دی، فرمایا ہم بھی ایک گھڑی بعد تم سے ملیں گے، جب اس سعادت مند نے رخصت پائی، جنگ گاہ میں آئے اور بعد مقابلہ بسیار شہدائے ابرار سے ملحق ہوئے ۔

شہادت حنظلہ بن اسعد

ان کے بعد حنظلہ بن سعد شامی، خدمتِ امامؑ عالیمقدار میں آ کر کھڑے ہوئے اور ان کافروں کی تلوار اور نیزہ کو اپنے منھ اور سینہ پر روکتے تھے اور بآواز بلند کہتے تھے ۔

یا قوم انّی اخاف علیکم مثل یوم الاحزاب مثل داب قوم نوح وّعادٍ وثمود والّذین من بعدھم وما اللہ یرید ظلماً للعباد یا قوم انّی اخاف علیکم یوم التناد یوم تولون مدبرین مالکم من اللہ من عاصم یا قوم لا تقتلوا حسینا فیسحتکم اللہ بعذاب وقد خاب من افتری۔

یعنی اے اشقیاءِ کوفہ و شام، میں ڈرتا ہوں تمہارے حال پر اس عذاب سے جو اُمّت ہائے گزشتہ پر نازل ہوئے، مانند عذاب قومِ نوح اور عاد و ثمود کے اور وہ لوگ جو بعد ان کے تھے۔ اور خدا اپنے بندوں کے لئے ستم نہیں چاہتا۔ اے قوم میں ڈرتا ہوں، تم پر عذاب قیامت سے جس دن کہ تم منھ پھرا کر بھاگ رہے ہوگے اور عذابِ خدا سے تمہیں کوئی بچانے والا نہ ہوگا، اے قوم! حُسینؑ کو قتل نہ کرو، ورنہ خدا تم کو غارت کر دے گا۔ نا اُمّید ہے وہ شخص جو خدا پر افترا کرے۔ کتاب "مناقب" میں روایت ہے کہ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: اے پسر سعد، خدا تجھ پر رحمت کرے یہ لوگ مستوجب عذابِ الٰہی ہوئے۔ جس وقت انھوں نے تیری نصیحت قبول نہ کی اور تجھے اور تیرے اصحاب کو دُشنام دیا۔ پس اب کیونکر عذاب درد ناک کے مستوجب نہ ہوں گے۔ بزرگانِ دین اور تمہارے برادرانِ صالحین کو انھوں نے قتل کیا۔ حنظلہ نے عرض کیا میں آپ پر قربان، سچ ارشاد فرمایا: آپ مجھے اجازت دیجئے کہ بارگاہِ الٰہی میں پہونچوں اور اپنے بھائیوں سے جا کر ملوں، فرمایا، جا کہ

تیرے لئے آخرت میں وہ چیز مہیّا ہے جو دُنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور جا اس مقام میں جہاں دَولتِ لازوال ہے۔ حنظلہ نے کہا: اَلسّلام علیک، اے فرزندِ رسُولِ خدا، آپ پر اور آپکے اہلِ بیتِ طاہرینؑ پر درُود و سلام اور مجھے اور آپ کو بہشتِ جاوید میں خدا جمع کرے، امام حسینؑ نے آمین کہا اور اس سعادت مند نے دریائے جنگ میں غوطہ لگایا۔ بعد مقاتلۂ بسیار اشقیاء نے اس بزرگوار پر حملہ کیا۔ پس درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

سیّد ابنِ طاؤس علیہ الرّحمۃ نے روایت کی ہے کہ بعد شہادتِ حنظلہ، سوید بن عمرو ابنِ مطاع جو شرافتِ حسب اور کثرتِ نماز و عبادت میں مشہور و معروف تھے، مانندِ شیرِ نر میدانِ نبرد میں آئے اور بہت لڑے اور دادِ مردانگی دی۔ یہاں تک کہ کثرتِ زخمہائے کاری سے طاقت لڑنے کی نہ رہی اور درمیانِ لاشہائے شہدا زخمی ہو کر گر پڑے؛ کیونکہ جسمِ شریف میں طاقتِ جہاد باقی نہ تھی، اسی حال سے پڑے تھے، جب سُنا کہ امام حسینؑ شہید ہو گئے اس وقت حملہ کیا اور ایک چھری اپنے موزے سے نکال کر جہاد کیا یہانتک شہید ہو گئے۔ صاحبِ "مناقب" فرماتے ہیں کہ بعد شہادتِ سوید، یحییٰ بن سلیم مازنی معرکۂ جہاد میں آئے اور یہ رجز پڑھتے تھے ؎

شہادت سوید بن عمرو

لَاَضْرِبَنَّ الْقَوْمَ ضَرْبًا فَيْصَلًا ❁ ضَرْبًا شَدِيْدًا فِي الْعَدَاةِ مُعَجَّلًا
لَاعَاجِزًا فِيْهَا وَلَا مُوَلْوِلًا ❁ وَلَا اَخَافُ الْيَوْمَ مَوْتًا مُقْبِلًا
لٰكِنَّنِيْ كَاللَّيْثِ اَحْمِيْ اَشْبُلًا

شہادت یحییٰ بن سلیم

یعنی قتل کروں گا میں اس قوم کو اس ضرب سے جو فارقِ حق و باطل ہو گی۔ ایسی ضرب جو کاری و تیز ہو گی۔ آج کے دن میں خوف نہیں کرتا اس مرگ سے جو پیش آنے والی ہے اور میں مانندِ شیر فرزندانِ شیرِ خدا کی حمایت کرتا ہوں"۔ اس کے بعد حملہ کیا اور بہت لڑے۔ یہاں تک کہ سرائے فانی سے بہشتِ جاودانی کو سدھارے۔ ان کے بعد قرہ بن ابی قرہ غفاری نے قدمِ اخلاص میدانِ شہادت میں رکھا اور اس مضمون کا رجز پڑھا ؎

شہادت قرہ بن ابی قرہ غفاری

قَدْ عَلِمَتْ حَقًّا بَنُوْ غِفَارٍ ❁ وَخِنْدِفٌ بَعْدَ بَنِيْ نِزَارٍ
بِاَنَّنِي اللَّيْثُ لَدَى الْغِيَارِ ❁ لَاَضْرِبَنَّ مَعْشَرَ الْفُجَّارِ
بِكُلِّ عَضْبٍ ذَكَرٍ بَتَّارٍ ❁ ضَرْبًا وَجِيْعًا عَنْ بَنِي الْاَخْيَارِ
رَهْطِ النَّبِيِّ سَادَةِ الْاَبْرَارِ

یعنی تمام بنو غفار و خندف و بنی نزار خوب جانتے پہچانتے ہیں کہ میں بوقت حمیّت و غیرت شیرِ نر ہوں۔ میں گروہ فاسقین کو اپنی تلوار آبدار سے بڑی کاری ضرب لگاؤں گا۔ جو اولادِ اخیار و ساداتِ ابرار کی اولاد کی حمایت میں ہو گی"۔ اس کے بعد حملہ کیا اور جنگ کر کے شربتِ شہادت نوش کیا۔

ان کے بعد مالک بن انس مالکی میدانِ جہاد میں برآمد ہوئے اور اس مضمون کا رجز پڑھا

شہادت مالک بن انس

قَدْ عَلِمَتْ مَالِكٌ وَالدُّوْدَانِ ❁ وَالْخِنْدِفِيُّوْنَ وَقَيْسُ عَيْلَانِ
بِاَنَّ قَوْمِيْ اٰفَةُ الْاَقْرَانِ ❁ لَدَى الْوَغَا وَسَادَةُ الْفُرْسَانِ
مُبَاشِرُوا الْمَوْتِ بِطَعْنٍ اٰنٍ ❁ لَسْنَا نَرَى الْعَجْزَ عَنِ الطِّعَانِ
اٰلُ عَلِيٍّ شِيْعَةُ الرَّحْمٰنِ ❁ اٰلُ زِيَادٍ شِيْعَةُ الشَّيْطَانِ

یعنی بہ تحقیق کہ خوب جانتے ہیں قبیلۂ مالک اور دُودان اور خندف اور قبیلۂ قیس غیلان، کہ میری قوم اپنی بہادری کی وجہ سے حریف کے لئے آفت ہے، اور وہ سردار ہیں سواروں کے ہم موت سے بہ ضربِ نیزہ ہائے تند و تیز ملاقات کرتے ہیں، عاجز نہیں ہیں، نیزہ بازی سے، گواہی دیتا ہوں کہ ہم علیؑ والے مطیع اور پیروانِ خدا وندِ رحمٰن ہیں اور زیاد والے پیروانِ شیطان ہیں"۔ اس کے بعد حملہ کیا۔ اور دادِ مردانگی و شجاعت دی یہاں تک کہ درجۂ رفیعۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ "ابنِ بابویہؒ" نے روایت کی ہے کہ اس بزرگوار کا اسمِ مبارک انس بن حارث کاہلی تھا۔ "کتاب" "مناقب" میں مذکور ہے ان کے بعد عمرو بن مطاع جعفی میدانِ نبرد میں گئے اور اس مضمون کا رجز پڑھا ؎

شہادت عمرو بن مطاع جعفی

اَنَا ابْنُ جُعْفٍ وَّاَبِيْ مُطَاعُ ❁ وَفِيْ يَمِيْنِيْ مُرْهَفٌ قَطَّاعُ
وَاَسْمَرُ فِيْ رَاْسِهٖ لَمَّاعُ ❁ يُرٰى لَهٗ مِنْ ضَوْئِهٖ شُعَاعُ
اَلْيَوْمَ قَدْ طَابَ لَنَا الْقِرَاعُ ❁ دُوْنَ حُسَيْنٍ الضَّرْبُ وَالسِّطَاعُ
يُرْجٰى بِذَاكَ الْفَوْزُ وَالدِّفَاعُ ❁ عَنْ حَرِّ نَارٍ حِيْنَ لَا انْتِفَاعُ

یعنی میں قبیلۂ جعفی سے ہوں، اور میرا باپ مطاع ہے، میرے داہنے ہاتھ میں بڑی کاٹنے والی تلوار ہے، دوسرے ہاتھ گندم گوں نیزہ ہے جس کی انی چمک رہی ہے جس سے شعاع نکل رہی ہے، آج امام حسینؑ کی نصرت میں ہم کو جنگ کر کے غبار اڑانا اچھا لگتا ہے جس سے کامرانی اور اس روز آتشِ جہنّم سے بچنے کی اُمید کی جاتی ہے جس روز کوئی فائدہ

پہونچانے والا نہیں ہوگا" یہ کہہ کر حملہ کیا اور شربتِ شہادت نوش کیا۔ محمدؐ ابنِ ابی طالب موسوی اور ابنِ کثیر اور صاحبِ "مناقب" نے روایت کی ہے کہ بعد شہادت عمرو ابن مطاع جعفی، حجاج بن مسروق، موذنِ امام حسینؑ، جہاد کے لئے میدانِ کارزار میں گئے اور اس مضمون کے شعر پڑھتے تھے ؎

شہادت عمرو ابن مطاع جعفی و حجاج بن مسروق

أَقْدِمْ حُسَيْناً هَادِياً مَهْدِيَّا ؛ اَلْيَوْمَ نَلْقَى جَدَّكَ النَّبِيَّا
ثُمَّ أَبَاكَ ذَا النَّدَى عَلِيَّا ؛ ذَاكَ الَّذِي نَعْرِفُهُ وَصِيَّا
وَالْحَسَنَ الْخَيْرَ الرَّضِيَّ الْوَلِيَّا ؛ وَذَا الْجَنَاحَيْنِ الْفَتَى الْكَمِيَّا
وَأَسَدَ اللهِ الشَّهِيدَ الْحَيَّا

یعنی آج میں حسینؑ کے آگے اپنی جان نثار کروں گا، آج میں آپ کے جدّ نبیؐ سے ملاقات کروں گا۔ بعد ازاں صاحب جود و سخا حضرت علیؑ سے ملوں گا جن کو میں وصی جانتا ہوں اور حسن خوش خصال وصی و ولی سے پھر بطل شجاع و مسلح جعفر طیار پھر شیرِ خدا (حمزہؑ) شہید زندہ سے ملاقات کروں گا۔" اس کے بعد حملہ کیا اور دادِ مردانگی و شجاعت دی، یہانتک کہ جامِ شہادت نوش کیا۔ اِن کے بعد زہیر ابنِ قین، میدانِ کارزار کو روانہ ہوئے آپ اس مضمون کا رجز پڑھتے تھے ؎

شہادت زہیر ابن قین

أَنَا زُهَيْرٌ وَأَنَا ابْنُ الْقَيْنِ ؛ أَذُودُكُمْ بِالسَّيْفِ عَنْ حُسَيْنِ
إِنَّ حُسَيْناً أَحَدُ السِّبْطَيْنِ ؛ مِنْ عِتْرَةِ الْبَرِّ التَّقِيِّ الزَّيْنِ
ذَاكَ رَسُولُ اللهِ غَيْرُ الْمَيْنِ ؛ أَضْرِبُكُمْ وَلَا أَرَى مِنْ شَيْنِ
يَا لَيْتَ نَفْسِي قُسِّمَتْ قِسْمَيْنِ

یعنی میں زہیر قین کا فرزند ہوں۔ اپنی تلوار کے ذریعہ حسینؑ سے دفاع کروں گا۔ امام حسینؑ رسولِ خدا کے دو مشہور نواسوں میں سے ایک ہیں اور نبیؐ خوش خصال و خوش جمال و تقی کی عترت ہیں۔ وہ اللہ کا رسولؐ برحق ہے۔ میں تم کو تلوار لگانا کوئی برائی نہیں سمجھتا۔ کاش کہ میں نصرتِ فرزندِ رسولؐ میں ایک کے بجائے دو ہوتا تو امام حسینؑ کی دو بار مدد کرتا۔"
اس کے بعد بہ روایت محمدؐ ابنِ ابی طالب، زہیر بن قین نے ایک سو بیس اشقیاء کو قتل کیا، یہاں تک کہ ضربتِ کثیر ابن عبداللہ شعبی اور مہاجرین اوس تمیمی سے درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ اس وقت امام حسینؑ نے فرمایا: اے زہیر! خداوند تعالیٰ تجھے اپنی رحمت سے

جدا نہ کرے، تیرے قاتلوں کو مثل عذاب مسوخات خوک و میمون معذّب کرے۔

شہادت زہیر ابنِ قین کے بعد بروایتے سعید ابن عبداللہ حنفی جہاد کو گئے، آپ اس مضمون کا رجز پڑھتے تھے ؎

شہادت سعید ابن عبداللہ

أَقْدِمْ حُسَيْنُ الْيَوْمَ تَلْقَى أَحْمَدَا ؛ وَشَيْخَكَ الْخَيْرَ عَلِيّاً ذَا النَّدَى
وَحَسَناً كَالْبَدْرِ وَافِي الْأَسْعُدَا ؛ وَعَمَّكَ الْقَرْمَ الْهُمَامَ الْأَرْشَدَا
حَمْزَةَ اللَّيْثَ يُدْعَى أَسَدَا ؛ وَذَا الْجَنَاحَيْنِ تَبَوَّأَ مَقْعَدَا
فِي جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ يَعْلُو صُعُدَا

یعنی آج تو حسینؑ کے آگے اپنی جان فدا کرتا کہ محمد مصطفےٰؐ اور علیؑ مرتضیٰ، صاحبِ جود و سخا اور ماہِ تمام حسنؑ مجتبیٰ اور حمزہؑ شیرِ خدا، اور جعفرِ طیارؑ کے پاس جنّتِ فردوس میں پہونچے اس کے بعد دریائے حرب میں در آئے اور جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہوئے۔ ان کے بعد حبیب ابن مظاہر اسدی نے میدانِ جہاد میں قدم رکھا اور اس مضمون کے اشعار پڑھے ؎

شہادت حبیب ابن مظاہر اسدی

أَنَا حَبِيبٌ وَأَبِي مُظَهَّرُ ؛ فَارِسُ هَيْجَاءٍ وَحَرْبٍ تُسْعَرُ
وَأَنْتُمْ عِنْدَ الْعَدِيدِ أَكْثَرُ ؛ وَنَحْنُ أَعْلَى حُجَّةً وَأَظْهَرُ
وَأَنْتُمْ عِنْدَ الْوَفَاءِ أَغْدَرُ ؛ وَنَحْنُ أَوْفَى مِنْكُمْ وَأَصْبَرُ
حَقّاً وَأَنْمَى مِنْكُمْ وَأَعْذَرُ

یعنی اے قوم میں حبیب ابنِ مظاہر، فارسِ میدانِ حرب و جنگ ہوں۔ ہرچند تم شمار میں زیادہ ہو مگر حجّت و برہان ہمارا تم پر غالب اور ظاہر ہے اور تم سخت بے وفا ہو۔ اور ہم صابر و وفادار اور بہتر و افضل ہیں، اور حجّت اور عذر ہمارا تم پر غالب ہے۔ اس کے بعد خوب لڑے اور یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے ؎

أُقْسِمُ لَوْ كُنَّا لَكُمْ أَعْدَادَا ؛ أَوْ شَطْرَكُمْ وَلَّيْتُمُ الْأَكْتَادَا
يَا شَرَّ قَوْمٍ حَسَباً وَآدَا ؛ وَشَرَّهُمْ قَدْ عَلِمُوا أَنْدَادَا

یعنی قسم کھاتا ہوں میں اگر ہم شمار میں تمہارے برابر ہوتے تو تمہارا منہ پھیر دیتے۔ اے بدترین اقوام از روئے حسب و نسب جو کسی کے مقابلہ پر آئے ہو۔" اس وقت قبیلہ تمیم کے ایک شقی نے ایک نیزہ مارا، حبیب ابن مظاہر نے چاہا سنبھل کر کھڑے ہوں، ناگاہ حصین بن نمیر نے بھی ایک تلوار سر پر ماری جس سے حبیب زمین پر گرے اور تمیمی نے اپنے گھوڑے سے اتر کر

ان کا سر مطہر بدن سے جدا کیا، پس حضرت امام حسین علیہ السّلام قتل حبیب ابن مظاہر سے شکستہ خاطر ہوئے، فرمایا: مَیں اپنی جان اور اصحاب کی جان خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ ان کے اجر کا خدا سے طالب ہوں، بعض روایات میں آیا ہے، بدیل بن صریم نے حبیب ابنِ مظاہر کو شہید کیا، اور ان کا سرِ اقدس اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکایا۔ جب وہ ملعون مکّہ معظّمہ پہونچا، پسرِ حبیب ابنِ مظاہر نے جو ابھی حدِّ بلوغ کو نہ پہونچا تھا۔ اس شقی کا سرِ نجس کاٹ کر پھینک دیا اور اپنے پدر بزرگوار کا سرِ اقدس اس سے لے لیا۔ بہ روایت محمّد ابنِ اَبی طالب، حبیب ابنِ مظاہر نے باسٹھ اشقیا کو جہنّم واصل کیا، یہاں تک کہ حصین ابنِ نمیر نے انھیں شہید کیا، اور سرِ مبارک ان کا اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکایا۔

ان کے بعد ہلال ابنِ نافع بجلی رجز خواں میدانِ کارزار میں نکلے اور کئی شعر اپنی تیر اندازی کے متعلق پڑھے اور جب تک تیر ان کے ترکش میں رہے مخالفوں کی طرف پھینکا کئے۔ جب ترکش خالی ہوگیا۔ اس وقت ہاتھ اپنا قبضۂ شمشیر پر رکھا، اور اس مضمون کا رجز پڑھا ؎

اَنَا الْغُلَامُ الْیَمَنِیُّ الْبَجَلِیْ ؎ دِیْنِیْ عَلٰی دِیْنِ حُسَیْنٍ وَّعَلِیْ
اِنْ اُقْتَلَ الْیَوْمَ فَھٰذَا اَمَلِیْ ؎ فَذَاکَ رَاْیِیْ وَاُلَاقِیْ عَمَلِیْ

یعنی اے قوم میں فرزندِ بجلی ہوں۔ اور میرا دین علیؑ اور حسینؑ ابنِ علیؑ کا دین ہے۔ اور اگر آج میں مارا جاؤں تو عین آرزو ہے۔ کیونکہ ملاقات کروں گا، میں اپنے اعمالِ خیر سے۔" یہ کہہ کر میدانِ حرب میں آئے اور تیرہ نامردوں کو واصلِ جہنّم کیا۔ اسوقت اشقیاء نے دونوں بازو ان کے توڑ ڈالے اور دستگیر کر کے ابنِ سعد کے پاس لے گئے شمرِ ملعون نے انھیں شہید کیا۔

ہلال ابنِ نافع کی شہادت کے بعد ایک نوجوان[1] جس کا باپ معرکۂ قتال میں شہید ہو چکا تھا اور ماں اس کی ہمراہ تھی بقصدِ جہاد نکلا۔ اس کی ماں اس کو جہاد کی ترغیب کرتی تھی۔ حضرت امام حسین علیہ السّلام نے فرمایا: ابھی یہ نوجوان ہے اور باپ اسکا مارا

[1] بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ مسلم بن عوسجہ کا فرزند تھا۔ ج۔ز ۱۲ء

گیا ہے مبادا اس کی ماں اس کے خروج پر راضی نہ ہو۔ اس سعادت مند نے کہا: یا ابنَ رسول اللہ! میری ماں ہی نے مجھے حکم کیا ہے اور ان کافروں سے لڑنے کو بھیجا ہے۔ یہ کہکر میدانِ کارزار میں آیا اور ان اشعار کو پڑھا ؎

اَمِیْرِیْ حُسَیْنٌ وَّنِعْمَ الْاَمِیْرُ ؎ سُرُوْرُ فُؤَادِ الْبَشِیْرِ النَّذِیْرُ
عَلِیٌّ وَّفَاطِمَۃُ وَالِدَاہُ ؎ فَھَلْ تَعْلَمُوْنَ لَہٗ مِنْ نَظِیْرُ
لَہٗ طَلْعَۃٌ مِّثْلُ شَمْسِ الضُّحٰی ؎ لَہٗ غُرَّۃٌ مِّثْلُ بَدْرٍ مُّنِیْرُ

یعنی میرا امیر حسینؑ ہے اور کیا اچھا امیر ہے وہ نبیؐ بشیر و نذیر کے دل کا سرور ہے علی و فاطمہ اس کے والدین ہیں کیا تمہارے علم میں اس کا کوئی نظیر ہے۔ اس کے چہرے پر ایسا نور ہے جیسے آفتاب دوپہر اور ایسی ضیا ہے جیسے ماہتاب درخشاں۔" یہ رجز پڑھ کے خوب لڑے یہاں تک کہ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اور سرِ انور ظالموں نے لشکرِ حضرتؑ میں پھینکدیا، ان کی ماں نے اپنے فرزند کا سر اُٹھا لیا اور کہا: خوشا حال تیرا، اے میرے فرزند، اے میرے دل کا سرور، اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک، تو نے اپنی جان فرزندِ رسولؐ پر نثار کی۔ یہ کہہ کر اپنے بیٹے کا سر لشکرِ مخالف میں پھینکدیا، اور ایک ملعون کو اسکی ضرب سے ہلاک کر دیا۔ اور عمودِ خیمہ اُٹھا کر لشکرِ مخالف پر حملہ کیا اور یہ اشعار پڑھتی تھی ؎

اَنَا عَجُوْزُ سَیِّدِیْ ضَعِیْفَۃٌ ؎ خَاوِیَۃٌ بَالِیَۃٌ نَحِیْفَۃٌ
اَضْرِبُکُمْ بِضَرْبَۃٍ عَنِیْفَۃٍ ؎ دُوْنَ بَنِیْ فَاطِمَۃَ الشَّرِیْفَۃِ

یعنی میں زنِ کہن سال ہوں، جسم میرا اگرچہ بڑھاپے کی وجہ سے ضعیف و ناتوان ہے، لیکن اے اشقیاء میں تمہیں بہ ضربِ شدید قتل کروں گی، اور حمایت کروں گی، فرزندِ فاطمہؑ کی۔" یہ کہہ کر اس ضعیفہ نے مقاتلہ کیا۔ یہاں تک کہ دو شخصوں کو خاک پر گرایا، اسوقت امام حسینؑ نے اصحاب سے فرمایا، اس زنِ نیک اعتقاد کو پھیر لاؤ اور حضرتؑ نے اس ضعیفہ کے حق میں دُعا کی۔ "مناقب" میں روایت ہے کہ ان کے بعد جُنادہ بن حرب انصاری جہاد کو گئے اور اس مضمون کا رجز پڑھا ؎

اَنَا جُنَادٌ وَّاَنَا ابْنُ الْحَارِثْ ؎ لَسْتُ بِخَوَّارٍ وَّلَا بِنَاکِثْ
عَنْ بَیْعَتِیْ حَتّٰی یَرِثَنِیْ وَارِثْ ؎ اَلْیَوْمَ شِلْوِیْ فِی الصَّعِیْدِ مَاکِثْ

یعنی اے اشقیاءِ کوفہ و شام، میں جنادہ بن حرب ہوں، اور جب تک زندہ ہوں بیعت شکن

نہیں ہوں اور آج دادِ مردانگی دُونگا۔ اور بدن میرا خاک و خون میں غلطاں ہوگا۔" یہ کہکر حملہ کیا اور بعد مقاتلہ بسیار شہادت پر فائز ہوئے۔ ان کے بعد عمر ابنِ جنادہ معرکہ کارزار میں گئے اور یہ رجز پڑھا؎

أُضَيِّقُ الْخِنَاقَ مِنَ ابْنِ هِنْدٍ ٭ وَأَرْمِيهِ مِنْ عَامِهِ بِفَوَارِسِ الْأَنْصَارِ

وَمُهَاجِرِيْنَ مُخَضِّبِيْنَ رِمَاحَهُمْ ٭ تَحْتَ الْعَجَاجَةِ مِنْ دَمِ الْكُفَّارِ

خُضِّبَتْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ ٭ فَالْيَوْمَ تُخْضَبُ مِنْ دِمَاءِ أَرَاذِلِ

وَفَضُوا الْقُرْآنَ لِنُصْرَةِ الْأَشْرَارِ ٭ طَلَبُوا بِثَارِهِمْ بِبَدْرٍ إِذْ أَتَوْا

بِالْمُرْهَفَاتِ وَبِالْقَنَا الْخَطَّارِ ٭ وَاللهِ رَبِّيْ لَا أَزَالُ مُضَارِبًا

فِي الْفَاسِقِيْنَ بِمُرْهَفٍ بَتَّارِ ٭ هٰذَا عَلَى الْأَزْدِيِّ حَقٌّ وَاجِبٌ

فِيْ كُلِّ يَوْمٍ تَعَانُقٍ وَّكَرَارِ

حاصلِ مطلب یہ ہے کہ میں آج پسرِ ہند کا ناطقہ بند کردُوں گا، اور لشکرِ انصار کے ساتھ ان پر حملہ آور ہوں گا۔ اور ایسے مہاجرین کو لے کر حملہ آور ہوں گا جن کے نیزے گرد و غبار کے نیچے کافروں کے خون سے رنگین ہیں، وہ اس سے پہلے زمانۂ نبیؐ میں بھی کافروں کے خون سے رنگین رہ چکے ہیں۔ اور آج ان ذلیلوں کے خون سے رنگین ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے شریروں کی نصرت کی خاطر قرآن کو چھوڑ دیا ہے اور اپنے بدر کے کُشتوں کا بدلہ لینے کو تلواروں اور نیزوں سے مسلّح ہو کر جمع ہوئے ہیں۔ خدا کی قسم میں بھی اپنی تیغِ برّاں سے ان لوگوں سے جہاد کئے جاؤں گا۔ کیونکہ تلواروں سے گلے ملنا اور بڑھ بڑھ کر حملے کرنا مجھ پر حقّ واجب ہے۔" یہ اشعار پڑھ کر دادِ مردانگی دی، یہانتک کہ شرفِ شہادت پر فائز ہوئے۔ ان کے بعد عبدالرحمٰن بن عُروہ معرکۂ قتال میں گئے اور یہ رجز پڑھا؎

قَدْ عَلِمَتْ حَقًّا بَنُوْ غِفَارِ ٭ وَخِنْدِفٌ بَعْدَ بَنِيْ نِزَارِ

لَنَضْرِبَنَّ مَعْشَرَ الْفُجَّارِ ٭ بِكُلِّ عَضْبٍ ذَكَرٍ بَتَّارِ

يَا قَوْمِ ذُوْدُوْا عَنْ بَنِي الْأَخْيَارِ ٭ بِالْمَشْرَفِيِّ وَالْقَنَا الْخَطَّارِ

بہ تحقیق کہ خوب جانتے ہیں بنی غِفار اور قبیلہ خندف اور بنی نزار کہ میں قتل کرونگا، فجّار کو اپنی تلوار آبدار کے وار سے۔ اے میری قوم! دور کرو شرِّ دشمن بہ شمشیر و نیزہ اولادِ رسولؐ

پس بعد مقاتلہ شدید شربتِ شہادت نوش کیا۔

اس کے بعد عابس بن شبیب شاکری نے شوذب غلام سے کہا: تُو کیا قصد رکھتا ہے، شوذب نے کہا، میں دشمنانِ امام حسینؑ سے لڑوں گا، یہاں تک کہ مارا جاؤں۔ عابس نے کہا: میں بھی تم سے یہی گمان رکھتا ہوں۔ پس جب تو ایسی سعادت پر آمادہ ہے تو حضرتؑ کے پاس جا کر رخصتِ جہاد طلب کر اور عہد اپنا وفا کر اور سفرِ آخرت پر آمادہ ہو۔ تاکہ اصحابِ امام حسینؑ سے محسوب ہو۔ اِس لئے کہ آج وہ دِن ہے کہ حتّی المقدور، تحصیل اجرِ آخرت میں پوری کوشش و جِدّ و جہد کرنا لازم ہے، اور آج کے بعد پھر آئندہ کوئی دِن ایسا ہاتھ نہ آئے گا اور حساب روزِ جزا دَرپیش ہے۔ پس عابس بن شبیب بہ قدمِ اخلاص و یقین، امام مبین کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یابن رسول اللہ! قسم خدا کی آج رُوئے زمین پر کوئی شخص آپ سے زیادہ عزیز اور محبوب نہیں ہے۔ اگر جان سے بہتر کوئی چیز میرے پاس ہوتی اور آپ کو شرِّ دشمن سے بچا سکتا تو اُس کو بھی آپ پر نثار کرتا۔ میں آپ پر سلام کرتا ہوں، گواہ رہیئے کہ میں آپ کے اور آپ کے پدرِ بزرگوار کے طریقے پر ہوں۔" یہ کہہ کر تلوار میان سے کھینچی اور شیر کی طرح سے لشکرِ مخالف پر حملہ آور ہوئے۔ رَبیع ابنِ تمیم کہتا ہے، جب میں نے عابس ابنِ شبیب کو دیکھا کہ باشمشیر برہنہ، خشم ناک، جانبِ لشکر آتا ہے۔ میں نے ان کو پہچانا، کیونکہ میں نے کئی بار اُن کی شجاعت کو معرکوں میں دیکھا تھا۔ اس لئے میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: أَيُّهَا النَّاسُ! یہ پسرِ شبیب، شیرِ بیشۂ شجاعت تمہاری طرف آتا ہے، کوئی اس کے سامنے نہ جائے۔ ہرچند عابسؓ نے مبارز طلبی کی پر کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ جب عمر سعد نے دیکھا کوئی ہمّت نہیں کرتا، تو باآوازِ بلند کہا، ہر طرف سے سنگِ باراں کرو۔ جب عابسؓ نے ان بے حیاؤں کی یہ نامردی دیکھی آمادۂ مرگ ہوئے۔ اور خود و زرہ اُتار کر مثلِ شیرِ ژیاں، تنِ عُریاں ان رُوباہ صفتوں پر حملہ آور ہوئے۔ رَبیع ابنِ تمیم کہتا ہے قسم بخدا، دیکھا میں نے کہ جس طرف وہ حملہ کرتے تھے، دو سَو سے زیادہ کا غول ان کے سامنے بھاگتا جاتا تھا، یہاں تک کہ اُن نامردوں نے پتھروں سے ان کا بدن مجروح کر دیا۔ آخر میں یہ گھوڑے سے گر پڑے، چاروں طرف سے ملعونوں نے نرغہ کر لیا اور آپ کا سَر تن سے جدا کیا۔ راوی کہتا ہے، میں نے دیکھا کہ کئی آدمیوں کے ہاتھ میں اِن کا سَر تھا جس پر وہ نزاع کرتے تھے، ہر ایک یہ کہتا تھا کہ عابسؓ کو میں نے

قتل کیا ہے۔ عمرِ سعد نے جواب دیا، تمام لشکر نے مل کر مارا ہے۔

ان کے بعد عبداللہ اور عبدالرحمٰن غفاری، جناب سیّد الشہداء علیہ السّلام کی خدمت میں آئے، عرض کیا، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا عَبْدِاللہِ، ہم آپ کی خدمت میں آئے ہیں تاکہ اپنی جان آپ پر فدا کریں، حضرت نے فرمایا: مرحبا، قریب آؤ اور مُہیّائے شہادت ہو۔ پس وہ دونوں بزرگوار امام حسینؑ کے قریب آئے اور اشکِ حسرت آنکھوں سے برسائے۔ حضرت نے فرمایا: اے فرزندانِ برادر تمہارے رونے کا سبب کیا ہے؟ قسم بخدا مجھے اُمید ہے کہ ایک ساعت کے بعد تمہاری آنکھیں روشن اور تمہارے دل خوش ہوں گے۔ انھوں نے عرض کیا ہم آپ پر فدا ہوں، ہم اپنے حال پر نہیں روتے ہیں بلکہ اس لئے روتے ہیں کہ مخالفوں نے ہر طرف سے آپ کو گھیر لیا ہے اور ہم اشقیاء کو آپ سے دفع نہیں کرسکتے۔ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: اے فرزندو! خدا تمہیں اس اندوہ و ملال پر جزائے خیر دے۔ پھر ان دونوں نے حضرت کو وداع کیا، اور عرض کیا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللہِ! حضرت امام حسینؑ نے جواب میں فرمایا: عَلَیْکُمَا السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ پس وہ دونوں جوان مانندِ شیر ژیاں میدانِ کارزار میں گئے اور بعد جنگِ عظیم خلعتِ شہادت سے سرفراز ہوئے۔

اِن کے بعد امامِ عالی مقام کا تُرکی غُلام جو کہ نہایت متقی، پرہیزگار، اور قاریِ قرآن تھا۔ حضرت امام حسین علیہ السّلام سے رخصت لے کر مثلِ شیرِ نیستاں لشکرِ مخالف پر جھپٹا اور اس مضمون کا رَجز پڑھتا تھا ؎

اَلْبَحْرُ مِنْ طَعْنِیْ وَضَرْبِیْ یَصْطَلِیْ ؎ وَالْجَوُّ مِنْ سَھْمِیْ وَنَبْلِیْ یَمْتَلِیْ
اِذَا حُسَامِیْ فِیْ یَمِیْنِیْ یَنْجَلِیْ ؎ یَنْشَقُّ قَلْبُ الْحَاسِدِ الْمُبَجَّلِ

یعنی اے اشقیائے کوفہ و شام! آگاہ ہو کہ میری حرارتِ شمشیر سے سمندر بھی جلنے لگتے ہیں۔ اور میری تیراندازی سے فضائیں مملو ہیں۔ جس وقت کہ شمشیر میرے دستِ راست میں دیکھتے ہیں تو بدخواہوں کے دِل شق ہو جاتے ہیں اِس کے بعد بہت سے نامردوں کو خاک پر گرایا، اور آخر کار تیغ دعدوان سے گھائل ہو کر خود بھی زمین پر آرہے۔ حضرت امام حسین علیہ السّلام، اس سعادتمند کی نعش (میّت) پر آئے، اور زار زار روئے، اور اپنا رُخسارِ مبارک غلام ترکی

کے رُخسار پر رکھا۔ غلام نے آنکھیں کھول کر امام حسینؑ کے جمالِ عدیم المثال پر نظر کر کے تبسّم کیا اور مُرغِ روح باغِ جنّت کو پرواز کر گیا۔ اِن کے بعد یزید ابنِ زیاد بن شعشہ میدانِ کارزار میں آئے اور جو اُن کے پاس آٹھ تیر تھے لشکرِ مخالف کی طرف پھینکے، اور پانچ مخالفوں کو آن تیروں نے جہنّم داصل کیا، اور جو تیر پھینکتے تھے، حضرت فرماتے تھے کہ خداوندا ان کے تیر کو نشانہ پر لگا اور اسکے عوض میں اسکو بہشت عطا فرما، اُسوقت فوجِ مخالف نے حملہ کر کے انھیں شہید کر دیا۔

ابنِ نماؒ نے مہران مولیٰ بنی کاہل سے روایت کی ہے، اُس نے کہا میں صحرائے کربلا میں امام حسینؑ کے ہمراہ تھا، ایک شخص کو دیکھا، زبردست مقاتلہ کرتا ہے، اور ہر حملہ میں جمعیتِ اعداء کو متفرق کر کے خدمتِ امامؑ میں آتا ہے۔ اور یہ رَجز پڑھتا ہے ؎

اِبْشِرْ ھُدِیْتَ الرُّشْدَ تَلْقٰی اَحْمَدَا ؎ فِی الْجَنَّۃِ الْفِرْدَوْسِ تَعْلُوْ صَعَدَا

یعنی خوشخبری ہو تجھے کہ ہدایت پائی تو نے راہِ راست کی اور ملاقات کرے گا تو رسولِ خدا سے جنّتِ فردوس میں، میں نے پوچھا کہ یہ بزرگوار کون ہیں؟ لوگوں نے کہا، یہ ابوعمر نہشلی ہیں۔ بروایت دیگر کہا گیا کہ یہ ابوعمرو خثعمی ہیں پس عامر بن نہشلی اور ثعلبی ملعون نے انھیں شہید کر کے سرِ انور بدنِ شریف سے جدا کیا۔ یہ بزرگوار بڑے عابد و زاہد و کثیر الصّلوٰۃ تھے۔ ان کے بعد یزید ابنِ مہاجر کِندی، اشقیاء سے لڑنے کو گئے اور پانچ شخصوں کو اپنی شمشیرِ آبدار کا طعمہ کیا، پھر حضرت کی خدمت میں آکر یہ رَجز پڑھا ؎

اَنَا یَزِیْدٌ وَّاَبِیْ مُھَاجِرٌ ؎ کَاَنَّنِیْ لَیْثٌ بِغِیْلٍ خَادِرٌ
یَا رَبِّ اِنِّیْ لِلْحُسَیْنِ نَاصِرٌ ؎ وَلِابْنِ سَعْدٍ تَارِکٌ وَّھَاجِرٌ

یعنی اے قومِ جفا کار! میں یزید بن مہاجر کندی ہوں، گویا میں بیشۂ شجاعت کا شیر ہوں، پروردگارا! میں ناصرِ حسینؑ ہوں اور تارکِ پسرِ سعد ہوں" ان کی کنیت ابا الشّعشہ تھی، اسی اثناء میں ایک ملعون، لشکرِ عمرِ سعد سے لشکرِ امام حسینؑ کے قریب آیا، اور حسین کہاں ہیں؟ حضرت نے فرمایا: حسینؑ میں ہوں، اس شقی نے کہا: اَلْعِیَاذُ بِاللہِ تجھے آتش ہو تمہیں کہ عنقریب تم اُسمیں وارد ہوگے، حضرت نے فرمایا: اللہ اور اُسکے رسولؐ نے مجھ کو تو جنّت الفردوس کی بشارت دی ہے، اے ملعون، تو کون ہے؟ اُس نے کہا میں محمد بن اشعث ہوں، حضرت نے دستِ دُعا درگاہِ خدا میں بلند کر کے فرمایا: خداوندا، اگر یہ بندہ تیرا کاذب ہے تو اسے آتشِ جہنّم کی طرف کھینچ لے، تاکہ اپنے ساتھیوں کے لئے عبرت بنے۔ ابھی حضرت دُعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ وہ شقی نے اپنے گھوڑے کی باگ پھیری، اور گھوڑے سے گرا،

ایک پاؤں رکاب میں پھنس گیا گھوڑا اس کو اپنی ٹاپوں سے مارتا تھا یہاں تک کہ اس کے اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑے۔ راوی کہتا ہے قسم بخدا حضرت کی سرعت اجابت دُعا سے سب نے تعجب کیا، اور اس کے بعد ایک ملعون آیا اور اس نے کہا: حسین کہاں ہیں۔ حضرت نے فرمایا تجھے کیا کام ہے؟ حسین میں ہوں! اس لعین نے کہا بشارت ہو تمھیں آتش کی۔ حضرت نے فرمایا اے ملعون! میں بشارت دیا گیا ہوں خداوند رحیم اور پیغمبرؐ شفاعت کنندہ کی طرف سے۔ تو کون ہے؟ اس ولدالزنا نے کہا: میں شمر بن ذی الجوشن ہوں۔ حضرت نے فرمایا: اللہ اکبر! میں نے اپنے جد بزرگوار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے، انھوں نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک سگ ابلق میرے اہل بیت کا خون پیتا ہے اور میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا کتّے مجھے کاٹتے ہیں اور ان میں ایک ابلق کتا ہے جو سب سے زیادہ مجھ پر حملہ کرتا ہے اور وہ سگِ ابلق تو ہے۔ ترمذی سے نقل ہے، ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ یا بن رسول اللہ تعبیر خواب کتنی مدّت تک ظاہر ہوتی ہے، اس وقت حضرت نے پیغمبرؐ کا خواب نقل فرمایا اور ارشاد فرمایا ساٹھ برس بعد بھی تعبیر خواب ظاہر ہو سکتی ہے۔

اس کے بعد سیف ابن ابی حریث بن سریع جابری اور مالک بن عبداللہ بن سریع جابری نے ان دونوں سعادت مندوں کو جو جابر کہتے تھے۔ حضرت کی خدمت میں آکر کہا: السّلام یا بنِ رسول اللہ! حضرت نے فرمایا: علیکم السّلام! پس قتل گاہ کو روانہ ہوئے اور بعد مقاتلہ لباس خلعت شہادت سے سرفراز ہو کر داخل بہشت ہوئے۔ محمد ابن ابیطالب موسوی اور دیگر محدثین رحمہم اللہ نے روایت کی ہے کہ اسی طرح ایک ایک صحابی حضرت کو آکر سلام کرتا تھا حضرت جواب سلام دے کر فرماتے تھے ہم بھی تمہارے بعد آتے ہیں۔ اور اس آیۂ مبارک کی تلاوت فرماتے تھے

فَمِنْهُمْ مَّنْ ...... بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝ الخ (سورۂ احزاب آیت ۲۳) یہاں تک کہ سب اصحاب باوفا رضی اللہ عنہم نے اپنی عزیز جان اس امام مظلوم پر نثار کی اور شربت شہادت نوش کیا۔ اور سوا اہلِ بیت رسالت اور خویش واقربا کے کوئی باقی نہ رہا اور رجال موحد یہی ہے کہ اپنے دین کو دُنیا پر اور موت کی زندگانی پر خدا کی راہ میں اختیار کرتا ہے اور حق اور اہل حق کرتا ہے۔ چاہے اس راہ میں مارا جائے۔ حق سبحانہ تعالےٰ فرماتا ہے:

تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ ...... يُرْزَقُوْنَ ۝ الخ (سورۂ آلِ عمران آیت ۱۶۹): یعنی گمان نہ کر ان لوگوں کے متعلق جو راہ خدا میں مارے گئے بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب سے روزی پاتے ہیں۔ جب حضرت رسُول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جنگ اُحد میں لاشہ ہائے شہدا پر تشریف لائے اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بھی ان میں تھے فرمایا: میں گواہ ہوں ان کا جو راہ خدا میں شہید ہوئے ہیں اور اپنے خون میں آلودہ ہیں کہ محشور ہوں گے بروز قیامت درحالیکہ خون ان کی رگ ہائے گردن سے جاری ہوگا، رنگ ان کا مثل خون اور بو مانند مُشک کے ہوگی۔ لکھا ہے کہ جب تمام اصحاب امام حسین علیہ السّلام درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اور سوائے اہل بیت اطہار کوئی نہ رہا اور وہ سب اولاد عقیل بن ابی طالب اور اولاد امام حسنؑ، اولاد امام حسینؑ علیہما السّلام تھے تو سب نے جمع ہو کر ایک دوسرے کو وداع کیا اور عازم جنگ ہوئے سب سے پہلے جس نے سبقت کی عبداللہ پسر مسلم ابن عقیلؓ تھے یہ اپنے عم بزرگوار سے اجازت لے کر میدان قتال میں آئے اور اس مضمون کا رجز ادا فرمایا۔ اَلْيَوْمَ اَلْقٰى مُسْلِمًا وَّهُوَ اَبِيْ + وَفِتْيَةً بَادُوْا عَلٰى دِيْنِ النَّبِيّ لَيْسُوْا بِقَوْمٍ عُرِفُوْا بِالْكِذَابِ + لٰكِنْ خِيَارٌ وَّ كِرَامُ النَّسَبِ + مِنْ هَاشِمِ السَّادَاتِ اَهْلِ الْحَسَبِ: اے قوم اشرار میں چاہتا ہوں کہ آج اپنے پدر بزرگوار مُسلم بن عقیل سے ملاقات کروں اور ان جوانوں سے کہ جنھوں نے دین پیغمبر پر وفات پائی اور کسی نے سخن دروغ و باطل ان سے نہیں سُنا وہ بہترین مردم تھے، شرافت نسب میں اور سادات ہاشمی اور صاحبان حسب تھے۔ بروایت محمد ابن ابی طالب عبداللہ بن مُسلم اعدائے دین سے خوب لڑے یہاں تک کہ تین حملوں میں اٹھانوے اشقیا فی النّار کئے اس کے بعد عمرو بن صبیح صیداوی اور اسد بن مالک لعنہما اللہ نے انھیں شہید کیا۔ ابوالفرج اصفہانی نے مدائنی اور حمید بن مسلم سے روایت کی ہے کہ مادر عبداللہ رقیہ دختر امیرالمومنین تھیں اور عمرو بن صبیح نے عبداللہ کو شہید کیا۔ بروایت دیگر عبداللہ نے ایک ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھا۔ ناگاہ ایک ملعون نے تیر ان کی طرف پھینکا کہ ہاتھ اور پیشانی مبارک ان کی چھد گئی۔

ان کے بعد بروایت حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام محمد بن مُسلم بن عقیل جن کی ماں اُمّ ولد تھیں عرصۂ کارزار میں آئے اور ابوجرہم ازدی اور لقیط بن یاسر جہنی نے ان کو شہید کیا۔

بروایت محمد بن ابی طالب موسوی و دیگران پھر جعفر پسر عقیل ابن ابی طالبؓ معرکۂ کارزار میں آئے اور اس مضمون کا رجز ادا فرمایا۔ اَنَا الْغُلَامُ الْاَبْطَحِيُّ الطَّالِبِيْ + مِنْ مَعْشَرٍ فِيْ هَاشِمٍ وَّغَالِبٍ وَنَحْنُ حَقًّا سَادَةُ الذَّوَائِبِ + وَهٰذَا حُسَيْنٌ اَطْيَبُ الْاَطَائِبِ + مِنْ عِتْرَةِ الْبَرِّ التَّقِيِّ الْعَاقِبِ: اے قوم میں جوان ابطحی و طالبی بنی ہاشم و غالب سے ہوں۔ ہم ہیں سردار و رئیس، یہ عم بزرگوار ہمارے حسینؑ

پاکیزہ ترین مردم اور اولاد پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اس کے بعد صف مخالف پر حملہ کیا اور پندرہ اشقیاء کو قتل کیا۔ اور بروایت ابن شہر آشوب دو کو قتل کیا اور بشر بن سوطہ ہمدانی ملعون نے انھیں شہید کیا۔ ابو الفرج اصفہانی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ مادر جعفر ابن عقیل رضؓ ام ثغر دختر عامر عامری تھیں اور عروۃ اللہ پسر عبد اللہ ختعمی نے ان کو شہید کیا۔

ان کے بعد عبد الرحمٰن بن عقیل بن ابی طالب میدان شہادت میں آئے اور اس مضمون کے شعر رجز میں پڑھے۔ اَبِی عَقِیلٌ فَاعْرِفُوا مَکَانِی + مِنْ هَاشِمٍ وَهَاشِمٌ اِخْوَانِی + کُهُولُ صِدْقٍ سَادَةُ الْاَقْرَانِ + هٰذَا حُسَیْنٌ شَامِخُ الْبُنْیَانِ + وَسَیِّدُ الشِّیْبِ مَعَ الشُّبَّانِ :۔ اے اشقیائے کوفہ وشام آگاہ ہو کہ میں عبد الرحمٰن بن عقیل ہاشمی ہوں میرے بھائی اولاد ہاشم سے باصفا اپنے ہمسروں کے سردار ہیں۔ عم عالی شان میرے امام حسین عؑ ہر پیر وجوان کے پیشوا ہیں۔ یہ کہکر مقاتلہ اعدا میں سرگرم ہوئے سترہ سواروں کو واصل جہنم کیا اور ضربتِ عثمان بن خالد جہنی سے شہید ہوئے۔

ان کے بعد عبد اللہ پسر عقیل رضؓ بروایت ابو الفرج ماں ان کی خادمہ تھیں معرکۂ قتال میں آئے اور ایک جماعت کو قتل کیا۔ پس بروایت حمید بن مسلم ضربت عثمان بن خالد جہنی اور بشیر ابن خوطہ قابضی سے شہادت پائی۔

بروایت مدائنی ان کے بعد عبد اللہ اکبر ابن عقیل ابن ابی طالب رضؓ میدان کارزار میں آئے ان کی ماں کنیز تھیں اور ضربت عثمان بن خالد جہنی اور ایک شخص ہمدانی سے شربت شہادت نوش فرمایا۔ اس جگہ راوی حدیث نے عبد الرحمٰن بن عقیل کو شہداء میں ذکر نہیں کیا۔ پھر بروایت حمید بن مسلم محمد پسر ابی سعید ابن عقیل رضؓ میدان میں آئے ان کی ماں بھی ام ولد تھیں۔ اور اعداء دین سے ایک گروہ کو قتل کرنے کے بعد لقیط بن یاسر جہنی کے تیر سے شہید ہوئے۔ محمد بن علی بن حمزہ نے روایت کی ہے کہ جعفر بن محمد بن عقیل بھی کربلا میں سعادت شہادت پر فائز ہوئے بعض نے لکھا ہے کہ جعفر بروز حرہ قتل ہوئے۔ ابو الفرج اصفہانی نے کتاب الانساب میں ذکر کیا ہے کہ محمد بن عقیل کا ایک فرزند جعفر نام کا تھا محمد بن علی بن حمزہ نے عقیل بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ علی ابن عقیل بھی صحرائے کربلا میں شہید ہوئے، ان کی ماں بھی کنیز تھیں جب اولاد جعفر طیار رضؓ کی نوبت آئی تو ان میں سب سے پہلے محمد بن عبد اللہ بن جعفر میدان نبرد میں آئے اور اس مضمون کا رجز پڑھا۔ نَشْکُوْا اِلَی اللّٰهِ مِنَ الْعُدْوَانِ + قِتَالَ قَوْمٍ فِی الرَّدٰی عُمْیَانِ + قَدْ

تَرَکُوْا مَعَالِمَ الْقُرْاٰنِ + وَمُحْکَمَ التَّنْزِیْلِ وَالتِّبْیَانِ + وَاَظْهَرُوْا الْکُفْرَ مَعَ الطُّغْیَانِ :۔ میں خدا سے شکایت کرتا ہوں ان اشقیا کے ظلم وستم کی جو بوجہ گمراہی کور باطن ہیں، اور چھوڑ دیا معالم قرآن اور محکم تنزیل وتبیان کو اور ظاہر کیا ہے طغیان کو یہ رجز پڑھ کر دریائے حرب میں غوطہ مارا اور دس سوار واصل جہنم کئے اس کے بعد عامر بن نہشل تمیمی نے انھیں شہید کیا۔

ان کے بعد عون بن عبد اللہ بن جعفر طیار معرکۂ جہاد میں آئے اور اس مضمون کا رجز پڑھنے لگے:۔ اِنْ تُنْکِرُوْنِی فَاَنَا ابْنُ جَعْفَرٍ + شَهِیْدُ صِدْقٍ فِی الْجِنَانِ اَزْهَرٍ + یَطِیْرُ فِیْهَا بِجَنَاحٍ اَخْضَرٍ + کَفٰی بِهٰذَا شَرَفًا فِی الْمَحْشَرِ :۔ اے قوم اشقیاء اگر تم میری شرافت حسب نسب سے جاہل ہو پس آگاہ ہو کہ میں عون ہوں بیٹا عبد اللہ بن جعفر کا جو بہشت عنبر سرشت میں زمرد کے پروں کے ساتھ ہمراہ ملائکہ مقربین پرواز کرتے ہیں اور یہ شرف میرے لئے روز حشر کافی ہے اس کے بعد خوب جہاد کیا یہاں تک کہ تین سوار اٹھارہ پیادے جہنم واصل کئے اور عبد اللہ بن بطہ طائی نے انھیں شہید کیا۔ ابو الفرج اصفہانی نے کتاب مقاتل الطالبین میں بعد ذکر شہادت عون ومحمد لکھا ہے کہ عون کو محمد بن قطبہ نبہانی ملعون نے شہید کیا اور یحییٰ بن حسن نے احمد بن سعید سے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن جعفر بھی معرکۂ کربلا میں درجۂ شہادت پر فائز ہو گئے۔

ان کے بعد بروایت ابو الفرج اصفہانی اور محمد بن ابی طالب اور دیگر محدثین عبد اللہ بن حضرت امام حسن علیہ السلام نے قصد جہاد کیا اور اکثر روایات میں بجائے عبد اللہ، قاسم بن حسن عؑ لکھا ہے جو کہ ابھی حد بلوغ کو نہیں پہنچے تھے وارد ہوا ہے کہ اپنے عم بزرگوار کی خدمت میں آکر رخصت جہاد طلب کی، جب حضرت کی نظر ان کے چہرہ نورانی پر پڑی اپنی آغوش میں لے لیا اور دونوں چچا بھتیجے اس قدر روئے کہ بیہوش ہو گئے، جب ہوش میں آئے تو دوبارہ حضرت قاسم نے اذن جہاد طلب کیا حضرت نے قبول نہ فرمایا۔ حضرت قاسم نے ہر چند اصرار کیا حضرت انکار فرماتے رہے اور کسی طرح اذن جہاد نہ دیتے تھے، یہاں تک کہ جناب قاسم حضرت کے پاؤں پر گر پڑے اور اس قدر دست وپائے مبارک کے بوسے لئے اور روئے کہ حضرت نے رخصت جہاد دی اس وقت میدان کارزار میں آئے اور اشک حسرت ان کے رخسارۂ مبارک پر جاری تھے۔ اس مضمون کے شعر رجز میں پڑھے:۔ اِنْ تُنْکِرُوْنِی فَاَنَا ابْنُ الْحَسَنِ + سِبْطُ النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی وَالْمُؤْتَمَنِ + هٰذَا حُسَیْنٌ کَالْاَسِیْرِ الْمُرْتَهَنِ + بَیْنَ اُنَاسٍ لَا سُقُوْا صَوْبَ الْمُزُنِ :۔ اے قوم اشرار! اگر تم میرے حسب ونسب سے جاہل ہو تو آگاہ ہو کہ میں قاسم بن حسن عؑ ہوں اور یہ

حسینؑ میرے عم بزرگوار ہیں جو اس دشت غربت میں مانند قیدیوں کے اس گروہ میں گرفتار ہیں جنکو
خدا اپنے ابر رحمت سے کبھی سیراب نہ کرے گا۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت قاسم کا چہرہ چاند کا ٹکڑا معلوم
ہوتا تھا یہ رجز پڑھنے کے بعد اعدا سے خوب مقاتلہ کیا یہاں تک کہ باوجود صغیر سنی کے ایک حملہ میں
تینتیس اشقیا فی النار کئے۔ حمید ابن مسلم کہتا ہے میں لشکر عمر سعد میں تھا دیکھا میں نے اس لڑکے
کو کہ لشکر حسینؑ سے جدا ہو کر لشکر عمر سعد کی طرف آیا گویا انوار اس کی پیشانی سے درخشاں تھا وہ اس
وقت صرف ایک کرتہ اور ازار پہنے تھا اور نعلین اس کے پاؤں میں تھیں مجھے خوب یاد ہے بند
نعل جب اس معصوم کا ٹوٹا تھا اس وقت عمر سعد ازدی نے کہا بخدا میں اسے جا کر قتل کروں گا۔
میں نے کہا سبحان اللہ! تو کیسا سنگدل ہے آیا تو اس بچہ کے قتل کا ارادہ رکھتا ہے بخدا اگر یہ مجھ پر وار
کرے تو ہاتھ اپنا اس کے روکنے کے لئے نہ بڑھاؤں یہ لوگ جو اس کو گھیرے ہیں کافی ہیں لیکن
اس ملعون نے قبول نہ کیا کہنے لگا بخدا میں اسے قتل کرتا ہوں پھر اس بدگہر نے حملہ کیا اور ایک تلوار
اس کے سر مبارک پر لگائی کہ وہ معصوم منہ کے بل گرا اور فریاد کی یا عَمَّاہُ۔ اے عم بزرگوار
خبر لیجئے! ناگاہ میں نے دیکھا کہ حسینؑ مانند عقاب آئے اور مثل شیر غضبناک کفار پر حملہ کیا اور
قاتل قاسم پر ایک تلوار ماری اس شقی نے ہاتھ سامنے رکھ لیا حضرت نے دست نجس اس کا کہنی
سے جدا کیا شقی نے ایک چیخ ماری اور بھاگنے کا قصد کیا لشکر کوفہ آکر جمع ہو گیا، تاکہ اس کو چھڑا
لے اس وقت جنگ عظیم ہوئی اور وہ معصوم گھوڑوں کی ٹاپوں سے کچل گیا۔ جب حضرت نے
اشقیاء کو بھگا دیا اور گرد و غبار میدان کارزار سے فرو ہوا، حضرت لاش قاسم پر آئے دیکھا وہ
معصوم ایڑیاں زمین پر رگڑتا ہے یہ حال دیکھ کر دریائے اشک چشم مبارک سے جاری ہوا فرمایا
اے فرزند قسم بخدا بہت دشوار ہے تیرے چچا پر کہ تو مجھ سے فریاد کرے اور میں تیری مدد نہ
کر سکوں خدا دور کرے اپنی رحمت سے اس گروہ کو جنھوں نے تجھے قتل کیا۔ اس کے بعد حضرت
اس معصوم کو اٹھا کر اس طرح لے چلے کہ اس کا سینہ اپنے سینے سے لگائے تھے اور پاؤں اس
معصوم کے زمین پر خط دیتے جاتے تھے، یہاں تک کہ اس کی لاش کو باقی اہل بیت کی لاشوں
میں رکھ دیا۔ فرمایا خداوندا ان اعداء کی جمعیت کو پراگندہ کر ہمارے قاتلوں کو قتل کر اور ایک کو ان
میں سے باقی نہ رکھ اور انھیں ہرگز نہ بخش۔ اس کے بعد اپنے بنی اعمام اور اہل بیت سے مخاطب
ہو کر فرمایا صبر کرو آج کے بعد پھر کوئی ذلت و خواری نہ دیکھو گے اور عزت و سعادت ابدی
تمھیں حاصل ہو گی ان کے بعد عبداللہ بن الحسن جن کا ذکر پیشتر ہو چکا، میدانِ جنگ میں جا

کو نکلے اور صحیح تر یہی روایت ہے کہ عبداللہ بعد شہادت قاسم درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اور
اس مضمون کے اشعار رجز میں پڑھے:۔ اِنْ تُنْکِرُوْنِیْ فَاَنَا ابْنُ حَیْدَرَۃ + ضِرْغَامُ آجَامٍ
وَلَیْثُ قَسْوَرَۃ + عَلَی الْاَعَادِیْ مِثْلُ رِیْحٍ صَرْصَرَۃ :۔ اے قوم ناپکار اگر ہماری معرفت حسب
و نسب سے ناواقف ہو، پس آگاہ ہو میں فرزند حیدر شیر بیشہ شجاعت ہوں اور اعدائے دین کے
لئے مانند اس باد صرصر کے ہوں جو باعث ہلاکت قوم عاد ہوئی"۔ اس کے بعد اپنی تیغ آبدار سے چودہ
اشقیا فی النار کئے بعد مقاتلہ بسیار ہانی بن شبیث حضرمی نے ان کو شہید کیا جس کی وجہ سے منہ اس
لعین کا سیاہ ہو گیا۔ ابوالفرج اصفہانی نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت
عبداللہ کو حرملہ بن کاہل نے شہید کیا اور ہانی بن شبیث سے روایت ہے کہ اس معصوم کے قاتل
کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔

ان کے بعد ابوبکر فرزند امام حسنؑ جن کی ماں کنیز تھیں معرکۂ قتال میں آکر اعدائے دین سے
خوب لڑے، یہاں تک کہ موافق اس روایت کے جو مدائنی نے سلیمان ابن ابی راشد سے روایت کی
ہے عبداللہ بن عقبہ غنوی نے انھیں شہید کیا اور موافق روایت عمرو بن شمر جو امام محمد باقرؑ سے
منقول ہے عقبہ غنوی کی ضربت سے شہید ہوئے۔

اس کے بعد برادران حضرت نے رخصت جہاد طلب کی اور سب سے پہلے جس نے سبقت کی
ابوبکر فرزند جناب امیر علیہ السلام تھے۔ نام ان کا عبداللہ مادر گرامی ان کی لیلےٰ دختر مسعود بن خالد
تمیمی تھیں حضرت سے رخصت جہاد لے کر میدان شہادت میں گئے اس مضمون کے اشعار رجز میں
ادا فرمائے:۔ شَیْخِیْ عَلِیٌّ ذُو الْفِخَارِ الْاَطْوَلِ + مِنْ هَاشِمِ الصِّدْقِ الْکَرِیْمِ الْمُفْضِلِ + هٰذَا
حُسَیْنُ ابْنُ النَّبِیِّ الْمُرْسَلِ + عَنْهُ نُحَامِیْ بِالْحُسَامِ الْمَصْقَلِ + تَفْدِیْهِ نَفْسِیْ
مِنْ اَخٍ مُبَجَّلِ :۔ اے قوم اشرار! آگاہ ہو کہ پدر بزرگوار میرے علی ابن ابی طالبؑ صاحب فخر و
بزرگی اور عترت طاہرہ بنی ہاشم سے ہیں جو صاحب صدق و کرم ہیں۔ یہ فرزند رسولؐ ہیں پس
میں اپنی شمشیر آبدار سے ان کی حمایت کرتا ہوں اور فدا کرتا ہوں اپنی جان اپنے بزرگوار برادر
پر۔ اس کے بعد سرگرم جہاد ہوئے یہاں تک کہ زحر ابن بدر نخعی کی ضربت سے شربت شہادت
نوش فرمایا اور ایک روایت میں وارد ہے کہ عبداللہ بن عقبہ غنوی نے انھیں شہید کیا۔ ابوالفرج
اصفہانی نے لکھا ہے کہ ان کے قاتل کا نام معلوم نہیں ہوا اور بروایت امام محمد باقرؑ معلوم
ہوا کہ ایک نامرد ہمدانی کی ضربت سے باغ جنت کو سدھارے مدائنی نے ذکر کیا ہے کہ انھیں

ایک نہر میں غوطہ دیا گیا اور ان کے قاتل کا نام معلوم نہ ہوا۔ ان کے بعد ان کے بڑے بھائی عمر بن علی میدان کارزار میں آئے اور اشعار اس مضمون کے رجز میں پڑھتے۔ اَضْرِبُکُمْ وَلَا اَرٰی فِیْکُمْ زَجْرْ + ذَاکَ الشَّقِیْ بِالنَّبِیِّ قَدْ کَفَرْ + یَا زَجْرُ یَا زَجْرُ تَدَانَ مِنْ عُمَرْ + لَعَلَّکَ الْیَوْمَ تَبَوَّأُ مِنْ سَقَرْ + شَرُّ مَکَانٍ فِیْ حَرِیْقٍ وَسَعَرْ + لِاَنَّکَ الْجَاحِدُ یَا شَرَّ الْبَشَرْ: "اے قوم جفا کار قتل کروں گا میں تم کو اور کہاں ہے قاتل میرے بھائی کا زجر ملعون وہ بدبخت جو رسالت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کا منکر ہے۔ اے زجر! اے زجر! تو عمر سعد کے پاس کیوں گھس رہا ہے، سامنے آ کہ آج میں تجھے اسفل جہنم اور نار حطمہ میں پہنچاؤں۔ اے بدترین مردم تو کافر و منکر حق ہے"۔ اس کے بعد زجر ملعون پر حملہ کیا اور اسے واصل جہنم کر کے مصروف جہاد ہوئے اور اپنی شمشیر آبدار سے اشقیا کو قتل کرتے تھے اور اس مضمون کا رجز پڑھتے تھے: "اے دشمنان خدا شیر خشمناک سے دور ہو جاؤ وہ تم کو اپنی شمشیر آبدار سے ٹکڑے کر ڈالے گا اور فرار نہ کرے گا اور مانند نامردوں کے میدان قتال سے روگرداں نہ ہوگا" پس بعد مقاتلہ بسیار اپنے برادر بزرگوار سے ملحق ہوئے۔

ان کے بعد عثمان بن علیؑ جن کی مادر بزرگوار ام البنین بنت حزام کلابیہ تھیں معرکہ جہاد میں آئے اور یہ رجز ارشاد فرمایا: اِنِّیْ اَنَا عُثْمَانُ ذُوالْمَفَاخِرْ + شَیْخِیْ عَلِیٌّ ذُوالْفِعَالِ الطَّاهِرْ + وَابْنُ عَمٍّ لِلنَّبِیِّ الطَّاهِرْ + اَخِیْ حُسَیْنٌ خِیَرَةُ الْاَخَایِرْ + وَسَیِّدُ الْاَکَابِرِ وَالْاَصَاغِرْ + بَعْدَ الرَّسُوْلِ وَالْوَصِیِّ النَّاصِرْ: "اے قوم جفاکار آگاہ ہو میں عثمان بن علیؑ صاحب فخر و بزرگی ہوں، پدر بزرگوار میرے صاحب افعال پسندیدہ اور ابن عم رسولؐ ہیں۔ برادر عالی مقدار میرے امام حسین علیہ السلام بعد احمد مختار و حیدر کرار بہتر جملہ خلق کے سردار اور بہترین مردم ہیں، پس خولی بن یزید اصبحی نے ایک تیر ان کی پیشانی پر ایسا مارا کہ گھوڑے سے زمین پر گرے۔ اولاد ابان بن حازم میں سے ایک ظالم نے سر مبارک آپ کا جدا کیا۔ ابوالفرج اصفہانی نے کتاب مقاتل الطالبین میں روایت کی ہے آپ کی عمر شریف اس وقت بیس برس کی تھی۔ ضحاک نے اپنی اسناد سے روایت کی ہے کہ خولی بن یزید اصبحی نے ایک تیر ان بزرگوار کو مارا اور وہ زمین پر گر گئے اور ایک ملعون نے فرزندان ابان بن دارم سے انھیں شہید کر کے سر مبارک ان کا جدا کیا۔ جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا کہ میں نے اپنے بھائی عثمان بن مظعون کے نام پر ان کا نام عثمان رکھا ہے اور ابوالفرج اصفہانی نے عمر بن علی کو شہدائے کربلا میں ذکر نہیں کیا۔

ان کے بعد جعفر بن علیؑ مادر گرامی ان کی بھی ام البنین تھیں بعزم شہادت میدان جنگ میں آئے اور اس مضمون کے اشعار رجز میں پڑھے: اِنِّیْ اَنَا جَعْفَرُ ذُوالْمَعَالِیْ + اِبْنُ عَلِیِّ الْخَیْرِ ذِی النَّوَالِ + حَسْبِیْ بِعَمِّیْ شَرَفًا وَخَالِیْ + اَحْمِیْ حُسَیْنًا ذَا النَّدَی الْمِفْضَالِ: "اے قوم ستمگار! آگاہ ہو میں جعفر بن علیؑ صاحب مراتب

بزرگی ہوں، اور میرے پدر بزرگوار نیکوترین مردم اور صاحب بخشش و عطا ہیں اور میرے لئے شرافت عم و خال کی کافی ہے حمایت کرتا ہوں میں حسین کی جو صاحب فضل و عطا ہیں"۔ اس کے بعد قتال اعدائے دین میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ خولی اصبحی نے ایک تیر ان کی آنکھ یا شقیقہ مبارک پر مارا جس سے درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ ان کے بعد ان کے بھائی عبداللہ بن علیؑ نے معرکہ کارزار میں آ کر رجز پڑھا۔ اَنَا ابْنُ ذِی النَّجْدَةِ وَالْاِفْضَالِ + ذَاکَ عَلِیُّ الْخَیْرِ ذُو الْفِعَالِ + سَیْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ذُو النَّکَالِ + فِیْ کُلِّ یَوْمٍ ظَاهِرِ الْاَهْوَالِ: "اے اشقیا، آگاہ ہو میں فرزند اس صاحب فضیلت و شجاعت کا ہوں جس کا نام مبارک علیؑ ہے جو صاحب افعال پسندیدہ اور شیر خدا اور شمشیر رسولؐ اور قاتل فجار و کفار تھے"۔ اس کے بعد ایک گروہ اشقیا کو فی النار کیا آخر کار تیغ ہانی بن ثبیت حضرمی سے درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ ابوالفرج نے عبداللہ ابن حسنؑ اور عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے اس وقت ان کی عمر شریف پچیس (۲۵) برس کی تھی اور اولاد نہ رکھتے تھے اور جعفر بن علی انیس (۱۹) برس کے درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

ضحاک مشرقی نے روایت کی ہے کہ عباس بن علیؑ نے اپنے بھائی عبداللہ سے فرمایا: اے بھائی اب تم جہاد کو جاؤ تاکہ شہداء میں محسوب ہو۔ وہ سید بزرگ میدان کارزار میں آئے اور ہانی بن ثبیت حضرمی نے انھیں شہید کیا۔

ایضاً۔ منقول ہے کہ حضرت عباس نے اپنے بھائی جعفر کو جنگ گاہ میں بھیجا اور وہ امام زادہ عالی مقدار حضرت ہانی بن ثبیت حضرمی سے جو قاتل ان کے بھائی عبداللہ بن علیؑ کا تھا شہید ہوئے اور نصر بن مزاحم نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جعفر بن علیؑ کو خولی بن یزید اصبحی نے شہید کیا۔

ان کے بعد محمد اصغر فرزند جناب امیر علیہ السلام لشکر مخالف کے سامنے آئے۔ اور بروایت امام محمد باقرؑ ان کی والدہ کنیز تھیں۔ آپ ایک ملعون تمیمی جو فرزندان ابان بن دارم سے تھا اس کی تلوار سے شہید ہوئے۔ ابوالفرج نے محمد بن علیؑ ابن حمزہ سے نقل کیا ہے کہ ابراہیم فرزند جناب امیر المومنین علیہ السلام بھی معرکہ کربلا میں شہید ہوئے، مگر یہ ذکر میں نے کسی اور سے نہیں سنا اور نہ کسی کتاب انساب میں پایا اور یحییٰ بن حسنؑ نے ذکر کیا ہے کہ عبیداللہ ابن علیؑ بھی کربلا میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور یہ غلط ہے۔

عباس بن علی علیہ السلام آپ کی کنیت ابوالفضل مادر گرامی جناب ام البنین تھیں حضرت عباسؑ اپنے سب بھائیوں سے بڑے تھے اور سب بھائیوں کے بعد شہید ہوئے اور حسن و جمال اور شجاعت و قوت اور شوکت و توانائی اور بلندی قامت میں ایسے مشہور و معروف تھے کہ جب اسپ بلند قامت پر سوار ہوتے تھے تو آپ کے پائے مبارک زمین پر خط

شہادت حضرت عباس

خطاب دیتے جاتے تھے آپ کا لقب ماہ بنی ہاشم تھا بروز عاشورہ حضرت امام حسینؑ کے علمدار تھے
احمد بن سعید نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے فرمایا جب امام حسینؑ نے اپنے اصحاب کی
صفیں آراستہ کیں تو علم ہدایت شیم اپنے بھائی عباس کو عطا کیا اور احمد بن عیسیٰ نے امام محمد باقر
علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ زید بن رقاد لعین اور حکیم بن طفیل طائی نے ان کو شہید کیا جب
ام البنین مادر حضرت عباس وجعفر وعثمان وعبداللہ نے اپنے فرزندوں کی خبر شہادت مدینہ میں
سنی تو وہ معظمہ ہر روز قبرستان بقیع میں جاکر اپنے فرزندوں پر اس طرح نوحہ وزاری اور فریاد
کرتی تھیں کہ اہل مدینہ آپ کی نوحہ وزاری سن کر روتے تھے یہاں تک کہ مروان لعین باوجود
عداوت اہل بیت طاہرین ان کا نوحہ سنکر روتا اور بیتاب ہو جاتا تھا۔ محمد بن علی بن حمزہ
نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت عباس سقائے اہل بیت تھے۔ اور اپنے سب
بھائیوں سے بڑے تھے جب جانب فرات پانی کے لئے گئے اشقیا نے حضرت عباس پر حملہ کیا
اس وقت یہ رجز فرمایا لَا اَرْهَبُ الْمَوْتَ اِذَا الْمَوْتُ زَقَا + حَتّٰى اُوَارٰى فِي الْمَصَالِيْتِ
لُقٰى + نَفْسِيْ لِنَفْسِ الْمُصْطَفٰى الطُّهْرِ وَقَا + اِنِّيْ اَنَا الْعَبَّاسُ اَغْدُوْ بِالسِّقَا + وَلَا اَخَافُ
الْمَوْتَ يَوْمَ الْمُلْتَقٰى: "میں موت سے نہیں ڈرتا جب کہ موت میرے سامنے آئے یہاں
تک کہ بہادروں کے کشتوں میں میری لاش بھی ڈالدی جائے۔ میری جان جان رسول پاکؐ پر فدا
ہو۔ میں عباس ہوں پانی ضرور لے جاؤں گا۔ اور بروز جنگ موت سے نہیں ڈروں گا۔ میں
موت سے نہیں ڈرتا۔" یہ فرما کر صف مخالف پر حملہ کیا اور جمعیت اعداء کو پراگندہ کیا۔ ناگاہ
زید بن ورقا اور حکیم بن طفیل نے ایک درخت خرما کے پیچھے سے ایسی تلوار لگائی کہ داہنا ہاتھ
آپ کا جدا ہو گیا اس وقت حضرت نے بائیں ہاتھ میں تلوار لے کر اس مضمون کا رجز ادا فرمایا۔
وَاللّٰهِ اِنْ قَطَعْتُمُ يَمِيْنِيْ + اِنِّيْ اُحَامِيْ اَبَدًا عَنْ دِيْنِيْ + وَعَنْ اِمَامٍ صَادِقِ الْيَقِيْنِ +
نَجْلِ النَّبِيِّ الطَّاهِرِ الْاَمِيْنِ: "اے قوم روسیاہ! قسم بخدا اگرچہ تم نے داہنا ہاتھ میرا
قطع کر دیا ہے لیکن میں حمایت دین اور نصرت امام مبین سے دستبردار نہ ہوں گا۔" پس حضرت
عباس بائیں ہاتھ میں تلوار لے کر جہاد اعداء میں سرگرم ہوئے یہاں تک کہ ضعف حضرت
پر طاری ہوا ناگاہ حکیم بن طفیل نے عقب درخت خرما سے پھر ایک تلوار لگائی کہ دست چپ
بھی جدا ہو گیا اس وقت حضرت عباس نے اس مضمون کے اشعار انشاء فرمائے۔
يَا نَفْسُ لَا تَخْشَيْ مِنَ الْكُفَّارِ + وَاَبْشِرِيْ بِرَحْمَةِ الْجَبَّارِ + مَعَ النَّبِيِّ السَّيِّدِ الْمُخْتَارِ

قَدْ قَطَعُوْا بِبَغْيِهِمْ يَسَارِيْ + فَاَصْلِهِمْ يَا رَبِّ حَرَّ النَّارِ: "اے میرے نفس کفار کی
جمعیت سے ڈرنا نہیں رحمت حق کی تجھ کو بشارت ہو کہ عنقریب نبی مختار کی خدمت میں پہنچا
چاہتا ہے، انھوں نے بظلم وستم میرا داہنا ہاتھ بھی کاٹ ڈالا ہیں اے رب ان کو واصل جہنم کر۔"
ناگاہ ایک ملعون نے عمود آہنی مار کر حضرت عباسؑ کو شہید کیا جب حضرت امام حسین علیہ السلام
نے کنارہ فرات برادر بے قوت بازو کو اس حال میں جاکر دیکھا تو ایک آہ سرد دل پر درد سے
کھینچی اور اشک خونیں دیدہ حق بین سے برسائے اور یہ مرثیہ پڑھا:۔ تَعَدَّيْتُمْ يَا شَرَّ قَوْمٍ
بِبَغْيِكُمْ + وَخَالَفْتُمُوْا دِيْنَ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ + اَمَا كَانَ خَيْرُ الرُّسْلِ اَوْصَاكُمْ بِنَا + اَمَا نَحْنُ
مِنْ نَسْلِ النَّبِيِّ الْمُسَدَّدِ + اَمَا كَانَتِ الزَّهْرَاءُ اُمِّيْ دُوْنَكُمْ + اَمَا كَانَ مِنْ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ
اَحْمَدُ + لُعِنْتُمْ وَاُخْزِيْتُمْ بِمَا قَدْ جَنَيْتُمْ + فَسَوْفَ تُلَاقُوْا حَرَّ نَارٍ تَوَقَّدُ + "اے قوم اشرار
تم نے ظلم کیا اور مخالفت دین رسولؐ کی۔ آیا پیغمبرؐ خدا نے ہمارے حق میں تمھیں وصیت نہیں کی،
آیا ہم عترت رسولؐ نہیں ہیں آیا ہماری مادر گرامی فاطمہ زہرا نہیں آیا ہم نیکوترین ذریت احمد سے
نہیں ہیں تم لعنت کئے گئے اور ذلیل ہوئے اپنے گناہوں کی وجہ سے پس عنقریب جہنم کے بھڑکتے ہوئے
شعلے تمھارا استقبال کریں گے۔" مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض تالیفات امامیہ
میں دیکھا ہے کہ جب حضرت عباسؑ نے دیکھا سوائے امام مظلوم اور ان کے فرزندان معصوم کے
کوئی جاں نثار باقی نہ رہا تو آپ اپنے برادر بزرگوار کی خدمت میں آئے عرض کیا مجھے جہاد کی
اجازت دیجیے۔ یہ سنکر حضرت رونے لگے، فرمایا تم میرے لشکر کے علمدار ہو تمھارے
جانے سے میرا حال پریشان ہو گا۔ حضرت عباس نے عرض کیا:۔ اب زندگی سے دل سیر ہے
اور سینہ میرا تنگی کرتا ہے مشتاق لقائے پروردگار ہوں چاہتا ہوں کہ اپنے عزیز واقربا کے
طلب خون میں اشقیاء کو ہلاک کروں۔ حضرت نے فرمایا: اے بھائی اگر تم نے مصمم قصد
سفر آخرت کیا ہے، پس ان بچوں کے لئے تھوڑا پانی لادو کیونکہ یہ شدت تشنگی سے بیتاب
ہو رہے ہیں۔ حضرت عباسؑ لشکر اشقیا کے سامنے آئے، اور ان کو بہت وعظ ونصیحت فرمائی
ان سنگدلوں نے مطلق نہ مانا پھر حضرت کی خدمت میں آکر عرض حال کیا۔ ناگاہ صدائے العطش
العطش اطفال کی بلند ہوئی جب یہ آواز حضرت عباسؑ کے کان میں آئی بیتاب ہو کر گھوڑے
پر سوار ہوئے۔ ایک مشکیزہ دوش مبارک پر اور ایک نیزہ ہاتھ میں لے کر جانب فرات
روانہ ہوئے جب قریب فرات پہنچے چار ہزار نامردوں نے جو پاسبان فرات تھے گھیر لیا اور تیر

جاراں کیا یہ دیکھ کر حضرت عباسؑ نے بھی اشقیا پر حملہ کیا اور ان کی جمعیت کو پراگندہ کیا اور بات تنہا اسی اشقیا کو فی النار کیا جب داخل فرات ہوئے چاہا کہ ایک چلو پانی لے کر پئیں کہ تشنگی امام مظلوم اور اہل بیت یاد آئی فوراً دست مبارک سے پانی پھینکدیا اور مشک کو بھر کر اپنی دوش پر رکھا اور لڑتے ہوئے جانب خیام اہل بیت روانہ ہوئے، یہ دیکھ کر اشقیاء نے راہ روک کر چاروں طرف سے گھیر لیا حضرت عباسؑ لڑتے جاتے تھے اور راہ طے کرتے تھے یہاں تک کہ نوفل ملعون نے ایک ایسی تلوار لگائی کہ دست راست حضرت کا جُدا ہو گیا۔ جناب عباسؑ نے فوراً مشک کو دوش چپ پر رکھ لیا اس وقت نوفل نے ایک تلوار دست چپ پر لگائی کہ وہ ہاتھ بھی بند دست چپ سے جدا ہو گیا اس وقت حضرت عباسؑ نے تسمہ مشک کا دندان مبارک سے پکڑ لیا ناگاہ ایک لعین نے ایسا تیر مارا جو مشک پر آکر لگا اور تمام پانی مشک کا بہہ گیا ساتھ ہی ایک تیر حضرت کے سینہ پر لگا کہ اس کے صدمہ سے پُشت زین سے زمین پر گرے، اس وقت پکارے یا حسینؑ! میری خبر لیجئے جب حضرت نے صدائے عباس سُنی بیتاب ہو کر دوڑے جب بھائی کو اس حال سے دیکھا ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور اشک خونیں دیدۂ حق بیں سے بہائے اور نعش علمدار کی اُٹھا کر جانب خیمہ لے[1] چلے۔ منقول ہے کہ بوقت شہادت جناب عباسؑ حضرت نے فرمایا۔ اَلآنَ انْکَسَرَ ظَھْرِیْ وَقَلَّتْ حِیْلَتِیْ یعنی اے بھائی تمہارے مرنے سے حسینؑ کی کمر ٹوٹ گئی اور راہ چارہ مسدود ہو گئی۔

ابن شہر آشوب رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے کہ بعد شہادت حضرت عباس قاسم فرزند امام حسن علیہ السلام میدان کارزار میں آئے اور اس مضمون کا رجز پڑھا "آگاہ ہو کہ میں قاسم بن حسنؑ فرزند حیدر کرار ہوں اور شجاعت میں شیر نیستاں سے زیادہ ہوں اور اعدائے دین پر مانند باد صرصر کے ہوں جو ہلاکت قوم عاد کا باعث ہوئی میں تم کو اپنی شمشیر آبدار سے قتل کروں گا۔ اس حکایت کے بعد ذکر شہادت قاسم دوبارہ لکھا ہے اور یہ حدیث بسبب مخالفت روایات مشہورہ غرابت سے خالی نہیں ہے۔

اور جب کوئی شخص اہل بیت اطہار سوا اولاد کے باقی نہ رہا اس وقت حضرت علی اکبر نے قصد میدان کارزار کیا۔ ابوالفرج اصفہانی اور محمد ابن ابی طالب نے لکھا ہے کہ ان کی عمر اٹھارہ

---

[1] صحیح یہ ہے کہ امام حسینؑ حضرت عباسؑ کی لاش کو خیمہ میں نہیں لائے تھے۔ ج ز ۱۲

شہادت علی اکبر

سال تھی آپ کی مادر گرامی لیلیٰ بنت ابی مرّہ مسعود ثقفی تھیں اور بروایت ابن شہر آشوب پچیس سال عمر شریف سے گزرے تھے جب حضرت علی اکبر میدان کارزار میں آئے حضرت بے اختیار رونے لگے، انگشت شہادت سے جانب آسمان اشارہ کرکے فرمایا: اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ عَلٰی ھٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ فَقَدْ بَرَزَ اِلَیْھِمْ غُلَامٌ اَشْبَہُ النَّاسِ خَلْقًا وَخُلْقًا وَمَنْطِقًا بِرَسُوْلِکَ وَکُنَّا اِذَا اشْتَقْنَا اِلٰی نَبِیِّکَ نَظَرْنَا اِلٰی وَجْھِہٖ: "پالنے والے تو اس قوم پر گواہ رہنا کہ اب وہ جوان ان کی طرف قتل ہونے جا رہا ہے جو صورت میں سیرت میں گفتار میں بالکل تیرے نبی کی شبیہ ہے اور جب ہم لوگوں کو تیرے رسولؐ کی زیارت کا اشتیاق ہوتا تھا تو اس لڑکے کا چہرہ دیکھ لیتے تھے۔ بار الہا! تو ان لوگوں سے زمین کی برکتیں اٹھالے، ان کی جمعیت کو پراگندہ کر دے ان کے حکام کو ہمیشہ ان سے ناراض رکھ، کیونکہ ان اشقیا نے وعدہ نصرت کرکے ہمیں بُلایا اور اب ہمارے قتل پر آمادہ ہیں پھر حضرت نے ابن سعد کو پکار کر فرمایا: اے دشمن خُدا! خُدا تیرے رحم کو قطع کرے اور کسی امر میں تجھے برکت نہ دے اور تجھ پر ایسے بے رحم کو مسلّط کرے جو تیرے فرش خواب پر تجھے ذبح کرے، جس طرح تو نے میرے رحم کو قطع کیا اور قرابت رسولؐ کی میرے حق میں رعایت نہ کی۔ اس کے بعد حضرت نے باآواز بلند یہ آیت جو شان اہلبیت رسالت میں نازل ہوئی ہے تلاوت فرمائی:۔ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ .... سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ الخ (سورۂ آل عمران آیت ۳۳-۳۴)۔ اس کے بعد وہ امام زادہ مانند خورشید تاباں افق میدان سے طالع ہوا اور عرصۂ نبرد کو اپنے نور جمال سے منور کیا۔ جب حضرت علی اکبر میدان کارزار میں پہنچے، تو اس مضمون کا رجز ارشاد فرمایا۔

اَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ + مِنْ عُصْبَۃٍ جَدُّ اَبِیْھِمُ النَّبِیّ + وَاللّٰہِ لَا یَحْکُمُ فِیْنَا ابْنُ الدَّعِیْ + اَطْعَنُکُمْ بِالرُّمْحِ حَتّٰی یَنْثَنِیْ + اَضْرِبُکُمْ بِالسَّیْفِ اَحْمِیْ عَنْ اَبِیْ + ضَرْبَ غُلَامٍ ھَاشِمِیٍّ عَلَوِیْ:۔ "اے فرقۂ اشرار میں علی بن الحسینؑ فرزند علی ابن ابی طالب ہوں ہمارے جد بزرگوار رسولؐ مختار ہیں اور ہم ان کی ذریّت طاہرہ ہیں۔ ہرگز یزید کے محکوم نہ ہوں گے، میں اپنے نیزہ سے تم پر اتنے وار کروں گا یہاں تک کہ وہ ٹیڑھا ہو جائے میں اپنے پدر بزرگوار کی حمایت ایک ایسی ضرب سے کروں گا جو جوان ہاشمی کی ضرب ہے"۔

اس کے بعد کفّار پر حملہ کیا اور اس قدر اشقیا کو قتل کیا کہ کشتوں کے پشتے لگا دیئے اور ایک خروش لشکر مخالف سے بلند ہوا۔ منقول ہے کہ باوجود شدّت تشنگی حضرت علی اکبر

نے ایک سو بیس اشقیا و فی النّار کئے اس کے بعد باتن مجروح اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں آکر کہا۔ اے پدر بزرگوار شدّت تشنگی سے جاں بلب ہوں اور سنگینی اسلحہ اور گرانی آہن سے مجھے تعب شدید ہے اگر تھوڑا پانی ممکن ہو اپنا حلق تر کروں اور پھر سے لڑنے جاؤں۔ یہ سُن کر حضرت رونے لگے اور فرمایا: اے فرزند! اے نورِ نظر اپنی زبان میرے مُنہ میں دے دو یہ فرما کر حضرت نے علی اکبر کی زبان کو اپنے مُنہ میں لے کر چوسا اور اپنی انگوٹھی دے کر فرمایا اسے مُنہ میں رکھو اور مصروف جہاد ہو مجھے اُمید ہے کہ تم اپنے جد کے ہاتھ سے حوضِ کوثر پر ایسا سیراب ہوگے کہ پھر کبھی پیاسے نہ ہوگے۔ اس وقت علی اکبر نے میدان میں آکر دوبارہ رجز پڑھا اور اشقیا پر حملہ آور ہوئے اور اسّی کا فرواصلِ جہنم کئے۔ پس بنابر اس روایت کے دو سو اشقیا کو دونوں حملوں میں حضرت علی اکبر نے قتل کیا۔ آخر کار منقذ بن مرہ ساعدی نے ایک تلوار لگائی جس کے صدمہ سے وہ ہم صورت پیغمبر گھوڑے کی گردن سے لپٹ گیا اور گھوڑا اس کو لشکر مخالف میں لے گیا۔ اشقیاء نے تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جب وقتِ نزع روح ہوا بصدائے بلند پکارے، یا ابتاہ میرے نانا رسُولِ خداؐ نے مجھے جامِ کوثر سے ایسا سیراب کیا کہ ہرگز تشنہ نہ ہونگا اور دوسرا جام آپ کے واسطے لئے منتظر ہیں اور فرماتے ہیں العجل العجل اے حسینؑ یہ جام تمہارے لئے مہیا ہے۔ امام حسینؑ یہ آواز سُنکر چیخیں مار کر رونے لگے اور فرمایا: خدا قتل کرے اس قوم کو جنھوں نے ناحق تجھے قتل کیا اور تیرے قتل سے کس قدر جراءت خُدا اور رسولؐ پر کی۔ اور حرمت رسول ضائع کی۔ اے فرزند! تیرے بعد خاک ہے زندگانی دُنیا پر۔ حمید بن مسلم کہتا ہے کہ اس وقت میں نے دیکھا ایک عورت مثلِ آفتاب تاباں خیمہ حرم سے نکل کر قتل گاہ کی طرف یا حبیبا یا ثَمَرَةَ فُؤَادَاہ یا نُورَ عَیْنَاہُ کہتی ہوئی دوڑی اور لاشِ علی اکبر سے لپٹ گئی میں نے پوچھا یہ معظمہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ زینب بنت علیؑ ہیں پس حضرت قتل گاہ میں آئے اور بہن کا ہاتھ پکڑ کر خیمہ میں لے گئے پھر اپنے جوانوں کے ساتھ مقتل میں تشریف لائے اور فرمایا اپنے بھائی کی لاش مقتل سے اُٹھا لاؤ۔ بموجب ارشادِ امام جوانوں نے اس خیمہ کے سامنے لاشہ علی اکبر کو لاکر رکھ دیا جس کے سامنے جنگ کرتے تھے۔ شیخ مفید اور دیگر علماء رحمہا اللہ نے روایت کی ہے اس کے بعد ایک ملعون نے جس کا نام عمر بن صبیح تھا ایک تیر فرزند حضرت مسلم بن عقیل کی طرف پھینکا اس مظلوم نے اپنا ہاتھ پیشانی مبارک پر رکھا تاکہ تیر سے محفوظ رہیں ناگاہ تیر نے اس مظلوم کے دست و پیشانی کو اس طرح چھید

اپنا ہاتھ ہلانا چاہتا تھا اور ہل نہ سکتا تھا اس کے بعد ایک دوسرے شقی نے اپنا نیزہ ان کے سینہ پر مار کر شہید کیا اور عبداللہؓ بن قطبہ طائی نے عون فرزند عبداللہ بن جعفر طیّار پر حملہ کرکے شہید کیا اور عامر بن نہشل تمیمی نے محمد فرزند عبداللہ بن جعفر بن طیّار کو شہید کیا۔ اس کے بعد عثمان بن خالد ہمدانی نے عبدالرحمٰن فرزند عقیلؓ پر حملہ کرکے ان کو شہید کیا۔ اور ابو الفرج اصفہانی نے کتاب مقاتل الطالبین میں حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول کیا ہے جو شخص پہلے اولاد ابو طالب سے کربلا میں ہمراہ جناب سیّد الشہداء علیہ السّلام تیغ اہل جفا سے شہید ہوا وہ علی ابن الحسینؑ تھے۔ اور سعید ابن ثابت سے منقول ہے جب علی بن الحسینؑ نے عزم جہاد کیا تو حضرت امام حسینؑ نے اشک حسرت آنکھوں سے برسا کر فرمایا: خداوندا تو گواہ رہنا اس قوم جفا کار پر کہ اب وہ جوان مرنے کو جاتا ہے جو صورت و سیرت میں تیرے رسولؐ سے بہت مشابہ ہے۔ علی اکبر جب میدان میں آئے بار بار کفّار پر حملہ فرما کر شدّت عطش سے حضرت کی خدمت میں آکر کہتے تھے، یا ابتاہ العطش! حضرت فرماتے تھے: اے میرے حبیب صبر کر! تو عنقریب اپنے جد بزرگوار کے ہاتھ سے جام کوثر سے سیراب ہوگا اس کے بعد وہ پارہ جگر رسولؐ پے در پے اشقیاء پر حملہ کرتا تھا، یہاں تک کہ ایک تیر گلوئے مبارک پر لگا۔ اور خون جاری ہوا علی اکبر اپنے خون میں غلطاں ہوئے اور فریاد کی: اے پدر مہربان! آپ پر سلام ہو، یہ میرے جد بزرگوار جناب رسولِ خداؐ آپ کو سلام فرماتے ہیں اور انتظار کرتے ہیں پھر علی اکبر نے ایک چیخ ماری ساتھ ہی رُوح باغِ جنّت کو پرواز کر گئی۔ ابو الفرج اصفہانی نے روایت کی ہے، کہ یہی علی بن الحسینؑ اکبر اولاد امام حسینؑ تھے اور صاحب اولاد نہ تھے۔ آپ کی کنیت ابو الحسن تھی۔ والدہ ماجدہ لیلیٰ دختر ابو مرہ ثقفی تھیں معرکہ کربلا میں سب سے پہلے درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اور مغیرہ سے روایت ہے کہ معاویہ نے ایک دفعہ اپنے اصحاب سے پوچھا کہ اس وقت کون سب سے زیادہ سزاوار خلافت ہے لوگوں نے کہا آپ۔ معاویہ نے جواب دیا نہیں اس وقت اگر کوئی سزاوار خلافت ہے تو وہ علی بن الحسینؑ ہیں۔ جد ان کے رسولؐ اللہ ہیں، ان میں بنی ہاشم کی شجاعت، بنی اُمیّہ کی سخاوت اور ثقیف کی آن ہے۔ یحییٰ بن حسین علوی اور ہمارے طالبی اصحاب کا کہنا ہے کہ ان کی ماں کنیز تھیں اور وہ علی ابن الحسین جنکی ماں لیلیٰ بنت ابی مرہ ثقفی تھیں وہ ہم طالبیوں کے جد تھے اور عہد خلافت عثمان میں پیدا ہوئے تھے۔

علی اکبر کی شہادت کے بعد ایک لڑکا مانند خورشید درخشاں خیمہ سے نکلا دو بندے اس کے کان پر اضطراب ہلتے جاتے تھے ناگاہ ہانی بن ثبیت نے ایک تلوار اس طفل مظلوم پر لگائی اور شہید کیا۔ یہ دیکھ کر حضرت شہر بانو کو سکتہ ہو گیا تھا بحالت تحیّر طفل کی طرف دیکھ رہی تھیں حرکت

کا یارا نہ تھا، نہ طاقت کلام تھی اب امام مظلوم نے جانب راست و چپ مڑ کر دیکھا کہ اہل بیت و انصار سے کوئی باقی نہ رہا اس وقت حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نہایت بیمار تھے اور تلوار پکڑنے کی طاقت نہ تھی، آپ نے جب اپنے پدر کو تن تنہا دیکھا تو قصد جہاد کیا حضرت ام کلثوم نے فریاد کی اے نور دیدہ تم کہاں جاتے ہو۔ عرض کیا اے عمہ بزرگوار مجھے جانے دیجئے تاکہ فرزند رسولؐ پر اپنی جان نثار کروں جب حضرت امام حسینؑ کو معلوم ہوا کہ زین العابدین نے بھی قصد جہاد کیا ہے فرمایا اے ام کلثوم اس کو آنے نہ دو، ورنہ نسل آل محمدؐ سے زمین خالی ہو جائیگی۔ اور یہ میرا جانشین و خلیفہ ہے۔

جب اولاد و اقربا بھی درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اور بجز امام مظلوم کوئی باقی نہ رہا اس وقت حضرت نے اتمام حجت کرنے کے لئے بصدائے بلند فرمایا: آیا کوئی ہے کہ ضرر اشقیا کو ہم سے دفع کرے، آیا کوئی حق پرست ہے جو خوف خدا کرے، آیا کوئی ہے جو بامید اجر و ثواب ہماری فریاد رسی کرے جب حرم محترم نے حضرت کی فریاد سُنی تو بصدائے گریہ و زاری بلند کی، اس وقت حضرت نے در خیمہ پر آکر فرمایا: میرے فرزند علی اصغر کو مجھے لادو، تاکہ اسے وداع کروں بموجب ارشاد علی اصغر کو لاکر حضرت کی گود میں دیا۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے فرمایا: کہ حضرت نے اپنے چھوٹے بیٹے عبداللہ کو طلب فرمایا جب وہ بچہؑ لایا گیا، حضرت نے اسے اپنی گود میں لیا اور اس کے لب نازنین کے بوسے لیکر فرماتے تھے: وائے ان اشقیا پر کہ جد بزرگوار تیرے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے دشمن ہوں گے ناگاہ حرملہ بن کاہل اسدی نے ایک تیر ایسا مارا کہ گلوئے نازنین پر اس طفل کے لگا اور وہ بچہ آغوش پدر میں شہید ہوا۔

ٖ[1] معلوم ہونا چاہئے کہ واقعۂ کربلا میں امام حسین علیہ السلام کے دو شیر خوار بچے بیکمال ظلم سے شہید کئے گئے، ایک کا نام عبداللہ جس کا ذکر مؤلف علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ یہ بچہ روز عاشور متولد ہوا تھا ان کی والدہ ماجدہ ام اسحٰق بنت طلحہ بن عبیداللہ تھیں دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے اس کے دہن میں اپنی زبان دی تھی جس کو وہ بچہ بوجہ تشنگی چوس رہا تھا کہ عبداللہ بن عقبہ غنوی نے ایک ایسا تیر مارا کہ وہ بچہ باپ کی آغوش میں درجۂ شہادت پر فائز ہو گیا (دیکھو فرسان الہیجا صفحہ ۲۶۲ تالیف شیخ ذبیح اللہ محلاتی) دوسرا بچہ علی اصغر تھا جس کی شہادت کا واقعہ عام طور سے زبان زد ذاکرین ہے۔ مؤلف علیہ الرحمہ اور بعض دیگر علماء نے صرف عبداللہ کا ذکر اس بناء پر کیا ہے کہ ان کو خیال گزرا کہ دونوں ایک ہی ہیں حالانکہ تحقیق یہ ہے کہ یہ دونوں بچے علیحدہ تھے جیسا کہ دونوں کے نام والدہ، عمر، کیفیت، شہادت کے اختلاف سے ظاہر ہے حضرت علی اصغر کی شہادت کا واقعہ شیعہ اور سنی دونوں مورخین نے ذکر کیا ہے چنانچہ صاحب ناسخ التواریخ لکھتے ہیں۔ " ایک مرتبہ خیمہ سے نالہ و شیون کی آوازیں بلند ہوئیں علی اصغر جو ابھی چھ مہینہ سے زیادہ عمر نہ رکھتے تھے پیاس بھوک کے رو رہے تھے کیونکہ ان کی ماں کا دودھ شدت عطش سے سوکھ گیا تھا۔ امام حسین علیہ السلام نے یہ حال دیکھ کر فرمایا: میرے بچہ کو میرے سپرد کرو تاکہ اس کو بھی وداع کر دوں پس آپ نے اس بچہ کا قنداق پکڑا کر اسے چوما اور فرمایا وَیْلٌ لِّهٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ اِذَا کَانَ جَدُّكَ مُحَمَّدٌ خَصْمَهُمْ:۔ اس کی حالت پر افسوس جس کے دشمن بروز قیامت تیرے جد محمد مصطفےٰ ہوں گے پھر آپ اس بچہ کو لے کر صف اعداء کے سامنے آئے۔ گویا فرما رہے تھے کہ بار الہا اب میری جھولی میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۱ پر)

حضرت چلو میں خون بھر کر جانب آسمان پھینکتے تھے۔ بروایت سید بن طاؤس علیہ الرحمہ، حضرت فرماتے تھے یہ سب آزار راہ خدا میں سہل ہیں۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک قطرہ اس خون سے زمین پر نہ گرا۔ روایت ہے اس وقت حضرت نے فرمایا: خداوندا یہ فرزند میرا ناقۂ صالح پیغمبرؑ سے کم نہ ہو۔ خداوندا اگر اس وقت تو نے میری نصرت میں مصلحت نہ جانی تو ان صدموں کو موجب زیادتی ثواب آخرت فرما۔ مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کتب معتبرہ میں منقول ہے جب امام حسینؑ نے اپنے بہتر ساتھیوں کو خاک و خون میں غلطاں دیکھا ایک آہ سرد کھینچی، اور در خیمہ پر وداع اہلبیتؑ کے لئے تشریف لائے، بصدائے بلند پکارے: یَا سَكِيْنَةُ يَا فَاطِمَةُ يَا زَيْنَبُ يَا اُمَّ كُلْثُوْمٍ عَلَيْكُنَّ مِنِّيَ السَّلَامُ: اے زینب و ام کلثوم تم اے فاطمہ اور اے سکینہ تم پر سلام آخری ہو، یہ سُنتے ہی اہل حرم نے حضرت کو گھیر لیا حضرت سکینہ نے مایوس ہوکر کہا اے بابا! اب آپ نے بھی مرنے کا قصد کیا ہے کیا ہم کو بے کس و تنہا اشقیا میں چھوڑے جاتے ہیں فرمایا اے نور دیدہ جس کا کوئی ناصر و مددگار نہ ہو وہ کیونکر اپنا مرنا اختیار نہ کرے۔ سکینہ نے کہا: اگر آپ آمادۂ شہادت ہیں تو ہمیں روضۂ رسولؐ تک پہنچا دیجئے۔ فرمایا اے نور دیدہ افسوس یہ نہیں ہو سکتا اس وقت اہل بیت میں ایک کہرام برپا ہوا اور حضرت نے ایک ایک کو گلے لگا کر تسلّی دی۔ اور جہاد کو سدھارے۔

ابو الفرج اصفہانی نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن الحسینؑ بروز عاشور بہت کمسن تھے مادر عبداللہ رباب بنت امرء القیس تھیں جن کے بارہ میں حضرت نے اس مضمون کے شعر فرمائے ہیں۔

لَعَمْرُكَ اِنَّنِيْ لَاُحِبُّ دَارًا ۔ تَكُوْنُ بِهَا سَكِيْنَةُ وَالرَّبَابُ + اُحِبُّهُمَا وَاَبْذُلُ جُلَّ مَالِيْ وَلَيْسَ لِعَاتِبٍ عِنْدِيْ عِتَابُ ۔ قسم تیری جان کی میں دوست رکھتا ہوں سکینہ اور رباب کو اور دوست رکھتا ہوں میں اس گھر کو جس میں سکینہ اور رباب ہوں، اور فدا کرتا ہوں اپنے تمام مال کو ان پر اور کسی کا عتاب مجھ پر نہیں ہو سکتا۔ مادر سکینہ حضرت رباب تھیں اور سکینہ کا اصلی نام آمنہ تھا

ہو لئے اس گوہر کے کچھ باقی نہ رہا اب اس کو بھی تیری بارگاہ میں فدیہ کرنے لایا ہوں۔ اس وقت آپ نے کوفیوں سے خطاب کیا اے شیعیان آل ابوسفیان! اگر مجھ کو گنہگار جانتے ہو تو اس بچہ کا کیا قصور ہے اس کو تو پانی پلادو کیونکہ اس کی ماں کا دودھ تک شدت عطش سے خشک ہو گیا ہے امام کی بات کا کسی نے جواب نہ دیا حرملہ ابن کاہل اسدی نے اس بچہ کی طرف ایک ایسا تیر روان کیا جو علی اصغر کے گلے پر پڑا اور خون جاری ہوا۔ امام نے فرمایا اے پروردگار اس بچہ کے خون ناحق کو ناقۂ صالح کے خون سے کمتر نہ قرار دے۔ (ناسخ التواریخ جلد ۶ صفحہ ۲۲۵)

اسی مضمون کے قریب اہل سُنّت میں سے علامہ سبط ابن جوزی نے بھی اپنی کتاب تذکرۃ الخواص میں ذکر کیا ہے اس کے علاوہ دیگر کتب میں یہ واقعہ بائلہ اور تفصیل سے مذکور ہے۔ یہاں بخوف طوالت ترک کیا۔ کیونکہ مقصود صرف ترجمہ ہے نہ کہ تحقیق۔ ح۔ ز ۱۲

سکینہ مشہور ہوگیا۔ عبداللہ اپنے پدر بزرگوار کی گود میں تھے، ناگاہ ایک تیر لشکر عمر سعد سے آکر حلق نازنین پر لگا کہ وہ بچہ شہید ہوگیا حمید بن مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسینؑ نے ایک طفل صغیر کو منگاکر اپنی گود میں بٹھایا۔ ناگاہ عقبہ بن لبشیر لعین نے تیر سے اس بچے کو شہید کیا۔ محمد ابن حسین اشنانی نے ایک شخص سے جو معرکۂ کربلا میں موجود تھا روایت کی ہے کہ اس نے کہا ایک طفل صغیر حضرت کے ہمراہ تھا ناگاہ ایک تیر اس کے حلق نازنین پر لگا۔ حضرت اس کا خون اپنے دست مبارک میں لے کر آسمان کی طرف پھینکتے تھے ایک قطرہ زمین پر نہ گرتا تھا، فرماتے تھے، خداوندا یہ فرزند میرا بچہ ناقہ صالح سے کم نہ ہو۔ اس کے بعد حضرت بقصد شہادت میدان کارزار میں آئے اور اپنی زبان معجز بیان سے اس طرح اپنے فضائل ومناقب بیان کرنے لگے۔

۱۔ كَفَرَ الْقَوْمُ وَقِدْمًا رَغِبُوا — عَنْ ثَوَابِ اللهِ رَبِّ الثَّقَلَيْن
۲۔ قَتَلَ الْقَوْمُ عَلِيًّا وَابْنَهُ — حَسَنَ الْخَيْرِ كَرِيمَ الْأَبَوَيْن
۳۔ حَنَقًا مِنْهُمْ وَقَالُوا أَجْمِعُوا — احْشُرُوا النَّاسَ إِلَى حَرْبِ الْحُسَيْن
۴۔ يَا لِقَوْمٍ مِنْ أُنَاسٍ رُذَّلٍ — جَمَعُوا الْجَمْعَ لِأَهْلِ الْحَرَمَيْن
۵۔ ثُمَّ صَارُوا وَتَوَاصَوْا كُلُّهُمْ — بِاجْتِيَاحِي لِرِضَاءِ الْمُلْحِدَيْن
۶۔ لَمْ يَخَافُوا اللهَ فِي سَفْكِ دَمِي — لِعُبَيْدِ اللهِ نَسْلِ الْكَافِرَيْن
۷۔ وَابْنُ سَعْدٍ قَدْ رَمَانِي عَنْوَةً — بِجُنُودٍ كَوُكُوفِ الْهَاطِلَيْن
۸۔ لَا لِشَيْءٍ كَانَ مِنِّي قَبْلَ ذَا — غَيْرَ فَخْرِي بِضِيَاءِ الْفَرْقَدَيْن
۹۔ بِعَلِيٍّ الْخَيْرِ مِنْ بَعْدِ النَّبِي — وَالنَّبِيِّ الْقُرَشِيِّ الْوَالِدَيْن
۱۰۔ خِيَرَةُ اللهِ مِنَ الْخَلْقِ أَبِي — ثُمَّ أُمِّي فَأَنَا ابْنُ الْخِيَرَتَيْن
۱۱۔ فِضَّةٌ قَدْ خَلَصَتْ مِنْ ذَهَبٍ — فَأَنَا الْفِضَّةُ وَابْنُ الذَّهَبَيْن
۱۲۔ مَنْ لَهُ جَدٌّ كَجَدِّي فِي الْوَرَى — أَوْ كَشَيْخِي فَأَنَا ابْنُ الذَّهَبَيْن
۱۳۔ فَاطِمُ الزَّهْرَاءُ أُمِّي وَأَبِي — قَاصِمُ الْكُفْرِ بِبَدْرٍ وَحُنَيْن
۱۴۔ عَبَدَ اللهَ غُلَامًا يَافِعًا — وَقُرَيْشٌ يَعْبُدُونَ الْوَثَنَيْن
۱۵۔ اللَّاتُ وَالْعُزَّى مَعًا — وَعَلِيٌّ كَانَ صَلَّى الْقِبْلَتَيْن
۱۶۔ فَأَبِي شَمْسٌ وَأُمِّي قَمَرٌ — فَأَنَا الْكَوْكَبُ وَابْنُ الْقَمَرَيْن
۱۷۔ وَلَهُ فِي يَوْمِ أُحُدٍ وَقْعَةٌ — شَفَتِ الْغِلَّ بِفَضِّ الْعَسْكَرَيْن

۱۸۔ ثُمَّ فِي الْأَحْزَابِ وَالْفَتْحِ مَعًا — كَانَ فِيهَا حَتْفُ أَهْلِ الْفَيْلَقَيْن
۱۹۔ فِي سَبِيلِ اللهِ مَاذَا صَنَعَتْ — أُمَّةُ السُّوءِ مَعًا بِالْعِتْرَتَيْن
۲۰۔ عِتْرَةُ الْبَرِّ النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى — وَعَلِيٍّ الْوَرْدِ يَوْمَ الْجَحْفَلَيْن

حاصل مطلب یہ ہے کہ:۔ (۱) یہ قوم کافر ہوگئی ہے اور پہلے ہی سے یہ ثواب الٰہی سے روگرداں ہے (۲) یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے علیؑ اور حسنؑ کو مار ڈالا جو مجسمۂ خیر ومحترم والدین کے فرزند تھے (۳) ایسا انھوں نے پرانے کینہ کی بنا پر کیا ہے اور اب یہ نعرہ لگا رہے ہیں کہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ حسینؑ سے لڑنے کے لئے اکٹھا کرو۔ (۴) یہ کیسے رذیل لوگ ہیں جنھوں نے وارث حرمین سے لڑنے کے لئے لشکر اکٹھا کئے ہیں (۵) اور ایک دوسرے کو میرے ہلاک کرنے کے لئے تاکید کررہے ہیں تاکہ دو ملحد (عمر سعد وابن زیاد) راضی ہوجائیں (۶) میرا خون بہانے میں ان کو اللہ کا کوئی خوف نہیں ہے، ابن زیاد کو راضی رکھنا چاہتے ہیں جو دو کافروں کی نسل سے ہے (۷) پسر سعد بہ جور وستم طوفان کی طرح اُمڈتے ہوئے لشکروں کو لے کر مجھ پر حملہ آور ہوا ہے۔ (۸) حالانکہ میرا کوئی قصور نہیں سوائے اس کے کہ دو نیرّ فلک نبوّت وامامت پر مجھ کو فخر ہے (۹) ایک ان میں سے علی بن ابی طالب ہیں جن کا مرتبہ بعد النبیؐ ہے اور دوسرے قرشی والدین کے فرزند نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہیں (۱۰) خلق خدا کے برگزیدہ ومنتخب میرے باپ اور میری ماں ہیں اور میں ان ہی دونوں برگزیدہ ہستیوں کا فرزند ہوں (۱۱) اس چاندی کا کیا کہنا جو طلائے خالص سے نکھار کر بنائی گئی ہو میں وہی مصفّا چاندی ہوں جو دو سونوں سے حاصل ہوتی ہے۔ (۱۲) بتاؤ! زمانہ میں میرے جد جیسا جد، باپ کس کو نصیب ہے؟ پس میں ایسی ہستیوں کا فرزند ہوں۔ (۱۳) میری ماں فاطمہ زہرا اور باپ بدر وحنین میں کافروں کی گردن توڑنے والے ہیں۔ (۱۴) جنھوں نے بچپن میں اس وقت خدائے یکتا کی عبادت کی جب کہ قریشی دو بتوں کی پرستش کرتے تھے (۱۵) وہ دو بت لات وعزیٰ ہیں اور علی نے اس وقت دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے۔ (۱۶) میرا باپ آفتاب ہے اور میری ماں ماہتاب ہے اور میں دونوں چاند وسورج کا فرزند درخشاں ستارہ ہوں۔ (۱۷) میرے باپ کے اقبال نے جنگ اُحد میں دشمنوں کے لشکر کو شکست دے کر مسلمانوں کی پیاس بجھائی تھی (۱۸) بعد ازاں یوم احزاب وفتح مکّہ بھی ان ہی کی نصرت سے فتح نصیب ہوئی (۱۹) خدا کے لئے اے میری اُمّت جواب دو کہ ان بزرگواروں کی عترت (۲۰) یعنی نبی مصطفےٰ (صلّی اللہ علیہ وآلہ) اور علی شیر خدا اور میدان وغا کی عترت کے ساتھ تم نے کیا سلوک کیا۔! یہ اشعار پڑھ کر آپ نے میان سے

تلوار نکالی اور اعداء کے سامنے آکر آمادۂ مرگ ہوئے اور یہ اشعار رجز میں پڑھے۔

اَنَا ابنُ عَلِیِّ الطُّهرِ مِن آلِ هَاشِمٍ — کَفَانِی بِهٰذا مَفخَراً حِینَ اَفخَرُ
وَجَدِّی رَسُولُ اللّٰهِ اَفضَلُ مَن مَضیٰ — وَنَحنُ سِرَاجُ اللّٰهِ فِی الخَلقِ یَزهَرُ
وَفَاطِمَةُ اُمِّی مِن سُلَالَةِ اَحمَدٍ — وَعَمِّی یُدعیٰ ذَا الجَنَاحَینِ جَعفَرُ
وَفِینَا کِتَابُ اللّٰهِ اُنزِلَ صَادِقاً — وَفِینَا الهُدیٰ وَالوَحیُ بِالخَیرِ یُذکَرُ
وَنَحنُ اَمَانُ اللّٰهِ لِلنَّاسِ کُلِّهِم — نُسِرُّ بِهٰذا فِی الاَنَامِ وَنَجهَرُ
وَنَحنُ وُلَاةُ الحَوضِ نَسقِی وُلَاتَنَا — بِکَاسِ رَسُولِ اللّٰهِ مَا لَیسَ یُنکَرُ
وَشِیعَتُنَا فِی النَّاسِ اَکرَمُ شِیعَةٍ — وَمُبغِضُنَا یَومَ القِیٰمَةِ یَخسَرُ

"میں فرزند حیدر کرار ہوں، جو اولاد ہاشم سے بہترین مردم ہیں اور یہ فخر میرے لئے کافی ہے اور جدّ بزرگوار میرے محمد مصطفےٰ عزیز ترین خلق خدا ہیں اور ہم روئے زمین پر چراغ نور الٰہی ہیں۔ اور فاطمہ زہرا میری مادر گرامی سلالہ و خلاصۂ احمد مختار ہیں اور عم بزرگوار میرے جعفر طیار ہیں۔ جنہیں حق تعالےٰ نے دو پر عطا فرمائے ہیں جو باغ بہشت میں ملائکہ مقربین کے ساتھ پرواز کرتے ہیں اور قرآن بصدق و راستی ہمارے باب میں نازل ہوا ہے اور ہمارے ذریعہ سے ہدایت و وحی الٰہی ہے ہم کو خدا نے کائنات کے لئے امان قرار دیا ہے اور ہم خلق اللہ میں صفات خیر سے ذکر کئے جاتے ہیں اور ہم مالک حوض کوثر ہیں۔ اپنے دوستوں کو سیراب کریں گے اور جام رسولؐ میں پانی پلائیں گے۔ اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ ہمارے شیعہ تمام شیعوں سے بہتر ہیں اور ہمارے دشمن روز قیامت زیاں کار ہیں۔

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ شیخ طبرسی نے احتجاج میں روایت کی ہے جب کوئی شخص اہلبیت عصمت سے سوائے امام زین العابدین علیہ السّلام اور عبداللہ شیرخوار کے باقی نہ رہا تو حضرت خیمۂ حرم محترم کے پاس تشریف لائے اور عبداللہ کو طلب کیا تاکہ اسے وداع کریں ناگاہ ایک تیر ان کے گلوئے نازنین پر لگا کر وہ بچّہ شہید ہو گیا اس وقت حضرت اپنے گھوڑے سے اُترے اور ان کی قبر ذوالفقار کی نیام سے کھودی، اور خون ان کا بجائے کفن کے بدن پر ملکر دفن کیا۔ اس کے بعد حضرت متوجہ قتال ہوئے، اور ابیات مذکورہ کو انشا فرمایا۔ اور محمد بن ابیطالب نے کہا ہے کہ ابو علی سلامی نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ اس وقت حضرت نے کئی شعر ایسے انشا کئے کہ کسی نے انشا نہ کئے تھے۔ حاصل مضمون ان اشعار کا یہ ہے کہ اگر دنیا جلائے نفیس و

خوش شمار کی جائے تو خانہ ثواب خدا خوب تر ہے (الی آخر الابیات جو شروع میں گزر چکے ہیں) پھر حضرت نے مبارز طلبی کی، اور جو بہادر سامنے آتا تھا اسے دو ٹکڑے کر دیتے تھے یہاں تک کہ بہتیرے اشقیا کو ہلاک کیا کہ اس کے بعد کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ مقابلہ کو آئے پھر حضرت نے میمنہ لشکر پہ حملہ کیا فرماتے تھے: اَلمَوتُ اَولیٰ مِن رُکُوبِ العَارِ، ذلّت کی زندگی سے موت بہتر ہے۔ پھر میسرہ لشکر پہ حملہ کیا اور فرماتے تھے: اَنَا الحُسَینُ بنُ عَلِی + اٰلَیتُ اَن لَا اَنثَنِی + اَحمِی عِیَالَاتِ اَبِی + اَمضِی عَلیٰ دِینِ النَّبِی۔ میں حسین بن علی ہوں قسم بخدا میں تمہارے آگے سے ہرگز نہ ہٹوں گا اور حمایت کروں گا اپنے پدر نامدار کے عیال کی اور ثابت ہوں میں دین رسول پر۔!

شیخ مفید و ابن طاؤس و ابن نما رحمہم اللہ نے کہا ہے جب حضرت پر تشنگی غالب ہوئی تو گھوڑے پر سوار ہوئے حضرت عباس کو لے کر قصد فرات کیا۔ اشقیا راہ روک کر کھڑے ہو گئے اور ایک شقی دارمی نے حضرت کے گلے پر تیر مارا آنحضرت نے اس کو کھینچ لیا، خون جاری ہوا حضرت نے دونوں چلو خون سے بھر کر جانب آسمان پھینک دیئے اور فرمایا: خداوندا تجھ سے شکایت کرتا ہوں کہ اس قوم نے تیرے پیغمبرؐ کے فرزند سے کیسی بدسلوکی کی پھر اشقیا امام حسینؑ اور جناب عباس میں حائل ہو گئے اور تنہا پا کر حضرت عباس کو گھیر لیا اور ہر طرف سے نرغہ کیا یہاں تک کہ زید بن ورقا اور حکیم بن طفیل نے ان کو شہید کیا جب حضرت نے اپنے بھائی کو اس حال میں دیکھا زار زار چیخیں مار کر روئے سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ حضرت مُبارِز طلب کرتے تھے اور جو نامرد سامنے آتا تھا اُسے قتل کرتے تھے یہاں تک کہ ایک مجمع کثیر کو طعمۂ شمشیر کیا اس وقت حضرت فرماتے تھے: اَلقَتلُ اَولیٰ مِن رُکُوبِ العَارِ + وَالعَارُ اَولیٰ مِن دُخُولِ النَّارِ قتل بہتر ہے ننگ و عار سے اور عار بہتر ہے دخول نار سے، ایک راوی نے لکھا ہے بخدا ہم نے امام حسینؑ سے زیادہ کسی کو شجاع و دلیر نہیں پایا کہ باوجود ایسے صدمات عظیمہ اور قتل ہونے یاران انصار و فادار اولاد و اقربا کی قربانیوں کے کمال مطمئن تھے جب ان اشقیا پر یکہ و تنہا حملہ کرتے تھے تو وہ نامرد اس طرح بھاگتے تھے جیسے شیر سے بکریاں بھاگتی ہیں۔ ہر حملہ کے بعد حضرت ایک لمحہ توقف کرتے تھے اور فرماتے تھے لَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ العَلِیِّ العَظِیمِ۔

ابن شہر آشوب اور محمد بن ابی طالب نے لکھا ہے کہ حضرت نے اپنے دست حق پرست سے مجروحین کے علاوہ ایک ہزار نو سو پچاس اشقیا فی النّار کئے اس وقت عمر سعد نے اپنے لشکر سے کہا کہ تم کس شخص سے کارزار کرتے ہو، وائے تم پر یہ فرزند امیر المومنینؑ اور دلبند انزع البطین

ہے اور یہ فرزند ہے قتالِ عرب کا، تم اس سے مقابلہ نہ کر سکو گے لہٰذا ہر طرف سے ان کو گھیر لو اور حملہ کرو۔ اس وقت چار ہزار کمانداروں نے حضرت کو گھیر کر تیروں کا مینہ برسانا شروع کیا جس سے اشقیا، حضرت اور خیمہ کے مابین حائل ہو گئے۔ بروایت محمد بن ابیطالب و صاحب مناقب اور سید ابن طاؤس رحمہم اللہ حضرت نے اشقیا سے پکار کر فرمایا: اے گروہِ کفار! اے پیروانِ آلِ ابوسفیان! اگر تم دین سے بے بہرہ ہو، روزِ جزا سے بے خوف ہو، پس حمیّتِ عرب کیا ہو گئی؟ شمر نے کہا: اے فرزندِ فاطمہ کیا کہتے ہو۔ فرمایا: تم مجھ سے جنگ کرتے ہو اور میں تم سے مقاتلہ کرتا ہوں، عورتوں نے کیا گناہ کیا ہے، تو لشکر کو منع کر جب تک میں زندہ ہوں خیمہ اہلبیت سے متعرض نہ ہوں۔ یہ سُنکر شمر نے لشکر کو حکم دیا کہ پہلے حسینؑ کا کام تمام کرو۔ ان کے اہلبیت سے دستبردار ہو کیونکہ یہ کفوِ کریم ہیں، اور ان کی تلوار سے مارا جانا ننگ نہیں۔ یہ سُنکر اشقیا نے ایکبارگی حضرت پر حملہ کیا۔ اس وقت حضرت کفار سے پانی مانگتے تھے، جب گھوڑے کو جانبِ فرات دوڑاتے تھے لشکرِ مخالف کے سوار و پیادہ راہ روک کر مانع ہو جاتے تھے۔ بروایت ابن شہر آشوب حضرت امام حسین علیہ السلام نے اعور سلمی اور عمر بن حجاج پر حملہ کیا یہ دونوں ملعون چار ہزار کے لشکر کے ساتھ فرات پر مقرر تھے۔ امامؑ نے ان کی صفوں کو پراگندہ کر کے گھوڑا پانی میں ڈال دیا، اور گھوڑے سے خطاب کر کے فرمایا: میں پیاسا ہوں اور تو بھی پیاسا ہے بخدا میں پانی نہ پیوں گا جبتک کہ تو نہ پیئے۔ یہ سُنکر اسپِ وفادار نے مُنہ اپنا پانی سے اُٹھا لیا گویا حضرت کے کلام کو سمجھا اور منتظر تھا جب حضرت پی لیں، اس وقت میں بھی پیوں۔ حضرت نے فرمایا: اے اسپِ وفادار تو پانی پی میں بھی پیتا ہوں یہ فرما کر حضرت نے ہاتھ بڑھایا اور ایک چلو پانی نے کر چاہا کہ پیئیں، اس وقت ایک ملعون پکارا، یا حسین پانی پیتے ہو، اور فوج خیمۂ حرم کو لوٹ رہی ہے حضرت نے یہ سُنتے ہی پانی پھینک دیا اور خیموں کی طرف روانہ ہوئے اور صفوفِ مخالف کو پراگندہ کر کے دیکھا کہ خیامِ ذوی الاحترام محفوظ ہیں۔ ابو الفرج اصفہانی نے لکھا ہے کہ حضرت بار بار پانی طلب کرتے تھے مگر شمر جواب میں کہتا تھا بخدا! تم کو پانی نہ ملے گا یہاں تک کہ (معاذ اللہ) واردِ آتش ہو۔ ایک ملعون نے کہا: دیکھو اے حسین! آپ فرات کیا لہریں لے رہا ہے اور مثلِ شکم مار چمکتا اور موجیں مارتا ہے، بخدا تم کو اس سے ایک قطرہ نہ ملے گا یہاں تک کہ شدتِ تشنگی سے ہلاک ہو۔ حضرت نے کہا بارالہا! اس شقی کو تشنگی سے ہلاک کر۔ راوی کہتا ہے قسم بخدا میں نے دیکھا وہ شقی شدتِ تشنگی سے یہیم العطش پکارتا تھا اور اسقدر پانی پیتا تھا کہ دہن سے اس شقی کے نکل جاتا تھا اسی حال میں گرفتار رہا۔ یہاں تک کہ جہنم واصل ہوا۔ ناگاہ ابوالحتوف

امام حسین علیہ السلام کی بد دعا کا اثر

جعفی نے ایک تیر پیشانیٔ امام حسین علیہ السّلام پر مارا، جب حضرت نے تیر کھینچا تو خون روئے مبارک اور ریشِ مبارک پر جاری ہوا، اس وقت حضرت نے فرمایا: خداوندا! تو دیکھتا ہے کہ تیری راہِ رضا میں دشمنوں کے ہاتھ سے کیا آزار پا رہا ہوں، خداوندا تو ان کو نہ بخش اور ان کی جمعیت کو پراگندہ کر اور ان کو قتل کر، ان کے کسی متنفس کو باقی نہ رکھ اس کے بعد حضرت نے مانندِ شیرِ غضبناک ان ظالموں پر حملہ کیا اس وقت جو کوئی حضرت کے سامنے آتا تھا اُسے قتل کرتے تھے۔ اشقیا ہر طرف سے تیر برسا رہے تھے مگر حضرت راہِ تسلیم و رضا میں ثابت قدم رہے اور ان تیروں کو اپنے جسمِ اقدس پر لیتے تھے اور مصروفِ جہاد تھے اور فرماتے جاتے تھے: اے گروہ تم نے عترتِ رسولؐ سے کیا بُرا سلوک کیا اور میرے بعد اب تم کسی بندہ خدا کے قتل سے پروا نہ کرو گے۔ بخدا میں اپنے پروردگار کے پاس جاتا ہوں اور شہادت کو سعادت جانتا ہوں، وائے ہو تم پر کہ خداوند جہاں میں تم سے میرے خون کا انتقام لے گا۔ اس وقت حصین بن مالک نے کہا اے پسرِ فاطمہ کس طرح خدا ہم سے انتقام لے گا؟ فرمایا: اس طرح کہ تم آپس میں ایک دوسرے پر تلوار کھینچو گے اور لڑ کر قتل ہو جاؤ گے جب سرائے آخرت میں پہنچو گے، عذابِ ابدی تمہارے لئے مہیا ہو گا اور بدترین عذاب کے ساتھ معذب ہو گے پس حضرت پیہم مقاتلہ کرتے تھے یہاں تک کہ زخمہائے کاری بکثرت حضرت کے جسمِ اقدس پر لگے۔ بروایت صاحب مناقب اور سید ابن طاؤس ۷۲ بہتر زخم حضرت کے بدن شریف پر لگے اور ابن شہر آشوب نے ابومخنف سے اس نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ تینتیس زخم تیر کے اور چونتیس زخم شمشیر کے بدن شریف پر تھے اور بروایت معتبر امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ نیزہ و شمشیر و تیر کے ۳۲۰ تین سو بیس سے زیادہ زخم آپ کے بدنِ اطہر پر آئے اور ایک روایت میں وارد ہے کہ ۳۶۰ تین سو ساٹھ زخم تھے اور بعض روایات میں ہے کہ نیزہ و تیر کے علاوہ صرف تلوار کے تینتیس ۳۳ زخم جسم نازنین امام پر تھے اور بروایت دیگر ایک ہزار نو سو زخم تھے اور اس قدر تیر جسمِ اطہر پر لگے تھے، جیسے ساہی کے بدن پر کانٹے ہوتے ہیں۔ منقول ہے کہ یہ سب زخم حضرت کے آگے کے بدن پر تھے کیونکہ حضرت نے اشقیا کی طرف پُشت نہ پھیری تھی یہاں تک کہ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے جب کثرتِ جراحت سے حضرت کو طاقتِ جہاد نہ رہی ایک لمحہ توقف فرمایا ناگاہ ایک ملعون نے ایک پتھر پیشانی اقدس پر مارا جس سے جبینِ مبارک مجروح ہو گئی اس وقت حضرت نے چاہا کہ عبا کے دامن سے خون پونچھیں، ناگاہ ایک تیر سہ شعبہ زہر آلود سینہ پر آ کر لگا بعض روایات میں ہے کہ وہ تیر قلبِ مبارک پر لگا حضرت نے فرمایا: بسم اللّٰہ و باللّٰہ و علیٰ ملّۃ رسول اللّٰہ اور سرِ مبارک جانبِ آسمان بلند کر کے فرمایا: خداوندا تو جانتا ہے کہ یہ قوم جفا کار اس شخص

کو قتل کرتی ہے کہ اس وقت روئے زمین پر اس کے سوا کوئی دوسرا فرزندِ رسول نہیں ہے۔ پھر
حضرت نے اس تیر کو پشت کی جانب سے کھینچا، اور خون مثل پرنالے کے جاری ہوا۔ حضرت نے کفِ دست زیرِ
زخم رکھا جب چلو خون سے بھر گیا جانبِ آسمان پھینکا اور ایک قطرہ اس کا زمین پر نہ گرا اس دن سے شفق کی
سرخی آسمان پر نمودار ہوئی اس سے پہلے یہ سرخی نہیں نمودار ہوتی تھی پھر حضرت نے دوسرا چلو لے کر اپنے
سر و ریش مبارک پر ملا فرمایا: میں اپنے جدّ بزرگوار سے اس طرح ملاقات کروں گا اور عرض کروں گا یا رسول اللہ
فلاں فلاں شخص نے مجھے شہید کیا جب حضرت پر زیادہ ضعف طاری ہوا تو اشقیا نے تھوڑی دیر توقف
کیا کیونکہ جو شخص حضرت کے سامنے آتا تھا بسبب خوف و شرم پھر جاتا تھا یہاں تک کہ مالک بن بشیر کندی
ملعون نے آکر کلمات ناسزا کہے اور ایسی تلوار سر پر لگائی کہ کلاہ اقدس خون سے بھر گئی۔ حضرت نے فرمایا
اے ملعون! ہرگز اس ہاتھ سے تجھے کھانا پینا نصیب نہ ہو اور خدا تجھے ظالموں کے ساتھ محشور کرے اس
کے بعد حضرت نے کلاہ خون آلود کو زمین پر ڈال دیا، دوسری ٹوپی پہن کر اس پر عمامہ باندھا اس وقت
حضرت نہایت ضعیف ہو گئے تھے بار دیگر مالک بن بشیر آکر کلاہِ خون آلود لے گیا وہ ٹوپی خز کی تھی۔
اس واقعۂ ہائلہ کے بعد جب وہ لعین اپنے گھر گیا اور ٹوپی دھونے لگا، اس کی زوجہ نے دیکھا کہا
اے بے حیا تو لباس فرزندِ رسولؐ کو لوٹ کر میرے گھر لایا ہے نکل میرے گھر سے خدا تیری قبر کو آگ
سے بھر دے پھر وہ ملعون بسبب نفرینِ امام ہمیشہ بدترین احوال سے فقر و فاقہ میں گرفتار رہا اور
دونوں ہاتھ اس روسیاہ کے خشک ہو گئے جاڑوں میں اس سے خون ٹپکتا تھا گرمیوں میں مثل لکڑی کے
خشک ہو جاتے تھے بروایت شیخ مفید اور سیّد ابن طاؤس اشقیا نے ایک لحظہ صبر کیا اس کے بعد
چاروں طرف سے حضرت کو گھیر لیا اس وقت عبداللہ بن حسنؑ جو بہت کمسن تھے انھوں نے جب اپنے
عمِ بزرگوار کو اس حال میں دیکھا تو خیمہ سے نکل کر جانبِ قتل گاہ دوڑے یہاں تک کہ امام
حسین علیہ السلام کے پاس آکر کھڑے ہو گئے۔ ہر چند جناب زینبؑ نے چاہا کہ اس بچہ کو روکیں اور
حضرت نے بھی فرمایا اے خواہر اسے نہ آنے دو لیکن اس طفلِ معصوم نے نہ مانا اور کہا بخدا میں اپنے
عمِ بزرگوار کو اس حال میں تنہا نہ چھوڑوں گا۔ اس وقت ابجر بن کعب نے اور بروایت دیگر حرملہ بن
کاہل نے چاہا کہ حضرت پر تلوار کا وار کرے عبداللہ نے کہا: وائے تجھ پر اے شقی تو چاہتا ہے میرے عم
بزرگوار کو قتل کرے ملعون نے کہنا نہ مانا اور ایک تلوار لگائی عبداللہ نے اپنا ہاتھ بڑھا
دیا اور اس ضربت سے اس بچہ کا ہاتھ قطع ہو گیا قدرے جلد باقی رہ گئی تھی اس میں دست
مبارک حضرت عبداللہ کا لٹکنے لگا، اس وقت فریاد یا اُمّاہ! بلند کی، حضرت نے اسے اپنی آغوش مبارک میں

لے کر فرمایا: اے فرزند برادر! صبر کر کہ تو اسی ساعت اپنے پدرِ بزرگوار سے روضاتِ جنت میں
جاکر ملحق ہوگا۔ بروایت سیّد ابن طاؤس علیہ الرحمہ حرملہ بن کاہل نے ایسا تیر حلقِ عبداللہ پر مارا کہ
وہ طفل حضرت کی گود میں شہید ہو گیا اس کے بعد شمر ولد الزنا نے خیامِ ذوی الاحترام پر حملہ کیا اور ایک
نیزہ خیمہ پر مار کر کہا آگ لاؤ، اور اہلِ خیمہ کو جلا دو حضرت نے فرمایا: میرے خیمہ حرم کو جلاتا ہے، خدا تجھے
آتشِ جہنم میں جلائے اس وقت شیث بن ربعی نے شمر ملعون کو بہت زجر و توبیخ کی کہ وہ روسیاہ خجل
اور منفعل ہو کر پھرا اس کے بعد حضرت نے جامہ کہنہ طلب کیا اور زیرِ پوشاک پہن لیا تاکہ ستمگار لوٹ کے
وقت جامۂ کہنہ پر رغبت نہ کریں۔ اور تنِ مقدس چاک عیاں نہ ہو پھر ایک ازار کوچک حضرت کے پاس
لائی گئی، اس کو دیکھ کر فرمایا: یہ نہیں یہ لباس اہلِ مذلّت ہے پھر ایک پارچہ کہنہ منگا کر جا بجا سے
پھاڑا اور اپنے کپڑوں کے نیچے پہن لیا افسوس کہ بے رحموں نے بعد شہادت وہ لباس کہنہ بھی اتار لیا۔
اور تنِ مطہر خاک و خون میں عریاں چھوڑ گئے جب حضرت کثرتِ زخم ہائے کاری سے بہت ضعیف ہو گئے
اور جسمِ اقدس ایسا ہو گیا جیسے ساہی کے بدن پر کانٹے ہوتے ہیں اس وقت صالح بن وہب مزنی
نے ایک نیزہ زیرِ پہلو مارا جس سے حضرت گھوڑے پر سے دہنے رخسار کے بل زمین پر گرے، گرتے
ہی اٹھ کھڑے ہوئے جناب زینب یہ حال دیکھ کر خیمہ سے باہر نکل آئیں اور فریاد وا اخاہ! وا سیّداہ
بلند کرتی تھیں، کہتی تھیں، کاش! اس وقت آسمان زمین پر گر پڑتا اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے
اس وقت شمر نے کہا کیا انتظار ہے کام حسینؑ کا کیوں تمام نہیں کرتے یہ سنکر ان بے دینوں نے
ہر طرف سے حضرت پر ہجوم کیا اور ذرعہ بن شریک لعین نے ایک تلوار شانہ پر لگائی حضرتؑ نے بھی ایک
تلوار اس روسیاہ کو ماری کہ وہ زمین پر گر پڑا۔ پھر ایک شقی نے تلوار ایسی لگائی کہ حضرت منہ کے بل
گرے اور بکثرتِ جراحت ہائے کاری سے سنبھلنے کی طاقت نہ رہی۔ جب قصد سنبھلنے کا فرماتے تھے
شدّتِ ضعف سے منہ کے بل گر پڑتے تھے ناگاہ سنان ابن انس نے ایک نیزہ گردن پر دوسرا
نیزہ سینہ مبارک پر مارا اور ایک تیر گلوئے مبارک پر لگایا کہ امام مظلوم زمین پر گر پڑے پھر
حضرتؑ اٹھ بیٹھے اور گلے سے تیر نکال کر خون اپنے دونوں چلوؤں میں لیتے تھے جب چلو بھر جاتے تھے
تو اسے اپنی ریش مطہر پر مل کر فرماتے تھے: ھٰکَذَا حَتّٰی اَلْقَی اللّٰہَ مُخَضَّباً بِدَمِی مَغْصُوباً
عَلٰی حَقِّی۔ اسی حال سے خون آلود و مغصوب الحق خداوند ذوالجلال سے ملاقات کروں گا۔
اس وقت عمر سعد نے خولی سے کہا۔ سرِ حسینؑ جدا کر۔ خولی ملعون جب قریب آیا تو اس شقی کا بدن
کانپنے لگا اور جرأت نہ کر سکا۔ پھر سنان ابن انس نے ایک تلوار گلوئے مبارک پر لگائی اور کہا

میں تمہارا سر کاٹتا ہوں درآنحالیکہ جانتا ہوں کہ تم فرزند رسولؐ ہو، پدر و مادر تمہارا سے بہترین خلائق ہیں پھر شقی نے سر مبارک امام دو عالم کا جُدا کیا۔ بعض روایات میں وارد ہے، مختار نے سنان بن انس کو گرفتار کیا اور اس کی انگلیوں کی پوریں جُدا کیں، ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے روغن زیت جوش کر کے اس شقی کو دیگ میں ڈال دیا جس سے وہ شقی تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوا اور صاحب مناقب اور محمد ابن ابیطالب نے روایت کی ہے کہ جب کثرت جراحت سے حضرت میں طاقت نہ رہی شمر نے لشکر سے کہا کیا انتظار ہے اپنا کام تمام کرو کہ حسینؑ میں زخموں کی کثرت سے اب جنبش کی طاقت نہیں ہے پس تمام لشکر نے چاروں طرف سے ایک دفعہ حضرت پر حملہ کیا حصین بن نمیر نے ایک تیر دہن مبارک پر لگایا، ابو ایوب غنوی نے ایک تیر حلق پر مارا، زرعہ بن شریک نے ایک تلوار لگائی اس کے پہلے سنان بن انس نے سینہ اقدس پر تیر مارا صالح بن وہب نے ایسا تیر زہر آلود پہلو پر لگایا کہ حضرت پشت ذوالجناح سے رخسارۂ راست کے بل زمین پر گرے پھر حضرت درست ہو کر بیٹھے اور تیر کو حلق سے نکالا، اس کے بعد عمر سعد حضرت کے قریب آیا۔ حمید بن مسلم کہتا ہے

حضرت زینب کی بیقراری

اس وقت جناب زینب خیمہ سے باہر نکل آئیں۔ آپ کے گوشوارے بسبب اضطراب ہلتے جلتے تھے، فریاد واخاہ واسیداہ کہتی تھیں فرماتی تھیں کاش آسمان اس وقت زمین پر گر پڑتا۔ پھر عمر سعد کی طرف رُخ کر کے فرمایا: يَا عُمَرُ بْنَ سَعْدٍ أَيُقْتَلُ أَبُوعَبْدِ اللّٰهِ وَأَنْتَ تَنْظُرُ إِلَيْهِ یعنی اے پسر سعد! میرا ماں جایا قتل کیا جا رہا ہے اور تو کھڑا دیکھ رہا ہے۔ اس وقت اس شقی کی آنکھوں سے بھی آنسو نکل آئے پھر شمر نے کہا: کیا انتظار ہے جلد کام تمام کرو پس زرعہ بن شریک نے ایک تلوار دوش مبارک پر ماری پھر سب اشقیا سامنے سے ہٹ گئے، اس وقت حضرت اٹھتے تھے اور پھر منہ کے بل گر پڑتے تھے۔

شہادت سید الشہداء

ناگاہ سنان بن انس بیرحم نے اس حال میں حضرت پر حملہ کیا اور ایک نیزہ مارا حضرت گر پڑے اور خولی ملعون سے کہا سر حسینؑ جُدا کر وہ شقی جب پاس آیا تو دہشت سے اس کا ہاتھ کانپنے لگا اور بیہوش ہو گیا۔ سنان بن انس نے کہا: خدا تیرے بازو توڑے اور ہاتھ تیرا قطع کرے، اس وقت شمر ملعون جو مبروص تھا گھوڑے سے اُترا، (العیاذ باللہ) اس مصحف ناطق کو ٹھوکر مار کر لپشت کے بل گرایا اور ریش مطہر پکڑ کر چاہا کہ قتل کرے، حضرت نے فرمایا: اے شمر سگ ابلق تو ہی ہے جس کو میں نے خواب میں دیکھا ہے یہ سن کر ملعون غصّہ میں آیا کہنے لگا تم مجھے کتّے سے تشبیہ دیتے ہو اور شدّت غیظ میں حضرت کو ذبح کرتا تھا اور یہ شعر پڑھتا جاتا تھا۔

أَقْتُلُكَ الْيَوْمَ وَنَفْسِي تَعْلَمُ ۔۔۔ عِلْمًا يَقِينًا لَيْسَ فِيهِ مَزْعَمُ
أَنَّ أَبَاكَ خَيْرُ مَنْ تَكَلَّمُ

یعنی میں تم کو قتل کرتا ہوں درآنحالیکہ خوب جانتا ہوں کہ پدر بزرگوار تمہارے نیکوترین خلق خدا ہیں۔

کتاب مناقب میں محمد بن عمر بن حسن سے روایت ہے، اس نے کہا میں صحرائے کربلا میں ہمراہ جناب سید الشہداء تھا، جب حضرت نے شمر ذی الجوشن کو دیکھا دوبار اللہ اکبر کہا اور فرمایا: صدق اللہ ورسولہ میرے جد نے مجھ کو خبر دی ہے کہ دیکھتا ہوں میں ایک سگ ابلق کو کہ وہ میرے اہل بیت کا خون پیتا ہے اس وقت عمر سعد نے غیظ میں آکر خولی بن یزید اصبحی کو جو داہنی جانب شقی کے کھڑا تھا حکم دیا کہ سر حسین جُدا کر۔ پس خولی ملعون نے سر مقدس کو جُدا کیا بعض روایات میں ہے کہ شمر اور سنان بن انس دونوں حضرت کے پاس آئے اس وقت تک ایک رمق جان حضرت کے تن ناتواں میں باقی تھی اور شدّت عطش سے اپنی زبان چباتے تھے اور پانی طلب فرماتے تھے شمر ملعون نے کہا: اے فرزند ابو تراب! تم دعوے کرتے ہو کہ تمہارے باپ ساقی حوض کوثر ہیں اپنے دوستوں کو سیراب کریں گے، پس صبر کرو یہاں تک کہ ان کے ہاتھ سے سیراب ہو پھر شمر نے سنان بن انس سے کہا پس پشت سے سر جدا کر! سنان نے کہا: قسم بخدا میں ان کا سر نہ کاٹوں گا ورنہ ان کے جد بزرگوار محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے دشمن ہوں گے۔ شمر ولد الزنا غصّہ میں آکر سینۂ صد چاک پر چڑھا، ریش مبارک دست نجس میں لے کر چاہا کہ قتل کرے اس وقت حضرت نے مسکرا کر فرمایا: اے شمر آیا تو مجھے قتل کرتا ہے، اور نہیں جانتا میں کون ہوں؟ شقی نے کہا میں خوب پہچانتا ہوں تمہاری ماں فاطمہ زہراؑ بنت رسولؐ ہیں، تمہارے باپ علی مرتضےٰؑ تمہارے نانا محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں اور تمہارا دشمن پروردگار علی اعلیٰ ہے اور میں تمہیں قتل کرتا ہوں اور پروا نہیں کرتا۔ یہ کہہ کر اس بے رحم نے بارہ ضرب شمشیر سے سر اقدس جُدا کیا۔ درود و سلام ہو شہید راہ خدا پر، اور لعنت خدا ہو ان کے قاتل اور ظالم پر اور ان اشقیا پر جو حضرت سے لڑنے کو جمع ہوئے تھے۔ ابن شہر آشوب نے لکھا ہے ابو مخنف نے جلودی سے روایت کی ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام کے گھوڑے نے حضرت کو زمین پر پڑا دیکھا اسپ باوفا

ذوالجناح کی وفاداری

نے حضرت کی حمایت میں کفار پر حملہ کیا اور چالیس اشقیا کو گھوڑے سے زمین پر گرایا اور ٹاپوں سے روند کر قتل کیا، پھر اپنے آقا کے خون میں لوٹ کر فریاد کناں ونعرہ زناں خیمہ کی جانب روانہ ہوا اور دونوں ہاتھ زمین پر مارتا جاتا تھا سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ بعد شہادت امام

امام مظلوم ایسی سیاہ آندھی چلی کہ تمام عالم تیرہ و تار ہو گیا، ساتھ ہی ایک سُرخ آندھی اُٹھی کہ اُس وقت کوئی چیز بالکل سوجھائی نہ دیتی تھی سب کو گمان ہوا کہ قیامت قائم ہوئی اور عذاب خدا نازل ہوا - لیکن بہ برکت وجود امام زین العابدین علیہ السّلام تھوڑی دیر کے بعد وہ آندھی تھم گئی -

ہلال بن نافع جو اصحاب عمر سعد سے تھا لکھتا ہے میں ہمراہ اصحاب عمر سعد کھڑا تھا ناگاہ منادی نے ندا کی اے امیر بشارت ہو تجھے کہ شمر نے حسین کو شہید کیا پس میں قریب گیا اور حضرت کو حالت نزع میں پایا لیکن بخدا میں نے کوئی خاک و خون میں آغشتہ زخمی حسین سے زیادہ خوبصورت و نورانی نہیں دیکھا آپ کے چہرہ کے نور نے مجھے فکر قتل سے باز رکھا اس وقت حضرت شدت تشنگی سے ایک جرعۂ آب اشقیا سے مانگتے تھے پس میں نے سنا ایک ملعون نے جواب دیا: اے حسینؑ تم کو ہرگز ایک قطرہ نہ ملے گا جب تک کہ العیاذ باللہ وارد آتش نہ ہو اور حمیم جہنم سے سیراب نہ ہو حضرت نے فرمایا، بلکہ میں اپنے جدِ بزرگوار رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں جاتا ہوں اور درجات بہشت میں ان کے ساتھ رہوں گا اور اس پانی سے سیراب ہوں گا جس میں تغیّر نہیں ہے اور جو جو ستم تم نے مجھ پر کئے ہیں اس کی شکایت اپنے نانا سے کروں گا پس وہ کافر غصّہ میں آئے گویا کہ مطلق رحم ان کے دلوں میں خلق نہ ہوا تھا اور سر مبارک حضرت کا جدا کیا درآنحالیکہ آپ اشقیا سے باتیں کرتے تھے راوی کہتا ہے کہ ان کی بیرحمی اور شقاوت قلبی کو دیکھ کر مجھے ایسی حیرت ہوئی کہ میں نے کہا: اے بے دینو! قسم خدا کی اب ہرگز کسی امر میں تمہارے ساتھ نہ رہوں گا پھر اس واقعۂ ہائلہ کے بعد اشقیاء نے حضرت کا لباس لوٹا۔ پیراہن کو اسحٰق بن خویہ حضرمی نے لیا جب اس شقی نے وہ پیراہن پہنا فوراً مرض برص میں مبتلا ہو گیا اور اس کے بال جھڑ گئے۔ منقول ہے کہ ایک سو دس سے زیادہ نشان زخم نیزہ و شمشیر و تیر پیراہن اقدس میں تھے حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ تینتیس۳۳ زخم نیزہ کے اور چونتیس۳۴ زخم تلوار کے پائے گئے۔ حضرت کا عمامہ اخنس بن مرثد ابن علقمہ حضرمی لے گیا اور ایک روایت میں ہے جابر بن یزید نے لیا جب اپنے سر نجس پر باندھا اسی وقت دیوانہ ہو گیا۔ بروایت سیّد ابن طاؤس علیہ الرحمہ میں وارد ہے کہ اس شقی کو جُذام ہو گیا۔ بروایت محمد ابن ابی طالب نعلین مبارک اسود بن خالد لے گیا اور بجدل بن سلیم نے انگوٹھی کے لئے انگشت مبارک کو قطع کیا اس واقعہ کے بعد مختار نے اس شقی کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے اور زمین پر ڈال دیا وہ خاک و اپنے خون نجس میں لوٹتا تھا یہاں تک کہ واصل جہنم ہوا اور چادر حضرت کی قیس بن اشعث نے لی اور زرہ کو عمر بن سعد شقی نے لیا اور جب مختار نے عمر سعد کو قتل کیا وہ زرہ اس کے قاتل ابی عمرہ کو دے

ڈالی اور تلوار جمیع بن خلق ازدی لے گیا بروایت دیگر اسود بن حنظلہ تمیمی نے لی۔ بروایت ابن سعید ایک ملعون قبیلہ نہشل سے لے گیا اور بروایت محمد بن زکریا وہ تلوار دختر حبیب بن بدیل کے ہاتھ آئی مگر یہ تلوار ذوالفقار نہ تھی کیونکہ ذوالفقار مانند اور تبرکات کے ذخائر نبوّت و امامت سے ہے پس چاہیئے کہ مانند اور چیزوں کے محفوظ ہو اور دیگر روایات اس کے مؤید ہیں راوی کہتا ہے اسی اثناء میں ایک کنیز خیمہ سے میدان میں آئی ایک ملعون نے کہا اے کنیز خدا تیرا آقا قتل ہوا پس وہ عورت نالہ و فریاد کرتی ہوئی خیمہ میں واپس گئی اور اہل بیت عصمت و طہارت اس عورت کو فریاد کناں دیکھ کر فریاد و احسیناہ کرنے لگے اس کے بعد لشکر عمر سعد خیمہ ہائے حرم محترم کی طرف دوڑا اور اہل بیت رسولؐ اور دختران بتولؑ کے لوٹنے کو دست ستم دراز کیا یہاں تک کہ ایک چادر بھی عورتوں کے سر پر نہ چھوڑی اور اہل بیت کو ننگے سر گریاں و نالاں خیمہ سے باہر نکالا۔ بروایت حمید بن مسلم جب اشقیا نے دختران فاطمہ زہراؑ کے لوٹنے کا ارادہ کیا قبیلۂ بکر بن وائل کی ایک عورت اپنے شوہر کے ہمراہ لشکر ابن سعد میں تھی جب اس نیک بخت نے یہ ظلم مشاہدہ کیا تو ایک تلوار لیکر اشقیا سے مقابلہ کرنے خیام حرم کی طرف روانہ ہوئی اور چلائی اے اولاد بکر بن وائل کیا تم روا رکھتے ہو کہ دختران رسولؐ کو لوٹو۔ خدا تم سے سمجھے اور ذریت رسولؐ کا انتقام لے یہ دیکھ کر اس کا شوہر آیا اور اسے واپس خیمہ میں لے گیا ادھر اشقیاء نے اہلبیت کو خیمہ سے باہر نکال دیا اور خیموں میں آگ لگا دی۔ دختران فاطمہ سر و پا برہنہ نالہ و زاری کرتی ہوئی قیدیوں کی طرح بہ ذلّت گرفتار ہوئیں اس وقت پردگیان سرادقِ عصمت و طہارت نے اشقیا سے کہلا بھیجا کہ برائے خدا اور رسولؐ ہمیں مقتل شہدا سے لے چلو کہ ہم اپنے عزیزوں کو وداع کر لیں اشقیا نے قبول کیا جب وہ قیدیوں کا قافلہ قتل گاہ میں آیا اور اہل بیت رسالت کی نظر لاشہائے شہدا پر پڑی تو چیخیں ملا کر سب رونے لگے اور دریائے اشک جاری کئے اور طمانچے اپنے مُنہ پر مارے راوی کہتا ہے بخدا ابھی تک نہیں بھولا، کہ زینب خاتون نے عجب آواز حزیں اور دلِ غمگین سے فریاد کی: وَا مُحَمَّدَاه صَلّٰى عَلَيْكَ مَلِيْكُ السَّمَاءِ وَهٰذَا حُسَيْنٌ مُرَمَّلٌ بِالدِّمَاءِ مُقَطَّعُ الْاَعْضَاءِ وَبَنَاتُكَ سَبَايَا اِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكٰى: اے محمد مصطفٰےؐ آپ پر تو آسمان کے فرشتوں نے نماز پڑھی اور یہ حسینؑ خون میں آغشتہ ٹکڑے ٹکڑے زمین گرم پر پڑا ہے اور آپ کی نواسیاں قیدی بن کر جا رہی ہیں اے اللہ تیری فریاد ہے اور محمد مصطفٰےؐ اور علی مرتضٰی اور حمزہ سید الشہدا آپ کی دہائی ہے، وا محمداہ یہ حسین، شمشیر اولاد زنا سے قتل ہو گیا اور بے گور و کفن تن عریاں صحرائے کربلا میں پڑا ہے وامصیبتا

اہل حرم دشمن عورت کا انقلاب

گویا آج میرے جدِّ بزرگوار محمد مصطفٰے نے دُنیا سے انتقال فرمایا۔ اے اصحابِ محمدؐ! ہم سب تمہارے پیغمبر کے ذریّت دستِ اہلِ جور و جفا میں اسیر و گرفتار ہیں بعض روایات میں وارد ہے کہ حضرت زینب اس طرح بین جگر خراش کرتی تھیں: وامحمداہ آپ کی بیٹیاں دست اہلِ جور و ستم میں گرفتار ہیں، اور یہ حسینؑ آپ کا فرزند دلبند سرِ اقدس اس کا پس گردن سے جُدا کیا گیا، بلا عمامہ و ردا خاک و خون میں غلطاں پڑا ہے۔ اس کے بعد مُنہ اپنا نعش سیّد الشہدا کی جانب کر کے با جگر بریاں اور چشم گریاں پکاریں فدا ہوں میں اس غریب پر جس کا لشکر بروز دو شنبہ غارت ہوا اور طنابیں اس کے خیموں کی بہ ظلم و ستم کاٹی گئیں۔ فدا ہوں میں اس مظلوم پر جو ہماری نظروں سے ایسا نہاں ہوا کہ اب ملاقات کی اُمید نہیں نہ ایسا زخمی ہے جو علاج و دوا سے اچھا ہو فدا ہوں میں اس مظلوم پر جو مغموم اور دلِ سوختہ دنیا سے سدھارا، فدا ہوں میں اس بیکس پر جسے پیاسا شہید کیا، فدا ہوں میں اس قتیلِ راہ خدا پر جس کی ریش مُبارک سے خون کے قطرے ٹپکتے ہیں، فدا ہوں میں تجھ پر اے فرزند محمد مصطفٰے اے فرزند خدیجہ کبریٰ، اے جگر گوشہ علی مرتضیٰ، اے نور دیدہ فاطمہ زہرا سیدۃ النساء فدا ہوں تجھ پر اے فرزند اس شخص کے جس کے لئے آفتاب نے بعد غروب رجعت کی اور نماز کو ادا کیا راوی کہتا ہے قسم بخدا زینب نے اس طرح جگر خراش بین کئے کہ سب دوست و دشمن رونے لگے اس کے بعد حضرت سکینہ دوڑ کر اپنے باپ کی لاش بے سر سے لپٹ گئیں اور اپنا مُنہ بدن مقدّس پر ملتی تھیں اور تڑپ تڑپ کر روتی تھیں لیکن اشقیا نے نرغہ کر کے بجبر و قہر اس یتیمہ کو نعش امام سے چھڑا دیا اس وقت عمر سعد نے صدا کی تم میں کون ایسا ہے جو لاش حسینؑ کو پامال سُم اسپاں کرے۔ دس شخصوں نے قبول کیا سب سے پہلے اسحٰق بن حوبہ جس نے پیراہن مبارک حضرت کا لوٹا تھا۔ دوسرے اخنس بن مرثد، تیسرے حکیم بن طفیل، چوتھے عمرو بن صبیح صیداوی پانچویں رجا بن منقذ عبدی، چھٹے سالم بن خیثمہ، ساتویں صالح بن وہب جعفی، آٹھویں واحظ بن ناعم، نویں ہانی بن ثبیت حضرمی، دسویں اسید بن مالک، یہ دس اشقیا اس حرکت ذبول کے مرتکب ہوئے اور سینہ گنجینہ اسرار امامت اور پشت مبارک پائمال کیا۔ الا لعنۃ اللّٰہ علی القوم الظالمین۔ راوی کہتا ہے جب یہ دس سنگدل ابن زیاد کے پاس پہنچے تو ان میں سے اسید بن مالک نے یہ شعر پڑھ کر انعام طلب کیا: نَحْنُ رَضَضْنَا الصَّدْرَ بَعْدَ الظَّهْرِ + بِكُلِّ يَعْبُوبٍ شَدِيدِ الْأَسْرِ۔ ہم نے بہت قوی گھوڑوں کی ٹاپوں سے حسینؑ و اصحاب حسینؑ کی پشت و سینوں کو کچل کر رکھ دیا اور ریزہ ریزہ کیا، جسم حسینؑ کو تیز گھوڑوں کی ٹاپوں سے۔ ابن زیاد نے پوچھا

یہ کون ہیں؟ ان لعینوں نے کہا: ہمیں نے لاش حسینؑ پر گھوڑے دوڑائے، یہاں تک کہ ان کے سینۂ مبارک کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو گئیں ابن زیاد نے کچھ قلیل انعام ان کو دیا۔ ابوعمرو زاہد کہتا ہے جب میں نے ان دس نامردوں کو غور کر کے دیکھا اور حسب و نسب دریافت کیا تو ان سب کو اولادِ زنا پایا۔ جب مختار نے انھیں پکڑا تو ان دسوں کو اوندھا لٹایا اور ہاتھ پاؤں ان کے میخ ہائے آہن سے زمین پر جڑ دیئے اور ان کے بدن ہائے نجس پر گھوڑے دوڑائے یہاں تک کہ وہ جہنّم واصل ہوئے۔ مصنّف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بنا بر روایت کتاب کافی کلینی یہ ہے کہ لاش مطہر کو اشقیا پامال نہ کر سکے تھے اور بعض موانع کی وجہ سے اس ارادہ فاسد سے باز رہے صاحب کتاب مناقب اور محمد بن ابی طالب نے لکھا ہے یہ واقعہ جانسوز بالاتفاق دہم محرم سنہ ۶۱ ہجری میں واقع ہوا اور عمر شریف حضرت کی اس وقت چونتیس سال چھ مہینے اور پندرہ دن کی تھی۔

بعد شہادت حضرت کا گھوڑا گرفتاری کے خوف سے ہر طرف دوڑتا تھا اور خود کو اشقیا سے بچاتا تھا اور پیشانی پر امام مظلوم کا خون ملتا تھا اس کے بعد فریاد کناں جانب خیمہ ہائے حرم محترم دوڑا جب قریب خیمہ پہنچا تو سر اپنا اس قدر زمین پر پٹکا کہ ہلاک ہو گیا مخدرات عصمت نے جب گھوڑے کو خالی دیکھا ایک کہرام بپا ہوا حضرت اُمِّ کلثومؑ سر پیٹ کر فریاد کرتی تھیں: وامحمداہ واجداہ وا ابتاہ وا ابا القاسماہ وا علیاہ وا جعفراہ وا حمزتاہ وا حسناہ یہ حسینؑ فرزند دلبند مصطفٰے سر بریدہ خاک و خون میں غلطاں بے عمامہ و ردا صحرائے کربلا میں پڑا ہے اسی طرح نوحہ و ندبہ کرتی ہوئی بیہوش ہو گئیں۔ اشقیا نے خیمہ کو گھیر لیا شمر ملعون مع لشکر داخل خیام عترت خیر الانام ہوا تمام اسباب و زیور اہلِ حرم کا لوٹ لیا بیبیوں کی چادریں سروں سے اُتار لیں۔ حضرت اُمِّ کلثومؑ کے گوشوارے چھینے، کان زخمی کئے۔ بیبیاں عصمت و طہارت اپنے سروں سے ردا نہ چھوڑتی تھیں لیکن اشقیا سروں سے کھینچ لیتے تھے قیس ابن اشعث ردائے مبارک امام حسین علیہ السّلام لے گیا اسی سبب سے اس لعین کو قیس القطیفہ کہتے تھے اور نعلین حضرت کی اسود ازدی لے گیا اس کے بعد سب اشقیا لوٹ پڑے، اور جو کچھ لباس و زیورات اسباب اور اونٹ گھوڑے پائے سب کو لوٹ لیا۔

مصنّف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں بعض کتب میں منقول ہے کہ جناب فاطمہ صغرا دختر امام حسینؑ نے فرمایا: بعد شہادت پدر بزرگوار میں در خیمہ پر کھڑی لاش پدر اور دیگر اقربا کو دیکھ رہی تھی کہ مثل گوسفند قربانی خاک و خون میں غلطاں

بیٹھے ہیں، اور لاشے ان کے پامال ہو رہے ہیں اور متفکر تھی کہ دیکھئے یہ اشقیاء ہم سے کیا سلوک کرتے ہیں آیا قتل کرتے ہیں یا اسیر کرتے ہیں۔ ناگاہ دیکھا میں نے ایک سوار برچھی لئے ہوئے قریب مخدرات عصمت آیا ہر ایک بی بی کی پشت پر نیزہ مارتا تھا، وہ بیچاریاں بھاگ کر ایک دوسرے کے پیچھے چھپتی تھیں جو کچھ ان بیکسوں کے پاس زیور و لباس تھا وہ ملعون لوٹتا تھا اور وہ عورتیں فریاد کرتی تھیں، واجداہ وابتاہ واعلیاہ واقلتہ ناصراہ واحسناہ، وہ چیخ رہی تھیں، آیا کوئی مسلمان اس حالت میں ہے کہ ہمیں پناہ دے آیا کوئی مومن ہے جو ہماری نصرت و یاری کرے اور ہمارے دشمنوں کو ہم سے دفع کرے پس یہ حال دیکھ کر میں کانپنے لگی اور حواس میرے منتشر ہو گئے اور اپنی پھوپھی ام کلثوم کو ڈھونڈتی تھی کہ ان کے پاس جا کر چھپوں۔ ناگاہ دیکھا میں نے نظر اس شقی کی مجھ پر پڑی میں بھاگی خیال کیا شاید اس لعین کے ہاتھ سے نجات پائی، ناگاہ اس کا نیزہ میری پشت میں لگا، میں منہ کے بل گر پڑی پس اس ملعون نے میرے گوشوارے کھینچ لئے اور مقنعہ سر سے اتار لیا اور مجھے اس حال میں کہ خون میرے رخساروں پر جاری تھا اور گرمی آفتاب میرے دماغ کو پگھلاتی تھی چھوڑ کر جانب خیمہ چلا گیا، میں بیہوش ہو گئی، جب مجھے افاقہ ہوا میں نے دیکھا کہ میری پھوپھی زینب خاتون میرے سرہانے کھڑی رو رہی ہیں، کہتی ہیں: اے نور دیدہ! اٹھ چل کر دیکھیں کہ تیری بہنوں اور برادر بیمار پر کیا گزر رہی۔ میں نے کہا: اے پھوپھی کوئی چادر ہے کہ میں اوڑھوں حضرت زینب نے فرمایا: عَمَّتُکِ مِثْلُکِ اے دختر! تیری پھوپھی بھی مثل تیرے سر برہنہ ہے پس میں نے دیکھا واقعی سر ان کا کھلا ہے اور نیزوں کی چوٹ سے سیاہ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد جب ہم خیمہ میں آئے دیکھا کہ اشقیاء سب اسباب لوٹ لے گئے ہیں۔ میرے بھائی زین العابدینؑ شدت گرسنگی و تشنگی اور بیماری سے منہ کے بل زمین پر پڑے ہیں پس ہم سب ان کے حال زار پر روتے تھے۔ شیخ مفید علیہ الرحمۃ نے حمید بن مسلم سے روایت کی ہے، اس نے کہا جب ستمگار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے خیمہ میں پہنچے آپ کو دیکھا کہ بستر بیماری پر حالت بیماری میں پڑے ہیں۔ شمر ولد الزنا نے مع دیگر ہمراہیوں کے چاہا کہ اس مریض کو قتل کرے۔ میں نے کہا: سبحان اللہ! تم نے سب کو قتل کیا اب تو چاہتا ہے کہ لڑکوں کو بھی قتل کرے اور یہ لڑکا تو ابھی اپنے مرض میں گرفتار ہے پس میں ہمیشہ شر اعدا کو اس بیمار سے دفع کرتا تھا۔ جب عمر سعد قریب خیمہ ہائے حرم محترم آیا تو اہل بیت اس کو دیکھ کر رونے لگے اور فریاد کی، اس وقت شقی نے اپنے اصحاب سے کہا کہ عورتوں

سے متعرض نہ ہو، اور علی ابن الحسین کو آزار نہ پہنچاؤ اور جو اسباب ان کا لوٹ لیا ہے پھیر دو لیکن بخدا ان بے حیاؤں نے کچھ واپس نہ کیا اس کے بعد عمر سعد نے اشرار لشکر کو اہل بیت اطہار پر معین کر کے کہا: خبردار کوئی ان میں سے بھاگنے نہ پائے اور نہ کوئی ان کو ایذا پہنچائے اس کے بعد عمر سعد نے اسی دن حضرت کا سر مبارک خولی بن یزید اصبحی اور حمید ابن مسلم کے ہمراہ ابن زیاد کے پاس کوفہ بھیجا اور باقی سرہائے شہدا شمر ذی الجوشن کے ساتھ روانہ کئے اور خود دوسرے روز ظہر تک کربلا میں رہا اور اپنے مقتولوں کے لاشے جمع کر کے ان پر نماز پڑھی اور دفن کیا اور لاشہائے شہدا کو اسی طرح خاک و خون میں غلطاں جلتی ریت پر چھوڑ دیا جب اشقیاء وہاں سے چلے گئے، تو بنی اسد نے اجساد منورہ شہدا پر نماز پڑھی اور دفن کیا۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ اہل غاضریہ (بنی اسد) کہتے تھے کہ جب ہم شہدائے دشت کربلا کو دفن کرنے لگے، اکثر قبریں تیار پائیں۔ طائران سفید ان کے اجساد منورہ کے قریب اڑتے دیکھے۔ محمد بن ابی طالب نے لکھا ہے سرہائے شہدا اٹھتر تھے قبائل عرب نے سرہائے شہداء کو آپس میں تقسیم کر لیا تھا، تاکہ یزید و ابن زیاد کے سامنے لے جا کر تقرب حاصل کریں پس قبیلہ کندہ تیرہ سر لے گئے، ان کا سردار قیس ابن اشعث تھا اور قبیلہ ہوازن بارہ عدد سرہائے شہداء لائے، بروایت ابن شہر آشوب قبیلہ ہوازن بیس سر لے گئے، ان کا سردار شمر ولد الزنا تھا۔ اور قبیلہ تمیم سترہ سر لے گئے۔ بروایت ابن شہر آشوب انیس سر اور بنی اسد سولہ سر لے گئے، اور بروایت ابن شہر آشوب نو سر، اور قبیلہ بنی مذحج سات سر لائے، باقی سب اشقیاء تیرہ سر لے گئے۔ بروایت ابن شہر آشوب باقی لشکر والے نو سر لائے اور قبیلہ مذحج کو ابن شہر آشوب نے ذکر نہیں کیا۔ پس بروایت ابن شہر آشوب مجموع سرہائے شہداء ستر ہوتے ہیں اور یہ بھی لکھا کہ اشقیاء سب اہل حرم کو قید کر لائے۔ ابن شہر آشوب اور محمد بن ابی طالب اور صاحب مناقب نے لکھا ہے، کہ عدد شہدائے اہل بیت اطہار میں اختلاف ہے اکثر نے ستائیس نفر لکھا ہے۔ سات شخص اولاد عقیل سے ان کے نام یہ ہیں حضرت مسلم جو کوفے میں شہید ہوئے اور جعفر اور عبدالرحمن، فرزندان حضرت عقیل: محمد اور عبداللہ پسران حضرت مسلم اور جعفر پسر محمد بن عقیل اور محمد بن سعید بن عقیل اور ابن شہر

ل امام زین العابدین علیہ السلام کے ساتھ ج۔ ذ ۱۲

آشوب نے عون و محمد پسران حضرت عقیل کو زیادہ کیا ہے اور تین بزرگ فرزندان حضرت جعفر طیار سے محمد اور عون اور عبداللہ فرزندان عبداللہ جعفر اور نو شخص فرزندان امیرالمومنین علیہ السلام سے جناب سید الشہداء اور حضرت عباس اور بعض نے لکھا ہے کہ محمد پسر حضرت عباس بھی کربلا میں شہید ہوئے اور عمر و عثمان جعفر و ابراہیم و عبداللہ و اصغر اور محمد اصغر فرزندان حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے اور شہادت ابوبکر بن علی میں اختلاف ہے، چار بزرگ فرزندان امام حسن علیہ السلام سے ابوبکر اور عبداللہ اور قاسم اور بشر بعض نے بشر کی جگہ عمر لکھا ہے اور فرزندان امام حسین علیہ السلام سے علی اختلاف الروایات چھ شخص ہیں علی اکبر و ابراہیم و عبداللہ اور محمد اور حمزہ و علی اصغر و جعفر و عمر و زید صاحب مناقب نے فقط حضرت علی اکبر اور عبداللہ کو شہداء میں ذکر کیا ہے اور محمد بن ابی طالب نے حمزہ اور زید اور ابراہیم اور عمر کو مقتولین میں ذکر نہیں کیا۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ محمد اصغر فرزند جناب امیر علیہ السلام بسبب مرض اس دن شہید نہیں ہوئے بعض نے لکھا ہے کہ ایک شقی دارمی نے ان کو تیر سے شہید کیا ابوالفرج اصفہانی نے کتاب مقاتل الطالبین میں لکھا ہے فرزندان ابوطالب سے جن کی شہادت معرکہ کربلا میں باتفاق روایات ثابت ہے بائیس بزرگ ہیں، اور ابن نما رحمۃ اللہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ سترہ شخص فرزندان فاطمہ بنت اسد سے دشت کربلا میں شہید ہوئے۔

شیخ طوسی رحمۃ اللہ نے کتاب مصباح میں عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے کہا: میں روز عاشورا حضرت صادق کی خدمت میں گیا، دیکھا میں نے کہ رنگ حضرت کا متغیر ہے اور آثار حزن و ملال چہرہ مبارک سے ظاہر ہیں اور مانند مروارید آنسو جاری ہیں میں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ حق تعالیٰ کبھی آپ کی آنکھوں کو نہ رلائے آپ کے رونے کا کیا باعث ہے فرمایا اے عبداللہ! کیا تو نہیں جانتا آج کونسا دن ہے۔ آج کے دن میرے جد بزرگوار حسین بن علی صلوات اللہ علیہما شہید ہوئے ہیں میں نے پوچھا: یا ابن رسول اللہ! آج کے روزہ میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا بغیر نیت روزہ رکھ اور دن کو افطار کر اور روزہ تیرا انروئے شماتت نہ ہو اور تمام دن نہ رکھ اور چاہیئے کہ ایک ساعت بعد عصر جرعہ آب سے افطار کر کہ بروز عاشورا اسی وقت لڑائی آل رسولؐ سے ختم ہوئی اور تینتیس ۳۳ شخص ان میں ایسے تھے اگر حیات رسولؐ میں فوت ہوتے تو حضرت ان کے عزادار ہوتے، یہ فرما کر حضرت اس قدر روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ اس کے بعد فرمایا جب خدائے عزّوجل نے خلقت نور کا ارادہ کیا تو بروز جمعہ پہلی رمضان کو خلق کیا اور تاریکی کو بروز

چہارشنبہ دسویں محرم کو پیدا کیا اور اسی دن حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے اور ہر ایک کے لیے ظلمت و نور سے ایک راہ مقرر فرمائی تا آخر حدیث صاحب مناقب نے حسن بصری سے روایت کی ہے انھوں نے کہا حضرت امام حسینؑ کے ساتھ کربلا میں سولہ شخص آپ کے اہلبیت سے ایسے شہید ہوئے کہ ہر ایک ان میں سے حسن و جمال میں اپنا نظیر نہ رکھتا تھا اور باسانید دیگر یہ بھی حسن بصری سے روایت ہے کہ سترہ نفر اہل بیتؑ سے درجۂ رفیعہ شہادت پر فائز ہوئے بروایت ابن شہر آشوب اصحاب جناب سید الشہداءؑ سے جو لوگ پہلے حملہ میں درجۂ شہادت پر فائز ہوئے وہ یہ بزرگوار ہیں: نعیم بن عجلان، عمران ابن کعب بن حارث اشجعی، حنظلہ بن عمرو شیبانی، قاسط بن زبیر، کنانہ بن عتیق، عمرو بن شیعہ، ضرغامہ بن مالک، عامر بن مسلم، سیف بن مالک، نمیری عبدالرحمٰن ارحبی، مجمع عایذی، جناب بن حارث، عمرو جندعی، حلاس بن عمرو راسبی، سوار بن ابی عمیر فہمی، عمار بن ابی سلامۃ الدالانی، نعمان بن عمر راسبی، زاہر بن عمرو، غلام بن حمق، جبلہ بن علی، مسعود بن حجاج، عبداللہ بن عروہ غفاری، زہیر بن بشیر خثعمی، عمار بن حسان، عبداللہ بن عمیر، مسلم بن کثیر، زہیر بن سلیم، عبداللہ، عبیداللہ، فرزندان زید بصری اور دس نفر حضرت امام حسینؑ کے آزاد کردہ دو نفر حضرت علیؑ کے آزاد کردہ۔ مصنفؒ فرماتے ہیں میں اس جگہ زیارت ناحیہ کو درج کرتا ہوں، جس میں اسمائے شہدائے کربلا اور ان کے حالات و قاتلوں کا مفصل ذکر ہے اس زیارت کو سید ابن طاؤس رحمۃ اللہ نے کتاب اقبال میں، شیخ طوسی علیہ الرحمہ سے اور انھوں نے محمد بن عیاش سے انھوں نے شیخ صالح ابو منصور بن عبدالمنعم بغدادی سے روایت کی ہے۔ اس کے بعد مؤلف علیہ الرحمہ نے مشہور زیارت ناحیہ ذکر کی ہے جسمیں مختصراً واقعات شہادت بھی بیان کئے گئے ہیں اور اسامی شہدائے کربلا بھی چونکہ واقعات کا ذکر سابقاً گزر چکا اس لئے یہاں پر صرف شہدائے کربلا کے ان اسمائے مبارکہ کے درج کرنے پر اکتفا کرتا ہوں، جو زیارت ناحیہ میں مرقوم ہیں اصل زیارت کتب اعمال میں مذکور ہے اس کے متعلق جو قیل و قال ہے وہ بھی ارباب علم جانتے ہیں۔

شہدائے بنی ہاشم در کربلا

۱۔ حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام

۲۔ عباسؑ بن امیرالمومنین علیہ السلام

۳۔ عبداللہ بن امیرالمومنین علیہ السلام

۴۔ جعفر بن امیر المومنین علیہ السّلام
۵۔ عثمان بن امیر المومنین علیہ السّلام
۶۔ محمد بن امیر المومنین علیہ السّلام
۷۔ علی اکبر بن امام حسین علیہ السّلام
۸۔ عبداللہ رضیع بن امام حسین علیہ السّلام
۹۔ ابو بکر بن امام حسن علیہ السّلام
۱۰۔ قاسم بن امام حسن علیہ السّلام
۱۱۔ عبداللہ بن امام حسن علیہ السّلام
۱۲۔ عون بن عبداللہ بن جعفر
۱۳۔ محمد بن عبداللہ بن جعفر
۱۴۔ جعفر بن عقیل
۱۵۔ عبدالرحمٰن بن عقیل
۱۶۔ عبداللہ بن مسلم بن عقیل
۱۷۔ ابو عبداللہ بن مسلم بن عقیل
۱۸۔ محمد بن سعید بن عقیل

انصار حسینؑ بحساب حروف ابجد

۱۔ انس بن کاہل اسدی
۲۔ اسلم بن کثیر ازدی الاعرج
۳۔ ابو ثمامہ عمر بن عبداللہ صائدی
۴۔ بشر بن عمیر حضرمی
۵۔ جوین بن مالک ضبعی
۶۔ جندب بن حجر خولانی
۷۔ جبلہ بن علی شیبانی
۸۔ حبیب بن مظاہر اسدی
۹۔ حر بن یزید ریاحی
۱۰۔ حجاج بن یزید سعدی
۱۱۔ حجاج بن مسروق جعفی
۱۲۔ حیان بن حارث ازدی
۱۳۔ حنظلہ بن اسعد شیبانی
۱۴۔ زہیر بن قین بجلی
۱۵۔ زہیر بن بشر خثعمی
۱۶۔ زاہر غلام عمرو بن حمق خزاعی
۱۷۔ سلیمان غلام امام حسینؑ
۱۸۔ سالم غلام عامر بن مسلم۔
۱۹۔ سیف بن مالک
۲۰۔ سعید غلام عمر بن خالد صیداوی
۲۱۔ سالم کلبی غلام بنی مدینۃ الکلبی
۲۲۔ سوار بن ابو حمیر فہمی (مجروح)
۲۳۔ شبیب بن عبداللہ نہشلی
۲۴۔ شبیب بن حارث بن سریع
۲۵۔ شوذب غلام شاکری
۲۶۔ ضرغامہ بن مالک
۲۷۔ عبداللہ حنفی
۲۸۔ عمرو بن کعب انصاری
۲۹۔ عمر بن قرظہ انصاری
۳۰۔ عبدالرحمٰن بن عمیر کلبی

۳۱۔ عبداللہ بن عروہ غفاری
۳۲۔ عبدالرحمٰن بن عروہ غفاری
۳۳۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ ارحبی
۳۴۔ عمار بن ابو سلامہ
۳۵۔ عابس بن ابو شبیب شاکری
۳۶۔ عامر بن مسلم
۳۷۔ عون بن جون غلام ابوذر غفاری
۳۸۔ عمرو بن عبداللہ جندعی
۳۹۔ عمیر بن قنیحہ
۴۰۔ عبداللہ بن ثبیت قیسی
۴۱۔ عبیداللہ بن ثبیت قیسی
۴۲۔ عمار بن حسان طائی۔
۴۳۔ عمر بن خالد صیداوی
۴۴۔ عمرو بن جندب
۴۵۔ عمرو بن عبداللہ جندعی
۴۶۔ قارب غلام امام حسین علیہ السلام
۴۷۔ قیس بن مسہر صیداوی
۴۸۔ قاسط بن ظہیر تغلبی
۴۹۔ قعنب بن عمرو نمری
۵۰۔ قاسم بن حبیب ازدی
۵۱۔ کردوش بن ظہیر
۵۲۔ کنانہ بن عتیق
۵۳۔ منجح غلام امام حسین علیہ السّلام
۵۴/۵۵۔ مسعود بن حجاج اور ان کا فرزند۔
۵۶۔ مجمع بن عبداللہ۔
۵۷۔ مالک بن عبداللہ بن سریع۔
۵۸۔ نعیم بن عجلان انصاری
۵۹۔ نافع بن ہلال بجلی
۶۰۔ یزید بن حصین ہمدانی
۶۱۔ یزید بن ثبیت قیسی

نوٹ:۔ یہ فہرست زیارت ناحیہ سے اخذ کی گئی ہے، اس لئے صرف ان ناموں کو لکھا ہے جو اس میں مذکور ہیں، ورنہ ممکن ہے کچھ شہدا باقی رہ گئے ہوں۔

کتاب مروج الذہب میں ہے کہ کل ستاسی شخص اہل بیت و اصحاب سے حضرت کے ساتھ شہید ہوئے اور لشکر عمر سعد سے آٹھ ہزار اسی نامرد جہنم واصل ہوئے۔ قطب راوندی نے کتاب خرائج میں حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام نے بروز شہادت اصحاب سے فرمایا کہ بشارت ہو تم کو قسم خدا کی کہ ہم اپنے پیغمبرؐ کی خدمت میں جاتے ہیں اور جب تک حق سبحانہ، تعالیٰ چاہے گا ہم آنحضرتؐ کے پاس رہیں گے اس کے بعد جو شخص کہ رجعت میں پہلے قبر سے باہر نکلے گا وہ میں ہوں گا جس طرح امیر المومنین علیہ السلام اور ہمارے قائمؑ اور رسول اللہ ظاہر ہوں گے اُس وقت ایک گروہ آسمان سے خُدا کی طرف سے مجھ پر نازل ہوگا جو پیشتر کبھی نہ نازل ہوا ہوگا۔ اور نازل ہوں گے، جبرئیل و میکائیل و اسرافیل

مع جنود ملائکہ اور محمدؐ و علیؑ اور میں اور بھائی حسنؑ مع تمام آئمہ معصومین کے ایسے نورانی ناقوں پر سوار ہوں گے جن پر کبھی کوئی سوار نہ ہوا ہوگا اس کے بعد جناب رسالتمآب اپنے علم کو بلائیں گے، اور اپنی تلوار اور علم قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ کے ہاتھ میں دیں گے اور ایک مدّت تک اسی طرح ہم روئے زمین پر رہیں گے اس کے بعد حق تعالٰے مسجد کوفہ سے ایک چشمہ روغن کا اور ایک چشمہ پانی کا اور ایک چشمہ دودھ کا جاری کرے گا اس وقت جناب امیرالمومنینؑ، جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار مجھے دے کر مشرق اور مغرب کی طرف بھیجیں گے، تاکہ دشمنانِ خدا کو قتل کروں اور بتوں کو جلادوں یہاں تک کہ ہند کے سب شہروں کو میں فتح کروں گا اور حضرت دانیال اور یوشع زندہ ہو کر حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے صدق اللہ و رسولہ پس حضرت ستر شخص ان کے ہمراہ کر کے جانب بصرہ بھیجیں گے تاکہ دشمنوں کو قتل کریں اور لشکر ہائے عظیم رُوم کی طرف بھیجیں گے، کہ وہاں کے سب شہروں کو فتح کریں میں ہرگز روئے زمین پر کسی ایسے حیوان کو باقی نہ رکھوں گا جس کا گوشت خُدا نے حرام کیا ہو، یہاں تک کہ زمین یہود، نصاریٰ اور تمام نجس چیزوں سے پاک و پاکیزہ ہو جائے گی، میں تمام ملتوں پر دین اسلام پیش کروں گا، اور ان کو اسلام لانے اور مارے جانے میں اختیار دوں گا پس جو شخص کہ اسلام قبول کرے گا اس پر احسان کروں گا اور جو شخص اسلام قبول نہ کرے گا اسے قتل کروں گا اور جو شخص ہمارے شیعوں سے روئے زمین پر ہوگا حق تعالٰے ایک فرشتہ اس کے پاس بھیجے گا کہ گرد و غبار، اس کے چہرے سے پونچھے اور اس کے حُور و قصور کو بہشت میں دکھلائے اور کوئی اندھا اور اپاہج اور مریض روئے زمین پر باقی نہ رہے گا، مگر یہ کہ برکت سے ہم اہل بیت کے شفا پائے گا۔ الٰہی برکتوں کا آسمان سے اس قدر نزول ہوگا، کہ درختوں کی شاخیں کثرت ثمر سے جھک جائیں گی۔ جاڑے کے میوے گرمیوں میں، گرمیوں کے میوے جاڑوں میں دستیاب ہوں گے جیسا کہ حق سبحانہ تعالٰے فرماتا ہے:- وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ .... كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (الخ) (سورۃ اعراف آیت ۹۶) :- یعنی اگر اہل قریہ ایمان لائیں اور پرہیزگاری کریں، تو بے شک نازل کروں میں ان پر برکتوں کو آسمان اور زمین سے۔ لیکن اہل قریہ نے تکذیب کی، پس ہم نے ان سے ان کے

کرتوتوں کا مواخذہ کیا۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا: کہ خُدائے عزّ وجل ہمارے شیعوں کو ایسی کرامتیں عطا کرے گا کہ کوئی چیز روئے زمین پر ان سے پوشیدہ نہ رہے گی یہاں تک کہ اگر کوئی اپنے گھر کی خبر دریافت کرنا چاہے گا تو زمین اس کے حال سے خبر دے گی۔

ابن بابویہ قمی نے کتاب امالی میں عبداللہ بن حسنؑ اور اُن کی مادر گرامی فاطمہ دختر امام حسینؑ سے روایت ہے، ان مظلومہ نے فرمایا: میں کم سن تھی اور دو سونے کے خلخال میرے پاؤں میں تھے جب اشقیا اسباب لوٹتے ہمارے خیمہ میں آئے ایک ملعون خلخال میرے پاؤں سے اُتارتا تھا اور روتا جاتا تھا میں نے پوچھا اے شقی کیوں روتا ہے؟ اس نے کہا کیوں کر نہ روؤں کیونکہ دختر رسولؐ کا زیور لوٹتا ہوں میں نے کہا: اے بے حیا جب کہ تو جانتا ہے کہ میں دختر رسولؐ ہوں پھر کیوں میرا زیور لوٹتا ہے اس نے کہا اگر میں نہ لوٹوں گا تو اور کوئی لے جائے گا یہ کہکر خلخالیں میرے پاؤں سے اُتار لے گیا اور جو اسباب خیمہ میں پایا لوٹ لے گئے۔ یہاں تک کہ چادریں تک ہمارے سر سے چھین لیں۔

تفسیر علی ابراہیم میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک دن منہال بن عمر نے حضرت زین العابدین علیہ السلام سے ملاقات کی، عرض کیا یا بن رسول اللہ کیا حال ہے آپ کا، کیونکر صبح کی۔ آپ نے فرمایا: اے منہال! اب تک تجھے میرے حال کی خبر نہیں میں نے اپنی قوم میں یوں صبح کی جس طرح بنی اسرائیل نے آل فرعون میں صبح کی، نانا کی اُمّت نے ہمارے فرزندوں کو قتل کیا اور ہماری عورتوں کو اسیر کیا اے منہال صبح کی ان لوگوں نے جو بہترین خلق خدا بعد پیغمبرؐ ہیں، اس طرح سے کہ منبروں پر ان کو بُرا کہا گیا اور ہمارے دشمن کی صبح اس طرح ہوئی کہ شرف و مالِ دُنیا ان کے ہاتھ لگا اور ہمارے دوستوں کی صبح ایسی ہوئی کہ ان کے مال کا نقصان ہوا۔ ان کی حق تلفی اور حقارت کی گئی اور ہمیشہ مومنین کا ایسا ہی حال رہا ہے۔ اور صبح کی عجم نے درحالیکہ فضیلت عرب کا اقرار کرتے ہیں، اس وجہ سے کہ خاتم الانبیاء محمد مصطفٰے صلوات اللہ علیہ عرب سے ہیں، اور عرب معترف ہیں بزرگی قریش کے، اس لئے کہ حضرت قریش سے ہیں، اور قریش کو فخر ہے۔ اس وجہ سے کہ حضرت ہم میں سے ہیں اور فخر کرتے ہیں عرب عجم پر کہ رسولؐ خدا قوم عرب سے ہیں لیکن ہم اہل بیت جو ان کی ذرّیت طاہرہ ہیں، اس بدحالی سے ہم نے صبح کی، کہ ظالموں نے ہمارا حق چھین لیا، اور حرمت ہماری نہ جانی۔

کافی میں منقول ہے کہ جعفر بن عیسیٰ نے امام رضا علیہ السّلام سے روزِ عاشورہ کے روزے کے بارے میں سوال کیا۔ ارشاد کیا تو صوم ابن مرجانہ کے متعلق پوچھتا ہے اے جعفر! روز عاشورا وہ دن ہے کہ آل زیاد نے جو اولاد زنا تھے، امام حسینؑ کے قتل کی خوشی میں روزہ رکھا، اور اس کو روز عید قرار دیا، اور آل رسولؐ اور جملہ اہل اسلام اس کو شوم و نحس جانتے ہیں اور جس دن کو اہل اسلام نحس جانیں اُس دن روزہ نہ رکھنا چاہیئے۔ اور اس دن کو متبرک نہ سمجھو، اور پیر کے دن وفات جناب رسولؐ خدا واقع ہوئی بلکہ کوئی آل محمدؐ سے مصیبت میں مبتلا نہیں ہوا مگر بروز دوشنبہ پس ہم اہلبیت اس دن کو بھی نحس و شوم جانتے ہیں اور دشمن ہمارے اسے متبرک جانتے ہیں چونکہ بروز عاشورا امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے اسی سبب سے ابن مرجانہ نے اس دن کو متبرک جانا، اور آل محمدؐ اس کو نحس و بد جانتے ہیں پس جو شخص ان دو دنوں (عاشورا و پیر) میں روزہ رکھے اور متبرک جانے تو خدا سے اس عالم میں ملاقات کرے گا کہ اس کا دل مسخ ہو گیا ہو گا اور محشور ہو گا ان لوگوں کے ساتھ جو ان دونوں کے روزہ کو سُنّت اور متبرک جانتے ہیں۔

ایضاً کتاب مذکور میں منقول ہے کہ عبدالملک نے حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے صوم نہم و دہم محرم کے متعلق پوچھا، تو فرمایا: بروز نہم لشکر شام نے حضرت کو مع اصحاب کے گھیر لیا اور ابن مرجانہ و عمر بن سعد نے اپنے لشکر کی کثرت دیکھ کر خوشیاں منائیں، اور حضرت کو اور آپ کے اصحاب باوفا کو ضعیف سمجھے اور ان کو یقین ہو گیا کہ کوئی شخص اہل عراق سے حضرت کی نصرت نہ کرے گا۔ فدا ہوں میں اس مظلوم پر جسے اشقیا ضعیف سمجھے اس کے بعد فرمایا عاشورا وہ دن ہے کہ امام حسین علیہ السّلام شہید ہوئے اور صحرائے کربلا میں مع اصحاب و اقربا باجسم صدچاک خاک و خون میں غلطاں باتن عریاں بے گور و کفن حضرت کی لاش مبارک پڑی تھی، وائے اس پر جو اس دن روزہ رکھے۔ قسم برب کعبہ یہ دن روزہ کا نہیں ہے۔ بلکہ یہ روز اندوہ و مصیبت ہے جس دن تمام زمین و آسمان اور تمام کائنات نے گریہ کیا، البتہ ابن مرجانہ اور آل زیاد و اہل شام کے واسطے روز خوشی و سرور ہے۔ غضب خدا نازل ہو ان اشقیا پر اور ان کی ذرّیت خبیثہ پر اے عبدالملک! اس دن مصیبت امام مظلوم پر سب قطعات زمین روئے، مگر زمین شام، پس جو شخص اس دن روزہ رکھے اور روز امن و برکت قرار دے حق سبحانہ، تعالیٰ اس کو ہمراہ آل زیاد

کے ایسی حالت سے محشور کرے گا، کہ دل اس کا مسخ ہوا ہو گا اور مورد غضب و سخط الٰہی ہو گا اور جو شخص آج کے روز کوئی چیز اپنے عیال کے لئے ذخیرہ کرے، خدائے عزوجل دل میں اس کے نفاق پیدا کرتا ہے تاآنکہ اپنے پروردگار سے ملاقات کرے اور ذخیرہ میں اس کے لئے اور اس کے عیال کے واسطے برکت کو اٹھا لیتا ہے اور سب چیزوں میں اس کی شیطان شریک ہوتا ہے۔

امالی شیخ طوسی علیہ الرحمہ میں منقول ہے، جناب صادق علیہ السّلام سے کسی نے صوم عاشورہ کے متعلق سوال کیا، حضرت نے فرمایا کہ وہ روز شہادت امام حسین علیہ السّلام ہے، اگر تو قتل حضرت سے خوش ہوا ہو تو اس دن روزہ رکھ۔ پھر فرمایا بنی امیہ اور ان کے مددگاروں (اہل شام) نے اس دن نذر کی تھی، کہ اگر حضرت قتل ہوں یا جس ملعون نے ان پر خروج کیا ہے وہ زندہ بچ جائے، اور خلافت آل ابی سفیان قائم رہے تو اس کے شکریہ میں روزہ رکھیں گے اور اسی سبب سے صوم عاشورا آل ابی سفیان میں سُنّت ہوا، اور ان کی پیروی سے سب لوگ اس دن روزے کو سُنّت جانتے ہیں اور اسباب فرح و شادی اپنے اہل و عیال کے لئے مہیا کرتے ہیں، تا آخر حدیث۔

کافی کلینی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اشعث بن قیس لعین قتل جناب امیر علیہ السّلام میں شریک تھا اور اس کی بیٹی جعدہ ملعونہ نے امام حسن علیہ السّلام کو زہر دیا اور اس کا بیٹا محمد خون حسینؑ میں شریک ہوا۔

امام محمد باقر علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ واقعہ کربلا کے وقت میرے والد ماجد بیمار خیمہ میں لیٹے ہوئے تھے اور میں اپنے دوستوں کو دیکھ رہا تھا کہ کس طرح میرے جد (امام حسین علیہ السّلام) پر نثار ہو رہے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ بالکل تنہا رہ گئے پھر آپ کو ان اشقیائے اُمّت نے اس بُری طرح قتل کیا کہ اس طرح جانور کو قتل کرنے کی بھی اللہ تعالیٰ نے ممانعت فرمائی ہے۔ آپ شمشیر و سنان و پتھر و عصا کے ذریعہ شہید کئے گئے۔ شہادت کے بعد آپ کی لاش پر گھوڑے دوڑائے گئے۔

شہادتِ عظمیٰ پر اعتراض اور اس کا مدلّل جواب

(از علامہ مجلسیؒ)

سیّد مرتضیٰ علم الہدیٰ نے کتاب تنزیہ الانبیاءؑ میں فرمایا ہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ اس بات کا کیا جواب ہے کہ امام حسینؑ نے اپنے اہل و عیال کو لے کر مکّہ سے کوفہ کی طرف کیوں خروج فرمایا حتیٰ کہ آپ کے دشمنوں کو اور حاکم کوفہ (ابن زیاد) کو آپ پر غلبہ ہوا اور آپ قتل کئے گئے حالانکہ آپ اہل کوفہ کی غدّاری و مکّاری سے خوب واقف تھے اور انھوں نے آپ کے باپ و بھائی کے ساتھ جو کچھ کیا تھا اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے پھر کیونکہ آپ کی رائے نے دوسرے تمام رائے دینے والوں اور نصیحت کرنے والوں کی رائے کی خلاف ورزی کی جبکہ ابن عباسؓ آپ کو جانے سے روکتے تھے اور ان کو آپ کے مارے جانے کا یقین تھا اسی طرح عبداللہ بن عمر نے جس وقت آپ کو رخصت کیا تو کہا: اے قتیل خدا حافظ! علاوہ برایں دیگر افراد نے بھی آپ کو اس ارادہ سے باز رکھنا چاہا مگر آپ نے کسی کی سماعت نہ کی۔ پھر جب راستہ میں ان کو جناب مسلمؑ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ واپس کیوں نہ آگئے۔ جب میدان کربلا میں پہنچے اور دشمن کا اژدہام دیکھا، اپنے مددگاروں کی قلّت دیکھی تو لڑنے پر کیوں آمادہ ہوئے۔ درآنحالیکہ آخر وقت ابن زیاد نے آپ کو امان کا موقع دیا تھا۔ آپ نے اس سے فائدہ اٹھا کر کیوں نہ اپنا اور اپنے اہل بیت اور اپنے شیعوں اور دوستوں کا خون بچا لیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ امام حسینؑ نے دیدہ و دانستہ خود کو کیوں تباہی میں ڈالا جب کہ آپ کے بھائی نے صلح و آشتی سے کام لے کر اس امر (حکومت) کو معاویہ کے سپرد کر دیا تھا لہٰذا دونوں بھائیوں کے بظاہر متضاد فعل کو کیسے جمع کیا جائے گا۔ اس کے بعد مصنّف علیہ الرحمہ نے سیّد مرتضیٰ کا جواب نقل کر کے پھر خود جواب دیا ہے، اور وہ یہ ہے:

(جواب) کتاب امامت و کتاب فتن میں بکثرت احادیث گزر چکی ہیں جن میں بیان کیا گیا ہے، کہ ہر امام اپنی ایک خاص تکلیف پر مامور ہے جو ان صحف سماویہ میں مرقوم ہیں جو رسولؐ پر نازل ہوئیں اور وہ ان پر عمل کرتے تھے پس جو احکام ان سے متعلق تھے، ان کا اپنے اوپر قیاس نہیں کرنا چاہیئے۔ جبکہ بہت سے انبیاءؑ کے حالات ہم پر واضح ہو چکے ہیں کہ بہت سے ان میں سے اکیلے ہی ہزاروں کافروں پر مبعوث کئے جاتے تھے اور ان کے سامنے جا کر ان کے خداؤں کو برا کہتے تھے اور اپنے دین کی طرف ان کو بلاتے تھے اور ہر قسم کی تکالیف

از قسم مار پیٹ قید و بند و قتل اور آگ میں ڈالے جانے کو بطیب خاطر برداشت کرتے تھے پھر یہ کہ بکثرت ادلہ و براہین سے اور نصوص متواترہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی ہے کہ ہر امام کے لئے صاحب عصمت ہونا ضروری ہے اس کے بعد ان پر اعتراض کی گنجائش نہیں ہے بلکہ جو کچھ ان سے صادر ہو اس کے آگے سر تسلیم خم کرنا چاہیئے۔ اس سے قطع نظر اگر آپ کی شہادت پر غور کرو تو معلوم ہو گا کہ آپ نے اپنے جد کی شریعت مقدسہ کو بچانے کے لئے اپنی جان نثار کر دی کیونکہ سلطنت بنو اُمیّہ کی بُنیادیں آپ کی شہادت ہی کے بعد متزلزل نظر آنے لگیں اور لوگوں پر ان کے کفر و الحاد کا انکشاف آپ کی شہادت کے بعد ہوا۔ اس کے برخلاف اگر آپ اپنے دشمن سے صلح و آشتی کا مظاہرہ کرتے تو اس طرح گویا اس کی حکومت کی تقویت کا باعث بنتے اور لوگوں پر امور دینیہ مشتبہ ہو جاتے اور مذہب کے نقوش دھندلے ہو جاتے علاوہ بریں آپ پر گزشتہ اخبار سے یہ بھی واضح ہو چکا ہے کہ امام حسینؑ مدینہ منورہ سے مکّہ کی طرف اس لئے نکلے تھے کہ اگر وہاں باقی رہتے تو قتل کر دیئے جاتے اسی طرح مکّہ معظمہ سے عراق کی طرف گئے کیونکہ ان جناب کو یہ ظن غالب ہو گیا تھا کہ کہیں دھوکہ سے قتل نہ کر دیئے جائیں حتیٰ کہ آپ نے حج تمام ہونے کا انتظار نہ فرمایا اور آٹھویں ذی الحجہ کو مکّہ سے اُس وقت نکل کھڑے ہوئے، جب کہ باہر سے حاجیوں کے قافلے آ رہے تھے۔ مکّہ سے نکلنے کے بعد بھی آپ کے لئے کوئی ماویٰ و ملجا نہ ملا، بلکہ میں نے بعض کتب معتبرہ میں دیکھا ہے کہ یزید نے عمرو بن سعید بن عاص کو لشکر عظیم کے ساتھ امیر حج بنا کر مکّہ روانہ کر دیا تھا اور اس کو تاکید کر دی تھی کہ جس طرح بن پڑے حسینؑ کو گرفتار کر لے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو بلا تامل قتل کر دے اس کے علاوہ یہ بھی روایت ہے کہ اس نے تیس چھنٹے ہوئے بنی اُمیّہ کے شیطان حاجیوں کے لباس میں بھیج دیئے تھے، اور ان کو اس بات پر مامور کیا تھا کہ حسینؑ جس عالم میں ملیں ان کو قتل کر دیا جائے۔ امام حسین علیہ السلام کو جب ان حالات کا علم ہوا تو آپ حج کو عمرہ سے بدل کر مُحِل ہو گئے کئی سندوں سے مروی ہے کہ جب آپ کو محمد حنفیہ نے کوفہ جانے سے منع کیا تو آپ نے ان سے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم اے بھائی! اگر میں چیونٹی کے سوراخ میں بھی گھس جاؤں تو یہ لوگ مجھ کو وہاں سے بھی باہر نکال کر قتل کر دیں گے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ اگر آپ بنی اُمیّہ سے صُلح بھی کر لیتے تب بھی وہ اپنی شدید عداوت کی وجہ سے ان کو نہ چھوڑتے بلکہ بہر حیلہ و مکر قتل کر دیتے، انھوں نے بیعت کو تو محض ایک بہانہ بنایا تھا کیونکہ وہ جانتے

تھے کہ آپ سر دینا گوارا کرلیں گے مگر بیعت نہ کریں گے کیا ناظرین نے مروان کی حالت نہیں دیکھی جس نے والئی مدینہ کو سوال بیعت سے پہلے ہی یہ مشورہ دیا تھا کہ امام حسین علیہ السّلام کو قتل کر دیا جائے اسی طرح عبید اللہ بن زیاد نے کہا تھا کہ حسینؑ سے کہو کہ ہماری بات مان لیں، پھر بعد میں ہم اپنی رائے پر عمل کریں گے۔ یہ بھی دیکھو کہ ان لوگوں نے مسلم کو کس طرح امان دی اور بعد میں کس طرح قتل کیا۔ اب رہا معاویہ کا معاملہ تو وہ اہلبیت اظہار سے شدت عداوت کے باوجود بڑا سیاستدان اور وقت شناس تھا اور حزم احتیاط کے دامن کو چھوڑنا نہ چاہتا تھا وہ جانتا تھا کہ اہل بیت کو علانیہ قتل کرنا اپنی سلطنت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے کے مترادف ہے اس طرح فوراً لوگ مخالف ہو جائیں گے۔ یہی وجہ تھی، کہ وہ آل رسولؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ظاہری طور سے بہ مدارات پیش آتا تھا، اور اس کی اسی چالبازی سے مجبور ہو کر امام حسن علیہ السّلام نے اس سے صلح کرلی۔ اور امام حسین علیہ السّلام نے بھی اس سے جنگ نہ کی اپنے بیٹے یزید کو بھی یہی وصیت کر کے مرا کہ وہ حسینؑ سے ظاہر بہ ظاہر تعرض نہ کرے کیونکہ وہ جانتا تھا، کہ یہ اس کے زوالِ سلطنت کا سبب بن سکتا ہے۔ (مترجم عرض کرتا ہے) سب سے بڑا فرق صلح حسنؑ و حرب حسینؑ میں سوالِ بیعت ہے۔ امام حسن علیہ السّلام سے معاویہ نے بیعت کی طلب کی، صرف حکومت واقتدار کی طلب کی، جس سے امام حسنؑ نے دستبرداری اختیار فرمائی۔ امام حسینؑ سے بھی اگر یزید صرف حکومت واقتدار کا طالب ہوتا، تو ہو سکتا تھا کہ آپ اس کے کام سے کام نہ رکھتے بشرطیکہ وہ علانیہ دین اسلام کا تمسخر نہ اڑاتا مگر اس نے آپ سے بیعت کا مطالبہ کیا تھا اور یہ مطالبہ وہ ہے جس کے آگے نہ حسینؑ کے بھائی نے سر جھکایا نہ باپ نے نہ آپ کی کسی اولاد امجاد نے۔ امام حسنؑ سے بھی اگر معاویہ بیعت کا طلب گار ہوتا تو پھر حسنؑ، حسین علیہما السّلام سے پہلے کربلا بنا دیتے۔ لہٰذا حسنؑ و حسینؑ کی سیرت کا موازنہ غلط ہے، یہ موازنہ اس وقت درست تھا، جب دونوں سے ایک ہی سوال کیا جاتا اور وہ بیعت کا سوال تھا۔

ختم شد حصّہ اوّل

حصّہ ۲ دوّم

بحار الانوار

ملّا محمد باقر مجلسی رحمہ اللہ

ترجمہ

علامۂ عصر مفتی سیّد طیّب آغا الموسوی الحسینی الجزائری دام ظلہٗ

در حالات

امام حسین علیہ السّلام

محفوظ بک ایجنسی امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی ۵
فون: ۴۲۴۲۸۶

تھے کہ آپ سر دینا گوارا کرلیں گے مگر بیعت نہ کریں گے کیا ناظرین نے مروان کی حالت نہیں دیکھی جس نے والئی مدینہ کو سوال بیعت سے پہلے ہی یہ مشورہ دیا تھا کہ امام حسینؑ علیہ السّلام کو قتل کر دیا جائے اسی طرح عبید اللہ بن زیاد نے کہا تھا کہ حسینؑ سے کہو کہ ہماری بات مان لیں، پھر بعد میں ہم اپنی رائے پر عمل کریں گے ۔ یہ بھی دیکھو کہ ان لوگوں نے مسلمؑ کو کس طرح امان دی اور بعد میں کس طرح قتل کیا۔ اب رہا معاویہ کا معاملہ تو وہ اہلبیت اظہار سے شدت عداوت کے باوجود بڑا سیاستدان اور وقت شناس تھا اور حزم ا احتیاط کے دامن کو چھوڑنا نہ چاہتا تھا وہ جانتا تھا کہ اہل بیت کو علانیہ قتل کرنا ا سلطنت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے کے مترادف ہے اس طرح فوراً لوگ مخالف ہو جائیں گے ۔ یہی وجہ تھی، کہ وہ آل رسولؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ظاہری طور سے بہ مدارات پیش آتا تھا، اور اس کی اسی چالبازی سے مجبور ہو کر امام علیہ السّلام نے اس سے صلح کرلی ۔ اور امام حسین علیہ السّلام نے بھی اس سے جنگ نہ کی اپنے بیٹے یزید کو بھی یہی وصیت کر کے مرا کہ وہ حسینؑ سے ظاہر بہ ظاہر تعرض نہ کرے کیو وہ جانتا تھا کہ یہ اس کے زوال سلطنت کا سبب بن سکتا ہے ۔ (مترجم عرض کرتا ہے) سے بڑا فرق صلح حسنؑ و حرب حسینؑ میں سوال بیعت ہے ۔ امام حسنؑ علیہ السّلام سے م نے بیعت کب طلب کی، صرف حکومت واقتدار کی طلب کی، جس سے امام حسنؑ نے دست اختیار فرمائی۔ امام حسینؑ سے بھی اگر یزید صرف حکومت واقتدار کا طالب ہوتا، تو ہو سکت کہ آپ اس کے کام سے کام نہ رکھتے بشرطیکہ وہ علانیہ دین اسلام کا تمسخر نہ اڑاتا مگر اس نے سے بیعت کا مطالبہ کیا تھا اور یہ مطالبہ وہ ہے جس کے آگے نہ حسینؑ کے بھائی نے سر نہ باپ نے نہ آپ کی کسی اولاد واجداد نے ۔ امام حسنؑ سے بھی اگر معاویہ بیعت کا طلب گا پھر حسنؑ، حسین علیہما السّلام سے پہلے کربلا بنا دیتے ۔ لہٰذا حسنؑ و حسینؑ کی سیرت کا غلط ہے ۔ یہ موازنہ اس وقت درست تھا، جب دونوں سے ایک ہی سوال کیا جاتا ا بیعت کا سوال تھا۔

ختم شد حصہ اوّل

حصہ ۲ دوم

بحار الانوار

ملا محمد باقر مجلسی رحمہ اللہ

ترجمہ

علامہ عصر مفتی سید طیب آغا الموسوی الحسینی الجزائری دام ظلہ

در حالات

امام حسین علیہ السلام

محفوظ بک ایجنسی
امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی ۵
فون: ۴۲۴۲۸۶

تھے کہ آپ بسر دینا گوارا کر لیں گے مگر بیعت نہ کریں گے کیا ناظرین نے مروان کی حالت نہیں دیکھی جس نے والئی مدینہ کو سوال بیعت سے پہلے ہی یہ مشورہ دیا تھا کہ امام حسینؑ علیہ السّلام کو قتل کر دیا جائے اسی طرح عبیداللہ بن زیاد نے کہا تھا کہ حسینؑ سے کہو کہ ہماری بات مان لیں، پھر بعد میں ہم اپنی رائے پر عمل کریں گے۔ یہ بھی دیکھو کہ ان لوگوں نے مسلمؑ کو کس طرح امان دی اور بعد میں کس طرح قتل کیا۔ اب رہا معاویہ کا معاملہ تو وہ اہلبیت سے شدت عداوت کے باوجود بڑا سیاستدان اور وقت شناس تھا اور رحم و اظہار احتیاط کے دامن کو چھوڑنا نہ چاہتا تھا وہ جانتا تھا کہ اہل بیت کو علانیہ قتل کرنا اپنی سلطنت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے کے مترادف ہے اس طرح فوراً لوگ مخالف ہو جائیں گے۔ یہی وجہ تھی، کہ وہ آل رسولؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ہمیشہ ظاہری طور سے بہ مدارات پیش آتا تھا، اور اس کی اسی چالبازی سے مجبور ہو کر امام حسنؑ علیہ السّلام نے اس سے صلح کر لی۔ اور امام حسین علیہ السّلام نے بھی اس سے جنگ نہ کی بلکہ اپنے بیٹے یزید کو بھی یہی وصیت کر کے مرا کہ وہ حسینؑ سے ظاہر بہ ظاہر تعرض نہ کرے کیونکہ وہ جانتا تھا، کہ یہ اس کے زوال سلطنت کا سبب بن سکتا ہے۔ (مترجم عرض کرتا ہے) سب سے بڑا فرق صلح حسنؑ و حرب حسینؑ میں سوال بیعت ہے۔ امام حسنؑ علیہ السّلام سے معاویہ نے بیعت کب طلب کی، صرف حکومت و اقتدار کی طلب کی، جس سے امام حسنؑ نے دستبرداری اختیار فرمائی۔ امام حسینؑ سے بھی اگر یزید صرف حکومت و اقتدار کا طالب ہوتا، تو ہو سکتا کہ آپ اس کے کام سے کام نہ رکھتے بشرطیکہ وہ علانیہ دین اسلام کا تمسخر نہ اڑاتا مگر اس نے سے بیعت کا مطالبہ کیا تھا اور یہ مطالبہ وہ ہے جس کے آگے نہ حسینؑ کے بھائی نے نہ باپ نے نہ آپ کی کبھی اولاد و اجداد نے۔ امام حسنؑ سے بھی اگر معاویہ بیعت کا طلب گار پھر حسنؑ، حسینؑ علیہما السّلام سے پہلے کربلا بنا دیتے۔ لہٰذا حسنؑ و حسینؑ کی سیرت کا غلط ہے، یہ موازنہ اس وقت درست تھا، جب دونوں سے ایک ہی سوال کیا جاتا وہ بیعت کا سوال تھا۔

ختم شد حصّہ اوّل